دُروسِ دستور المبتدی

علمِ صرف کی جامع اُردو شرح

مع صرفی جداول و ویکٹر نقشہ جات

افادات: حضرت مولانا محمد زہیر روحانی بازی مدظلہ العالی

ترتیب و تدوین: محمد ساجد اکرم

www.dars-e-nizami.com

دُرُوسِ دَسْتُورُ الْمُبْتَدِی

علمِ صرف کی معروف فارسی کتاب «دستور المبتدی» کی جامع و محقق اردو شرح

(توضیحی و صرفی حواشی، ویکٹر نقشہ جات و جداول)

افادات: حضرت مولانا محمد زہیر روحانی بازی مد ظلہ العالی

اسباق: ۱۱۱ تا ۱۳۹ (مکمل کتاب — ۲۹ اسباق)

ترتیب و تدوین: محمد ساجد اکرم

جامعۃ التوحید، چک کانی پور (پاکپتن، پنجاب، پاکستان)

www.dars-e-nizami.com

اِلتِمَاسِ دُعَا وَ اِیصَالِ ثَوَاب

اے اللہ! اس کتاب کی ترتیب، تدوین اور اشاعت میں ہونے والی تمام کوششوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما، اسے طلبۂ علمِ دین کے لیے نافع اور ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بنا۔

یااللہ! اس کا ثواب میری **والدۂ مرحومہ** اور **ہمشیرۂ مرحومہ** کی ارواحِ طیبہ کو پہنچا، ان کی کامل مغفرت فرما، ان کی قبروں کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنا اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔

نیز میرے تمام علمی محسنین اور اساتذہ کے درجات بلند فرما۔ آمین!

طالبِ دعا: محمد ساجد اکرم

مختصر فہرستِ ابواب واسباقِ دستور المبتدی

(مطلوبہ باب، سبق یا نقشے پر کلک کر کے براہِ راست اس صفحے پر پہنچیں)

شمار	باب/فصل	شامل اہم مباحث	اسباق	صفحہ
۱	باب اول: مقدمہ و تخفیفِ ہمزہ	اقسام ہفت گانہ (مع نقشہ)، الف و ہمزہ، اقسامِ ادغام، اجتماعِ ہمزتین (مع جدول)	۱۱۱تا۱۱۶	۱
۲	فصلِ دوم: اعلالِ مثال	حذفِ واو و مستثنیات (مع جدول)، مصدرِ مثال، میزَانٌ، بابِ افتعال	۱۱۷تا۱۲۰	۴۰
۳	فصلِ سوم: اعلالِ اجوف	قوانینِ اجوف (مع نقشہ)، موانعِ تعلیل، قُلْتُ وبِعْتُ (مع جدول)، لَسْتُ	۱۲۱تا۱۳۰	۶۵
۴	فصلِ چہارم: اعلالِ ناقص	واو و یا در طرف (مع نقشہ)، جزم و وقف، طَیٌّ، تفعیل، یَدْعُوْ	۱۳۱تا۱۳۵	۱۲۵
۵	خاتمہ: ادغام و متفرقات	مضاعف کے قوانین (مع جدول)، مُدَّ، اِضْرِبُنَّ، بابِ افتعال (مع نقشہ)	۱۳۶تا۱۳۹	۱۵۵

کلک ایبل اشاریہ حواشی، ویکٹر نقشہ جات و صرفی جداول

نقشہ/جدول کا عنوان	سبق	صفحہ	نقشہ/جدول کا عنوان	سبق	صفحہ
ویکٹر نقشہ: کلمہ کی اقسامِ ہفت گانہ	۱۱۱	۲	جدول: ماضی اجوف متصل بضمیرِ متحرک	۱۲۸	۱۰۷
جدول: اجتماعِ ہمزتین در یک کلمہ	۱۱۵	۲۶	ویکٹر نقشہ: اعلالِ ناقص کے اہم قواعد	۱۳۱	۱۲۶
جدول: حذفِ واو کی شرائط و مستثنیات	۱۱۷	۴۱	جدول: قوانینِ ادغام در مضاعف	۱۳۶	۱۵۶
ویکٹر نقشہ: اعلالِ اجوف کی چار صورتیں	۱۲۱	۶۶	ویکٹر نقشہ: بابِ افتعال کا قلب و ادغام	۱۳۹	۱۸۲

«کتاب کے آخر میں مکمل تفصیلی فہرستِ اسباق (صفحہ ۱۹۰) پر جانے کے لیے یہاں کلک کریں»

بَابُ الْأَوَّلِ: مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ وَقَوَانِينُ تَخْفِيفِ الْهَمْزَةِ

خطبۂ کتاب، اقسامِ ہفت گانہ، صورِ ہمزہ اور تخفیفِ ہمزہ کے قوانین (اسباق ۱۱۱ تا ۱۱۶)

خطبۂ کتاب، غرضِ تالیف اور اقسامِ ہفت گانہ (صحیح، مہموز، معتل، مضاعف)

سبق نمبر ۱۱۱—تاریخِ درس: ۲۱ اپریل ۲۰۰۹ء

اچھا بھئی آج یہ نئی کتاب دستور المبتدی ان شاء اللہ شروع کریں گے۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے صرف کی بھئی۔ آیئے پہلے دعا پڑھ لیں بھئی۔[1]

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

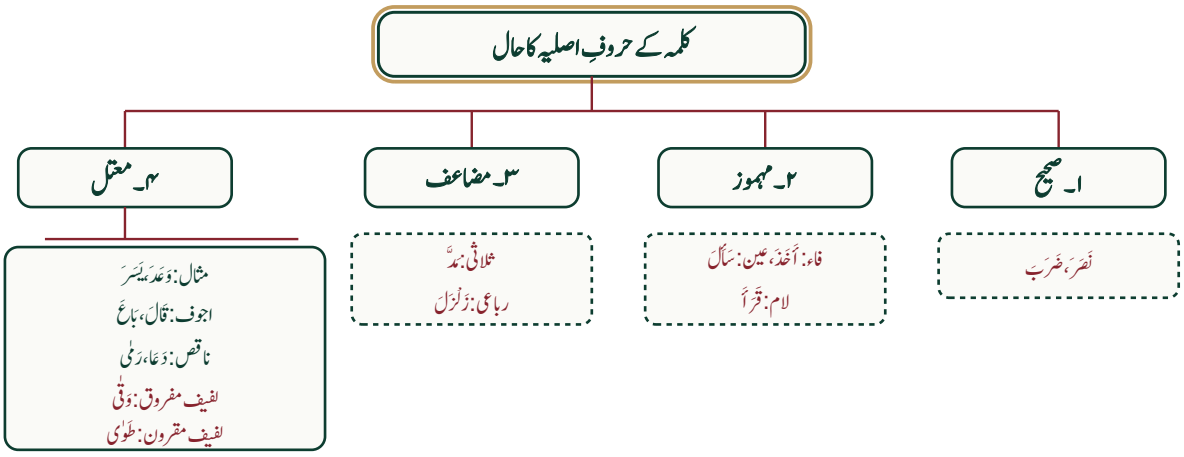
رَبَّنَا يَسِّرْ لَنَا هٰذَا الْكِتَابَ وَلَا تُعَسِّرْهُ وَتَمِّمْهُ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْنُ يَا فَتَّاحُ يَا عَلِيْمُ۔رَبَّنَا يَسِّرْ لَنَا هٰذَا الْكِتَابَ وَلَا تُعَسِّرْهُ وَتَمِّمْهُ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْنُ يَا فَتَّاحُ يَا عَلِيْمُ۔رَبَّنَا يَسِّرْ لَنَا هٰذَا الْكِتَابَ وَلَا تُعَسِّرْهُ وَتَمِّمْهُ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْنُ يَا فَتَّاحُ يَا عَلِيْمُ۔آمِيْنْ ثُمَّ آمِيْنْ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اچھا بھئی اب دیکھیے بھئی کتاب پر۔بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُصَرِّفُ الْأَحْوَالَ وَيُخَفِّفُ الْأَثْقَالَ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، الَّذِيْ يُصَرِّفُ الْأَحْوَالَ، جو پھیرتے ہیں احوال کو، یعنی بدلتے ہیں احوال کو۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ کبھی انسان ایک حالت میں ہے، کبھی دوسری حالت میں ہے، یہ احوال کو پھیرنے والے اور بدلنے والے یہ کون سی ذات ہے؟ الله تعالیٰ کی ہے۔ تو تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جو پھیرنے والے ہیں احوال کو۔

وَيُخَفِّفُ	الْأَثْقَالَ	خَفَّفَ

[1] ویکٹر نقشہ: کلمہ کی اقسامِ ہفت گانہ (شش/ہفت اقسام)



کے معنی ہیں ہلکا کرنا، اور أَثْقَالٌ ثقل کی جمع ہے، بوجھ اور وزن کو کہتے ہیں۔ اور وہ ذات اللہ جو کہ بوجھوں کو ہلکا کرنے والے ہیں، بوجھ کو ہلکا کرنے والے ہیں بھئی، سختیوں کو کم کرنے والے ہیں۔ وَيَكْشِفُ الْعِلَلَ، یہ سارے مولانا عطف ہو رہا ہے يُصَرِّفُ الْأَحْوَالَ پر۔ وہ اللہ جو احوال کو پھیرنے والے ہیں اور بوجھوں کو کم کرنے والے ہیں،

وَيَكْشِفُ	الْعِلَلَ	عِلَلٌ

جمع ہے عِلَّةٌ کی، اور عِلَّت بیماری کو کہتے ہیں۔ كَشْفٌ کے معنی ہیں کھولنا، تو مراد ہے بیماری کا دور کرنا، اور وہ اللہ جو بیماری کو دور کرنے والے ہیں، صحت نصیب فرمانے والے ہیں۔ وَيُصْلِحُ الْعَمَلَ، اور وہ اللہ جو عمل کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ انسان جو بھی نیکی کرتا ہے وہ اللہ کی توفیق سے ہوتی ہے، اس پر کبھی بھی مغرور نہیں ہونا چاہیے بھئی۔ ہر خیر کا کام جو بھی کرتا ہے انسان وہ اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے بھئی۔

وَالصَّلَاةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ، اور رحمت نازل ہو اللہ کے رسول پر، مُحَمَّدٍ، جن کا نام کیا ہے مُحَمَّدٌ۔ مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ، وہ مُحَمَّدٌ، الَّذِيْ أَسَّسَ قواعد الدِّيْنِ، جنہوں نے بنیاد رکھی قواعد الدِّيْنِ دین کے قوانین کی، جنہوں نے دین کے شریعت کے قوانین کی بنیاد رکھی۔ وَأَبْنِيَةَ الْإِسْلَامِ، اور جنہوں نے بنیاد رکھی أَبْنِيَةَ الْإِسْلَامِ اسلامی عمارتوں کی بھئی، یعنی اسلامی جو طور طریقے ہیں ان کی بنیاد رکھی بھئی۔

وَعَلٰى آلِهِ، اور رحمت نازل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔ آل کے مختلف معانی ہیں بھئی، لیکن سب سے جو راجح ہے علماء کے نزدیک کہ اس سے ہر متقی مومن مراد ہے، اور ایک حدیث میں بھی یہ آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر متقی مومن میری آل میں سے ہے۔ تو رحمت نازل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔ وَأَصْحَابِهِ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ پر، الَّذِيْنَ بَذَلُوْا جُهْدَهُمْ، جنہوں نے خرچ کیا اپنی کوشش کو، بَذْلٌ کے معنی ہیں خرچ کرنا، جُهْدٌ کہتے ہیں کوشش کو۔ جنہوں نے اپنی کوشش کو خرچ کیا یعنی اپنی پوری کوشش کی۔ فِي اسْتِنْبَاطِ قَوَانِيْنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، کس چیز کے اندر؟ حلال اور حرام کے قوانین کے نکالنے میں۔ حلال اور حرام کے قوانین کے نکالنے میں انہوں نے اپنی پوری کوشش کی۔ یعنی بھئی کچھ چیزیں تو قرآن اور حدیث میں صراحتاً مذکور ہیں اور کچھ اشارتاً مذکور ہیں، تو انہوں نے یعنی اجتہاد کیا اور قرآن اور حدیث سے مسائل کا استنباط کیا اور اس میں پوری کوشش کی بھئی۔

پس از حمد و صلوٰۃ۔ یہاں تک مولانا خطبہ ہے کتاب کا، حمد و صلوٰۃ ذکر کی۔ اور یہ خطبہ براعت استہلال پر مشتمل ہے۔ براعت استہلال یہ اصطلاح ہے، یہ یعنی کتاب کے خطبے میں ایسے الفاظ ذکر کرنا جس سے آگے آنے والے مقصود کی طرف اشارہ ہو جائے بھئی، آگے آنے والے مقصود کی طرف۔ تو اس کتاب میں مقصود کیا ہے؟ علم صرف کے قوانین بیان ہوں گے۔ تو خطبے میں ایسے لفظ لے آئے جن کے ذریعے کس کی طرف اشارہ ہو رہا ہے؟ اس مقصود کی طرف اشارہ ہو رہا ہے، مقصد کی طرف۔

دیکھو يُصَرِّفُ الْأَحْوَالَ، وہ اللہ جو احوال کو پھیرتے ہیں، آگے مقاصد میں بھی ہم کس بارے میں بحث کریں گے؟ ایک صیغہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف کیسے پھیرا جاتا ہے، کیسے اس میں تعلیل کی جاتی ہے۔ وَيُخَفِّفُ الْأَثْقَالَ، اور وہ اللہ جو بوجھوں کو کم کرنے والے ہیں، آگے بھی آپ پڑھیں گے مقاصد کے اندر کہ کس طرح کلمے کے اندر تبدیلی کی جاتی ہے، ثقل کو دور کیا جاتا ہے اور اس کو خفیف بنایا جاتا ہے۔ وَيَكْشِفُ الْعِلَلَ، جی، اور اسی طرح جو عِلَل ہیں ان کو دور کیا جاتا ہے، علتوں کو، لفظ سے یہی بوجھ وغیرہ مراد ہیں۔ جی آگے، وہ مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ أَسَّسَ قواعد الدِّيْنِ، جنہوں نے دین کے قواعد کی بنیاد رکھی، وَأَبْنِيَةَ الْإِسْلَامِ، اور اسلامی عمارتوں کی بنیاد رکھی بھئی۔ تو یہاں پر بھی ہم کیا پڑھیں گے؟ قواعد پڑھیں گے بھئی۔ علم صرف سے متعلقہ قواعد اور ضوابط آجائیں گے بھئی، ان کی بنیاد بھئی۔ بنیادی قوانین آئیں گے، بنیادی قوانین سے متعلق یہاں بحث ہے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو یہ براعت استہلال ہے، خطبے میں ایسے الفاظ ذکر کرنا جس سے آگے آنے والے مقاصد کی طرف اشارہ ہو جائے۔

اسی طرح آگے آیا مولانا، وہ صحابہ جنہوں نے اپنی پوری کوشش کی کس چیز کے اندر؟ حلال اور حرام کے قوانین کے نکالنے میں۔ تو یہاں پر بھی آپ بھئی مختلف قسم کے قوانین پڑھیں گے بھئی کہ کون سی صورت ہے وہاں قانون لگانا جائز ہے، کون سی صورت ہے وہاں قانون کا لگانا جائز نہیں، ساری تفصیل آجائے گی۔

پس از حمد وصلوٰۃ می گوید بندۂ ضعیف، حمد وصلوٰۃ کے بعد کہتا ہے بندۂ ضعیف کمزور بندہ۔ یہ اب عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے مصنف جو ہیں مختلف الفاظ اپنے لیے لے کر آرہے ہیں بطور عاجزی کے۔ کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد بندۂ ضعیف یعنی کمزور بندہ کہتا ہے، **گنہگار شرمسار**، جو گنہگار ہے اور نادم ہے، **امیدوار مغفرت پروردگار**، اور اپنے پروردگار کی مغفرت کا امیدوار ہے، **متعلم**، طالب علم ہے بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ بطور عاجزی کے کیا کہہ رہے ہیں؟ میں کوئی بڑا عالم نہیں ہوں بلکہ میں تو خود کیا ہوں ایک طالب علم ہوں بھئی۔ **حقیر**، اور حقیر ہوں، صفی بن نصیر بھئی، یہ بڑے عالم گزرے ہیں مولانا، صفی بن نصیر ان کا نام ہے۔

أَصْلَحَ اللهُ تَعَالٰی حَالَهُ وَخَفَّفَ أَثْقَالَهُ۔ الله تعالیٰ ان کے حال، اپنے لیے دعا کر رہے ہیں، اللہ ان کے حال کی اصلاح فرمائے، وَخَفَّفَ أَثْقَالَهُ، اور ان کے بوجھوں کو ہلکا فرمائے۔ **ہر گاہ فرزند شیخ الاسلام ابو المکارم اسماعیل**، رَزَقَهُ اللهُ تَعَالٰی عِلْمًا نَافِعًا وَّفَهْمًا كَامِلًا۔ **ہر گاہ فرزند شیخ الاسلام**، جب شیخ الاسلام کے بیٹے ابو المکارم بھئی، مَكَارِمُ جمع ہے مَكْرُمَةٌ کی، اور مَكْرُمَةٌ کہتے ہیں مولانا بلندی کردار کو، سخاوت کو۔ تو ابو المکارم سے مراد کیا معنی ہوا؟ سخاوت والے اور بلند کردار والے۔ تو یہ اسماعیل نام ہے ان کا بھئی، یہ ان کے بیٹے کا۔ شیخ الاسلام کے بیٹے، بلند کردار والے اسماعیل جو ہیں، رَزَقَهُ اللهُ تَعَالٰی عِلْمًا نَافِعًا وَّفَهْمًا كَامِلًا، الله تعالیٰ ان کو نصیب فرمائے نافع علم اور کامل فہم، کامل سمجھ ان کو الله تعالیٰ نصیب فرمائے۔

تو یہ کوئی بڑے عالم ہوں گے مولانا، ان کے بیٹے کے استاد تھے۔ تو اس کو آگے بتلائیں گے کہ میں نے پنج گنج جو صرف کی مشہور کتاب ہے، ابتدائی کتاب، جب میں نے وہ ان کو پڑھادی تو، تو یہ بڑے عالم شیخ الاسلام جو ہیں، نام تو انہوں نے ذکر نہیں کیا ان کا، انہوں نے اپنے بیٹے کی تدریس کے لیے ان کو مقرر کیا ہو گا۔ تو کہتے ہیں ان کو جب میں نے پنج گنج کتاب پڑھادی تو اس کے بعد مجھے کوئی، میں چاہتا تھا ان کو مزید آگے پڑھاؤں، لیکن مجھے کوئی مناسب کتاب نہیں مل رہی تھی ان کو پڑھا، کہ جو میں انہیں پڑھاتا۔ چنانچہ پھر میں نے ان کے لیے خود ہی کچھ یہ قوانین جمع کیے، ابدال، اعلال اور ادغام وغیرہ کے قوانین جمع کیے، اور پھر اس کتاب کا نام میں نے کیا رکھ دیا؟ دستور المبتدی رکھ دیا بھئی۔ تو یہ دراصل وہ اپنے، کوئی ان کے شیخ ہوں گے، پیر ہوں گے، ان کے بیٹے کو پڑھانے کے لیے انہوں نے اصل میں کیا کیا تھا؟ ان قوانین کو جمع کیا تھا بھئی۔ اور نام اس بیٹے کا کیا نام ہے؟ اسماعیل بھئی۔ دیکھیے آگے اس کو دعا بھی دے رہے ہیں: رَزَقَهُ اللهُ تَعَالٰی عِلْمًا نَافِعًا وَّفَهْمًا كَامِلًا، الله انہیں نافع علم اور کامل سمجھ نصیب فرمائے۔

چوں تصریف پنج گنج بعون الله تعالیٰ **وحسن توفیقہٖ تمام کرد**، جب انہوں نے پنج گنج کی صرف اللہ کی مدد سے اور اللہ کی توفیق، اچھی توفیق کے ساتھ تمام کر، کر دی، پوری کر لی۔ **خواستم**، میں نے چاہا، **کہ کتاب دیگر فارسی در علم صرف تعلیم کنم**، میں نے چاہا کہ کوئی دوسری فارسی کتاب علم صرف کے اندر انہیں پڑھاؤں۔ **ہیچ کتاب لائق تعلیم او نیافتم**، کوئی کتاب میں نے ان کو پڑھانے کے لائق مجھے نہ ملی بھئی، میں نے نہ پائی، **نیافتم** میں نے نہ پائی۔ **پس چند قوانین اعلال وابدال و تخفیف ہمزہ وادغام برائے تعلیم او دریں مختصر جمع کردم**، پس چند قوانین اعلال اور ابدال اور تخفیف ہمزہ اور ادغام کے جو ہیں **برائے تعلیم او** اس کی تعلیم کے لیے **دریں مختصر جمع کردم** میں نے اس مختصر رسالے میں جمع کر دیے۔ **ونام دستور المبتدی نہادم**، اور اس کا نام میں نے دستور المبتدی رکھ دیا بھئی۔ دستور المبتدی۔ دستور یاد رکھیے آئین کو کہتے ہیں۔ قوانین کا ملکی قوانین کا جو مجموعہ ہوتا ہے جسے آئین کہتے ہیں، فارسی زبان میں وہ کیا کہلاتا ہے؟ دستور کہلاتا ہے بھئی۔ تو کہتے ہیں یعنی مبتدی ابتدائی طالب علم بھئی، ابتدائی طالب علم کا آئین، یعنی اس کے وہ جو قوانین کا مجموعہ ہے اس کے لیے صرف کا۔ تو اس کا نام کہتے ہیں میں نے دستور المبتدی رکھ دیا۔

وبرائے ترغیب طالباں وارشاد راغباں سوالہا وجوابہا دریں قوانین مندرج کردم۔ اور طالب علموں کی ترغیب کے لیے اور رغبت کرنے والوں کی رہنمائی کے لیے، سوال اور جواب جو ہیں میں نے ان قوانین کے اندر درج کر دیے۔ طالب علموں کی ترغیب اور رغبت کرنے والوں کی رہنمائی کے لیے میں نے ان قوانین میں کیا درج کر دیے؟ سوال اور جواب بھئی۔ سوالہا، یہ ہا جو ساتھ ملی ہوئی ہے یہ فارسی میں جمع کے لیے استعمال ہوتی ہے بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ یہ جمع۔ تو **سوالہا وجوابہا**، سوال اور جواب جو ہیں میں نے ان قوانین میں درج کر دیے بھئی۔ سوال وجواب سے بھئی ذرا لطف بڑھ جاتا ہے، تو انہوں نے بھی اس کتاب میں کیا صورت اختیار کی ہے؟ سوال وجواب کی صورت اختیار کی ہے، اور بڑی پیاری اور عمدہ کتاب لکھی ہے بھئی۔

آگے دیکھیے: **وبیشتر قواعد متفرقہ در سلک ضبط در آوردم**۔ سِلك کہتے ہیں لڑی کو بھئی، لڑی۔ ضبط کہتے ہیں ترتیب کو مولانا، ترتیب کو۔ اور **بیشتر قواعد متفرقہ**، اور بہت سے متفرق قواعد جو ہیں **در سلک ضبط در آوردم**، میں انہیں ترتیب کی لڑی کے اندر لے آیا۔ میں انہیں ترتیب کی لڑی میں، **در آوردم** میں لے آیا، اس کے اندر لے آیا، یعنی میں نے انہیں ترتیب کی لڑی میں پرو دیا، انہیں اچھی ترتیب دے دی بھئی۔ مختلف قوانین تھے لیکن ترتیب نہیں دیے ہوئے تھے، میں نے ان کو ترتیب دے دی بھئی۔

ودر ایضاح بیان آں کوشش بلیغ نمودم۔ اور ان کے بیان کی وضاحت میں بھئی، یعنی ان کو بیان کے ساتھ میں ان کی خوب اچھی طرح وضاحت کر دوں، تو ان کے بیان کی وضاحت کے اندر **کوشش بلیغ نمودم**، خوب کوشش کی میں نے۔ کوشش بلیغ، خوب کوشش، نمودم میں نے کی بھئی، خوب کوشش دکھائی۔ **تا مبتدیاں ازاو نفع گیرند**، تاکہ مبتدی یعنی ابتدائی طالب علم جو ہیں **ازاو** اس سے **نفع گیرند** نفع اٹھائیں بھئی، نفع پکڑیں یعنی نفع اٹھائیں بھئی۔ **واز وضوح بیان وے بہرہ مند شوند**، اور اس کے بیان کی وضاحت سے **بہرہ مند شوند** نفع اٹھائیں بھئی، کیا کر لیں اس سے؟ نفع اٹھالیں۔

واز حق سبحانہ وتعالیٰ خواستم، اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں، **تا فرزندم عزیز الوجود**، تاکہ میرا یہ عزیز الوجود بیٹا جو ہے، کس کی طرف اشارہ ہے؟ اسماعیل کی طرف، یعنی میرے بیٹوں ہی کی طرح ہے۔ تو یہ جو میرا عزیز الوجود بیٹا ہے، یہ، **وہر کہ ایں مختصر رابخواند**، اور ہر وہ جو کہ اس مختصر کو پڑھے، فہم کام، یہ اللہ سے میں چاہتا ہوں کہ میرا جو بیٹا ہے اور ہر وہ طالب علم جو اس مختصر رسالے کو پڑھے، **فہم کامل وعلم نافع یابد**، وہ کامل سمجھ اور نافع علم پائے بھئی، کامل سمجھ اور نافع علم **یابد** پالے۔ **واز تاریکی جہل بیرون آمدہ در روشنی علم افتد**، اور جہالت کی تاریکی سے باہر آکر علم کی روشنی میں آواقع ہو جائے، جہالت کی تاریکی سے نکلتے ہوئے کہاں آجائے؟ علم کی روشنی میں آجائے۔

وَاللهُ	وَلِيُّ	التَّوْفِيْقِ	بِالْإِتْمَامِ

، اور اللہ ہی توفیق دینے والے ہیں اختتام تک بھئی، اختتام کی، پورا کرنے کی توفیق دینے والے اللہ ہی ہیں۔

بداں، زَادَكَ اللهُ تَعَالٰى عِلْمًا نَافِعًا وَّفَهْمًا كَامِلًا۔ **بداں** جان لے تو، زَادَكَ اللهُ تَعَالٰى عِلْمًا نَافِعًا وَّفَهْمًا كَامِلًا۔ یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے دیکھیے بھئی، قدم قدم پر دعا دیتے ہیں، اب یہ ہر پڑھنے والے کو دعا دے رہے ہیں بھئی۔ **بداں**، اے پڑھنے والے جان لے تو، زَادَكَ اللهُ تَعَالٰى، الله بڑھادے تجھے، عِلْمًا نَافِعًا، باعتبار نفع دینے والے علم کے، یعنی اللہ تیرے علم نافع کو اللہ بڑھادے، وَفَهْمًا كَامِلًا، اور اللہ تجھے بڑھادے کس اعتبار سے؟ کامل فہم کے اعتبار سے بھئی، کہ کامل فہم تجھے نصیب فرمائے۔

کہ جملہ اسماء وافعال نزدیک اہل تصریف بر چہار گونہ است۔ کہ تمام اسماء اور افعال **نزدیک اہل تصریف**، اہل صرف کے نزدیک، صرف والوں کے نزدیک، **بر چہار گونہ است** چار قسم پر ہیں بھئی: **صحیح و مہموز و معتل و مضاعف**۔ ایک صحیح ہے، ایک مہموز، ایک معتل اور ایک مضاعف۔ اب آگے ان میں سے ہر ایک کی تعریف کریں گے۔

تو کہتے ہیں: **اما صحیح آں باشد کہ حرفے از حروف اصلی وے حرف علت و ہمزہ و دو حرف صحیح از یک جنس نباشد** بھئی۔ یہ ساری اکثر چیزیں آپ پڑھ چکے ہیں بھئی، تو جلدی جلدی ہم کریں گے۔ **اما صحیح آں باشد**، صحیح وہ ہے **کہ حرفے از حروف اصلی وے**، کہ کوئی حرف اس کے حروف اصلی میں سے حرف علت اور ہمزہ اور دو حرف صحیح اس کے **از یک جنس نباشد** بھئی، ایک جنس کے نہ ہوں۔ تو صحیح کسے کہتے ہیں؟ کہ اس کا کوئی حرف، اس کے حروف اصلی میں سے کوئی حرف حرف علت نہ ہو، یعنی واؤ، الف، یا نہ ہو، اور ہمزہ نہ ہو، اور دو حرف صحیح بھی ایک جنس کے نہ ہوں۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ اور حرف اصلی کس کو کہتے تھے؟ یاد ہے یا بھول گئے بھئی؟ کس کو کہتے تھے حرف اصلی؟ جو فا، عین، لام کے مقابلے میں آئے وہ حرف اصلی، اور جو ان کے مقابلے میں نہ آئے وہ حرف زائد ہے بھئی۔

آگے مثالیں ذکر کر رہے ہیں: **چوں** ضَرَبَ وَبَعْثَرَ وَرَجُلٌ وَّجَعْفَرٌ وَّسَفَرْجَلٌ۔ بھئی آپ نے پڑھا تھا فعل ثلاثی ہے اور رباعی ہے، بس، خماسی نہیں۔ ہاں البتہ اسم ثلاثی بھی ہے، رباعی بھی ہے اور خماسی بھی۔ تو اسم ثلاثی، رباعی، خماسی، جبکہ فعل صرف ثلاثی اور رباعی۔ تو ضَرَبَ یہ ثلاثی کی مثال ہے فعل کی، وَبَعْثَرَ یہ فعل رباعی کی مثال ہے بھئی، اور وَرَجُلٌ یہ اسم ثلاثی کی مثال ہے، وَجَعْفَرٌ یہ اسم رباعی ہے، وَسَفَرْجَلٌ یہ اسم خماسی ہے بھئی، پانچ حرف ہیں اس کے اندر۔

یہ تو صحیح تھا بھئی۔ **ومہموز آں باشد کہ حرفے از حروف اصلی وے ہمزہ باشد**۔ اور مہموز وہ ہے کہ کوئی ایک حرف **از حروف اصلی وے** اس کے حروف اصلی میں سے **ہمزہ باشد** وہ کیا ہو؟ ہمزہ ہو۔ اس کے حروف اصلی میں سے کوئی ایک حرف ہمزہ ہو۔ **وآں بر سہ قسم است**، اور وہ تین قسم پر ہے: مہموز الفاء، ایک مہموز الفاء ہے، مہموز الفاء کیا پڑھا آپ نے کسے کہتے ہیں؟ جس کے فا کے مقابلے میں کیا آئے؟ ہمزہ آئے۔ دیکھیے: **چوں** أَمَرَ وَأَخَذَ وَأَمْرٌ وَّأَخْذٌ۔ أَمَرَ وَأَخَذَ یہ فعل کی مثالیں ہیں بھئی، مہموز الفاء ہے۔ وَأَمْرٌ وَّأَخْذٌ یہ کس کی مثالیں ہیں؟ اسم کی مثالیں ہیں بھئی۔

جی، **و مہموز العین**، اور دوسری قسم مہموز العین ہے، مہموز العین ہے، **چوں**

سَأَلَ	وَلَؤُمَ	وَسَئِمَ
وَرَأْسٌ	وَّبُؤْسٌ	وَّذِئْبٌ

۔سَأَلَ یہ بھی فعل کی مثال ہے مہموز العین، لَؤُمَ یہ بھی کیا ہے؟ فعل کی مثال مہموز العین البتہ اس میں ہمزہ پر ضمہ ہے۔وَسَئِمَ یہ بھی فعل کی مثال البتہ ہمزہ پر کسرہ بھئی۔وَرَأْسٌ یہ اسم کی مثال، وَبُؤْسٌ وَّذِئْبٌ یہ بھی اسم کی مثالیں ہیں بھئی۔تو یہ مہموز العین ہے۔**و مہموز اللام**، اور تیسری قسم مہموز اللام ہے، **چوں**

قَرَأَ	وَهَنَأَ	وَكَلَأٌ	وَّخَطَأٌ

۔قَرَأَ اور هَنَأَ یہ فعل کی مثالیں ہیں، وَكَلَأٌ وَّخَطَأٌ یہ کس کی مثالیں ہیں؟ اسم کی مثالیں ہیں۔

صحیح کی تعریف بھی گزر گئی، مہموز کی بھی اور اس کی اقسام بھی آ گئیں، اب معتل کے بارے میں بتلائیں گے۔کہتے ہیں: معتل بھئی یاد رکھنا یہ لام مشدد ہے۔**و معتل آں باشد کہ حرفے از حروف اصلی وے حرف علت باشد**۔ معتل وہ ہے کہ اس کے حروف اصلی میں سے کوئی ایک حرف، **حرفے** کوئی ایک حرف، **از حروف اصلی وے** اس کے حروف اصلی میں سے، کوئی ایک حرف اس کے حروف اصلی میں سے **حرف علت باشد**، وہ کیا ہو؟ حرف علت ہو۔**و حروف علت سہ اند: واؤ و الف و یا، کہ مجموع وے وائے باشد**۔ اور حرف علت تین ہیں: واؤ، الف اور یا، کہ ان کا مجموعہ کیا ہے؟ وائے ہے بھئی۔**و ایں حروف را حروف مدو لین نیز گویند**۔ اور ان حروف کو یعنی حروف علت کو کیا کہتے ہیں؟ حروف مد اور حروف لین بھی، **نیز گویند** بھی کہتے ہیں۔

اچھا، اب وجہ ذکر کر رہے ہیں کہ اس کو حرف علت کیوں کہتے ہیں۔**اما حرف علت ازاں گویند**، باقی حرف علت اس وجہ سے کہتے ہیں **کہ اغلب بر زبان علیلاں می رود**، کہ اکثر، اغلب کا کیا معنی؟ اکثر، **بر زبان علیلاں**، علیل کہتے ہیں بیمار کو، مریض کو بھئی، کہ اکثر جو مریض ہیں بیمار ہیں ان کی زبان پر **می رود** یہ جاری ہوتا ہے، ان کی زبان پر یہ آتا ہے۔ بیمار ہو وہ کیا کرے گا؟ وائے وائے بھئی، جیسے اردو میں آپ کہتے ہیں ہائے ہائے بھئی، تو ہر زبان کا اپنا طریقہ ہے بھئی۔ تو اس وجہ سے ان کو حرف علت کہتے ہیں کیونکہ اکثر کہتے ہیں یہ بیماروں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔**و اعلال جاری در ایشاں است**، اور اعلال ان کے اندر جاری ہے بھئی، ان میں کیا ہوتا ہے؟ اعلال ہوتا ہے بھئی، یہ حروف بدلتے ہیں بھئی۔ اس وجہ سے ان کو حرف علت کہتے ہیں بھئی۔ دو وجہیں ذکر کر دیں بھئی: ایک تو ان میں اعلال ہوتا ہے اس لیے ان کو حروف علت کہتے ہیں، دوسری وجہ کیا ہے؟ کیونکہ یہ بیماروں کی زبان پر ہوتا ہے یہ لفظ بھئی۔

تو یہ حرف علت ہونے کی وجہ تسمیہ ذکر کر دی بھئی۔ اب حروف مدہ بھی ان کو کہتے ہیں، وہ کیوں کہتے ہیں؟ وہ ذکر کر رہے ہیں۔**و مدہ ازاں گویند**، اور مدہ اس وجہ سے کہتے ہیں **کہ بہ حرکت متولد است**، کہ یہ، مد کا معنی ہے کھینچنا، کہ **بہ حرکت**، حرکت کے کھینچنے سے **متولد است** پیدا ہے بھئی۔ یہ ان میں سے ہر ایک کیا ہوتا ہے؟ حرکت کے کھینچنے سے۔ بھئی دیکھیے واؤ، واؤ کیسے بنے گا؟ اسی ضمے کو آپ تھوڑا سا کھینچ دیں تو وہ کیا بن گیا؟ واؤ۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ جیسے مولانا را اور حا ہو اور را پر ضمہ ہو، کیا پڑھیں گے؟ رُحْ رُحْ۔ اسی ضمے، را کے ضمے کو تھوڑا کھینچو رُوْحْ، کیا بن گیا؟ رُوْحْ، یہ واؤ آ گیا بیچ میں تو ضمے کو کھینچنے سے۔ اسی طرح فتحے کو کھینچنے سے الف بن جائے گا اور کسرہ کو کھینچنے سے یا بن جائے گی بھئی۔ تو اس لیے ان کو حروف مدہ کہتے ہیں۔

تو کہتے ہیں **مدہ ازاں گویند**، مدہ اس وجہ سے کہتے ہیں **کہ بہ حرکت متولد است**، کہ یہ جو ہے حرکت کے کھینچنے سے پیدا ہوتا ہے، **یعنی واؤ بہ ضمہ متولد است**، یعنی واؤ ضمہ کے کھینچنے سے پیدا ہوا ہے، **و الف بہ فتحہ متولد است**، اور الف جو ہے فتحہ کے کھینچنے سے پیدا ہوا ہے، **و یا بہ کسرہ متولد است**، اور یا جو ہے کسرہ کے کھینچنے سے، لمبا کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔**و ہم ازیں جہت واؤ اخت ضمہ است**، اور اسی وجہ سے، **ازیں جہت** اسی وجہ سے، **واؤ اخت ضمہ است**، واؤ کیا ہے؟ ضمہ کی بہن ہے، ضمہ کی بہن ہے کیونکہ ضمے سے پیدا، **و یا اخت کسرہ**، اور یا کیا ہے؟ اخت کسرہ ہے، کسرہ کی بہن، **و الف اخت فتحہ است**، اور الف کیا ہے؟ اخت فتحہ ہے۔

و لین ازاں گویند، اور حرف لین اس وجہ سے کہتے ہیں **کہ ضعیف اند**، کہ یہ ضعیف ہیں مولانا، **بمنزلۂ نفس باشند**، سانس کے درجے میں ہیں، ضعیف ہیں، کمزور ہیں، نَفَسْ فا کے فتحے کے ساتھ سانس کو کہتے ہیں بھئی۔ **بمنزلۂ نفس باشند** یہ کس کے درجے میں ہیں؟ سانس کے درجے میں ہیں بھئی۔ بھئی جیسے سانس کیا

ہے؟ سانس لیتے ہیں پتا ہی نہیں چلتا اتنے، صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ **ولہذا حرکت ثقیل بر خود و حرکت قوی بر ما قبل خود تحمل نتوانند کرد**۔ تو چونکہ یہ ضعیف ہیں **ولہذا** اور اسی وجہ سے **حرکت ثقیل**، ثقیل حرکت **بر خود** اپنے اوپر، **و حرکت قوی بر ما قبل خود** اور قوی حرکت اپنے سے ماقبل پر **تحمل نتوانند کرد** برداشت نہیں کرتے بھئی۔ اپنے اوپر کوئی ثقیل حرکت یہ برداشت نہیں کر سکتے، اسی وجہ سے آپ پڑھتے ہیں واؤ پر ضمہ نہیں آتا بھئی، اور واؤ پر کسرہ بھی نہیں، اسی طرح یا پر بھی ضمہ ثقیل ہے اور کسرہ بھی ثقیل۔ تو یہ اپنے اوپر ثقیل حرکت برداشت نہیں کرتے اور اپنے سے ماقبل پر قوی حرکت یہ برداشت نہیں کرتے۔

واز حالے بحالے بسیار گردند۔ اور **از حالے** ایک حالت سے **بحالے** دوسری حالت کو **بسیار گردند** بہت مرتبہ بدلتے ہیں بھئی۔ کیا ہوتے ہیں؟ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بہت بدلتے ہیں۔ کیسے بدلتے ہیں؟ آگے تفصیل کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں: **گاہے حذف شوند**، کبھی کیا ہو جاتے ہیں؟ حذف ہو جاتے ہیں، جیسے مولانا رَمٰی یَرْمِيْ، میم سے آگے کیا ہے یا، لیکن حالت جزمی میں یہ یا حذف ہو جاتی ہے لَمْ یَرْمِ۔ **و گاہے بدل شوند**، اور کبھی کیا ہو جاتے ہیں؟ بدل جاتے ہیں دوسرے حرف سے، جیسے قَالَ ہے مولانا، اصل میں کیا تھا؟ قول، واؤ کس سے بدل گیا؟ الف سے۔ **و گاہے ساکن شوند**، اور کبھی ساکن ہو جاتے ہیں، جیسے یَرْمِيْ، اصل میں کیا تھا؟ یَرْمِيُ تھا بھئی، یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا یَرْمِيْ ہوا۔

وایں حروف را ثقیل دارند۔ بھئی یہ خود تو ضعیف ہیں اور ثقیل حرکت برداشت نہیں کرتے اور اپنے سے ماقبل پر قوی حرکت برداشت نہیں کرتے، لیکن ان کی وجہ سے وہ لفظ ثقیل ہو جاتا ہے جس میں یہ آجائیں بھئی۔ جس لفظ کے اندر یہ آئیں وہ لفظ کیا ہو جاتا ہے؟ ثقیل ہو جاتا ہے بھئی۔ تو کہتے ہیں **وایں حروف را ثقیل دارند** بھئی۔ تو کہتے ہیں **وایں حروف را ثقیل دارند** اور یہ حروف کو ثقیل رکھتے ہیں یعنی کیا بنا دیتے ہیں؟ ثقیل بنا دیتے ہیں بھئی، جس کے ساتھ یہ آئیں گے اسے ثقیل بنا دیں گے۔ **و ثقیل ترین اینہا واؤ است، پس یا، پس الف**۔ اور ان میں ثقیل ترین جو ہے وہ واؤ ہے، **پس یا** پھر یا ہے، **پس الف** پھر الف ہے بھئی۔ تو سب سے ثقیل ہے واؤ، یا اس سے خفیف، اور الف سب سے خفیف ہے بھئی۔

چلیے بس کریں مولانا بس بھئی۔ هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ، اللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

الف وہمزہ کا فرق، صورِ ہمزہ اور حرکات کا بیان

سبق نمبر ۱۱۲—تاریخِ درس: ۲۲ اپریل ۲۰۰۹ء

اچھا جی، دیکھیے سبق بھئی۔

وَأَلِفٌ **خط است** مُنْتَصِبْ **کہ ہمیشہ ساکن باشد بے ضغطۂ زباں**۔ اور الف وہ ایسا خط ہے منتصب جو سیدھا کھڑا ہوتا ہے، **کہ ہمیشہ ساکن باشد** کہ ہمیشہ کیا ہو گا؟ ساکن ہو گا، **بے ضغطۂ زباں**، زبان کی تنگی کے بغیر بھئی۔ بھئی ایک ہمزہ ہے، ایک الف۔ ہمزہ وہ متحرک بھی ہوتا ہے، ساکن بھی ہوتا ہے، لیکن الف ہمیشہ کیا ہو گا؟ ساکن۔ پھر ہمزہ ساکن اور الف ساکن کے اندر فرق یہ ہے کہ الف جو ہے نرمی سے ادا ہو گا آسانی سے اور ہمزہ تنگی سے اور جھٹکے کے ساتھ ادا ہو گا۔ جیسے بَأْسٌ دیکھو، ہمزہ ہے بیچ میں، کیسے پڑھیں گے؟ بَأْسٌ بھئی، تنگی کے ساتھ، جھٹکے کے ساتھ۔ اور اگر یہی الف ہوتا تو بَاسٌ نرمی سے ادا آسانی سے ادا ہوتا بھئی۔

تو الف ہمیشہ زبان کی تنگی کے بغیر ہو گا، **چوں** مَا و لَا، جیسے مَا اور لَا۔ مَا کے آخر میں بھی الف ہے اور لَا کے آخر میں بھی الف بھئی۔ **و در ہیچ اسم متمکن و فعل متصرف الف اصلی واقع نہ شود**، اور کسی اسم متمکن میں یعنی کسی معرب کے اندر، اسم متمکن سے کیا مراد ہے؟ معرب۔ اور کسی معرب میں اور فعل متصرف، فعل متصرف وہ فعل جس کی گردان ہو بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ تو فعل متصرف ویسے ذکر کیا بھئی، یہ معنی نہیں کہ فعل غیر متصرف ہو تو اس میں ایسا نہیں بلکہ اس میں بھی ایسا ہی ہے بھئی۔ دوبارہ دیکھیں ترجمہ: کسی اسم متمکن یعنی معرب اور فعل متصرف یعنی وہ فعل جس کی گردان ہوتی ہو، ان میں **الف اصلی واقع نہ شود**، ان میں الف اصلی واقع نہیں ہو گا بھئی۔

مگر آنکہ زائدہ باشد، مگر وہ کہ جو زائدہ ہو، یعنی جب بھی آئے گا الف وہ اصلی نہیں ہو گا، کسی حرف سے بدل کر آئے گا بھئی۔ ہاں زائدہ ہو تو پھر آسکتا ہے ان میں الف بھئی۔ دیکھیے آگے مثالیں بھی ذکر کر رہے ہیں: **چوں** ضَارَبَ یُضَارِبُ۔ اب ضَارَبَ یُضَارِبُ کے اندر الف آرہا ہے لیکن یہ حرف اصلی نہیں ہے، فا، عین، لام کے مقابلے میں نہیں ہے بلکہ حرف زائد ہے بھئی۔ تو کسی اسم معرب اور کسی فعل متصرف کے اندر الف اصلی واقع نہیں ہو گا مگر وہ کہ زائدہ ہو جیسے ضَارَبَ یُضَارِبُ، **یا بدل از واو یا بدل از یا باشد**، یا وہ الف واو سے بدل ہو گا یا یا سے بدل۔ وہ واو سے بدل کر الف آیا ہو گا یا یا سے بدل کر کیا آیا ہو گا؟ الف آیا ہو گا۔ **چوں** قَالَ و بَاعَ۔ قَالَ یہ الف بیچ میں آیا حرف اصلی کی جگہ ہے لیکن کس چیز سے بدل کر آیا ہے؟ واو سے بدل کر۔ بَاعَ کے اندر بھئی کس سے بدل کر آیا؟ یا سے۔ تو قَالَ اصل میں قول تھا، بَاعَ اصل میں بَيَعَ تھا بھئی، آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ فعل کی مثالیں تھیں۔ و باب وَنَابٌ یہ اسم کی مثالیں ہیں۔ پہلی مثال کس کی ہے؟ کہ یہ الف کس سے بدل کر آیا ہے؟ واو سے، باب بھئی، دیکھو باب کی جمع کیا آتی ہے؟ أَبْوَابٌ، دیکھو وہ واو موجود ہے۔ نَابٌ بھئی، یہ الف جو ہے یا سے بدل کر آیا ہے، نَابٌ اس کی جمع أَنْيَابٌ آتی ہے، دیکھو یا اب نظر آرہی ہے بھئی۔ نَابٌ بھئی یہ کچلی کے دانت کو کہتے ہیں بھئی، یہ سامنے کے جو چار دانت ہیں ان کے ساتھ دونوں طرف نوک دار دانت ہیں ان کو نَابٌ کہتے ہیں بھئی۔

تو دیکھو یہ واو جو الف ہو گا وہ اصلی نہیں ہو گا، یا تو زائدہ ہو گا یا واو یا یا سے بدل کر آیا ہو گا، **و یا بدل از حروف مکرر باشد**، یا وہ الف کیا ہو گا حروف مکرر سے بدل۔ ایسے حروف جن کا تکرار آیا ہے ان میں سے ایک کو بعض اوقات بدل دیتے ہیں الف کے ساتھ بھئی، سمجھ میں آیا؟ ہاں الف کے ساتھ بھئی، یا اسی طرح اور یا وغیرہ کے ساتھ بھی بدل دیتے ہیں بھئی۔ **چوں** دَسَّاهَا۔ دَسَّاهَا اصل میں تھا دَسَّسَهَا، دَسَّاهَا اصل میں دَسَّسَهَا۔ یہ جو الف ہے اس کی جگہ بھی سین تھا، تو تین سین آگئے مولانا، ایک تو یہ جن میں ادغام ہوا ہے دو سین یہ ہو گئے اور تیسرا سین یہ الف کی جگہ دَسَّسَهَا، تو پھر اس تیسرے سین کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے، تو کیا ہوا؟ دَسَّاهَا۔ کبھی یا سے بدلتے ہیں حرف مکرر کو جیسے دِينَارٌ اصل میں دِنَّارٌ تھا بھئی، تو پھر ایک نون کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے بدل دیا گیا بھئی۔ تو اس طرح تبدیلی کرتے ہیں بعض جگہ بھئی۔

تو اسمائے متمکن اور فعل متصرف کے بارے میں بتلا دیا کہ ان میں الف جو ہے وہ اصلی نہیں ہو گا، وہ زائدہ ہو گا یا واو یا یا سے بدل کر آئے گا یا پھر حرف مکرر سے بدل کر آئے گا۔ باقی **و در اسمائے غیر متمکن**، اور غیر متمکن اسماء کے اندر یعنی مبنی مراد ہیں مولانا، مبنی بھئی، جو عوامل کے آنے سے بدلتا نہیں، اس کی حالت

ایک ہی جیسی رہتی ہے جیسے بھی آئے چاہے حالت رفع ہو چاہے نصب ہو چاہے جر بھئی۔ **چوں** هٰؤُلَاءِ، جیسے هٰؤُلَاءِ۔ ہاں اس کے اندر آگے آپ کو بتلائیں گے اس میں الف اصلی ہے بھئی۔ مبنیات کے اندر جو الف آئے وہ اصلی ہے۔ **و در حروف معنوی**، اور اسی طرح حروف معنوی کے اندر۔ حروف معنوی سے کیا مراد ہیں؟ بھئی کچھ حروف ہجا ہیں، کچھ حروف معنوی ہیں بھئی۔ حروف ہجا وہ جن سے مل کر الفاظ بنتے ہیں، الف، با، تا، ثا وغیرہ، یہ کیا ہیں؟ حروف ہجا۔ ان کا کوئی معنی نہیں ہے، ہاں یہ آپس میں مل کر اور الفاظ اور کلمات بناتے ہیں بھئی، جیسے زید کا لفظ: زا، یا، دال ملے اور زید کا لفظ بن گیا۔ جبکہ کچھ حروف معنوی ہیں جو آپ نحو کے اندر پڑھتے ہیں بھئی۔ با جارہ ہے، با ہے، واو، فا وغیرہ مختلف بھئی، کچھ حروف عطف کے لیے آتے ہیں، کچھ قسم کے لیے آتے ہیں، جیسے إِنَّ وغیرہ مختلف حروف ہیں فِي وغیرہ یا کچھ حروف جر دیتے ہیں، نحو کے اندر تفصیل مذکور ہے بھئی، وہ حروف معنوی ہیں بھئی، معنی ادا کرتے ہیں بھئی۔ تو حروف معنوی کہا کس کو نکال دیا بھئی؟ معنوی کی قید کے ذریعے حروف ہجا کو نکال دیا کہ ان کی بات نہیں ہے حروف معنوی کی بات ہے بھئی۔ کہ حروف معنوی کے اندر **اصلی باشد**، اسمائے غیر متمکن یعنی مبنیات کے اندر، وہ اسماء جو مبنی ہیں اور حروف ان کے اندر الف اصلی ہو گا، **غیر مبدل از چیزے**، کسی چیز سے بدل نہیں ہو گا، **چوں** مَا و لَا، جیسے مَا اور لَا بھئی۔

ہر چہ متحرک باشد بصورت الف و یا ساکن باشد باضغط، ہمزہ بود۔ ہر وہ چیز جو متحرک ہو الف کی صورت میں یا ساکن ہو **باضغط**، کس کے ساتھ؟ **باضغط**، تنگی کے ساتھ، زبان کی تنگی کے ساتھ جو ادا ہو یا جھٹکے کے ساتھ کہہ لیں، جھٹکے کے ساتھ جو ادا ہو، **ہمزہ بود**، وہ کیا ہو گا؟ ہمزہ ہو گا۔ **چوں** أَمَرَ و سَأَلَ و قَرَأَ و قَرْءٌ و رَأْسٌ و بُؤْسٌ۔ دیکھیے پہلی تین مثالیں فعل کی ہیں: أَمَرَ، سَأَلَ، قَرَأَ۔ اور پھر

قَرْءٌ	رَأْسٌ	بُؤْسٌ

بھئی یہ مثالیں ہیں اسم کی۔ **و ہمزہ را الف می گویند بر طریق مجاز**، اور ہمزہ کو الف کہتے ہیں مجاز کے طریقے پر۔ **چوں الف وصل و الف قطع و الف استفہام**۔

بھئی دیکھیے نحو کے اندر آپ پڑھیں گے، ہمزہ یہ شروع میں جو آتا ہے، کسی اسم کے شروع میں یہ جو الف آتا ہے یہ ہمزہ حرکت ہو تو آپ جانتے ہیں یہ دراصل ہمزہ ہے، اس کو الف مجازاً کہتے ہیں۔ پھر یہ ہمزہ دو قسم پر ہے: ایک ہمزہ وصل ہے ایک ہمزہ قطعی ہے مولانا۔ ہمزہ وصل وہ ہے جو درمیان عبارت میں گر جایا کرتا ہے اور ہمزہ قطعی وہ ہے جو درمیان عبارت میں نہیں گرتا بھئی۔ درمیان عبارت میں نہیں گرتا۔ جیسے اسم، اسم کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے لہذا یہ جب درمیان عبارت میں آئے گا تو یہ ہمزہ گر جائے گا۔ فرض کیجیے اس کے شروع میں لام جارہ آ گیا، تو اب لِاسْمٍ نہیں پڑھیں گے بلکہ کیا پڑھیں گے؟ لِاسْمٍ، ہمزہ گر گیا بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ یہ ہمزہ وصلی ہے۔ اور اگر یہ ہمزہ درمیان عبارت میں گرتا نہیں برقرار رہتا ہے تو پھر یہ ہمزہ وصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ قطعی ہے، جیسے باب إِفْعَالٌ کا ہمزہ بھئی إِكْرَامٌ، اب اس پر لام جارہ داخل کریں تو بھی ہمزہ آپ کو پڑھنا پڑے گا لِإِكْرَامٍ، کیونکہ یہ ہمزہ کون سا ہے؟ قطعی ہے بھئی۔ تو یہ ہمزہ وصل اور ہمزہ قطع اس کو الف وصل اور الف قطع بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمزہ استفہام کے لیے بھی آتا ہے۔ ہمزہ مثلاً میں کہتا ہوں أَقَامَ زَيْدٌ، أَقَامَ ہمزہ شروع میں لے آیا، کیا معنی؟ یہ سوال کے لیے، کیا زید کھڑا ہوا ہے؟ کیا زید کھڑا ہوا؟ تو یہ ہمزہ جو شروع میں لے کر آیا یہ اصل میں تو ہمزہ ہے لیکن کبھی کبھار اس کو کیا کہہ دیتے ہیں؟ الف استفہام بھی کہہ دیتے ہیں بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ استفہام کے لیے یعنی سوال پوچھنے کے لیے۔ تو کہتے ہیں **ہمزہ را الف می گویند بر طریق مجاز**، ہمزہ کو الف کہہ دیتے ہیں **بر طریق مجاز**، مجاز کے طریقے پر، **چوں الف وصل و الف قطع و الف استفہام**، جیسے الف وصل کہہ دیتے ہیں، الف قطع کہہ دیتے ہیں اور الف استفہام، حالانکہ یہ تو الف نہیں ہے بلکہ سب کیا ہیں؟ ہمزہ ہیں۔

ہمزہ را در خط یک صورت نیست۔ بھئی میں نے آپ کو بتلایا تھا ابواب جب ہم پڑھ رہے تھے، مہموز کے ابواب آ رہے تھے وہاں پر میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ عربی کے رسم الخط کے اندر ہمزہ کی کتابت سب سے مشکل ہے۔ ہمزہ کو کبھی الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے، ہمزہ کو کبھی واو کی صورت میں لکھا جاتا ہے، ہمزہ کو کبھی یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے اور کبھی اس کو اپنی ہی صورت پر لکھا جاتا ہے۔ وہاں قوانین میں نے مفصل بیان کیے تھے، اب یہاں پر صاحب دستور المبتدی بیان کر رہے ہیں بھئی۔ اب آپ کا وہ تکرار بھی ہو جائے گا تو تکرار ہو گا تو ذہن میں اچھی طرح بات پختہ ہو جائے گی بھئی۔ دیکھیے وہی باتیں بیان کریں گے بھئی جو میں نے وہاں بیان کی تھیں۔

کہتے ہیں **ہمزہ را در خط یک صورت نیست**، ہمزہ کی خط کے اندر یعنی کتابت کے اندر ایک صورت نہیں ہے۔ **در اول کلمہ بصورت الف می نویسند**، اول کلمہ میں یعنی کلمے کی کسی لفظ کے شروع کے اندر **بصورت الف می نویسند**، کس صورت میں لکھتے ہیں؟ الف کی صورت میں لکھتے ہیں۔ **چوں**

أَبٌ	أُمٌّ	اِبْنٌ

۔ دیکھو تین مثالیں ذکر کیں، پہلے میں ہمزہ پر فتحہ ہے، دوسرے میں ضمہ ہے، تیسرے میں کسرہ ہے، لیکن چونکہ لفظ کے شروع میں آرہا ہے لہذا کس صورت میں لکھا؟ الف کی صورت میں۔ **ودر وسط کلمہ اگر ہمزہ ساکن باشد بروفق حرکت ماقبل اومی نویسند**، اور وسط کلمہ میں اگر ہمزہ ساکن ہو **بروفق حرکت ماقبل اومی نویسند**، تو وفق کا معنی مطابق بھئی، موافق اور مطابق بھئی، **بروفق حرکت ماقبل او**، اس سے ماقبل کی جو حرکت ہے اس کے مطابق، بروفق حرکت ماقبل او اس کے ماقبل کی حرکت کے مطابق **می نویسند**، اس کو لکھتے ہیں بھئی۔ یعنی ہمزہ اگر درمیان میں لفظ کے درمیان آرہا ہے بیچ میں کہیں پر، چاہے دوسرے نمبر پر ہے، تیسرے پر ہے، چوتھے پر ہے لیکن بیچ میں آرہا ہے اور ساکن ہے، تو ماقبل کی حرکت کے مطابق اس کو لکھیں گے۔ یعنی ماقبل میں اگر ضمہ ہوا تو ہمزہ کو ضمہ کے مطابق کیا ہے؟ واو، تو ہمزہ کو واو کی صورت میں لکھیں گے بھئی، واو لکھیں گے اور اوپر ہمزہ ڈال دیں گے۔ اور اگر ماقبل میں فتحہ ہوا تو ساکن ہمزہ کو کس صورت میں لکھیں گے؟ الف کی صورت میں بھئی، اور الف کے اوپر ہمزہ لکھ دیں گے۔ اور اگر ماقبل میں کسرہ ہوا تو پھر اس صورت میں ہمزہ کو کسرہ کے موافق کیا ہے؟ یا، تو یا کی صورت میں لکھیں گے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اور یا بیچ میں آئے تو کیسے لکھتے ہیں؟ دندانے کی صورت میں، صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو دندانے کی صورت میں اور اس پر ہمزہ ڈال دیں گے بھئی۔

دیکھیے مثالیں آگے آرہی ہیں بات واضح ہو جائے گی: **چوں** بُؤْسٌ، دیکھیے ہمزہ سے ماقبل ضمہ ہے تو اس کو واو کی صورت میں لکھا بھئی اور واو پر ہمزہ ڈال دی۔ ورَأْسٌ، ہمزہ سے ماقبل کیا ہے؟ فتحہ ہے۔ وذِئْبٌ، دیکھو ہمزہ سے ماقبل کیا ہے؟ کسرہ، اور یہاں پر اگر یا ہوتی ذِیْبٌ تو دیکھو اسی طرح لکھتے اس کو دندانے کی صورت میں بھئی۔ تو اب یہ یا کی صورت میں اس کو لکھ دیا۔ یہ کون سی صورت ذکر ہوئی؟ ہمزہ کہاں پر آئے؟ درمیان میں آئے اور ساکن ہو۔ **واگر متحرک باشد بروفق حرکت نفس اومی نویسند**، اور اگر متحرک ہو یعنی درمیان میں، تو اس کو اپنی حرکت کے موافق جو ہے اس کو لکھتے ہیں بھئی۔ ہمزہ پر اگر فتحہ ہے، متحرک ہے فتحہ ہے تو پھر اس صورت میں الف، اگر ہمزہ پر ضمہ ہے تو واو کی صورت میں، اور اگر ہمزہ پر کسرہ ہے تو یا کی صورت میں اسے لکھیں گے۔ **چوں**

سَأَلَ	سَئِمَ	رَؤُفَ

۔ اب دیکھیے ہمزہ متحرک ہے اور بیچ میں آرہا ہے تو اپنی حرکت کے موافق اسے لکھا: سَأَلَ ہمزہ پر کیا ہے؟ فتحہ، تو اسے الف کی صورت میں لکھا۔ سَئِمَ ہمزہ پر کسرہ ہے تو اسے یا کی صورت میں لکھا۔ رَؤُفَ ہمزہ پر ضمہ ہے تو اسے واو کی صورت میں لکھا بھئی۔

واگر در آخر کلمہ باشد وماقبل او متحرک بود بروفق حرکت ماقبل اومی نویسند، اور اگر ہمزہ کہاں پر آئے؟ کلمے کے آخر میں آئے، **وماقبل او متحرک بود** اور اس کا ماقبل کیا ہو؟ متحرک ہو، **بروفق حرکت ماقبل اومی نویسند**، تو اس کو ماقبل کی حرکت کے مطابق اس کو لکھتے ہیں مولانا، ماقبل کی حرکت کے مطابق اسے لکھتے ہیں۔ یہ کون سی صورت ذکر ہو رہی ہے؟ ہمزہ آخر میں آیا اور متحرک ہو مولانا، ہمزہ خود بھی کیا ہے؟ متحرک ہے بھئی۔ **چوں** قَرَأَ، ہمزہ کیا ہے؟ متحرک ہے، آخر میں آیا قَرَأَ، آخر میں ہمزہ آیا اور متحرک ہے، تو کس صورت میں لکھیں گے؟ ماقبل کی حرکت کے مطابق بھئی، اس کی اپنی حرکت کو نہیں دیکھنا، خود تو متحرک ہے لیکن اس کی اپنی حرکت کو نہیں۔ تو قَرَأَ الف کی صورت میں لکھا کیونکہ ماقبل میں را پر فتحہ ہے۔ آگے طَرُؤَ، آپ کی کتابوں میں کیا ہے طَرَأَ؟ نہیں طَرُؤَ ہونا چاہیے، کیونکہ ہمزہ دیکھو واو کی صورت میں لکھی ہے اور واو کی صورت میں کب لکھتے ہیں جب ماقبل میں ضمہ ہو، ابھی بتلایا ماقبل کی حرکت کے مطابق اسے لکھنا ہے جب آخر میں آئے، طَرُؤَ۔ و فَتِئَ، دیکھو ہمزہ پر اب خود تو فتحہ ہے لیکن ماقبل میں کیا ہے؟ کسرہ، اس کے مطابق اس کو لکھا گیا ہے فَتِئَ۔ تو

قَرَأَ	طَرُؤَ	طَرُؤَ

میں ہمزہ واو کی صورت میں لکھی گئی ہے اور فَتِئَ میں یا کی صورت میں۔

واگر ماقبل او ساکن باشد اورا در خط صورتے نیست، ہمزہ آخر میں آرہی ہے اور ماقبل کیا ہے اس کا؟ ساکن ہے، کہتے ہیں **اورا در خط صورتے نیست**، اس کی کتابت میں کوئی صورت نہیں ہے، یعنی کوئی الگ صورت نہیں ہے مراد یہ ہے، اپنی ہی صورت میں اس کو لکھیں گے بھئی۔ ہمزہ کو ہمزہ ہی کی صورت میں لکھیں

گے، کب؟ جبکہ ہمزہ آخر میں آئے اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ ساکن ہو۔ **چوں** جُزْءٌ، دیکھو آخر میں ہمزہ آرہا ہے اور اس سے ما قبل زا ساکن ہے تو ہمزہ کو ہمزہ ہی کی صورت میں لکھا جُزْءٌ۔ و خَبْءٌ، خَبْءٌ کے اندر بھئی یہ ہمزہ کاتب نے تو با کے اوپر لکھ دی یا با کے اوپر نہیں آئے گی، با کے بعد الگ آئے گی بھئی۔ و دِفْءٌ، یہاں پر بھی ہمزہ فا کے بعد آئے گی الگ بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو یہ ہمزہ اس کا ما قبل ساکن تھا تو اس کو الگ ہمزہ ہی کی صورت میں لکھا۔

مگر آنکہ کہ در آخر او چیزے متصل شود، مگر وہ ہمزہ کہ اس کے آخر میں کوئی اور چیز متصل ہو جائے، اسی لفظ کے ساتھ اگر کوئی اور لفظ مل گیا تو پہلے ہمزہ کہاں تھی؟ آخر میں، اور ما قبل اس کا کیا تھا؟ ساکن، تو اس کی کوئی الگ صورت نہیں تھی لیکن اب اسی لفظ کے ساتھ کوئی اور لفظ آگے مل گیا تو اب ہمزہ کو اپنی حرکت کے موافق لکھیں گے، کیونکہ ہمزہ کہاں آگیا؟ بیچ میں، اور ہمزہ بیچ میں آیا اور متحرک ہے اور اس صورت میں آپ نے پڑھا ہمزہ کو اپنی ہی حرکت کے موافق لکھتے ہیں بھئی۔ آگے کیا ہے آپ کی کتابوں میں؟ انگار بھئی، یہ آنگاہ ہو گا مولانا، کیا لفظ ہو گا؟ آنگاہ بھئی۔ **آنگاہ بر وفق حرکت نفس او می نویسند**، اس وقت، **آنگاہ** کا کیا معنی؟ اس وقت، جب آخر میں تھا اور کوئی اور لفظ اس کے ساتھ جڑ گیا، **آنگاہ بر وفق حرکت نفس او می نویسند**، اس وقت اس کو اپنی حرکت کے مطابق، **وفق حرکت نفس**، اس کی اپنی ذاتی حرکت کے مطابق **می نویسند** اس کو لکھتے ہیں۔ **چوں** هٰذَا جُزْؤُكَ، جُزْءٌ پہلے اوپر گزرا تھا ہمزہ کی اپنی صورت تھی اب آخر میں کاف مل گیا تو کیسے لکھا؟ ہمزہ کو اپنی حرکت کے مطابق اور ہمزہ پر کیا ہے؟ ضمہ، اور ضمہ کے مطابق کیا ہے؟ واو، تو واو کی صورت میں لکھا هٰذَا جُزْؤُكَ۔ و رَأَيْتُ جُزْءَكَ، تو یہاں پر ہمزہ پر فتحہ ہے تو الف کی صورت میں لکھا۔ ونَظَرْتُ إِلَىٰ جُزْئِكَ، یہاں پر ہمزہ پر کسرہ ہے تو اس کو یا کی صورت میں لکھا۔

بدان کہ جان لے تو، **ہر جا ہمزہ را بصورت یا نویسند نقطہ کردن در آں یا محض خطاست**، ہر وہ جگہ کہ جہاں پر ہمزہ کو یا کی صورت میں لکھتے ہیں، نقطے لگانا اس یا کے اندر محض غلطی ہے۔ کیا ہے؟ غلطی ہے بھئی۔ بھئی دیکھیے یا کے نیچے نقطے لگائے جاتے ہیں، لیکن یہ یہاں پر یہ جو اوپر لفظ بیان ہوئے یہاں پر ہمزہ ہے جو یا کی صورت میں ہم لکھ رہے ہیں یہ تو یا نہیں ہے۔ جب یا نہیں ہے تو اس کے نیچے نقطے بھی نہیں لگانے چاہئیں بھئی، بات سمجھ میں آگئی بھئی؟ یا ہوتی تو آپ دو نقطے لگاتے اس کے نیچے لیکن یہ تو یا نہیں ہے یہ تو دراصل ہمزہ ہے۔ تو یہی بات بیان کر رہے ہیں: **ہر جا ہمزہ را بصورت یا نویسند** ہر وہ جگہ کہ جہاں پر ہمزہ کو یا کی صورت میں لکھتے ہیں **نقطہ کردن در آں یا محض خطاست** نقطے لگانا اس یا کے اندر محض غلطی ہے، **چوں** قَائِلٌ و بَائِعٌ۔ قَائِلٌ دیکھو ہمزہ کے نیچے کسرہ تھا تو اس کو کس صورت میں لکھا؟ یا کی صورت میں، لیکن اب اس کے نیچے نقطے نہیں لگانے کیونکہ یہ ہمزہ ہے یا نہیں۔ وبَائِعٌ یہاں پر بھی ہمزہ یا کی صورت میں لکھی ہے لیکن اس کے نیچے نقطے نہیں لگائیں گے کیونکہ یہ یا نہیں ہے دراصل یہ تو ہمزہ ہے۔ تو **چوں** قَائِلٌ و بَائِعٌ جیسے قَائِلٌ و بَائِعٌ **و مانند آں** اور ان جیسے جو ہیں، **و ایں نزدیک ابو علی فارسی است**، اور یہ ابو علی فارسی کے نزدیک ہے، یہ ایک بڑے نحوی گزرے ہیں بھئی صرفی۔ **واتفاق اکثر اہل تصریف ہم بر ایں است**، اور اتفاق اکثر اہل صرف کا **ہم بر ایں است**، اسی پر ہے، اکثر اہل صرف کا اتفاق اسی پر ہے کہ نقطے نہیں لکھے جائیں گے۔ **زیرا کہ ایں ہمزہ است بصورت یا**، اس لیے کیونکہ یہ ہمزہ ہے، **بصورت یا**، کس کی صورت میں؟ یا کی صورت میں۔ **وہمچنیں ہر الفے کہ بصورت یا می نویسند آں را نیز نقطہ کردن خطاست**، اور اسی طرح ہر وہ الف کہ اسے یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس کے بھی نقطے لگانا غلطی ہے، **چوں** رَمَىٰ و سَرَىٰ۔ رَمَىٰ بھئی دیکھو یہ رَمَىٰ میں یا آخر میں الف سے بدل چکی ہے تو یہ الف ہو گیا، لیکن پھر بھی اس الف کو کس صورت میں لکھتے ہیں؟ یا کی صورت میں رَمَىٰ، لیکن اب اس کے نیچے نقطے نہیں لگانے کیونکہ یہ کیا ہے دراصل؟ الف ہو چکا ہے۔ وسَرَىٰ اس میں بھی اسی طرح یا کیا ہو چکی؟ الف ہو چکی تو اب اس کے نیچے نقطے نہیں لگانے کیونکہ یہ اب کیا ہے دراصل؟ اب یہ الف ہے مولانا یا نہیں۔ **زیرا کہ ایں الف است مرقوم بصورت یا**، اس لیے کہ یہ الف ہے لکھا گیا ہے یا کی صورت میں۔

معتل بر دو گونہ است، معتل دو قسم پر ہے، دو گونہ دو قسم پر ہے: **معتل بیک حرف**، ایک معتل ایک حرف پر، ایک حرف کے ساتھ، **و معتل بدو حرف**، اور معتل دو حرف کے ساتھ۔ تو دو قسم پر ہوا معتل مولانا: معتل بیک حرف اور معتل بدو حرف۔ معتل وہ ہے کہ جس کے اندر حرف علت آئے، واو، الف، یا میں سے آئے کوئی بھئی۔ اب ان میں سے ایک حرف اصلی کے مقابلے میں حرف علت آئے گا یا دو کے مقابلے میں۔ تو ایک حرف اصلی کے مقابلے میں آئے تو وہ معتل بیک حرف ہوا اور دو کے مقابلے میں آئے تو یہ معتل بدو حرف ہوا۔

اما معتل بیک حرف بر سہ گونہ است، اور جو معتل بیک حرف جو ہے وہ تین قسم پر ہے۔ آپ بھی پڑھ چکے ہیں مولانا، ایک حرف علت آئے: اگر فا کے مقابلے میں آئے تو وہ کیا کہلائے گا وہ لفظ؟ مثال۔ اگر عین کے مقابلے میں آئے؟ اجوف۔ اور اگر لام کے مقابلے میں آئے؟ ناقص۔ تو یہ ناقص کہلائے گا بھئی۔ بھئی یہ نام اکثر یاد نہیں رہتے، مثال، اجوف اور ناقص بھئی، ان میں خلط ہو جاتا ہے۔ ابھی تو آپ صرف پڑھ رہے ہیں، جب عرصہ گزر جاتا ہے، سال دو سال تین سال گزر گئے تو انسان بھول جاتا ہے کہ مثال کون سا ہے، اجوف کون سا ہے، ناقص کون سا ہے۔ اتنا تو پتا ہے مثال، اجوف اور ناقص ان تین میں حرف علت ہوتا ہے۔ لیکن تو اس کے لیے میں نے آپ کو ضابطہ بتلایا تھا کہ مان کا لفظ یاد رکھو، مان: میم، الف اور نون، مان۔ تو شروع میں میم ہے، درمیان میں الف ہے، آخر

میں نون۔ میم سے بن رہا ہے مثال، الف سے بنے گا اجوف، نون سے ناقص۔ تو بس شروع میں اگر یعنی فا کی جگہ حرف علت آئے تو شروع میں میم ہے میم سے کیا بنا؟ مثال۔ اگر درمیان میں حرف علت عین کے مقابلے میں آتا ہے تو درمیان میں یہاں پر الف ہے تو آپ سمجھ جائیں کیا ہے یہ؟ اجوف۔ اور اگر آخر میں ہے تو یعنی لام کے مقابلے میں حرف علت، تو یہاں آخر میں نون ہے اور نون سے کیا بنتا ہے؟ ناقص بھئی۔

اچھا تو کہتے ہیں **معتل بیک حرف بر سہ گونہ است**، معتل بیک حرف جو ہے وہ تین قسم پر ہے: **معتل فا**، ایک معتل فا ہے، **چوں** وَعَدَ و یَسَرَ، ایک واوی مثال ہے، ایک یائی مولانا، دونوں فعل ہیں، وَعْدٌ و یَسْرٌ اب یہ دو اسم کی مثالیں ہیں، ایک واوی ہے اور ایک یائی، ایک کے شروع میں واو دوسرے کے شروع میں یا۔ **وایں را مثال نیز گویند**، اور اس کو اس معتل فا کو مثال بھی کہتے ہیں۔ **و معتل عین**، اور دوسرا معتل عین ہے، **چوں** قَالَ و بَاعَ **و قول** وبَیْعٌ۔ قَالَ اور بَاعَ یہ دونوں فعل ہیں، پہلی مثال کون سا فعل ہے؟ واوی، کیونکہ قَالَ اصل میں کیا تھا؟ قول۔ دوسری مثال بَاعَ، یہ یائی ہے مولانا بَاعَ اصل میں کیا تھا؟ بَیَعَ۔ دو مثالیں فعل کی ذکر کیں، و قول وبَیْعٌ اور اسم کی بھی دو مثالیں ذکر کر دیں۔ **وایں را اجوف نیز گویند**، اور اس کو اجوف بھی کہتے ہیں یعنی معتل عین کو۔ **و معتل لام**، تیسری قسم معتل لام ہے، **چوں** غَزَا و رَمَیٰ۔ یہ غَزَا واوی ہے مولانا فعل اور رَمَیٰ یہ فعل کون سا ہے؟ یائی ہے بھئی۔ وغَزْوٌ و رَمْیٌ، یہ اسم کی مثالیں بھئی، غَزْوٌ واوی ہے رَمْیٌ یائی ہے۔ **وایں را ناقص نیز گویند**، اور معتل لام کو ناقص بھی کہتے ہیں۔

و معتل بدو حرف بر دو گونہ است، اور معتل بدو حرف یعنی جس کے اندر دو حرف اصلی کیا ہوں؟ حرف علت، وہ دو قسم پر ہے: **معتل فا و لام**، ایک معتل فا اور لام یعنی فا کے مقابلے میں بھی حرف علت اور لام کے مقابلے میں بھی حرف علت، **چوں** وَقَیٰ و وَشَیٰ یہ فعل کی مثالیں، وَقْیٌ و وَشْیٌ یہ اسم کی مثالیں۔ تو دیکھو وَقَیٰ شروع میں کیا ہے؟ واو، فا کے مقابلے میں، اور لام کے مقابلے میں کیا ہے؟ الف ہے بھئی یا وہ یا سے بدل کر آیا۔ **وایں را لفیف مفروق نیز گویند**، اور اسے لفیف مفروق بھی کہتے ہیں بھئی، کیونکہ دونوں حرف علت کے درمیان فرق ہے جدائی ہے فصل ہے مولانا۔ و دوسری قسم **معتل عین و لام**، معتل عین اور لام یعنی عین اور لام دونوں کے مقابلے میں کیا آجائے؟ حرف علت، **چوں**

طَوَیٰ	حَیِیَ	طَیٌّ	حَیٌّ

بھئی، دو اسم کی مثالیں اور دو فعل کی۔ بھئی اوپر بتلایا تھا معتل بدو حرف دو قسم پر ہے، کتنی قسم پر ہے؟ دو قسم پر ہے۔ تو آگے آپ یہ نہ کہیں معتل فا و لام ایک قسم، معتل عین و لام دوسری قسم، اور آگے آرہا ہے معتل فا و عین یہ تیسری قسم کہ کہا تھا اوپر دو قسمیں اور بتا کتنی رہے ہیں؟ تین۔ نہیں بھئی دو ہی قسمیں ہیں: ایک لفیف مفروق ہے اور ایک لفیف مقرون ہے بھئی، آخری دونوں قسمیں کیا ہیں لفیف مقرون کی مثالیں ہیں بھئی۔ تو **معتل فا و عین چوں** وَیْلٌ و یَوْمٌ، دیکھو فا اور عین کلمے کے مقابلے میں حرف علت ہے، وَیْلٌ کے اندر واو اور یا، یَوْمٌ کے اندر یا اور واو۔ **وایں نوع در فعل کمتر آمدہ است**، اور یہ قسم فعل کے اندر کم آئی ہے، یہ قسم فعل کے اندر کم آئی ہے۔ **وایں ہر دو نوع را لفیف مقرون گویند**، اور ان دونوں قسموں کو کیا کہتے ہیں؟ لفیف مقرون۔ قرن کا معنی ملا ہونا، چونکہ یہاں پر بھی دو حرف علت آپس میں ملے ہوئے ہیں اکٹھے ہیں بھئی۔

و معتل سہ حرفی بغایت کمتر است، اور معتل تین حرف والا جو ہے انتہائی کم ہے، **جز لفظ واوو**

یَایٌ	وَوَّیْتُ	یَیَّیْتُ

یافتہ نشدہ است، علاوہ لفظ واو کے اور یَایٌ کے یہ اسم ہیں، وَوَّیْتُ و یَیَّیْتُ یہ فعل ہیں، ان لفظوں کے علاوہ **یافتہ نشدہ است** پایا نہیں گیا ہے بھئی، ان کے علاوہ اور کوئی لفظ عربی میں نہیں پایا گیا بھئی۔ واو، یَایٌ تینوں حروف علت ہیں دونوں کے اندر۔ اسی طرح وَوَّیْتُ اور یَیَّیْتُ، وَوَّیْتُ کا معنی ہے میں نے واو لکھا، یَیَّیْتُ کا معنی ہے میں نے یا لکھی بھئی۔ تو صرف یہی معتل سہ حرفی آئے ہیں کہ تینوں حرف اصلی کیا ہیں حروف علت ہیں بھئی۔

و مضاعف آں باشد، اور مضاعف وہ ہے **کہ از حروف اصلی او دو حرف صحیح از یک جنس باشند**، کہ اس کے حروف اصلی میں دو حرف صحیح جو ہیں **از یک جنس باشند** ایک جنس کے ہوں۔ **و در ثلاثی بجائے عین و لام**، اور ثلاثی کے اندر وہ دو حرف کس کی جگہ پر آئیں گے؟ عین اور لام کی جگہ، **چوں** مَدَّ و فَرَّ یہ فعل کی مثال، و سبب وعَدَدٌ یہ اسم کی مثال۔ تو دیکھو دو حرف: سبب عین کی جگہ بھی بالام کی جگہ بھی با، عَدَدٌ عین کی جگہ بھی دال اور لام کی جگہ بھی دال۔ **و در رباعی**

بجائے فاولام اول و عین ولام ثانی، اور رباعی کے اندر فا اور لام اول کی جگہ اور عین اور لام ثانی کی جگہ۔ بھئی رباعی کے اندر یاد رکھنا مضاعف کی صورت یہ ہو گی کہ فا اور لام اول ان کی جگہ ایک ہی حرف ہو گا، اور عین اور لام ثانی ان کی جگہ ایک ہی حرف ہو گا۔ جیسے **چوں** زَلْزَلَ۔ زَلْزَلَ میں دیکھیے مولانا یہ پہلی زا کس کے مقابلے میں ہے؟ فا کے مقابلے میں۔ پھر آگے لام کس کے مقابلے میں ہے؟ عین کے مقابلے میں۔ اور آگے جو زا ہے وہ لام اول کے مقابلے میں ہے۔ اور آخر میں جو لام ہے یہ لام ثانی کے مقابلے میں ہے۔ زَلْزَلَ بروزن فَعْلَلَ۔ صورت سمجھ میں آرہی ہے؟ اب آپ دیکھیے فا اور لام اول دونوں کے مقابلے میں ایک حرف ہے زا، اور عین اور لام ثانی دونوں کے مقابلے میں ایک حرف ہے وہ کیا ہے؟ لام۔ اسی طرح و

زَحْزَحَ	ذَبْذَبَ	مَضْمَضَ

پس مجموع اصول اجناس اسما و افعال دہ نوع مذکور است، پس مجموعہ اصول اجناس یعنی اجناس سے مراد انواع ہے، بنیادی انواع بھئی، بنیادی انواع کا مجموعہ کس کی انواع بھئی؟ اسماء و افعال، اسماء اور افعال کے بنیادی انواع کا مجموعہ جو ہے وہ **دہ نوع مذکور است**، کتنی نوع مذکور ہیں؟ دس نوع مذکور ہوئیں بھئی، **یعنی صحیح و مہموز فا و مہموز عین و مہموز لام و مثال و اجوف و ناقص و لفیف مفروق و لفیف مقرون و مضاعف**۔ یہ کتنی قسمیں ہو گئیں؟ دس قسمیں۔

وہ نوع دیگر از اجناس مرکب است، اور دس دوسری انواع جو ہیں کس میں سے ہیں؟ مرکب انواع میں سے ہیں بھئی، دس قسمیں دوسری وہ مرکب انواع میں سے ہیں۔ جیسے بھئی: **مضاعف و مہموز فا**، مضاعف بھی ہو اور مہموز فا بھی ہو، **چوں** أَمَّ و أُمٌّ، ایک فعل کی مثال ہے پہلے فعل کی مثال اس کے بعد پھر اسم کی مثال۔ تو أَمَّ دیکھیے مولانا شروع میں کیا آیا؟ ہمزہ، تو یہ مہموز الفا ہے اور نیز میم مشدد ہے دو میم ہیں مولانا تو یہ مضاعف بھی ہے۔ مضاعف بھی ہے اور مہموز الفا بھی ہے، تو یہی انہوں نے کہا **مضاعف و مہموز فا چوں** أَمَّ و أُمٌّ۔ **و مضاعف و مثال**، مضاعف بھی ہو اور مثال بھی ہو، **چوں** وَدَّ و وُدٌّ۔ تو دیکھیے یہ مثال ہے شروع میں حرف علت ہے، پچھلے میں ہمزہ تھا اور اس میں واو ہے شروع میں، اور نیز مضاعف بھی ہے تو مثال بھی ہے اور مضاعف بھی۔ **و مہموز فا و اجوف**، اور مہموز فا بھی ہو اور اجوف بھی ہو، **چوں** آسَىٰ و أَوْسٌ۔ آسَىٰ شروع میں کیا ہے؟ ہمزہ، پھر اس کے بعد الف ہے آسَىٰ، ہمزہ کو لمبا کر رہے ہیں یا نہیں آپ بھئی؟ یہ الف ہے بھئی، تو الف تو ہمزہ بھی ہے اور الف درمیان میں آیا حرف علت اجوف بھی ہے، تو مہموز فا بھی ہے اور اجوف بھی ہے آسَىٰ و أَوْسٌ۔ **و مہموز فا و ناقص**، اور مہموز فا بھی ہو اور ناقص بھی ہو، یہ مرکبات ہیں مولانا انہوں نے بتلایا، سمجھ میں آیا بھئی؟ دو دو قسمیں اکٹھی ہو رہی ہیں اس میں، **مہموز فا و ناقص چوں** أَتَىٰ و أَتْيٌ۔ أَتَىٰ شروع میں کیا ہے؟ ہمزہ، تو مہموز فا بھی ہے اور آخر میں کیا ہے؟ الف ہے تو ناقص بھی ہے بھئی۔ **و مہموز فا و لفیف مقرون**، مہموز فا بھی ہو اور لفیف مقرون بھی ہو **چوں** أَوَىٰ و أَوْيٌ بھئی وأَوْيٌ۔ أَوَىٰ شروع میں کیا ہے؟ ہمزہ، تو مہموز فا بھی ہے اور عین اور لام دونوں کی جگہ کیا ہیں؟ حرف علت ہیں، تو لفیف ہوا، لفیف مقرون مولانا اکٹھے ہیں دونوں حرف علت۔ **و مہموز عین و مثال**، اور مہموز عین بھی ہو اور مثال بھی ہو، **چوں** وَأَدَ و وَأْدٌ۔ اب مہموز عین ہے ہمزہ کہاں پر آرہا ہے؟ عین، اور مثال بھی ہے کہ شروع کے اندر فا کے مقابلے میں کیا موجود ہے؟ حرف علت ہے۔ **و مہموز عین و ناقص**، مہموز عین بھی ہو اور ناقص بھی ہو **چوں** رَأَىٰ و رَأْيٌ، ہمزہ درمیان میں ہے تو یہ مہموز العین ہوا اور آخر میں حرف علت ہے تو یہ کیا ہوا؟ ناقص بھی ہوا بھئی۔ آگے بھئی **و مہموز عین و لفیف مفروق**، مہموز العین بھی ہو اور لفیف مفروق بھی ہو **چوں** وَأَىٰ و وَأْيٌ، درمیان میں ہمزہ ہے بھئی عین کے مقابلے میں تو یہ کیا ہوا مہموز عین، اور شروع میں فا کے مقابلے میں بھی حرف علت اور لام کے مقابلے میں بھی حرف علت تو لفیف مفروق بھی ہوا یہ۔ **و مہموز لام و مثال**، مہموز لام بھی ہو اور مثال بھی ہو **چوں** وَدَأَ و وَدْءٌ، دیکھو لام کے مقابلے میں ہمزہ تو کیا ہوا یہ مہموز اللام، اور فا کے مقابلے میں کیا موجود ہے؟ حرف علت تو یہ مثال بھی ہے، **چوں** وَدَأَ و وَدْءٌ۔ **و مہموز لام و اجوف چوں** نَاءَ و نَوْءٌ، نَاءَ دیکھیے مولانا آخر میں ہمزہ ہے تو یہ مہموز اللام بھی ہے اور درمیان میں حرف علت ہے تو یہ اجوف بھی ہے بھئی۔

جی چلیے بس مولانا بس کریں۔ هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

صرفِ صحیح وغیر صحیح کا اجمالی حکم اور ابواب کا تقابل

سبق نمبر ۱۱۳—تاریخِ درس: ۲۵ اپریل ۲۰۰۹ء

اچھا بھائی، آگے سبق دیکھیے بھائی۔

چوں شناختی اجناس اسماء و افعال را، پس جب تو نے جان لیا اسم اور فعل کی انواع کو، **پس بداں**، پس تو جان لے **کہ صرف صحیح بر اصل خود است**، کہ صحیح کی گردان، صرف گردان کو کہتے ہیں بھائی، **کہ صرف صحیح بر اصل خود است**، کہ صحیح کی گردان اپنی اصل پر ہے۔ کس پر ہے؟ اپنی اصل پر ہے، یعنی جیسا اسے ہونا چاہیے اسی طرح ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی اعلال وغیرہ تبدیلی نہیں ہوئی۔ خود بتلا رہے ہیں کہ اپنی اصل پر ہونے کا کیا معنی ہے: **یعنی بر حال خود است**، یعنی اپنے حال پر ہے، **تعلیل و تغییر نمی پذیرد**، تعلیل اور تغییر یعنی تبدیلی کو **نمی پذیرد**، قبول نہیں کرتا بھائی۔ صحیح کی گردان تبدیلی کو قبول نہیں کرتی، وہ اسی طرح رہتی ہے بھائی اپنی حالت پر۔

و صرف مہموز فاء و مثال بر وفق صرف صحیح است، اور مہموز الفاء اور مثال کی گردان جو ہے وہ **بر وفق صرف صحیح**، صحیح کی گردان کے مطابق ہے مولانا، یعنی اسی کی طرح ہے۔ **مگر در چند محل کہ یاد خواہم کرد** اِنْ شَاءَ اللّٰہُ، مگر چند جگہ پر **کہ یاد خواہم کرد**، کہ اسے ہم یاد کریں گے یا یوں کہہ لیں ذکر کریں گے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی، میں اسے کہتے ہیں ذکر کروں گا بھائی۔

و صرف اجوف از تفعیل و مفاعلہ و تفعل و تفاعل نیز حکم صرف صحیح دارد، اور اجوف کی گردان باب تفعیل، باب مفاعلہ، باب تفعل اور باب تفاعل سے، یہ بھی صحیح کی گردان کا حکم رکھتی ہے بھائی۔ اجوف کی گردان بھی کس کی گردان کا حکم رکھتی ہے؟ صحیح، یعنی جیسے صحیح کے اندر تبدیلی نہیں ہوتی اسی طرح اجوف کی یہ جو گردانیں ہیں باب تفعیل، باب مفاعلہ، باب تفعل اور باب تفاعل، ان میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

چوں جَوَّزَ، جی آگے اب مثالیں ذکر کر رہے ہیں: **چوں** جَوَّزَ یُجَوِّزُ تَجْوِیزًا فَھُوَ مُجَوِّزٌ۔ یہ باب تفعیل ہے، اجوف ہے اور واوی ہے مولانا۔ اگلی مثال:

وَمَیَّزَ	یُمَیِّزُ	تَمْیِیزًا
فَھُوَ	مُمَیِّزٌ	

۔ یہ دیکھیے اجوف ہے اور باب تفعیل سے، البتہ یہ یائی ہے مولانا، یائی۔

وَعَاوَنَ	یُعَاوِنُ	مُعَاوَنَةً
فَھُوَ	مُعَاوِنٌ	

۔ یہ باب مفاعلہ ہے، اجوف اور واوی ہے۔

وَعَایَنَ	یُعَایِنُ	مُعَایَنَةً
فَھُوَ	مُعَایِنٌ	

۔یہ اجوف ہے باب مفاعلہ، البتہ یہ یائی ہے بھائی۔

وَتَجَوَّزَ	يَتَجَوَّزُ	تَجَوُّزًا
فَهُوَ	مُتَجَوِّزٌ	

۔یہ باب تفعل ہے، اجوف ہے اور واوی ہے۔

وَتَغَيَّرَ	يَتَغَيَّرُ	تَغَيُّرًا	فَهُوَ

متغیر۔یہ اجوف باب تفعل اور یائی ہے۔

وَتَنَاوَلَ	يَتَنَاوَلُ	تَنَاوُلًا
فَهُوَ	مُتَنَاوِلٌ	

۔یہ باب، کون سا باب ہے؟ باب تفاعل ہے۔بھائی، اور اجوف ہے اور واوی۔

وَتَغَايَرَ	يَتَغَايَرُ	تَغَايُرًا
فَهُوَ	مُتَغَايِرٌ	

۔یہ بھی باب تفاعل ہے، اجوف ہے، البتہ یہ یائی ہے بھائی۔اور ان سب گردانوں میں آپ دیکھ رہے ہیں جیسا ہونا چاہیے اسی طرح ہیں، ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی اور کوئی اعلال نہیں ہوا بھائی، صحیح کی طرح ہی ہے بھائی۔

کہتے ہیں: **جز ایں چہار باب کہ مذکور است**، علاوہ یہ چار باب کہ مذکور ہیں، **از اجوف**، اجوف سے، یعنی اجوف سے ان چار ابواب کے علاوہ جو ابواب ہیں، ان کا آگے بتلائیں گے کہ ان سب کے اندر تبدیلی ہوتی ہے بھائی، ان چار ابواب کے علاوہ۔**وہمہ ابواب ناقص**، اور ناقص کے تمام ابواب، **جائے اعلال و تغیر است**، وہ اعلال اور تغیر کی جگہ ہے، اعلال اور تبدیلی کی جگہ ہے بھائی۔

وہر چہ ازاں بروزن صحیح آید بر اصل خود باشد، اور ہر وہ جو ان میں سے صحیح کے وزن پر آئے وہ اپنی اصل پر ہو گا۔بھائی میں نے آپ کو ضابطہ بتلایا تھا کسی بھی صیغے کی اصل معلوم کرنی ہو اجوف، ناقص وغیرہ میں، اس کو صحیح میں جو آپ نے باب پڑھا تھا اس کے اندر وہی صیغہ نکالو اور اس کو اس وزن پر لے جاؤ بھائی۔ دیکھو ملاؤ ان دونوں کو، اگر اس کا بعینہٖ وہی وزن ہے تو معلوم ہوا یہ اپنی اصل پر ہے بھائی۔صورت سمجھ میں آگئی؟ جیسے کیا مثال، یہی دیکھ لو:

مَيَّزَ	يُمَيِّزُ	تَمْيِيزًا

۔صحیح کے اندر آپ نے کیا پڑھا تھا؟ کرم يُكَرِّمُ تَكْرِيمًا۔دیکھو ہر ہر صیغے کا بعینہٖ وہی وزن آرہا ہے کوئی فرق نہیں۔تو صحیح کے اندر وہی صیغہ نکالیں اور اس کو دیکھیں یہ اسی وزن پر ہے یا اس کے اندر کوئی تبدیلی ہوئی ہے بھائی۔اس سے آپ کو اصل کا پتا چل جائے گا۔

چنانچہ کہتے ہیں کہ ہر، **وہر چہ ازاں بروزن صحیح آید** اور ہر ایک جو ان میں سے صحیح کے وزن پر آیا ہے **بر اصل خود باشد** وہ اپنی اصل پر ہو گا۔**چنانچہ** يَدْعُونَ وَيَرْمِينَ **بروزن** يَفْعُلْنَ وَيَفْعِلْنَ، يَدْعُونَ بھائی، يَدْعُونَ۔جی یہ باب نَصَرَ ہے بھائی، ناقص ہے واوی۔گردان کیسے کی پڑھی تھی آپ نے؟

يَدْعُو	يَدْعُوَانِ	يَدْعُونَ
تَدْعُو	تَدْعُوَانِ	يَدْعُونَ

۔تو دیکھیے یہ يَدْعُونَ، اب دیکھیں اس کا، دیکھتے ہیں اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں، يَدْعُونَ۔یہی صیغہ بھائی یہ باب نَصَرَ سے ہے وہاں نکالیں بھائی:

يَنْصُرْنَ	يَنْصُرْنَ	يَدْعُونَ

۔دیکھو بعینہٖ اسی وزن پر ہے، معلوم ہوا اس کے اندر کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی بھائی۔
جی اور يَرْمِينَ، اس کی گردان آپ نے کیسے پڑھی تھی؟

يَرْمِي	يَرْمِيَانِ	يَرْمُونَ
تَرْمِي	تَرْمِيَانِ	يَرْمِينَ

۔یہ باب ضَرَبَ ہے مولانا، يَرْمِينَ۔کیسے گردان تھی باب ضَرَبَ کی؟

يَضْرِبُ	يَضْرِبَانِ	يَضْرِبُونَ
تَضْرِبُ	تَضْرِبَانِ	يَضْرِبْنَ

۔يَضْرِبْنَ يَرْمِينَ۔دیکھو بعینہٖ وہی وزن ہے، معلوم ہوا اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی بھائی۔تو کہتے ہیں: **چنانچہ** يَدْعُونَ وَيَرْمِينَ **بروزن** يَفْعُلْنَ وَيَفْعِلْنَ، چنانچہ يَدْعُونَ اور يَرْمِينَ کس وزن پر ہیں؟ يَفْعُلْنَ اور يَفْعِلْنَ پر ہیں۔

وَدَعَوْنَ	وَرَمَيْنَ	دَعَوْنَ

، دیکھو اب یہ پہلے مضارع کے صیغے ذکر کر دیے ایک دو، اب ماضی کے ذکر کر رہے ہیں: دَعَوْنَ وَرَمَيْنَ۔دَعَوْنَ کیسے گردان پڑھی تھی آپ نے بھائی؟

دَعَا	دَعَوَا	دَعَوْا	دَعَتْ
دَعَتَا	دَعَوْنَ	دَعَوْنَ	

۔کون سا باب ہے؟ باب نَصَرَ۔وہاں کیسے صیغہ آیا تھا؟

نَصَرَ	نَصَرَا	نَصَرُوا
نَصَرَتْ	نَصَرَتَا	نَصَرْنَ

۔دَعَوْنَ نَصَرْنَ۔دیکھو بعینہٖ بالکل ایک وزن ہے، معلوم ہوا اس دَعَوْنَ کے اندر کوئی اعلال نہیں ہوا۔اسی طرح رَمَیْنَ، اس کی گردان کیسے تھی؟

رَمٰی	رَمَیَا	رَمَوْا
رَمَتْ	رَمَتَا	رَمَیْنَ

۔یہ ضَرَبَ سے ہے، ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ۔رَمَیْنَ ضَرَبْنَ۔بعینہٖ وہی وزن ہے بھائی، معلوم ہوا اس کے اندر بھی کوئی اعلال نہیں ہوا۔تو کہتے ہیں: وَدَعَوْنَ وَرَمَیْنَ **بروزن** فَعَلْنَ **آمدہ است**، دَعَوْنَ اور رَمَیْنَ فَعَلْنَ کے وزن پر آئے ہیں، آیا ہے، **بر اصل باشد**، کس پر ہے؟ اپنی اصل پر ہے۔

و آنچہ بروزن صحیح نیست برائے وے اصلے بروزن صحیح پیدا آرند، اور وہ جو صحیح کے وزن پر نہیں ہے، **برائے وے** اس کے لیے، **اصلے** ایک کوئی اصل **بر وزن صحیح** صحیح کے وزن پر کوئی اصل **پیدا آرند**، کیا کر لیتے ہیں؟ بنا لیتے ہیں بھائی، اس کے لیے کیا کر لیتے ہیں؟ بنا لیتے ہیں۔جیسے دیکھیے مولانا آگے یہ بھی مثالیں ذکر کریں گے، قَالَ ہے، اب قَالَ کس باب سے ہے؟ باب نَصَرَ سے، لیکن قَالَ نَصَرَ، یہ تو اس وزن پر نہیں ہے، نَصَرَ میں تو درمیان والا حرف متحرک ہے اور قَالَ میں درمیان والا حرف ساکن ہے۔تو جب اس وزن پر نہ ہو تو پھر اس کی اصل اسی وزن پر بنا لیتے ہیں۔تو قَالَ پھر کہتے ہیں قَالَ اصل میں کیا تھا؟ قول بروزن نَصَرَ۔صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ تو یوں کسی لفظ کی اصل یوں بنائی جاتی ہے کہ اب صحیح کے اندر جو صیغہ ہوتا ہے اسی وزن پر لے جاتے ہیں اور پھر اس کے مطابق اصل بنا لیتے ہیں۔تو یہ معنی ہے **و آنچہ بروزن صحیح نیست** اور وہ جو صحیح کے وزن پر نہیں ہے **برائے وے** اس کے لیے **اصلے بروزن صحیح پیدا آرند** اس کے لیے کوئی اصل صحیح کے وزن پر بنا لیتے ہیں۔

و اعلال و تغییر آں را مبنی بر قوانین تصریف دانند، اور اس کے اعلال اور تغییر کو جو ہے **مبنی بر قوانین تصریف**، صرف کے قوانین پر مبنی جو ہے **دانند**، جانتے ہیں بھائی۔کہ اس کے اندر یوں یوں اعلال ہوا ہوگا بھائی۔جیسے قَالَ کی اصل ہم نے کیا نکالی؟ قول نکال لی، پھر صرف کے قوانین کے مطابق اس میں تبدیلیوں کو جان لیتے ہیں کہ یوں یوں تبدیلی ہوئی ہوگی جیسے یہاں پر واو متحرک ما قبل فتحہ تھا اس کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے بدل دیا۔تو اس طرح صرف کے قوانین پر مبنی اس کی تبدیلی کو جانتے ہیں بھائی۔

چوں یَعِدُ **بروزن** یَفْعِلُ **نیست**، جیسے یَعِدُ یَفْعِلُ کے وزن پر نہیں ہے۔**دراصل** یَوْعِدُ **بروزن** یَفْعِلُ **گویند**، تو کیا کہتے ہیں کہ دراصل یہ یَوْعِدُ یَفْعِلُ کے وزن پر تھا بھائی، یَفْعِلُ کے وزن پر کہتے ہیں۔وَقَالَ **بروزن فعل نیست**، اور قَالَ فعل کے وزن پر نہیں ہے۔**دراصل قول بروزن فعل پیدا آرند**، تو اصل کے اندر قول بروزن فعل پیدا آرند، یعنی بنا لیتے ہیں۔

ہم چنیں سائر صور اعلال و ادغام و تخفیف ہمزہ، **ہم چنیں** اسی طرح تمام صورتیں اعلال اور ادغام اور تخفیف ہمزہ کی۔اسی طرح ہیں تمام صورتیں اعلال اور ادغام اور تخفیف ہمزہ کی، سب میں اسی طرح نکالتے ہیں اصل۔**چوں** ذَبَّ، جیسے ذَبَّ، **کہ دراصل** ذَبَبَ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ ذَبَبَ۔وَفَرَّ **کہ دراصل** فَرَرَ **بود**، اور فَرَّ کہ اصل میں فَرَرَ تھا۔وَیَامُرُ **کہ دراصل** یَأْمُرُ **بود**، یَامُرُ اصل میں کیا تھا؟ یَأْمُرُ بھائی، ہمزہ ہے، یَأْمُرُ **بود**، یَأْمُرُ تھا۔

اعلال تخفیف کردن حرف علت بود، اعلال جو ہے وہ ہلکا کرنا ہے حرف علت کو، یہ اعلال ہے بھائی۔**اعلال تخفیف کردن حرف علت بود**، اعلال حرف علت کو ہلکا کرنا ہے، اس کی تخفیف ہے۔اور کس طرح ہوگی؟ **بہ ابدال یا بہ اسکان یا بہ حذف**، یا تو ابدال کے ذریعے یہ تخفیف ہوگی، **یا بہ اسکان** یا اسکان یعنی ساکن کرنے کے ذریعے، **یا بہ حذف** یا کس کے ذریعے؟ حذف کے ذریعے۔

اب یہ ابدال، اسکان، حذف کسے کہتے ہیں خود ذکر کر رہے ہیں۔کہتے ہیں: **و ابدال داشتن حرفے بود بجائے حرف دیگر**، اور ابدال رکھنا ہے ایک حرف کو **بجائے حرف دیگر**، دوسرے حرف کی جگہ۔ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو لے آنا، اس کو رکھ دینا یہ کیا کہلاتا ہے؟ ابدال۔**چوں** قَالَ **کہ دراصل قول بود**، جیسے قَالَ کہ اصل میں کیا تھا؟ قول تھا۔پھر ابدال کیا ہوا کہ واو کی جگہ الف لے آئے۔تو چاہے حروف علت میں جو بھی تبدیلی کی جائے، چاہے ابدال ہو، اسکان ہو یا حذف ہو، سب کو کیا کہتے ہیں؟ اعلال کہتے ہیں۔

واسکان افگندن حرکت بود، اور اسکان جو ہے حرکت کو گرانا ہے مولانا، افگندن کا معنی گرا دینا۔ **افگندن حرکت بود**، حرکت کو گرا دینا ہے۔ **چوں** یَدْعُو، جیسے یَدْعُو **کہ دراصل** یَدْعُوُ **بود**، اصل میں کیا تھا؟ یَدْعُوُ، واو پر بھی ضمہ ہے، لیکن پھر اس ضمے کو گرا دیا گیا کیونکہ ضمہ واو پر ثقیل تھا، تو یَدْعُو ہوا۔ تو یہ جو حرکت کو گرایا اس کو کیا کہتے ہیں؟ اسکان، ساکن کرنا۔

حذف، افگندن حرفے بود، حذف جو ہے یہ کسی حرف کو گرانا ہے۔ کسی حرف کو گرانا یہ کیا کہلاتا ہے؟ حذف۔ **چوں** یَجِبُ، **کہ دراصل** یَوْجِبُ **بود**، جیسے یَجِبُ کہ اصل میں کیا تھا؟ یَوْجِبُ تھا۔ پھر واو آیا ماقبل فتحہ اور کسرۂ لازم کے تو اس واو کو گرا دیا گیا، قانون آپ پڑھ چکے ہیں، تو کیا ہوا؟ یَجِبُ۔ تو یہ جو ایک حرف کو ہم نے گرا دیا اس کو کہتے ہیں حذف، حذف کرنا بھائی۔ حرکت گرائیں تو یہ ہے اسکان یعنی ساکن کرنا، اور دوسرا حرف لے کر آئیں تو یہ ابدال ہے بھائی۔

وادغام در لغت آوردن لگام در دہن اسپ بودہ، اور ادغام جو ہے یہ لغت میں، یعنی عربی زبان میں، **آوردن لگام** لگام لے کر آنا **در دہن اسپ** گھوڑے کے منہ میں، **در دہن اسپ بودہ** گھوڑے کے منہ میں لگام لگانا، یہ کیا کہلاتا تھا؟ ادغام کہلاتا تھا۔ تو اصل عربی زبان کے اندر اس کو ادغام کہتے تھے۔ پھر، **ودر اصطلاح صرفیاں**، اور صرفیوں کی اصطلاح میں یعنی علم صرف والوں کی اصطلاح میں، **در آوردن حرفے بود در حرف مانند آں**، ایک حرف کو اندر لے آنا **در حرف مانند آں** اس جیسے حرف میں۔ ایک حرف کو اسی جیسے دوسرے حرف کے اندر لے آنا، یہ کیا کہلاتا ہے؟ ادغام۔ سمجھ میں آیا؟ تو عربی زبان میں تو یہ گھوڑے کے منہ میں لگام لگانے کو کہتے تھے، لیکن پھر اصطلاح صرف کے اندر کس معنی میں استعمال ہوا؟ ایک حرف کو اس جیسے دوسرے حرف کے اندر لے آنا۔

چنانچہ از دو حرف یک حرف مشدد کردہ شود، چنانچہ دو حرف سے ایک حرف مشدد بنایا جاتا ہے، کر لیا جاتا ہے۔ **چوں** مَدَّ **کہ دراصل** مَدَدَ **بود**، جیسے مَدَّ کہ اصل میں کیا تھا؟ مَدَدَ تھا۔ **حرف اول را مدغم خوانند و حرف دوم را مدغم فیہ**، پہلے حرف کو مدغم کہتے ہیں، پڑھتے ہیں اور دوسرے کو، **حرف دوم را**، دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں بھائی۔ تو مَدَّ، اس کے اندر پہلا دال جو ساکن ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟ یہ مدغم ہے، اور دوسرا دال جو متحرک ہے اس کو کیا کہیں گے؟ مدغم فیہ، کہ اس کے اندر ادغام کیا گیا۔

جی، اب تفصیل تھوڑی کر رہے ہیں ابدال، اسکان وغیرہ کی۔ کہتے ہیں: **وابدال بر سہ گونہ است**، ابدال تین قسم پر ہے۔ **بدل از حروف اصلی**، ایک تو بدل ہے کس سے؟ حروف اصلی سے، یعنی کوئی تھا حرف اصلی، اس کو بدل کر دوسرا حرف لانا۔ **چوں** قَالَ وَبَاعَ، جیسے قَالَ اور بَاعَ۔ جی، تو قَالَ اصل میں قول تھا، واو متحرک ماقبل فتحہ تو اس واو جو حرف اصلی تھا اس کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے۔ اور بَاعَ اصل میں بَيَعَ تھا، تو یہ یا حرف اصلی ہے، اس یا کو، یہ یا متحرک تھی، ماقبل فتحہ تھا، تو اس یا کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے۔ تو دیکھو ابدال حرف اصلی میں ہوا۔

جی یہ پہلی قسم۔ دوسری قسم: **وبدل از حروف زائدہ**، حروف زائدہ سے بدل۔ **چوں** ضُورِبَ وَبُوِيِعَ، جیسے ضُورِبَ اور بُوِيِعَ، **کہ واو ایشاں بدل است از الف**، کہ ان کا واو جو ہے یہ بدل ہے الف سے۔ ضُورِبَ، **بدل است از الف** ضَارَبَ وَبَايَعَ، یہ بدل ہے کس سے؟ ضَارَبَ اور بَايَعَ کے الف سے۔ بھائی وہی ضَارَبَ تھا، باب مفاعلہ کی ماضی ہے ضَارَبَ، قَاتَلَ۔ پھر کیا کیا گیا؟ اسے مجہول بنایا گیا، اور مجہول بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ اول کو ضمہ دیتے ہیں، آخر سے ماقبل کو کسرہ۔ اول ضاد کو ضمہ دے دیا اور آخر سے ماقبل یعنی باسے ماقبل جو را ہے اس کو کسرہ دے دیا گیا۔ پھر ماقبل ضمے کی وجہ سے الف کو کس سے بدل دیا گیا؟ واو سے۔ اور یہ الف حرف اصلی ہے؟ نہیں، یہ حرف اصلی نہیں کیونکہ ضَارَبَ بروزن فاعل ہے، فاعل۔ تو دیکھو فعل، فاعین لام کے مقابلے میں نہیں ہے، الف اسی طرح آرہا ہے بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اسی طرح بَايَعَ سے کیا بنا؟ بُوِيِعَ۔ تو یہ بدل ہے مولانا الف ضَارَبَ اور بَايَعَ سے۔ کس کی بات چل رہی ہے؟ کون بدل ہے الف ضَارَبَ اور بَايَعَ سے؟ واو، ان ضُورِبَ اور بُوِيِعَ کا واو۔ یہ بدل ہے ضَارَبَ اور بَايَعَ کے الف سے، **وآں زائدہ است**، اور وہ الف کیا ہے؟ زائدہ ہے۔

تیسری قسم: **وبدل از بدل**، بدل سے بدل۔ ایک دفعہ بدل چکا ہے ایک حرف سے، پھر اس سے دوبارہ کیا ہوا؟ دوسرے حرف سے بدل دیا گیا تو یہ بدل سے بدل ہے۔ **چوں** يُدْعٰى وَيُرْضٰى، جیسے يُدْعٰى اور يُرْضٰى۔ بھائی دیکھیے یہ مجہول ہے۔ تو يُدْعٰى اصل میں کیا تھا؟

يُدْعَوُ	دَعَا	يَدْعُو

سے ہے نا، واوی ہے۔ تو اصل میں کیا تھا؟

يُدْعَوُ	يُنْصَرُ	يُفْعَلُ

وزن تھا۔ پھر واو کہاں چوتھی جگہ پر آیا، اور اس کی ماقبل کی حرکت اس کے مخالف تھی یعنی ضمہ نہیں تھا، یُدْعَوُ، تو دیکھو واو سے پہلے کیا تھا؟ فتحہ۔ تو اس آخری حرف واو کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے۔ آپ نے پڑھا ہے بھائی کہ واو اگر چوتھی جگہ یا آگے آئے، چوتھی سے بھی آگے پانچویں جگہ چلا جائے اور اس سے ماقبل حرکت اس کے موافق نہ ہو یعنی ماقبل میں ضمہ نہ ہو تو اس واو کو کس سے بدل دیتے ہیں؟ یا سے بدل دیتے ہیں۔ چنانچہ یُدْعَوُ تھا، واو تھا اس کو یا سے بدلا کیا ہوا؟ یُدْعَيُ ہوا، یُدْعَيُ۔ تو واو سے ماقبل فتحہ آیا تو اس کو یا سے بدل دیا گیا، کیا بن گیا؟ یُدْعَيُ۔ پھر یا متحرک ماقبل فتحہ تھا اس کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے۔ تو دیکھو بدل سے بدل ہوا۔ واو سے پہلے بدل کر یا آئی، پھر یہ بدل سے بدل کیا آیا؟ الف آیا۔ تو یہ بدل سے بدل ہے۔ اسی طرح یُرْضٰی اصل میں کیا تھا؟ یُرْضَوُ، یہ بھی واوی ہے۔ پھر واو کو کس سے بدلا؟ اسی قانون کے تحت واو کو یا سے، یُرْضَيُ ہوا، پھر یا کو کس سے بدلا؟ الف سے، تو یُرْضٰی ہوا بھائی، بعینہٖ اسی طرح جیسے یُدْعٰی میں ہوا۔ تو کہتے ہیں: **چوں** یُدْعٰی وَیُرْضٰی **کہ الف ایشاں بدل است از یا**، کہ ان کا الف جو ہے وہ بدل ہے یا سے، **و یا بدل است از واو**، اور یا بدل ہے واو سے۔

و اسکان بر دو گونہ است، اور اسکان دو قسم پر ہے: **اسکان بغیر نقل حرکت**، ایک اس کا ساکن کرنا ہے حرکت کو نقل کیے بغیر ہی، **چوں** یَدْعُو وَیَرْمِي۔ یَدْعُو اصل میں کیا تھا؟ یَدْعُوُ بروزن یَنْصُرُ۔ جی پھر واو کی حرکت یہ ضمہ واو پر ثقیل تھا گرا دیا، کیا ہوا؟ یَدْعُو۔ اسی طرح یَرْمِي اصل میں یَرْمِيُ بر وزن یَضْرِبُ، پھر یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا یَرْمِي ہوا۔

یہ پہلی قسم۔ **و اسکان بہ نقل حرکت**، اور دوسرا اسکان کرنا حرکت کے نقل کرنے کے ساتھ۔ **و ایں نیز بر دو نوع**، یہ پھر کہتے ہیں دو قسم پر ہے: **نقل بہ سوئے ساکن**، ایک حرکت کو نقل کرنا ساکن کی طرف۔ ماقبل میں کیا تھا؟ ساکن تھا، حرکت نقل کر کے اس ساکن کو دے دی۔ جیسے یَقُولُ، اصل میں کیا تھا؟ یَقْوُلُ، واو پر تو ضمہ تھا لیکن قاف ساکن تھا، پھر واو کے ضمے کو نقل کر کے کس کو دے دیا گیا؟ قاف کو اور واو ساکن ہوا، تو یَقُولُ ہوا۔ وَیَبِیعُ، اصل میں کیا تھا؟ یَبْیِعُ، یَضْرِبُ، پھر یا پر کسرہ ثقیل تھا، نقل کر کے کس کو دیا؟ با کو، اور با کیا تھی؟ ساکن تھی۔

یہ پہلی قسم ہے کہ ماقبل ساکن تھا اس کو حرکت نقل کر کے دے دی۔ دوسری قسم: **و نقل بہ سوئے متحرک**، دوسری قسم ہے نقل کرنا متحرک کی جانب **بعد ازالۂ حرکت ماقبل**، ماقبل کی حرکت کے ختم کرنے کے بعد، اس کو زائل کرنے کے بعد۔ یعنی ماقبل میں بھی حرف متحرک تھا لیکن اس کی حرکت کو ہم کیا کر دیتے ہیں پہلے؟ ختم کر دیتے ہیں، اس کی حرکت گرا دیتے ہیں، پھر اس مابعد کے کسرے کو نقل کر کے اس کی طرف لے آتے ہیں، جیسے قِیلَ، قِیلَ اصل میں کیا تھا؟ قول۔ جی، پھر کیا کیا گیا؟ قاف پر ضمہ ہے واو پر کسرہ ہے، پھر واو پر کسرہ ثقیل تھا وہ نقل کر کے کس کو دیا؟ قاف کو، لیکن پہلے قاف کے ضمے کو گرایا اور پھر واو کے کسرے کو نقل کر کے کس کو دے دیا؟ قاف کو، تو کیا بن گیا؟ قول، ابھی بھی واو ہے قول۔ اور پھر ماقبل کے کسرے کی وجہ سے واو کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے تو قِیلَ ہوا۔ اسی طرح بِیعَ اصل میں کیا تھا؟ بُیِعَ۔ جی پھر یا پر کسرہ ثقیل تھا نقل کر کے کس کو دیا؟ با کو، لیکن اس سے پہلے کیا کیا؟ با کے ضمے کو گرا دیا زائل کیا اور پھر یا کے کسرے کو نقل کر کے با کو دے دیا۔ جی تو بِیعَ ہوا۔

و حذف بر دو گونہ است، اور حذف دو قسم پر ہے: **حذف یک حرف اصلی**، ایک حذف، ایک حرف اصلی کو حذف کرنا۔ **و ایں مشترک است میان اسم و فعل**، اور یہ مشترک ہے اسم اور فعل میں، یعنی اسم میں بھی ایسا ہوتا ہے اور فعل میں بھی۔ **چوں اب** وَ اَخٌ، یہ اسم کی مثال۔ اب اصل میں تھا اَبَوٌ، پھر واو کو کیا کیا گیا؟ خلاف القیاس گرا دیا گیا، کسی قانون کے تحت نہیں مولانا، خلاف القیاس واو کو کیا کر دیا گیا؟ گرا دیا گیا۔ سمجھ میں آیا؟ تو یہ اَبَوٌ تھا، ہاں تثنیہ میں یہ واو واپس آئے گا اَبَوَانِ۔ اسی طرح اَخٌ، یہ اصل میں کیا تھا؟ اَخَوٌ تھا، واو کو بغیر کسی قانون کے گرا دیا گیا اور اسی طرح استعمال ہوتا ہے اَخٌ بھائی، لیکن تثنیہ میں وہ واو واپس آ جاتا ہے اَخَوَانِ۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟

یہ تو اسم کی مثالیں تھیں۔ وَ یَعِدُ وَ یَضَعُ، اور یہ فعل کی مثالیں ہیں۔ یَعِدُ اصل میں کیا تھا؟ یَوْعِدُ۔ تو واو کہاں پر آیا؟ فتحہ اور کسرۂ لازم کے درمیان واو آ گیا، یَوْعِدُ، ماقبل میں واو کے فتحہ ہے اور مابعد میں کسرۂ لازم ہے، باب کا کسرہ ہے۔ پھر اس واو کو کیا کرتے ہیں؟ گرا دیتے ہیں، تو یَعِدُ ہوا۔ یَضَعُ، یَضَعُ کے بارے میں لکھتے ہیں یہ اصل میں تھا یَوْضِعُ، کیا تھا؟ یَوْضِعُ تھا ضَرَبَ سے، پھر کیا کیا گیا؟ وہی قانون، واو فتحہ اور کسرۂ لازم کے بیچ آیا تو گرا دیا کیا ہوا؟ یَضِعُ۔ پھر چونکہ آگے عین حرف حلقی آ رہا تھا اس کی مناسبت سے کسرے کو فتحے سے بدل دیا گیا تو یَضِعُ سے کیا بن گیا؟ یَضَعُ۔

یہ تو پہلی قسم تھی کہ ایک حرف اصلی کو حذف کیا جائے۔ **و حذف دو حرف اصلی**، اور دو حرف اصلی کا حذف کرنا **مختص بہ فعل است**، یہ خاص ہے کس کے ساتھ؟ فعل کے۔ فعل میں ہو گا کہ دو حرف اصلی حذف ہو جائیں اسم میں نہیں۔ **چوں** قِ وَ خ، ق امر ہے، اور خ۔ ق امر ہے، اسی طرح خ صیغۂ امر ہے بھائی، صیغۂ امر۔

کیسے بنے گا؟

وَقٰی	يَقِي	وَقٰی	يَقِي

۔يَقِي مضارع ہے اس سے امر بناتے ہیں تو اس سے حاضر کا صیغہ بنالو تَقِي۔جی اب اس تَقِي میں شروع سے علامت مضارع تا گرادی اور آخر میں جب حرف علت ہو اس کو گرادیتے ہیں تو کیا رہ گیا؟ق، صرف قاف رہ گیا بھائی،ق۔اسی طرح تَخِي سے کیا بن گیا؟خ بن گیا، یہ امر ہے۔

جی بس نہ کریں بھائی؟ چلیے بس کرتے ہیں بھائی،بس بھائی۔هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

ادغام کی دو اقسام (متجانس و متقارب) اور قوانینِ تخفیفِ ہمزہ کا آغاز

سبق نمبر ۱۱۴—تاریخِ درس: ۲۶ اپریل ۲۰۰۹ء

وادغام بر دو گونہ است، ادغام دو حرف متجانس چوں مَدَّ وادغام دو حرف متقارب در مخرج چوں عَبَتْ ولَبِتْ

اچھا بھائی! آج آپ کو ادغام کے بارے میں بتلا رہے ہیں بھائی۔ کل کے سبق میں ادغام کی تعریف گزر گئی تھی کہ ایک حرف کو اسی جیسے دوسرے حرف کے اندر لے آنا، چنانچہ دو حرفوں سے ایک حرف مشدد بن جاتا تھا بھائی۔ اب بتلا رہے ہیں: **ادغام بر دو گونہ است**، ادغام دو قسم پر ہے۔ **ادغام دو حرف متجانس**، دو ایک جیسے، دو ایک جنس والے حرفوں کا ادغام کرنا بھائی، ایک۔ **چوں مَدَّ**، جیسے مَدَّ۔ تو مَدَّ کے اندر یہ اصل میں مَدَدَ تھا بھائی، دو حرف ایک جنس کے آئے بھائی۔ تو یہاں ادغام کس کے اندر ہوا ہے؟ ایک جنس والے دو حرفوں کے درمیان بھائی۔

پہلی قسم یہ تھی۔ **وادغام دو حرف متقارب در مخرج**، اور ادغام دو ایسے حروف کا جو مخرج میں ایک دوسرے کے قریب ہوں بھائی۔ جو مخرج میں ایک دوسرے کے؟ قریب۔ بھائی حروف دو حروف ہیں، ایک جنس کے تو نہیں لیکن ان دونوں کا مخرج قریب قریب ہے، تو لہٰذا اس صورت میں بھی کیا کرتے ہیں؟ ایک حرف کا دوسرے کے اندر ادغام کر دیتے ہیں۔ **چوں عَبَتْ ولَبِتْ**۔ بھائی عَبَتْ اصل میں پہلے دال ہے پھر تا: عَبَدْتْ، عَبَدْتْ۔ دال ہے پہلے اور پھر تا۔ پھر دال اور تا کا مخرج چونکہ قریب قریب ہے، ادائیگی کر کے آپ دیکھ لیں، دال اور تا کیا ہیں؟ قریب قریب سے ہی ادا ہوتے ہیں۔ تو دال کو بھی تا کر کے تا میں ادغام کیا گیا تو کیا ہوا؟ عَبَتْ۔ اب یہ دال نہیں پڑھیں گے مولانا، کیونکہ دال تا ہو کر تا کے اندر اس کا ادغام ہو چکا ہے بھائی۔ ولَبِتْ، یہ اصل میں تھا لَبِثْتُ، ثا اور تا۔ ثا اور تا۔ تو پہلے ثا تھی پھر تا تھی۔ ثا اور تا کا مخرج قریب قریب ہے، تو ثا کو بھی تا کر کے تا میں ادغام کر دیا گیا تو لَبِتْ ہوا بھائی۔ تو یہ دو حروف کا ادغام کیا گیا جن کے مخرج قریب قریب تھے۔

آگے بتلا رہے ہیں: **وہر یکے ازیں بر سہ گونہ است**، اور ہر ایک ان میں سے تین قسم پر ہے بھائی۔ ایک جیسے حروف کا، دو ایک جنس والے حروف کا ادغام یہ بھی تین قسم پر، اور قریب المخرج حروف کا ادغام یہ بھی تین قسم پر۔ جی، وہ تین قسمیں کیا ہیں؟ کہتے ہیں: **واجب چوں مَدَّ، وجائز چوں**

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ

، وممتنع چوں مَدَدْنَا۔ یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک پھر یا واجب ہو گا یا جائز یا ممتنع۔ یعنی ادغام کا کرنا بعض جگہ واجب ہے، ضروری ہے۔ اگر ادغام نہیں کرتے تو یہ غلط ہے۔ بعض جگہ ادغام واجب ہے، بعض جگہ جائز ہوتا ہے ادغام کرنا یعنی کر لیں ادغام تو بھی صحیح، ادغام نہ کریں تو بھی صحیح۔ اور بعض جگہ ادغام ممتنع ہوتا ہے، دو حرف ایک جنس کے اکٹھے آتے ہیں لیکن ادغام جائز نہیں ہوتا، اگر آپ ادغام کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟

جی۔ اس کے لیے محشی نے بڑا پیارا ضابطہ بیان کیا ہے مولانا۔ وہ کہتے ہیں کہ ادغام کے اندر بھائی ثانی حرف کا متحرک ہونا یہ شرط ہے بھائی۔ یہ کیا ہے؟ بھائی دو حرف آئے نا تو دوسرے کا متحرک ہونا شرط ہے۔ اب یہ دوسرے کا متحرک ہونا تین قسم پر ہو گا۔ بعض جگہ دوسرے پر حرکت پڑھنا واجب ہو گا، تو وہاں ادغام بھی واجب ہے۔ اور بعض جگہ دوسرے پر حرکت کا پڑھنا جائز ہو گا، حرکت پڑھیں یا ساکن کریں۔ تو جہاں حرکت کا پڑھنا دوسرے پر جائز ہے وہاں ادغام بھی جائز ہو گا۔ اور بعض جگہ دوسرے حرف پر حرکت کا پڑھنا ممتنع ہو گا، جائز نہیں ہو گا، وہاں ادغام بھی جائز نہیں۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو ادغام کے اندر کیا شرط ہے؟ کہ ثانی متحرک ہو۔ اگر ثانی کے اندر حرکت واجب تو ادغام بھی واجب۔ اگر ثانی کے اندر حرکت جائز تو ادغام بھی جائز۔ اور اگر ثانی میں حرکت ممتنع تو ادغام بھی ممتنع۔

تو کہتے ہیں: **وہر یکے ازیں بر سہ گونہ است**، ان میں سے ہر ایک تین قسم پر ہے۔ **واجب چوں مَدَّ**، ایک تو واجب ہے جیسے مَدَّ۔ مَدَّ مولانا اصل میں کیا تھا؟ مَدَدَ۔ تو یہاں پر ثانی دال جو ہے، دوسرا دال، اس میں حرکت واجب ہے۔ تو لہٰذا ادغام بھی واجب۔ **وجائز چوں**

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ

، آپ گردانوں میں پڑھ چکے ہیں بھائی۔ صورت۔ تو یہاں پر تین طرح پڑھنا جائز، اور ایک چوتھی صورت بھی ہے: لَمْ يَمْدُدْ مولانا، فک ادغام کے ساتھ، ادغام کو توڑ کر، دونوں حرفوں کو الگ الگ پڑھیں۔ کیسے؟ لَمْ يَمْدُدْ بھائی۔ تو اب دیکھیے مولانا: لَمْ يَمْدُدْ، دوسرے دال پر حرکت ہے یا وہ ساکن ہے؟ لَمْ يَمْدُدْ، ساکن ہے۔ معلوم ہوا اس کو ساکن بھی پڑھ سکتے ہو، اور لَمْ يَمُدَّ دیکھو ادغام کیا گیا اس پر حرکت بھی پڑھنا جائز تھی۔ تو اس میں چونکہ ساکن پڑھنا بھی جائز، حرکت بھی جائز، لہذا ادغام جائز ہے۔ تو

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ

پڑھنا واجب نہیں ہے، جائز ہے۔ آپ چاہیں تو اس طرح پڑھیں:

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ

ادغام کے ساتھ، اور آپ چاہیں تو ادغام کے بغیر ہی کیسے پڑھ لیں؟ لَمْ يَمْدُدْ۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

و ممتنع، تیسری قسم ممتنع ہے۔ **چوں** مَدَدْنَا جیسے مَدَدْنَا۔ یہاں پر دیکھیے دوسرا دال ساکن ہے اور اس کا سکون واجب ہے، اس پر حرکت پڑھنا جائز نہیں۔ لہذا ادغام بھی جائز نہیں۔

وہر یکے ازیں در فصل قوانین ادغام یاد کردہ آید، اور ہر ایک ان میں سے جو ہے وہ قوانین ادغام کی فصل کے اندر **یاد کردہ آید**، ذکر کیا جائے گا بھائی۔ ان میں سے ہر، بھائی یہاں پر مصنف کیا کر رہے ہیں؟ صرف تمہید کے طور پر مختصر مختصر تعارف کرواتے جا رہے ہیں: ادغام کسے کہتے ہیں، اس کی یہ یہ اقسام ہیں، اعلال کسے کہتے ہیں، یہ کن کن صورتوں میں ہوتا ہے، ابدال کسے کہتے ہیں، اسکان کسے کہتے ہیں، حذف کسے کہتے ہیں۔ آگے پھر تفصیلی فصلیں آ رہی ہیں، تفصیلی ابواب، وہاں پھر تفصیل سے ہر چیز بیان ہو گی۔ تو کہتے ہیں یہ جو قسمیں میں نے بیان کر دیں ان میں سے ہر ایک جو ہے وہ قوانین ادغام کی فصل کے اندر ان کو یاد کیا جائے گا بھائی۔

و تخفیف ہمزہ گاہے بابدال باشد۔ اب تخفیف کے بارے میں بتلائیں گے بھائی۔ ہمزہ کے اندر جو تبدیلی کی جائے وہ تخفیف کہلاتی ہے بھائی۔ کس کے اندر؟ ہمزہ کے اندر۔ جی، تو کہتے ہیں: **تخفیف ہمزہ گاہے بابدال باشد**، ہمزہ کی تخفیف کبھی تو ابدال کے ساتھ ہو گی، **چوں** آمَنَ إِيْمَانًا۔ کس طرح، کیا تھا اصل میں؟ أَأْمَنَ۔ آمَنَ اصل میں تھا أَأْمَنَ، دو ہمزہ تھے بھائی، تو دوسرے ہمزہ کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے ماقبل کی حرکت کے موافق۔ اور إِيْمَانًا اصل میں کیا تھا؟ إِئْمَانًا۔ إِئْمَانًا، یہ دوسرا بھی ہمزہ تھا یا کی جگہ، اس ہمزہ کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے۔ تو یہ ابدال ہوا مولانا، تخفیف ہمزہ ہوئی اور کس صورت میں ہوئی؟ ابدال کی صورت میں، ہمزہ کو حرف علت سے بدل دیا گیا۔

و گاہے بحذف، اور تخفیف ہمزہ کبھی حذف کے ساتھ ہو گی جیسے أُكْرِمُ۔ أُكْرِمُ بھائی باب افعال ہے، اصل میں کیا تھا؟ أُؤْكْرِمُ بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو ایک ہمزہ کو تخفیفاً حذف کر دیا گیا۔

و گاہے بتسہیل، اور کبھی کبھار تخفیف ہمزہ تسہیل کے ساتھ ہو گی بھائی۔ سمجھ میں آیا تسہیل بھائی؟ **یعنی بین بین ساختن**، یعنی بین بین بنانا بھائی۔ ہمزہ کو کیا کیا جائے گا؟ بین بین بنایا جائے گا۔ بھائی بین بین کسے کہتے ہیں؟ خود آگے ذکر کر رہے ہیں: **و بین بین آن باشد** اور بین بین وہ ہے **کہ ہمزہ را میان مخرج او**، کہ ہمزہ کو اس کے مخرج کے بیچ، یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج کے میں، **و مخرج حرفے کہ حرکت ہمزہ مناسب آں حرف است**، اور اس حرف کا مخرج کہ ہمزہ کی حرکت اس حرف کے مناسب ہے، **و مخرج حرفے کہ**، اور اس حرف کے مخرج میں **کہ حرکت ہمزہ مناسب آں حرف است** کہ ہمزہ کی حرکت اس حرف کے مناسب ہے، **تلفظ کنند**، تلفظ کرتے ہیں۔ بین بین کسے کہتے ہیں؟ بھائی ایک ہمزہ ہے، ہمزہ کا مخرج ہے جہاں سے ہمزہ کی ادائیگی ہوتی ہے بھائی۔ اور دوسرا ہمزہ کی حرکت ہے۔ اب ہمزہ پر فتحہ بھی ہو سکتا ہے، کسرہ بھی ہو سکتا ہے، ضمہ بھی۔ تو ضمہ کے مناسب کون سا حرف ہے؟ واو، فتحہ کے مناسب؟ الف، اور کسرہ کے مناسب؟

یا۔ تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس کی حرکت کے مناسب جو حرف ہے یعنی واو الف یا یا، ان دونوں کے بیچ میں ادا کرنا۔ ان دونوں کے بیچ میں ادا کرنا۔ یعنی پوری طرح اپنے مخرج میں بھی نہیں اور اس حرف کے مخرج میں بھی نہیں۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ دیکھیے دوبارہ دیکھیے کہ **وبین بین آن باشد**، بین بین وہ ہے **کہ ہمزہ رامیان مخرج او**، کہ ہمزہ کو اپنے مخرج کے بیچ، **و مخرج حرفے کہ**، اور اس حرف کے مخرج میں **کہ حرکت ہمزہ مناسب آں حرف است**، کہ ہمزہ کی حرکت اس حرف کے مناسب ہے، ان دونوں کے بیچ **تلفظ کنند**، کیا کرتے ہیں؟ تلفظ کرتے ہیں یعنی ادا کرتے ہیں۔ **چوں** سَأَلَ، دیکھیے **چوں** سَأَلَ۔ اصل میں ہے سَأَلَ۔ خوب ہمزہ کو واضح کر کے میں پڑھ رہا ہوں: سَأَلَ۔ اب اسی ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے مخرج کے بیچ ادا کرنا۔ اب ہمزہ ذرا ہلکا ادا ہو گا تھوڑا سا۔ سَأَلَ، سَأَلَ۔ دیکھیے ادا ہو بھی رہا ہے لیکن پورے نہیں بلکہ ہمزہ اور اس کی حرکت کے بیچ میں بھائی۔ تو اس کی اصل مشق قراء سے آپ کر سکتے ہیں بھائی تجوید کے اندر بھائی۔ بات سمجھ میں آگئی بھائی؟

وہر یکے ازیں در فصل تخفیف ہمزہ یاد کردہ آید، اور ہر ایک ان میں سے جو ہے وہ تخفیف ہمزہ کی فصل کے اندر ذکر کیا جائے گا بھائی، وہاں پر یاد کیا جائے گا۔

و تخفیف او باسکان نیامدہ است، اور ہمزہ کی تخفیف اسکان کے ساتھ، ساکن کرنے کے ساتھ نہیں آئی ہے بھائی۔ یعنی کہیں ایسا نہیں ہے کہ ہمزہ کی صرف حرکت کو گرا دیا جائے اور اس کو ساکن کر دیا جائے، اس طریقے پر تخفیف نہیں آئی۔

وہم چنیں تخفیف او بحذف در ابتدائے کلمہ نیز نیامدہ است، اور اسی طرح ہمزہ کی تخفیف حذف کے ساتھ، **در ابتدائے کلمہ**، کلمے کی ابتدا کے اندر، **نیز نیامدہ است**، یہ بھی نہیں آئی ہے بھائی۔ ہمزہ ہو، کسی کلمے کی ابتدا میں ہو اور اس کو کیا کر لیا جائے؟ حذف کر لیا جائے، ہمزہ کو گرا دیا جائے، یہ بھی نہیں آئی ہے بھائی۔ جہاں بھی آپ دیکھیں گے ہمزہ کو گرایا گیا ہے وہ ابتدا نہیں ہو گی، درمیان وغیرہ ہو گا بھائی۔

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھائی أُنَاسٌ، نَاسٌ۔ نَاسٌ اصل میں تھا أُنَاسٌ۔ نَاسٌ، جی، لوگوں کو کہتے ہیں بھائی، اس کے اصل میں کیا تھا؟ أُنَاسٌ۔ تو دیکھو یہ آپ نے تو کہا ابتدا میں ہمزہ کو کبھی حذف نہیں کیا گیا لیکن أُنَاسٌ کے شروع سے کیا کیا گیا ہے؟ ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے۔ اب وہ آگے آپ کو بتلائیں گے کہ یہ شاذ ہے مولانا، خلاف القیاس ہے، قیاس اور قوانین کے خلاف ہے۔ قیاس تو یہ تقاضا کرتا ہے اس کو گرانا نہیں چاہیے، لیکن ہم عربوں سے ہم نے اسی طرح سنا ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ اس کو خلاف القیاس حذف کیا ہے۔

وَنَاسٌ **کہ در اصل** أُنَاسٌ **بود**، اور نَاسٌ کہ اصل کے اندر أُنَاسٌ تھا، **بضم ہمزہ**، ہمزہ کے ضمے کے ساتھ، **شاذ است**، یہ کیا ہے؟ شاذ، یہ نَاسٌ شاذ ہے، یعنی بر خلاف قیاس یعنی قیاس کے مخالف ہے۔

چوں شناختی انواع اعلال و ادغام و تخفیف ہمزہ، جب تو نے جان لیا اعلال، ادغام اور تخفیف ہمزہ کی اقسام کو، **پس بداں کہ**، پس تو جان لے **کہ ہر یکے ازیں مبنی بر قوانین تصریف بود**، کہ ہر ایک ان میں سے صرف کے قوانین پر مبنی ہے، ان میں سے ہر ایک کی بنیاد کس پر ہے؟ یہ ابدال، اعلال، ادغام وغیرہ کی بنیاد کس پر ہے؟ صرف کے قوانین پر ہیں۔ **وآں قوانین کہ در کلام عرب حاجت بداں بیشتر است**، اور وہ قوانین کہ کلام عرب میں ان کی ضرورت جو ہے زیادہ ہے، **آں قوانین**، وہ قوانین **کہ در کلام عرب**، کہ کلام عرب کے اندر **حاجت بداں** ان کی حاجت جو ہے **بیشتر است**، کیا ہے؟ زیادہ ہے۔

و مبتدی آں را ضبط تواند کرد، اور مبتدی کو انہیں یاد کرنا چاہیے، مبتدی کو انہیں کیا کرنا چاہیے؟ یاد کرنا چاہیے۔ تو وہ قوانین جن کی کلام عرب میں زیادہ ضرورت ہے اور ایک ابتدائی طالب علم کو وہ قوانین ضرور یاد ہونے چاہئیں، **دریں مختصر یاد کنم**، ان کو اس مختصر رسالے میں، اس مختصر کتاب میں ذکر کروں گا، **بتوفیق** الله تعالیٰ، اللہ کی توفیق سے۔ بھائی یہ مختصر رسالہ ہے، تفصیل سے تو ہر چیز بیان نہیں ہو سکتی، ہاں جن کی زیادہ ضرورت ہے ان کو کیا کریں گے؟ یہاں ذکر کریں گے۔

فصل اول در بیان قوانین تخفیف ہمزہ، یہ پہلی فصل تخفیف ہمزہ کے قوانین کے بیان میں۔

یکے ہر ہمزہ منفردہ کہ ساکن باشد و ما قبل او مفتوح، رواباشد کہ او را بالف بدل کنند۔ ایک تو یہ، **یکے**، پہلا یعنی ایک۔ ایک تو یہ کہ **ہر ہمزہ منفردہ**، ہر ہمزہ جو اکیلا ہو یعنی دو ہمزوں کی بات نہیں کہ دو ہمزے اکٹھے آئے ہوں، ہمزہ کیا ہو؟ اکیلا ہو، **کہ ساکن باشد** کہ وہ ساکن ہو، **و ما قبل او مفتوح**، اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ مفتوح ہو، ہمزہ خود ساکن ہے اور ما قبل اس کا مفتوح ہے یعنی زبر ہے، **رواباشد کہ او را بالف بدل کنند**، جائز ہے کہ اس کو الف سے بدل دیں، اس کو کیا کر دیں؟ الف سے بدل دیں، اس ہمزہ کو الف سے بدل دیں، **چوں** رَاسٌ وَيَاخُذُ، **کہ در اصل** رَأْسٌ وَيَأْخُذُ **بودہ است**، کہ اصل میں رَأْسٌ اور يَأْخُذُ تھے۔

دیکھیے بھائی رَأْسٌ، ہمزہ آیا مولانا اور ہمزہ ساکن ہے، اور ایک ہمزہ ہے یا دو ہمزہ ہیں؟ ایک۔ ایک ہمزہ ہے، ہمزہ منفردہ ہے اور ما قبل میں اس کے فتحہ ہے، را پر زبر ہے، تو اس ہمزہ کو کس سے بدلنا جائز؟ الف سے۔ تو اب آپ یہاں رَأْسٌ کی جگہ رَاسٌ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ تو رَأْسٌ پڑھنا بھی صحیح، رَاسٌ پڑھنا بھی صحیح۔ اسی طرح یَأْخُذُ میں بھی اسی طرح ہے، تو یَاخُذُ پڑھنا بھی صحیح الف کے ساتھ، اور یَأْخُذُ ہمزہ کے ساتھ پڑھنا بھی صحیح۔

ہم چنیں ہر ہمزہ منفردہ کہ ساکن باشد و ما قبل او مضموم، اسی طرح ہر وہ ہمزہ منفردہ کہ ساکن ہو اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ مضموم ہو، **رواباشد** جائز ہے **کہ اورا بدل کنند بواو** کہ اس کو بدل دیا جائے واو کے ساتھ، **چوں** بُؤْسٌ وَيُؤْخَذُ، **کہ در اصل** بُؤْسٌ وَيُؤْخَذُ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ بُؤْسٌ اور يُؤْخَذُ تھے۔ بھائی دیکھیے بُؤْسٌ، ہمزہ منفردہ ساکنہ آیا، اور اس کا ما قبل کیا ہے؟ مضموم ہے، ضمہ ہے، پیش ہے۔ تو اس ہمزہ کو واو سے بدلنا جائز، تو بُؤْسٌ کو بُوْسٌ پڑھنا بھی جائز، اور اسی طرح يُؤْخَذُ کو يُوْخَذُ پڑھنا بھی جائز، دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

وہم چنیں ہر ہمزہ منفردہ کہ ساکن باشد و ما قبل او مکسور، اور اسی طرح ہر ہمزہ منفردہ کہ ساکن ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو، **رواباشد کہ اورا بیا بدل کنند** جائز ہے کہ اس کو یا کے ساتھ بدل دیں، **چوں** بِئْرٌ وَشِئْتُ، **کہ در اصل** بِئْرٌ وَشِئْتُ **بودہ است**، کہ اصل میں بِئْرٌ اور شِئْتُ تھے بھائی۔ بھائی دیکھیے بِئْرٌ، ہمزہ ہے بیچ میں لیکن ہمزہ منفردہ ساکنہ ہے اور ما قبل اس کے با پر کسرہ ہے یعنی زیر ہے، تو اس کو یا کے ساتھ بدلنا جائز، تو بِئْرٌ کو کیا پڑھنا جائز؟ بِيْرٌ پڑھنا بھی جائز یا کے ساتھ۔ اور اسی طرح شِئْتُ، یہ بھی اسی طرح ہے، تو یہاں بھی ہمزہ کو یا سے بدلنا جائز، تو شِئْتُ کو کیا پڑھیں گے؟ شِيْتُ یا کے ساتھ۔ **و حکم** بِئْسَ وَجِئْتَ **ہم چنیں**، اور بِئْسَ اور جِئْتَ کا حکم بھی اسی طرح ہے، یعنی بِئْسَ کے اندر آپ کیا پڑھ سکتے ہیں؟ بیں۔ جِئْتَ میں آپ کیا پڑھ سکتے ہیں؟ جِيْتَ بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

دیگر ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح است و ما قبل او مضموم، دوسرا یہ کہ ہر ہمزہ منفردہ۔ بھائی شروع میں آیا تھا نا **یکے**، ایک تو یہ بات ہے۔ اور دوسری یہ: **دیگر ہر ہمزہ منفردہ**، دوسری یہ کہ ہر ہمزہ منفردہ **کہ مفتوح است** کہ وہ مفتوح ہو۔ پہلے کس کی بات تھی؟ ہمزہ ساکنہ کی بات تھی کہ ہمزہ خود ساکن ہو، اب ہمزہ مفتوح کہ ہمزہ پر فتحہ ہو۔ **و ما قبل او مضموم** اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ مضموم۔ **رواباشد** تو جائز ہے **کہ ہمزہ را بواو بدل کنند** کہ ہمزہ کو واو سے بدل دیں، **چوں** يُوَاخِذُ **کہ در اصل** يُؤَاخِذُ **بودہ است**۔ بھائی اصل میں تھا

يُؤَاخِذُ	آخَذَ	يُؤَاخِذُ

۔ اچھا تو دیکھیے ہمزہ آیا يُؤَاخِذُ اور ہمزہ پر کیا ہے؟ فتحہ ہے۔ تو ہمزہ مفتوح آیا، اور منفرد ہے، ایک ہمزہ ہے یا دو ہمزہ ہیں بھائی؟ ایک۔ تو ہمزہ منفردہ مفتوحہ بیچ میں آیا اور اس کے ما قبل پر ضمہ ہے یعنی پیش ہے، تو اس ہمزہ کو واو سے بدلنا جائز۔ جائز ہے یعنی آپ چاہیں تو يُؤَاخِذُ ہمزہ کے ساتھ ہی پڑھیں، اور چاہیں تو واو کے ساتھ يُوَاخِذُ پڑھیں بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

چوں يُوَاخِذُ **کہ در اصل** يُؤَاخِذُ **بودہ است** کہ اصل میں يُؤَاخِذُ تھا۔ **ہم چنیں ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح باشد** اسی طرح ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح ہو **و ما قبل او واو مدہ زائدہ بود**، اور اس سے ما قبل کیا ہو؟ واو مدہ زائدہ ہو، واو ہو اور وہ واو مدہ ہو، کیا معنی مدہ ہونے کا؟ کہ وہ واو ساکن ہے اور اس کے ما قبل اس کے؟ اس کے موافق حرکت ہے یعنی ضمہ ہے، پیش ہے، اور نیز وہ زائدہ ہو بھائی، اصلی نہ ہو وہ واو۔ تو اس وہ ہمزہ مفتوح ہو اور اس کے ما قبل واو مدہ زائدہ ہو، **رواباشد کہ اورا بواو بدل کنند** جائز ہے کہ اس کو واو کے ساتھ بدل دیں، **وواورا در واو ادغام کنند** اور واو کا واو میں ادغام کر دیں، **چوں** مَقْرُوْءَةٌ **کہ در اصل** مَقْرُوْءَةٌ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ مَقْرُوْءَةٌ تھا۔ دیکھیے مَقْرُوْءَةٌ میں ہمزہ آیا اور ہمزہ بھی کون سا ہے؟ منفردہ اکیلا ہے اور مفتوحہ ہے اس پر زبر ہے، اور اس سے ما قبل کیا آیا؟ واو مدہ زائدہ آیا بھائی، حروف اصلی کے مقابلے میں یہ نہیں ہے بھائی، تو یہ زائدہ ہے۔ کہ اس ہمزہ کو واو سے بدلنا جائز ہے، تو ہمزہ کو واو سے بدلا اور پھر واو کا واو میں ادغام کیا تو مَقْرُوَّةٌ ہوا۔ اور یہ جو ازی قوانین آپ پڑھ رہے ہیں بھائی، جائز ہے، آپ چاہیں تو مَقْرُوَّةٌ پڑھیں ادغام کے ساتھ، آپ چاہیں تو اسی طرح مَقْرُوْءَةٌ پڑھیں بھائی۔ اچھا تو یہ **در اصل** مَقْرُوْءَةٌ **بودہ است**، مَقْرُوْءَةٌ تھا، **ہمزہ را بواو بدل کردند** ہمزہ کو واو کے ساتھ بدل کر دیا، **واورا در واو ادغام کردند** اور واو کا واو میں ادغام کیا، مَقْرُوَّةٌ **شد** تو مَقْرُوَّةٌ ہوا۔

دیگر ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح باشد و ما قبل او مکسور، دوسرا یہ کہ ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح ہو۔ بھائی اوپر والے قانون میں کیا پڑھا آپ نے؟ ہمزہ ہو، اکیلا ہو اور اس پر فتحہ ہو اور ما قبل میں؟ واو مدہ زائدہ ہو یا کیا ہو؟ ضمہ ہو، کیا ہو؟ بھائی یہ پورا قانون جو پڑھا دیگر کے بعد جو پڑھا تھا آپ نے، ہمزہ کیا ہو؟ متحرک ہو

اور منفرد ہو اور ما قبل ضمہ ہو یا واو مدہ زائدہ۔ دونوں صورتوں میں اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ واو سے بدلنا جائز ہے۔ تو یُؤَاخِذُ کو کیا پڑھا ہم نے؟ یُوَاخِذُ، اور مَقْرُوْءَۃٌ کو کیا پڑھا؟ مَقْرُوَّۃٌ بھائی۔ اب اسی ما قبل کے ضمے کی جگہ کسرہ اور ما قبل کے واو مدہ زائدہ کی جگہ یائے مدہ زائدہ، تو پھر اس واو کو یا سے بدلنا جائز ہے۔ اوپر کیا پڑھا تھا؟ کہ ہمزہ منفرد مفتوحہ ہو۔ اگلے قانون میں آئے گا یہی کہ ہمزہ منفرد مفتوحہ ہو، لیکن اوپر کیا پڑھا تھا کہ ما قبل میں ضمہ ہو، اب پڑھیں گے ما قبل میں کسرہ ہو۔ تو وہاں پر کس سے بدلا تھا؟ ما قبل کے ضمے کے موافق کیا تھا؟ واو، تو ہمزہ کو واو سے بدلا۔ یہاں پر ما قبل میں کیا ہے؟ کسرہ، اور کسرے کے موافق کیا ہے؟ یا، تو یہاں پر بتلائیں گے اس ہمزہ کو یا سے بدلنا جائز۔ اسی طرح اوپر آپ نے پڑھا بھائی کہ ما قبل ہمزہ مفتوحہ منفرد ہو اور ما قبل میں کیا ہو؟ واو مدہ زائدہ۔ اب بتائیں گے کہ ہمزہ منفرد مفتوحہ سے ما قبل یائے مدہ زائدہ ہو تو اس ہمزہ کو یا سے بدلنا اور پھر یا کا یا کے اندر ادغام کرنا جائز ہے۔ تفصیل سمجھ میں آگئی بھائی اچھی طرح؟ دیکھیے یہی بیان ہو گا۔

کہتے ہیں: **دیگر ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح باشد**، دوسرا یہ کہ ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح ہو، **وما قبل او مکسور**، اور اس کا ما قبل مکسور، **روا بود** جائز ہے **کہ او را بیا بدل کنند** کہ اس کو کس سے بدل دیں؟ کہ اس کو یا سے بدلا جائے، **چوں مِیَرٌ کہ در اصل مِئَرٌ بودہ است**، مِیَرٌ کہ اصل میں کیا تھا؟ مِئَرٌ۔ دیکھیے بھائی مِئَرٌ درمیان میں آیا ہمزہ منفردہ مفتوحہ، ایک ہمزہ ہے اور اس پر زبر ہے، اور ما قبل میں کیا ہے؟ کسرہ، مِئَرٌ۔ تو اس ہمزہ کو کس سے بدلنا جائز؟ یا سے۔ تو مِیَرٌ پڑھنا بھی جائز یا کے ساتھ، اور آپ چاہیں تو ہمزہ اسی طرح پڑھیں مِئَرٌ، یہ بھی جائز، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

ہم چنیں ہر ہمزہ منفردہ کہ مفتوح باشد، اسی طرح ہر ہمزہ منفردہ کہ وہ مفتوح ہو، **وما قبل او یائے مدہ زائدہ باشد**، اور اس سے ما قبل کیا ہو؟ یائے مدہ زائدہ ہو، یعنی یائے ساکن اور ما قبل اس کا مکسور ہو کیونکہ یائے مدہ پھر ہی بنے گی، اور زائدہ ہو یعنی حرف اصلی کے مقابلے میں نہ ہو، **روا بود** جائز ہے **کہ او را بیا بدل کنند** کہ اس ہمزہ کو کس سے بدل دیں؟ یا سے، **و یا را در یا ادغام کنند** اور یا کا یا کے اندر ادغام کر دیں، **چوں خَطِیَّۃٌ کہ در اصل خَطِیْئَۃٌ بود**، خَطِیَّۃٌ کہ اصل میں کیا تھا؟ خَطِیْئَۃٌ تھا بھائی، تو ہمزہ کو بھی یا کر کے یا میں ادغام کیا تو کیا بن گیا؟ خَطِیَّۃٌ۔ اور یہ جوازی قانون ہے مولانا، آپ چاہیں تو خَطِیْئَۃٌ پڑھیں، چاہیں تو خَطِیَّۃٌ پڑھیں۔ تو **ہمزہ را بیا بدل کردند** ہمزہ کو یا کے ساتھ بدل دیا، **و یا را در یا ادغام کردند** اور یا کا یا کے اندر ادغام کر دیا، خَطِیَّۃٌ **شد** تو یہ خَطِیَّۃٌ ہوا۔

ولزوم ایں ابدال بر قول مشہور در نبی وبَرِیَّۃٌ **کہ در اصل** نَبِیْءٌ وبَرِیْئَۃٌ **بودہ است، شاذ است**۔ بھائی انہوں نے تو بتلایا یہ قانون جوازی ہے، لیکن دو کلمے ایسے آئے ہیں کہ جن کے اندر یہ قانون وجوبی ہے، جیسے نَبِیْءٌ، نَبِیْءٌ، اصل لفظ تو نَبِیْءٌ ہے لیکن کیا پڑھتے ہیں؟ نبی۔ مشہور قول کے مطابق بھائی یہ نَبِیْءٌ تھا اصل میں، تو یہاں پر اب نَبِیْءٌ پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ کیا پڑھنا واجب ہے؟ نبی، ہمزہ کو یا کر کے یا میں ادغام کرنا واجب ہے۔ اسی طرح بَرِیَّۃٌ کہ مشہور قول یہ ہے کہ در اصل یہ کیا تھا؟ بَرِیْئَۃٌ۔ پھر یہی اوپر والا قانون لگا اور ہمزہ کو یا کر کے یا میں کیا کیا گیا؟ ادغام، تو کیا بن گیا؟ بَرِیَّۃٌ۔ اب اس میں بَرِیَّۃٌ ہی پڑھنا واجب ہے، بَرِیْئَۃٌ پڑھنا جائز نہیں۔ اوپر تو تھا خَطِیَّۃٌ پڑھنا بھی جائز اور خَطِیْئَۃٌ پڑھنا بھی جائز، لیکن یہاں پر نبی اور بَرِیَّۃٌ یہ دونوں اسی طرح پڑھیں گے، نَبِیْءٌ پڑھنا بھی جائز نہیں، بَرِیْئَۃٌ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ تو اس سے تو پتہ چلا یہ قانون وجوبی ہے۔ کہتے ہیں بس ان دو کلموں کے اندر وجوبی ہے اور یہ شاذ ہے یعنی خلاف قانون ہے۔ قانون تو عمومی یہی ہے کہ یہ جائز ہونا چاہیے، واجب نہیں ہونا چاہیے جس طرح تمام باقی کلمات میں ہوتا ہے، لیکن ان میں یہ واجب ہے اور یہ خلاف القیاس ہے بھائی، یہ شاذ ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟

تو کہتے ہیں: **ولزوم ایں ابدال بر قول مشہور** اور اس ابدال کا لازم ہونا قول مشہور پر، **در نبی** وبَرِیَّۃٌ نبی اور بَرِیَّۃٌ کے اندر، **کہ در اصل** نَبِیْءٌ وبَرِیْئَۃٌ **بودہ است** کہ اصل میں نَبِیْءٌ اور بَرِیْئَۃٌ تھے، **شاذ است**۔ تو اس نبی اور بَرِیَّۃٌ میں اس ابدال کا لزوم شاذ است، یہ کیا ہے؟ شاذ ہے۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هو الْمَرَامُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

اجتماعِ ہمزتین در یک کلمہ اور ابدالِ ہمزہ کے قوانین

سبق نمبر ۱۱۵—تاریخِ درس: ۲۸ اپریل ۲۰۰۹ء

اچھا بھئی، سبق دیکھیے بھئی۔[1]

دیگر ہر جا کہ دو ہمزہ در یک کلمہ بہم آیند و ہمزۂ اول متحرک و دوم ساکن باشد واجب است کہ ہمزۂ دوم را بدل کنند بحرف علت کہ مناسب حرکت ہمزۂ اول باشد، چوں

آمَنَ	وَأُوْمِنَ	وَإِيْمَانًا

۔

کہتے ہیں **دیگر ہر جا کہ دو ہمزہ در یک کلمہ بہم آیند**۔ دوسرا ہر جگہ کہ دو ہمزے **در یک کلمہ**، ایک کلمے کے اندر **بہم آیند**، اکٹھے آئیں۔ **و ہمزۂ اول متحرک**، اور ان دو، یہ جو دو ہمزے اکٹھے آئے ہیں ایک کلمے کے اندر، ان میں سے پہلا کیا ہو؟ متحرک ہو۔ کہتے ہیں **و ہمزۂ اول متحرک**، پہلا ہمزہ متحرک ہو، **و دوم ساکن باشد**، اور دوسرا ساکن ہو۔ **واجب است کہ ہمزۂ دوم را بدل کنند بحرف علت**، واجب ہے کہ دوسرے ہمزہ کو بدل دیں بحرف علت اس حرف علت کے ساتھ **کہ مناسب حرکت ہمزۂ اول باشد**، کہ پہلے ہمزہ کی حرکت کے مناسب ہو بھئی۔

تو دوسرے ہمزہ کو بدلیں گے، دو ہمزہ آئے بھئی، ایک کلمے میں اکٹھے آئے، پہلا ہمزہ متحرک ہے، دوسرا ہمزہ ساکن ہے، تو دوسرے ہمزے کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیں گے۔ یعنی اگر پہلے پر فتحہ ہو اتو دوسرے ساکن ہمزہ کو الف سے بدلیں گے، اگر پہلے پر ضمہ ہو اتو دوسرے کو واؤ سے، دوسرے ساکن ہمزہ کو واؤ سے، اور اگر پہلے ہمزہ پر کسرہ ہو اتو دوسرے ساکن ہمزہ کو یاء سے بدل دیں گے۔

چوں

آمَنَ	وَأُوْمِنَ	وَإِيْمَانًا

کہ در اصل

أَأْمَنَ	وَأُؤْمِنَ	وَإِئْمَانًا

---

[1]

جدولِ تخفیفِ ہمزہ: اجتماعِ ہمزتین در یک کلمہ

شرط (پہلا و دوسرا ہمزہ)	قانونِ ابدال	اصل کلمہ	تخفیف شدہ شکل
اول مفتوح، دوم ساکن	دوم کو الف سے بدلنا	أَأْمَنَ	آمَنَ
اول مضموم، دوم ساکن	دوم کو واو سے بدلنا	أُؤْمِنَ	أُوْمِنَ
اول مکسور، دوم ساکن	دوم کو یاء سے بدلنا	إِئْمَانٌ	إِيْمَانٌ
دونوں متحرک (کسریٰ وغیرہ)	دوم کو یاء سے بدلنا (حسبِ موقع)	أَأِمَّةٌ	أَئِمَّةٌ

بودہ، کہ اصل میں یہ أَأْمَنَ، أُؤْمِنَ اور إِئْمَانًا تھے بھئی۔ تو أَأْمَنَ تھا اصل میں بھئی۔ پھر دیکھو دو ہمزے آئے اکٹھے، پہلا متحرک ہے، دوسرا ساکن ہے، تو دوسرے کو پہلے کی حرکت کے موافق یعنی الف سے بدل دیا آمَنَ ہوا۔ أُؤْمِنَ کے اندر اسی طرح تھا تو پہلے ہمزہ پر ضمہ تھا تو دوسرے کو واؤ سے بدل دیا أُوْمِنَ ہوا۔ إِئْمَانًا کے اندر پہلے پر کسرہ تھا تو دوسرے ساکن ہمزہ کو یاء سے بدل دیا تو إِيْمَانًا ہوا۔

و حکم آدَمَ **چوں حکم** آمَنَ **است**، اور آدَمَ کا حکم بھی آمَنَ کی طرح ہے بھئی۔ یہ بھی اصل میں کیا تھا؟ أَأْدَمَ تھا بھئی۔ پھر ثانی ہمزہ کو الف سے بدل دیا تو آدَمَ ہوا۔

سوال: **در** أَؤُوْسُ **واحد متکلم کہ در اصل** أَأُوْسُ **بودہ است۔**

جی اب دیکھیے بحثیں شروع کریں گے، سوال جواب اعتراضات کریں گے بھئی، بال کی کھال اتاریں گے مصنف بھئی۔ سوال در أَؤُوْسُ۔ آپ نے ابھی ہمیں ضابطہ بتلا دیا کہ دو ہمزے اکٹھے آئیں اور پہلا متحرک ثانی ساکن ہو تو ثانی کو پہلے کے موافق حرف علت سے بدلنا واجب ہے۔ تو کہہ رہے ہیں سوال کہ **در** أَأُوْسُ کہ أَؤُوْسُ **واحد متکلم کہ در اصل** أَأُوْسُ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ أَأُوْسُ تھا۔ **قانون** آمَنَ **موجود است**، یہاں پر آمَنَ والا قانون موجود ہے۔ دوسرا ہمزہ ساکن اور پہلے پر فتحہ تو اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے، اور کیا پڑھنا چاہیے؟ آوُسُ، آوُسُ پڑھنا چاہیے بھئی۔ لیکن کیا کیا گیا کہ واؤ کی حرکت نقل کر کے کس کو دے دی گئی؟ ہمزہ ساکنہ کو دے دی گئی، کیا بن گیا؟ أَؤُوْسُ بن گیا، کیا بن گیا؟ أَؤُوْسُ۔

اچھا، تو کہتے ہیں یہاں پر آمَنَ والا قانون موجود ہے، **چرا ہمزۂ دوم را بالف بدل نکردند؟** کیوں دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا؟ **و نیز در** أُؤَمٌّ اور اسی طرح أُؤَمٌّ کے اندر **کہ در اصل** أُأَمَمُ **بودہ**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ أُأَمَمُ تھا۔ **قانون** أُوْمِنَ **موجود است**، **یا قانون** أُوْمِنَ **موجود است**، یہاں أُوْمِنَ والا قانون موجود ہے بھئی۔ تو ثانی ہمزہ کو کس سے بدلنا چاہیے؟ واؤ سے بدلنا چاہیے تھا، لیکن اس کو واؤ سے نہیں بدلا گیا بلکہ کیا کیا گیا؟ میم کی حرکت نقل کر کے ہمزہ کو دی اور میم کا میم میں ادغام کیا، أُؤَمٌّ ہوا۔ بتلایا کہ نہیں پہلے؟ أُؤَمٌّ کہ دراصل أُأَمَمُ۔ ورنہ ہونا تو کیا چاہیے تھا؟ أُوْمَمُ، أُوْمَمُ ہونا چاہیے تھا۔ أُوْمِنَ والا قانون لگتا، لیکن یہاں أُؤَمٌّ بنا دیا۔ تو یہاں پر أُوْمِنَ والا قانون موجود ہے، **چرا ہمزۂ دوم را بواو بدل نکردند؟** کیوں دوسرے ہمزہ کو واؤ کے ساتھ نہیں بدلا؟

جواب: کہتے ہیں **در** أَؤُوْسُ **قانون مذکور بابدال تقاضا میکند**، کہ أَؤُوْسُ کے اندر یہ مذکورہ قانون جو ابھی ذکر ہوا **بابدال تقاضا میکند**، یہ ابدال کا تقاضا کرتا ہے کہ کیا کیا جائے؟ ہمزہ کو کس سے بدلا جائے؟ الف سے، یہ ابدال ہے۔ **و موافقت ماضی باعلال**، اور ماضی کی موافقت اعلال بھئی، اعلال کا تقاضا کرتی ہے۔ ماضی کی موافقت کیا ہے؟ اعلال۔ کہتے ہیں **قانون مذکور بابدال تقاضا میکند**، مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے، ہمزہ کے اندر تبدیلی کی جائے یعنی تخفیف کی جائے، کیا کی جائے؟ تخفیف۔ ہمزہ میں جو بھی تبدیلی ہو گی وہ تخفیف کہلاتی ہے، تو یہ مذکورہ قانون جو اوپر ذکر ہوا یہ تخفیف کا تقاضا کر رہا تھا یعنی ابدال کا۔ **و موافقت ماضی باعلال**، اور ماضی کی موافقت اعلال کا تقاضا کر رہی تھی۔ ماضی کیا ہے؟ أَوَسَ تھا۔ أَوَسَ، واؤ متحرک ماقبل فتحہ اس کو کس سے بدلا گیا؟ الف سے۔ تو آسَ يَؤُوْسُ باب نَصَرَ ہے بھئی۔ تو وہاں حرف علت میں تبدیلی ہوئی ہے ماضی کے اندر، کس میں تبدیلی ہوئی ہے؟ حرف علت میں۔ تو مذکورہ قانون تقاضا کر رہا ہے ابدال کا یعنی ہمزہ میں تبدیلی کی جائے، اوپر ہمزہ والا قانون بیان ہوا نا، تو یہ ہمزہ میں تبدیلی کا تقاضا کر رہا ہے، اور ماضی کے ساتھ موافقت ہونی چاہیے یہ چیز کس چیز کا تقاضا کر رہی ہے؟ کہ حرف علت میں کیا ہونی چاہیے؟ اس میں اعلال، اس میں کوئی تبدیلی کی جائے بھئی۔

تو یہاں پر کس طرح أَأُوْسُ تھا تو واؤ کی حرکت واؤ کے اندر اعلال کس طرح ہو گا؟ اگر ہمزہ کو ہم بدلتے ہیں تو یہ کیا ہے؟ تخفیف۔ اور اگر واؤ میں کوئی تبدیلی کرتے ہیں یہ کیا ہے؟ اعلال۔ تو انہوں نے کیا کیا اوپر؟ أَؤُوْسُ۔ اصل میں کیا تھا؟ أَأُوْسُ۔ تو تخفیف کیا تقاضا کر رہی ہے کیسے پڑھیں؟ ہمزہ کو الف سے بدلیں، آوُسُ پڑھیں۔ اور اعلال کیا تقاضا کر رہا ہے؟ کہ واؤ میں تبدیلی کی جائے تو اور اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی جائے تو یہ اعلال ہے بھئی۔ بات اچھی طرح سمجھ میں آ رہی ہے بھئی؟ تو لہذا ترجیح کس کو دی؟ واؤ کے اندر تبدیلی کی گئی بھئی، یعنی اعلال کو ابدال پر مقدم کیا گیا بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ اعلال کو ترجیح دی گئی۔

تو کہتے ہیں **در** أَؤُوْسُ **قانون مذکور بابدال تقاضا میکند**، أَؤُوْسُ کے اندر مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے، **و موافقت ماضی باعلال**، اور ماضی کی موافقت کس کا؟ اعلال کا۔ **و ہر جا کہ اعلال و ابدال معارض شوند**، اور ہر جگہ کہ جہاں پر اعلال اور ابدال ایک دوسرے کے معارض، ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں، ایک چیز تقاضا کر رہی ہے ابدال کا، دوسری چیز تقاضا کر رہی ہے اعلال کا۔ تو کہتے ہیں **اعلال را ترجیح دہند بر ابدال**، اعلال کو کیا کرتے ہیں؟ ترجیح دیتے ہیں ابدال پر۔ **از آنکہ** اس وجہ سے کہ **تخفیف در اعلال بیشتر از ابدال است**، کہ تخفیف اعلال کے اندر زیادہ ابدال سے ہے۔ ابدال سے زیادہ تخفیف کس کے اندر ہے؟ اعلال کے اندر ہے تو لہذا اعلال کو ترجیح دیتے ہیں۔

جی، یہ تو پہلی بات ہوئی مولانا أَؤُوْسُ سے متعلق۔ دوسری بات، دوسرا اعتراض کیا کیا تھا انہوں نے؟ کہ أُؤَمٌّ یہ اصل میں کیا تھا؟ أُأْمَمُ۔ تو یہاں کیا ہونا چاہیے تھا؟ أُوْمَمُ ہونا چاہیے تھا، أُوْمَمُ۔ ہمزہ میں کیا کرنا چاہیے؟ ابدال کرنا چاہیے تھا۔ لیکن آپ نے ہمزہ کو نہیں چھیڑا بلکہ میم کا میم میں کیا کیا؟ ادغام۔ ہاں، میم کی حرکت ہمزہ کو دے دی اور میم کا میم میں ادغام کر دیا۔

تو کہتے ہیں اس کا جواب دے رہے ہیں، کہتے ہیں **ودر أُأْمَمُ ادغام وابدال ہمزہ معارض شدند**۔ أُأْمَمُ کے اندر ادغام اور ابدال ہمزہ جو ہیں یہ آپس میں مقابل ہو گئے۔ یہ آپس میں کیا ہو گئے؟ مقابل ہو گئے۔ دو میم دو حرف ایک جنس کے آئے یہ کیا تقاضا کر رہے ہیں، کیا ہونا چاہیے؟ ادغام ہونا چاہیے۔ اور اوپر والا قانون تقاضا کر رہا ہے دو ہمزہ اکٹھے آئے ہیں اور دوسرا ہمزہ ساکن ہے تو اس کو پہلے کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا چاہیے، تو ابدال ہمزہ اور ادغام دونوں معارض ہو گئے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ **وہر جا کہ ادغام وابدال معارض شوند**، اور ہر وہ جگہ کہ جہاں پر ادغام اور ابدال ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں، **ادغام را ترجیح دہند بر ابدال**، ادغام کو ترجیح دیتے ہیں ابدال پر۔ کیوں؟ کہتے ہیں **از آنکہ** اس وجہ سے کہ **تخفیف در ادغام بیشتر است از ابدال**، کہ ادغام کے اندر تخفیف جو ہے وہ زیادہ ہے ابدال سے۔ ادغام کے اندر ابدال سے زیادہ تخفیف ہے کہ ایک ہی حرکت سے دو میم ادا ہو جائیں گے مولانا۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ تو اس میں زیادہ تخفیف ہے۔

تو دیکھا یہاں پر دو قیمتی ضابطے آ گئے اس جواب کے اندر۔ پہلا ضابطہ کیا؟ کہ جہاں پر بھی اعلال اور ابدال میں تقابل ہو تو کس کو ترجیح دیں گے؟ اعلال کو۔ دوسرا ضابطہ آپ کو یہ پتہ چلا کہ جہاں پر بھی ابدال اور ادغام میں تعارض ہو، تقابل ہو، تو پھر کس کو ترجیح دیں گے؟ ادغام کو ترجیح دیں گے کیونکہ اس میں زیادہ تخفیف ہے۔

سوال، اب پھر سوال کر رہے ہیں اس پر مزید سوال بھئی۔ سوال **در أَؤُوْسُ اجتماع ہمزتین**، أَؤُوْسُ کے اندر دو ہمزوں کا اجتماع **بذات خود ابدال را تقاضا میکند**، یہ خود اپنی ذات کے اعتبار سے ابدال کا تقاضا کرتا ہے۔ **واعلال از جہت موافقت ماضی است**، اور اعلال جو ہے وہ ماضی کی موافقت کی جہت سے ہے۔ ماضی کے ساتھ موافقت کے اعتبار سے ہے، **نہ از جہت ثقل ضمہ بر واو**، نہ اس وجہ سے کہ واؤ پر ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے۔ **نہ از جہت ثقل ضمہ بر واو**، نہ واؤ پر ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے۔ تو واؤ پر ضمہ ثقیل نہیں، **زیرا کہ ضمہ وکسرہ بر واو و یا بعد سکون ثقیل نیست** بھئی۔ سوال پیدا ہوتا تھا بھئی واؤ پر تو ضمہ ثقیل ہے، جواب دے رہے ہیں نہیں بھئی ماقبل میں اس کے ساکن آ گیا اور واؤ اور یاء پر ضمہ تب ثقیل ہوتا ہے جب ان سے ماقبل ساکن نہ ہو۔

سمجھ میں آئی بات؟ تو کہہ رہے ہیں **زیرا کہ ضمہ وکسرہ بر واو و یا بعد سکون ثقیل نیست**، اس لیے کہ ضمہ اور کسرہ واؤ اور یاء پر سکون کے بعد ثقیل نہیں ہے۔ **چوں** دَلْوٌ و ظَبْيٌ، جیسے دَلْوٌ اور ظَبْيٌ آپ نے نحو میں پڑھا ہے بھئی دیکھیے یہاں واؤ پر ضمہ آ رہا ہے، یاء پر ضمہ آ رہا ہے۔ **پس دلیل ابدال قوی باشد**۔

انہوں نے کیا بات کی؟ کس کے اندر تعارض آیا تھا پیچھے بتایا أَؤُوْسُ کے اندر؟ ابدال اور اعلال۔ اب اعتراض یہاں سے یہ کر رہے ہیں کہ ابدال یہاں پر، ابدال کی دلیل قوی ہے۔ جو چیز ابدال کا تقاضا کر رہی ہے وہ قوی ہے اور جو چیز اعلال کا تقاضا کر رہی ہے وہ اس کے مقابلے میں ضعیف ہے۔ کیسے؟ کہتے ہیں ابدال کا تقاضا دو ہمزہ جمع ہوئے یہ اپنی ذات کے اعتبار سے کس چیز کا تقاضا کر رہے ہیں؟ ابدال کا۔ اور اعلال کا تقاضا کیا چیز کر رہی ہے؟ صرف ماضی کے ساتھ موافقت ہونی چاہیے، ماضی کے اندر حرف اعلال ہوا ہے لہذا یہاں بھی کیا ہونا چاہیے؟ اعلال۔ تو ابدال کا تقاضا دو ہمزہ جو جمع ہوئے وہ خود کر رہے ہیں جبکہ اعلال کا صرف اس وجہ سے کہ ماضی کے ساتھ کیا چاہیے؟ موافقت چاہیے۔

پس دلیل ابدال قوی باشد، پس ابدال کی دلیل قوی ہے، قوی ہو گی **و دلیل اعلال ضعیف**، اور اعلال کی دلیل ضعیف ہے۔ **پس بایستی کہ ایں جا ابدال را ترجیح دہند بر اعلال**، پس چاہیے کہ یہاں پر ابدال کو ترجیح دیں اعلال پر۔ یہاں ابدال ہونا چاہیے اعلال نہیں کیونکہ ابدال کی دلیل کیا ہے؟ قوی ہے کہ یہ لفظ اپنی ذات کے اعتبار سے کس چیز کا تقاضا کر رہا ہے؟ ابدال کا۔ اور اعلال کا تقاضا یہ نہیں کر رہا، اعلال تو صرف کس لیے کرنا پڑا تاکہ یہ لفظ کس کے موافق ہو جائے؟ ماضی کے موافق ہو جائے۔

جواب۔ جواب یہ کہتے ہیں **اگرچہ اجتماع ہمزتین بذات خود ابدال را تقاضا میکند**، اگرچہ دو ہمزہ کا اجتماع خود اپنی ذات کے اعتبار سے ابدال کا تقاضا کرتا ہے **لیکن مقصود اصلی از اعلال وابدال تخفیف است**، لیکن اصلی مقصود کیا ہے اعلال اور ابدال سے؟ **تخفیف است**، تخفیف ہے۔ اعلال اور ابدال کیوں کیا جاتا ہے، کیا مقصد ہوتا ہے؟ تخفیف مقصد ہوتی ہے۔ **و تخفیف در اعلال بیشتر است از ابدال**، اور تخفیف جو ہے اعلال میں وہ زیادہ ہے ابدال سے۔ **پس اعلال را ترجیح دہند بر ابدال**، پس اعلال کو ترجیح دی کس پر؟ ابدال پر۔

صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ اعتراض یہ تھا ابدال کی دلیل قوی، اعلال کی دلیل ضعیف، لہذا کیا کرنا چاہیے؟ ابدال کرنا چاہیے حالانکہ آپ نے اعلال کیا بھئی، یہاں اعلال کیا گیا ہے۔ تو جواب دے رہے ہیں بھئی مقصد اس کے لیے تخفیف ہوتا ہے اور تخفیف اعلال میں زیادہ تھی لہذا اس لیے اعلال کو ترجیح۔ تو جس کے اندر تخفیف، یہاں سے تیسری بات پتہ لگ گئی کہ جہاں جس میں تخفیف زیادہ ہو اس کو اختیار کیا جائے گا بھئی۔

ودر

قُلْ	خُذْ	مُرْ

کہ دراصل

أُؤْكُلْ	أُؤْخُذْ	أُؤْمُرْ

بود، اور

قُلْ	خُذْ	مُرْ

۔قُلْ امر ہے مولانا أَكَلَ يَأْكُلُ سے، خُذْ امر ہے أَخَذَ يَأْخُذُ سے، مُرْ امر ہے مولانا أَمَرَ يَأْمُرُ سے۔ تو کہتے ہیں کہ دراصل یہ کہ قُلْ، خُذْ اور مُرْ میں کہ اصل کے اندر یہ أُؤْكُلْ، أُؤْخُذْ اور أُؤْمُرْ تھے، **ہمزۂ ثانی را حذف کردند**۔ دو ہمزہ تھے نا أُؤْكُلْ میں بھی دو ہمزہ، أُؤْخُذْ میں بھی دو ہمزہ، أُؤْمُرْ میں بھی دو ہمزہ۔ تو **ہمزۂ ثانی را حذف کردند**، کس کو حذف کیا؟ ہمزۂ ثانی کو، دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا۔ کیوں؟ **از جہت تخفیف**، تخفیف کی وجہ سے **بر خلاف قیاس**۔ قیاس کا لفظ ہے آپ کی کتابوں میں، قیاس کا لفظ ہونا چاہیے۔ تخفیف کی جہت سے **بر خلاف قیاس**، خلاف القیاس بھئی قانون کے خلاف یعنی قانون تو اس کا تقاضا نہیں کر رہا تھا لیکن اس کو خلاف القیاس حذف کر دیا گیا تخفیف کے لیے لِكَثْرَةِ الْاِسْتِعْمَالِ، بوجہ کثرت استعمال کے۔ چونکہ یہ لفظ کثیر الاستعمال ہیں اور کثرت استعمال تقاضا کرتی ہے کہ لفظ خوب ہلکا اور آسان زبان پر اس کی ادائیگی خوب آسان ہونی چاہیے، تو لہذا دوسرے ہمزہ کو خلاف القیاس کیا کر دیا گیا؟ حذف کیا گیا۔

ابھی بھی پہلا ہمزہ تو باقی تھا، وہ پہلا ہمزہ وصل تھا، ہمزۂ وصل آپ جانتے ہیں کون سا ہمزہ ہے؟ جو درمیان عبارت میں گر جایا کرتا ہے۔ تو پہلا ہمزہ باقی تھا وہ ہمزۂ وصل، اس کا کیا کیا؟ کہتے ہیں و ہمزۂ وصل را نیز حذف کردند، اور ہمزۂ وصل کو بھی حذف کر دیا از جہت استغنا، استغنا کی وجہ سے۔ یعنی اس کی اب حاجت نہ رہی، اس کی ضرورت نہ رہی، اس سے مستغنی ہو گیا لفظ۔ کیوں؟ بھئی ہمزۂ وصل تو شروع میں اس لیے لے کر آئے تھے کہ دیکھیے ذرا أُؤْكُلْ، یہ شروع والے ہمزہ کو ہٹاؤ، یہ ہمزۂ وصل ہے یہ جو الف کی صورت میں ہے، آگے ہمزہ ساکن ہے اور ابتدا بالساکن تو محال ہے۔ کلام عرب میں ابتدا بالساکن نہیں ہو سکتی کہ لفظ کے شروع میں کیا آجائے؟ ساکن آجائے، یہ نہیں ہو سکتا۔ تو اس وجہ سے شروع میں پھر کیا لے آئے؟ ہمزۂ وصل لے کر آئے۔ تو ہمزۂ وصل اس لیے شروع میں لاتے ہیں کیونکہ ابتدا بالساکن محال ہوتی ہے۔ تو جب اس ساکن کو حذف کر دیا تو اگلا لفظ کیا تھا؟ كُلْ، کاف متحرک ہے اب ہمزۂ وصل کی ضرورت رہی؟ نہیں، اب اس کی ضرورت نہیں رہی تو اس کو اس لیے گرا دیا گیا۔

تو کہتے ہیں و **ہمزۂ وصل را نیز حذف کردند** اور ہمزۂ وصل کو بھی حذف کر دیا **از جہت استغنا**، مستغنی ہونے کی وجہ سے یعنی بے پرواہونے کی وجہ سے کہ اب اس کی ضرورت نہ رہی۔ یعنی **از آنکہ احتیاج بدو نماند**، یعنی اس وجہ سے کہ **احتیاج بدو** اس کی ضرورت **نماند** نہ رہی، اس کی ضرورت نہ رہی۔ **لیکن حذف در** قُلْ و خُذْ **واجب است و در** مُرْ **جائز است**، لیکن قُلْ اور خُذْ کے اندر حذف یہ واجب ہے یعنی قُلْ ہی پڑھیں گے، أُؤْكُلْ، أُؤْخُذْ پڑھنا جائز ہی نہیں۔ تو کہتے ہیں قُلْ اور خُذْ میں حذف واجب ہے **و در** مُرْ **جائز است** اور مُرْ کے اندر جائز ہے، یعنی وہاں مُرْ پڑھنا بھی جائز، أُؤْمُرْ پڑھنا بھی جائز۔

بھئی کیوں؟ کہتے ہیں **از جہت آنکہ استعمال** قُلْ و خُذْ **بیشتر است از استعمال** مُرْ، اس وجہ سے کہ قُلْ اور خُذْ کا استعمال زیادہ ہے مُرْ کے استعمال سے۔ تو وہ کثرت استعمال کی وجہ سے ان میں واجب ہے مولانا۔

آگے کیا ہے مولانا آپ کی کتابوں میں؟ **در ابتدائے کلام**۔ بھئی مُرْ **در ابتدائے کلام**، یہاں ایک اور مُرْ ہونا چاہیے۔ ایک تو یہ مُرْ لکھا ہوا ہے اس کا تعلق تو پچھلے جملے سے ہوا کہ قُلْ اور خُذْ کا استعمال زیادہ ہے، قُلْ اور خُذْ کا استعمال زیادہ ہے **از استعمال** مُرْ، مُرْ کے استعمال سے۔ آگے پھر مُرْ ہی کی بات کر رہے ہیں کہتے ہیں مُرْ **در ابتدائے کلام افصح است**، تو ایک اور مُرْ ہونا چاہیے۔ کہتے ہیں مُرْ کلام کی ابتدا کے اندر یہ زیادہ فصیح ہے **از** أُؤْمُرْ، کس سے؟ أُؤْمُرْ سے۔ مُرْ بھی استعمال ہوتا ہے أُؤْمُرْ بھی، لیکن ابتدائے کلام میں ہو تو مُرْ زیادہ فصیح ہے بھئی۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا، تم لوگ حکم دو اپنے بچوں کو نماز کا جب وہ پہنچ جائیں سات سال کو، وَاضْرِبُوْهُمْ إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا، اور ان کی پٹائی کرو جب وہ پہنچ جائیں دس سال تک۔ یعنی سات سال کا بچہ ہو جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں سات سال کا بچہ ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو، نماز کی تاکید کرو، اور پھر دس سال کی عمر ہو جائے تو اب کیا کرو؟ نہیں پڑھتا تو پٹائی کرو اس کی بھئی۔ تو دیکھو ابتدائے حدیث میں مُرْ کا صیغہ آ رہا تھا تو مُرُوْا وہی مُرْ آیا، أُؤْمُرْ نہیں آیا بھئی۔

جی یہ تو تھا ابتدا میں، **و در حال وصل** أُؤْمُرْ **افصح است**، اور وصل یعنی ملانے کی حالت میں أُؤْمُرْ زیادہ فصیح ہے یعنی ماقبل میں اس کا کلام ہو وہ اس کے ساتھ مل رہا ہو تو أُؤْمُرْ، مُرْ سے فصیح ہے۔ تو أُؤْمُرْ **افصح است از** مُرْ، أُؤْمُرْ جو ہے وہ افصح ہے مُرْ سے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى، الله تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَأْمُرْ	أَهْلَكَ	بِالصَّلَاةِ

، اور آپ حکم کیجیے اپنے گھر والوں کو نماز کا۔ تو دیکھیے ماقبل میں واؤ آیا مولانا تو درمیان میں آ گیا، تو اب مُرْ کے بجائے أُؤْمُرْ افصح ہے بھئی۔

دیگر ہر جا کہ دو ہمزہ در یک کلمہ بہم آیند، دوسرا ہر وہ جگہ کہ دو ہمزہ ایک کلمہ کے اندر **بہم آیند**، اکٹھے آ جائیں، **اگر یکے از ایشاں مکسور باشد**، اگر ان میں سے کوئی ایک مکسور ہو، **دوم را بیابدل کنند**، دوسرے کو یاء کے ساتھ بدلتے ہیں۔ کیا ضابطہ بیان ہوا؟ دو ہمزے ہیں، ایک ہی کلمے کے اندر اور اکٹھے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک مکسور ہو، چاہے پہلا مکسور ہو چاہے دوسرا، بس کوئی ایک مکسور ہونا چاہیے بھئی۔ تو اس صورت میں پھر دوسرے کو کس سے بدلیں گے؟ یاء کے ساتھ۔ **چناں چہ** أَيِمَّةٌ۔ أَيِمَّةٌ یہ درمیان میں یاء آ رہی ہے بھئی، **کہ در اصل** أَأْمِمَةٌ **بودہ است**، یہاں دال کے بعد ایک ہا ہونی چاہیے بھئی۔ **کہ در اصل** أَأْمِمَةٌ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ أَأْمِمَةٌ تھا بھئی۔ پھر کیا کیا گیا؟ جی میم کی حرکت ہمزہ کو نقل کر کے میم کا میم میں ادغام کیا گیا تو کیا ہوا؟ أَئِمَّةٌ، أَئِمَّةٌ۔ پھر دو ہمزہ اکٹھے ہوئے ایک ہی کلمے کے اندر اور ایک ہمزہ ان میں سے مکسور ہے، تو دوسرے کو پھر کس سے بدلیں گے؟ یاء سے، تو کیا ہوا؟ أَيِمَّةٌ، أَيِمَّةٌ۔ لیکن تفصیل آپ نے زرادی کے اندر پڑھی تھی بھئی۔ میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ باقی جگہ پر یہ قانون وجوبی ہے کہ دوسرے ہمزہ کو پھر واجب ہے کس سے بدلا جائے؟ یاء سے۔ لیکن أَئِمَّةٌ کے اندر جائز ہے بھئی، وجوبی نہیں ہے۔ تو أَيِمَّةٌ یعنی یاء کے ساتھ پڑھنا بھی جائز اور أَئِمَّةٌ ہمزہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے بھئی۔

دیگر ہر جا کہ دو ہمزہ در اول کلمہ بہم آیند، دوسرا یہ ہر وہ جگہ کہ دو ہمزہ اول کلمہ کے اندر **بہم آیند** اکٹھے آ جائیں، **و ہمزۂ دوم مفتوح باشد و ماقبل او نیز مفتوح باشد یا مضموم**، اور دوسرا ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل بھی مفتوح ہو یا کیا ہو؟ مضموم۔ یعنی دو ہمزے کلمے کی ابتدا میں شروع میں آئے، دوسرے ہمزہ پر تو فتحہ ہونا چاہیے، پہلے پر چاہے فتحہ ہو یا ضمہ ہو۔ فتحہ ہو یا ضمہ ہو۔ کسرہ کی بات تو گزر گئی بھئی، پہلے پر کسرہ ہو تو پھر تو یاء سے بدلیں گے دوسرے کو۔ تو پہلے پر فتحہ یا ضمہ ہو۔ تو کہتے ہیں **واجب است**، واجب ہے **کہ ہمزۂ دوم را بو او بدل کنند**، کہ دوسرے ہمزہ کو واؤ کے ساتھ بدلیں، **چوں** أَوَادِمُ و أُوَيْدِمُ **کہ در اصل** أَآدِمُ و أُأَيْدِمُ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ أَآدِمُ اور أُأَيْدِمُ تھے۔

صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ یہ أَآدِمُ لکھا ہوا ہے بھئی، أَآدِمُ، یہاں ہمزۂ ثانی کے بعد ایک الف ہونا چاہیے، دوسرے ہمزہ کے بعد ایک الف ہونا چاہیے، لکھ دیں بھئی کتابت کی غلطی ہے۔ دیکھیے أَآدِمُ لفظ ہے، أَآدِمُ، دو ہمزہ ہیں مولانا۔ کلمے کے شروع میں دو ہمزہ آئے، ثانی پر تو فتحہ ہے، پہلے پر چاہے ضمہ ہو چاہے فتحہ، تو اس کو ثانی کو پھر کس سے بدلتے ہیں؟ واؤ سے۔ تو أَآدِمُ سے کیا بن گیا؟ أَوَادِمُ، پیچھے انہوں نے بتا دیا أَوَادِمُ۔ اور آگے ہے أُأَيْدِمُ۔ دیکھو دو ہمزہ کلمے کے شروع میں آئے، ثانی پر فتحہ، پہلے پر ضمہ ہے، دوسرے کو کس سے بدل دیا؟ واؤ سے، کیا بن گیا؟ أُوَيْدِمُ، پیچھے انہوں نے ذکر کیا وأُوَيْدِمُ **کہ در اصل** أُأَيْدِمُ۔ **و ہم چنیں** أُوَمِّلُ **کہ در اصل** أُأَمِّلُ **بودہ است**۔ اسی طرح أُوَمِّلُ ہے کہ اصل میں أُأَمِّلُ تھا۔ تو دو ہمزہ آئے، ثانی پر فتحہ ہے، پہلے پر چاہے ضمہ ہو چاہے فتحہ، تو یہاں پر کیا ہے؟ ضمہ، تو ثانی کو واؤ سے بدل دیا تو أُوَمِّلُ ہوا بھئی۔ بات سمجھ میں آ گئی بھئی؟

بھئی یہ أُوَمِّلُ کے اوپر ایک نون لکھا ہوا ہے۔ لکھا ہوا ہے؟ اور حاشیے پر بھی نون ہے، اور وہاں پر لکھا ہوا ہے أَوَاصِلُ **کہ دراصل** أَآصِلُ، أَوَاصِلُ **کہ دراصل** أَآصِلُ۔ یہ نون یاد رکھیے یہ مخفف ہے نسخے سے، نسخے سے۔ پہلے زمانے میں کتابیں بھئی ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں، اب تو پریس آ گئے، چھپ جاتی ہیں آسانی سے بھئی۔ پہلے جس کو کتاب کی ضرورت ہوتی تھی وہ اس کو نقل کرتا تھا یعنی لوگ کاتب نقل کرتے اور بڑی قیمتی ہوتی، بڑی مہنگی کتاب ہوتی تھی بھئی۔ تو بعض نسخوں کے اندر بھئی یہ أُوَمِّلُ کی جگہ کیا لکھا ہوا أَوَاصِلُ ملتا ہے بھئی۔ تو ہاتھ سے لکھا کرتے تھے تو بعض اوقات تبدیلی ہو جاتی یا لکھنے والی کی غلطی ہوتی یا مصنف ہی کیا کرتا بعض اوقات کسی کو پڑھاتے ہوئے ایک جگہ ایک مثال ذکر کی یا دوسری دفعہ پھر دوسری مثال ذکر کر دیتا۔ تو اس طرح علما پھر تحقیق کرتے ہیں بعد میں جب یہ کتابیں چھاپتے ہیں تو تحقیق کرتے ہیں نسخے دیکھتے ہیں کئی کئی نسخے ملاتے ہیں جہاں معمولی سی تبدیلی آئے اس کی نشان دہی کر دیتے ہیں جیسے یہاں نشان دہی کر دی انہوں نے کہ بعض نسخوں میں یہاں کیا آیا ہے؟ أُوَمِّلُ ہے اور بعضوں میں أَوَاصِلُ ہے **کہ دراصل** أَآصِلُ **بودہ است**، اصل میں یہ کیا تھا؟ أَآصِلُ، پھر دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدلا تو أَوَاصِلُ ہوا۔

سوال: **در** أُكْرِمُ **کہ دراصل** أَأَكْرِمُ **بود**، أُكْرِمُ میں کہ اصل کے اندر یہ کیا تھا؟ أَأَكْرِمُ تھا، **ہمزۂ دوم را چرا حذف کردند**؟ دوسرے ہمزہ کو کیوں حذف کر دیا؟ ابھی اوپر والا قانون دیکھو مولانا وہ یہاں پر لگنا چاہیے تھا، أَأَكْرِمُ دو ہمزے آئے، کلمے کے شروع میں آئے، دوسرے ہمزے پر فتحہ ہے، پہلے پر چاہے فتحہ ہو یا ضمہ ہو دوسرے کو کس سے بدلتے ہیں؟ واؤ سے، تو یہاں بھی واؤ سے بدل کر کیا کہنا چاہیے تھا؟ أُوَكْرِمُ، أُوَكْرِمُ کہنا چاہیے تھا بھئی۔ تو کہتے ہیں **ہمزۂ دوم را چرا حذف کردند و بواو بدل نکردند**؟ دوسرے ہمزہ کو کیوں حذف کر دیا اور واؤ کے ساتھ نہیں بدلا بھئی؟ **با آنکہ قانون ابدال موجود است**، باوجود اس کے کہ قانون ابدال موجود ہے، قانون لگنا چاہیے بھئی پوری اس قانون کے مطابق ہے صورت۔

جواب اول۔ اس کے دو جواب ذکر کر رہے ہیں مصنف بھئی۔ جواب اول، پہلا جواب یہ کہ **حذف ہمزۂ دوم از جہت تخفیف ایں جا واجب است**، کہ دوسرے ہمزہ کا حذف **از جہت تخفیف** تخفیف کی جہت سے **ایں جا واجب است** یہاں پر واجب ہے **بر خلاف قیاس** خلاف القیاس یعنی قانون کے خلاف لِكَثْرَةِ الْاِسْتِعْمَالِ، بوجہ کثرت استعمال کے۔ یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے اور کثرت استعمال تقاضا کرتی ہے کہ لفظ کو خوب خفیف ہونا چاہیے، تو خلاف القیاس ہمزہ کو کیا کر دیا گیا؟ ہمزۂ ثانی کو حذف کر دیا گیا، واؤ سے نہیں بدلا گیا۔

جواب دوم، دوسرا جواب: **ابدال ہمزۂ دوم بواو در جائے است**، ہمزۂ دوم کا ابدال واؤ کے ساتھ **در جائے است** اس جگہ پر ہے یعنی اس جگہ پر کیا جاتا ہے **کہ ہمزۂ دوم اصلی باشد** کہ دوسرا ہمزہ کیا ہو؟ اصلی ہو یعنی فا، عین اور لام کے کسی کے مقابلے میں ہو۔ تو کہ ہمزۂ دوم اصلی ہو **نہ زائد** نہ کہ زائد، **و ایں جا ہر دو ہمزہ زائد اند**، اور یہاں پر دونوں ہمزہ زائد ہیں، **ہر دو** دونوں ہمزہ زائد ہیں مولانا۔ أُأَكْرِمُ کیا وزن ہے؟ جی؟ أَفْعَلَ يُؤَفْعِلُ۔ تو دیکھو فا عین لام کے مقابلے میں کیا آ رہے ہیں؟ کاف، را، میم۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو ہمزہ ان کے مقابلے میں ہی نہیں ہے بھئی، یہ ہمزہ زائد ہے بھئی۔ ہاں البتہ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو باب إِفْعَالٌ کا ہمزہ قطعی ہے، یہ درمیان عبارت میں نہیں گرے گا۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ چاہے ماضی کا ہو، چاہے یہ مصدر ہو إِكْرَامٌ ہو، چاہے امر کا ہو أَكْرِمْ، کوئی یہ سارے وہی قطعی ہمزہ ہے یہ کہیں بھی گریں گے نہیں بھئی اسی طرح رہیں گے۔ جبکہ باقی ابواب کے ہمزہ وصلی ہیں وہ گر جاتے ہیں بھئی، چاہے مصدر کے ہوں چاہے امر کے ہوں بھئی۔

فامادر

يُكْرِمُ	تُكْرِمُ	نُكْرِمُ

، اچھا بھئی أُكْرِمُ کے اندر تو بتلا دیا بھئی یہاں پر ہمزہ کو کس لیے حذف کیا گیا؟ تخفیفا۔ باقی

يُكْرِمُ	تُكْرِمُ	نُكْرِمُ

۔ يُكْرِمُ اصل میں کیا تھا؟ يُؤَكْرِمُ، تُكْرِمُ اصل میں کیا تھا؟ تُؤَكْرِمُ، نُكْرِمُ اصل میں کیا تھا؟ نُؤَكْرِمُ۔ ان میں ہمزہ کو کیوں حذف کیا گیا؟ کہتے ہیں موافقت أُكْرِمُ کے۔ أُكْرِمُ کے ساتھ موافقت کرنے کے لیے تاکہ یہ سارے أُكْرِمُ جیسے ہو جائیں، ورنہ تو بعض میں ہمزہ حذف ہو بعض کے اندر ہمزہ حذف نہ ہو پھر تو یہ ایک جیسے نہیں رہیں گے۔ تو موافقت أُكْرِمُ کے لیے کیا کیا گیا؟ سب کے اندر ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔

کہتے ہیں **فامادر**

يُكْرِمُ	تُكْرِمُ	نُكْرِمُ

،باقی يُكْرِمُ، تُكْرِمُ اور نُكْرِمُ میں **کہ دراصل**

يُؤَكْرِمُ	تُؤَكْرِمُ	نُؤَكْرِمُ

بودہ است، کہ اصل کے اندر يُؤَكْرِمُ، تُؤَكْرِمُ اور نُؤَكْرِمُ تھے، **ہمزہ را حذف کردند** ہمزہ کو حذف کر دیا **از جہت موافقت** أُكْرِمُ، أُكْرِمُ کے ساتھ موافقت کی وجہ سے، **اگرچہ اجتماع ہمزتین نیست** اگرچہ ان کے اندر تو دو ہمزہ کا اجتماع نہیں ہے۔ أُكْرِمُ میں تو دو ہمزہ کا اجتماع تھا ان میں تو دو ہمزہ کا بھی اجتماع نہیں ہے لیکن صرف موافقت کی وجہ سے۔

چنانچہ واودر

تَعِدُ	أَعِدُ	نَعِدُ

برائے موافقت يَعِدُ **حذف کردند**، جیسا کہ واؤ کس کے اندر؟

تَعِدُ	أَعِدُ	نَعِدُ
تَعِدُ	أَعِدُ	

اور نَعِدُ کے اندر يَعِدُ کی موافقت کے لیے کیا کیا گیا؟ واؤ کو حذف کیا۔ دیکھو يَعِدُ کے اندر تو کیا آیا تھا؟ يَعِدُ اصل میں يَوْعِدُ تھا۔ تو اس میں کیا کیا گیا؟ کیوں واؤ کو گرایا گیا؟ واؤ آیا تھا یائے مفتوحہ اور کسرۂ لازم کے درمیان۔ واؤ کہاں آیا تھا؟ یائے مفتوحہ اور کسرۂ لازم۔ اور

تَعِدُ	أَعِدُ	نَعِدُ

ان کے اندر تو یاء ہے ہی نہیں۔ یائے مفتوحہ اور کسرۂ لازم کے درمیان واؤ آیا تھا اس لیے گرایا تھا، ان میں ما قبل کا فتحہ ہو لیکن ہم نے ما قبل کے فتحہ کی بات ہی نہیں کی، ہم تو کیا کہہ رہے ہیں یائے مفتوحہ ہونی چاہیے اور بعد میں کسرہ ہونا چاہیے۔ ان میں تو ما قبل میں یائے مفتوحہ نہیں، تَعِدُ میں تا ہے، أَعِدُ میں ہمزہ ہے، نَعِدُ میں نون ہے، تو لہٰذا ان میں تو واؤ کو نہیں گرنا چاہیے تھا۔ کہتے ہیں بھئی يَعِدُ میں جب واؤ گرا دیا تو باقی اس باب کے صیغوں میں بھی واؤ گرا دیا تا کہ یہ سارے يَعِدُ جیسے ہو جائیں۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو کہتے ہیں **در**

تَعِدُ	أَعِدُ	نَعِدُ

،تَعِدُ اور أَعِدُ اور نَعِدُ کے اندر **برائے موافقت** يَعِدُ، يَعِدُ کی موافقت کے لیے **حذف کردند** حذف کر دیا۔

چلیے بس مولانا۔ هَذَا هُوَ الْمَرَامُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

ہمزہ بعد از الفِ زائدہ، ہمزہ مابین مخرج و حرفِ حرکت اور دیگر قواعدِ ہمزہ

سبق نمبر ۱۱۶—تاریخِ درس: ۲۹ اپریل ۲۰۰۹ء

سبق دیکھیے بھائی۔

سوال: درأُؤُسُ **ہمزۂ دوم اصلی است، پس بایستی کہ بواو بدل کردندے۔**

اچھا بھائی گزشتہ سبق میں یہ بحث چل رہی تھی کہ دو ہمزہ اکٹھے آجائیں، ثانی مفتوح ہو اور اول مفتوح ہو یا مضموم ہو، تو ثانی کو کس سے بدلتے ہیں؟ واو سے بدلتے ہیں بھائی۔ یہ بحث چل رہی تھی۔ اس کے بعد پھر بتلایا، اعتراض کیا تھا کہ أُؤْكْرِمُ کے اندر دو ہمزہ آئے ہیں، ثانی مفتوح ہے اور اول پر ضمہ ہے، تو اس ہمزہ ثانی کو حذف کیا گیا حالانکہ ضابطے کے مطابق اس کو واو کے ساتھ بدلنا چاہیے تھا۔ تو جواب دیا تھا کہ یہاں پر تخفیفا جو ہے اور خلاف القیاس ہمزہ کو حذف کیا گیا، اور دوسرا جواب یہ دیا تھا کہ ہمزہ کو وہاں پر بدلیں گے جہاں پر کہ ہمزہ دوم اصلی ہو۔ ہمزہ دوم کیا ہو؟ اصلی، حالانکہ یہاں پر دونوں ہمزہ زائد ہیں بھائی۔

اب اس پر اعتراض کر رہے ہیں کہ سوال: درأُؤُسُ **ہمزۂ دوم اصلی است**، کہ أُؤُسُ کے اندر دوسرا ہمزہ اصلی ہے بھائی۔ **پس بایستی**، پس چاہیے **کہ بواو بدل کردندے**، کہ اس کو کس سے بدلتے؟ واو سے، کہ اسے واو سے بدلیں بھائی۔ تو واو سے حالانکہ نہیں بدلا گیا۔ جواب دے رہے ہیں مولانا کہ درأُؤُسُ **ہمزۂ دوم اصلی است لیکن مفتوح نیست**، کہ أُؤُسُ میں ہمزہ دوم اصلی تو ہے، لیکن ہم نے قانون کیا بیان کیا تھا کہ ہمزہ دوم کو مفتوح ہونا چاہیے اور أُؤُسُ میں ہمزہ دوم مفتوح نہیں۔

جی۔ اب اگلا قانون بتلا رہے ہیں: **دیگر ہر جا کہ ہمزہ بعد الف زائدہ افتد**، ہر وہ جگہ کہ ہمزہ جو ہے **بعد الف زائدہ**، الف زائدہ کے **بعد افتد** واقع ہو، **روا باشد**، جائز ہے **کہ اورا بین بین کنند**، کہ اس کو کیا کریں؟ بین بین کریں بھائی۔ اچھا بھائی بین بین کسے کہتے ہیں؟ خود بتلا رہے ہیں، کہتے ہیں: **و بین بین آن باشد**، اور بین بین وہ ہے **کہ ہمزہ را میان مخرج او**، کہ ہمزہ کو اپنے مخرج کے بیچ، **و میان مخرج حرفے کہ**، اور اس حرف کے مخرج کے بیچ، **کہ حرکت ہمزہ مناسب آں حرف است**، کہ ہمزہ کی حرکت اس حرف کے مناسب ہے۔

تو ہمزہ کو اپنے مخرج کے بیچ اور اس حرف کے مخرج کے بیچ جس کی حرکت ہمزہ کی حرکت اس کے مناسب ہے۔ مثلا ہمزہ پر فتحہ ہے تو اس کے مناسب کیا؟ الف۔ تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے بیچ ادا کرنا یہ کیا ہے؟ بین بین ہے۔ اسی طرح اگر ہمزہ پر کسرہ ہو تو کسرہ کے موافق اور مناسب کون سا حرف ہے؟ یا۔ تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور یا کے مخرج کے بیچ ادا کرنا یہ کیا ہے؟ بین بین ہے۔ اور اگر ہمزہ پر ضمہ ہو تو ضمہ کے موافق کیا ہے؟ واو۔ واو ہے۔ تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور واو کے مخرج کے درمیان ادا کرنا یہ کیا ہے؟ بین بین، بین بین ہے بھائی۔

جی۔ تو یہ ہے کہ ہمزہ کو اپنے مخرج کے بیچ اور اس حرف کے مخرج کے بیچ کہ حرکت ہمزہ اس کے مناسب ہے، **تلفظ کنند**، اس تلفظ کریں اس کا۔ **یعنی اگر ہمزہ مضموم باشد**، تو یعنی اگر ہمزہ مضموم ہو، **میان او و مخرج واو گویند**، تو اس کے اپنے مخرج اور واو کے مخرج کے بیچ کہیں گے اسے۔ **و اگر مفتوح باشد**، اگر ہمزہ مفتوح ہو، **میان مخرج او و مخرج الف گویند**، تو اس کو اپنے مخرج کے بیچ اور الف کے مخرج کے بیچ کہیں گے، پڑھیں گے۔ **و اگر مکسور باشد**، اور اگر ہمزہ مکسور ہو، **میان مخرج او و مخرج یا گویند**، تو اس کو اپنے مخرج اور یا کے مخرج کے بیچ کہیں گے۔ **چوں**

تَسَاءَلَ	يَتَسَاءَلُ	تَسَاؤُلًا
فَهُوَ	مُتَسَاءِلٌ	

بھائی۔

تَسَاءَلَ	يَتَسَاءَلُ	تَسَاؤُلًا
فَهُوَ	مُتَسَاءِلٌ	

۔

تو دیکھو یہاں پر بھائی، ہمزہ کس کے بعد آرہا ہے؟ الف زائدہ کے بعد آرہا ہے اور اس کے اندر آپ نے پڑھا بین بین پڑھنا بھی جائز ہے بھائی۔ یعنی نرمی سے ذرا ہمزہ ادا ہو گا۔ تَسَاءَلَ، یہاں پر ہمزہ پر فتحہ ہے تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے بیچ ادا، درمیان ادا کریں گے۔ کیسے پڑھیں گے؟ تَسَاءَلَ، تَسَاءَلَ۔ صورت سمجھ میں آئی بھائی؟ پورا ہمزہ اپنی شدت کے ساتھ ادا نہیں ہو گا، بڑی نرمی سے ادا ہو گا بھائی۔ تو يَتَسَاءَلُ تَسَاؤُلًا، تو تَسَاؤُلًا کیسے پڑھیں گے؟ تَسَاؤُلًا، جی، تَسَاؤُلًا۔ واو بھی نہیں پورا پڑھنا ہمزہ، ہاں قراء کے پاس مشق کرنا پڑے گی اس کی پوری بھائی۔ فَهُوَ مُتَسَاءِلٌ۔

اچھا، **دیگر ہر ہمزۂ منفردہ کہ متحرک باشد**، ہر ہمزہ منفردہ کہ متحرک ہو، **وما قبل او نیز متحرک باشد**، اور اس کا ما قبل بھی متحرک ہو، ہمزہ اکیلا ہو، دو ہمزے کی بات نہیں چل رہی، ایک ہمزہ ہے اور متحرک ہے اور اس کا ما قبل بھی متحرک ہے، **روا بود**، جائز ہے **کہ وی را بین بین کنند**، کہ اس کو کیا کریں؟ بین بین کریں۔ پہلے تو تھا ہمزہ متحرک سے ما قبل الف زائدہ تھا، اب کیا ہے؟ ہمزہ متحرک سے ما قبل کوئی اور حرف متحرک ہے، تو وہاں بھی بین بین پڑھنا جائز۔ سَأَلَ، سَأَلَ پڑھنا جائز ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ ولُؤِمَ اور سُئِلَ، ان میں بین بین جائز ہے۔

دیگر آنکہ ہمزہ مفتوح باشد، دوسرا یہ کہ ہمزہ، وہ ہمزہ کہ مفتوح ہو، وہ کہ ہمزہ مفتوح ہو، **وما قبل او مضموم**، اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ مضموم۔ ہمزہ خود مفتوح ہے لیکن ما قبل اس کا **مضموم یا مکسور بود**، مضموم ہو یا مکسور ہو، **آنگاہ بدل کنند او را بحرف علت**، اس وقت اس کو بدلتے ہیں اس کو حرف علت کے ساتھ **کہ موافق حرکت ما قبل او باشد**، کہ موافق ہو اس کے ما قبل کی حرکت کے۔ **موافق حرکت ما قبل او باشد**، اس کے ما قبل کی حرکت کے موافق۔ **چناں کہ گذشت**، جیسا کہ گزر گیا در يُؤَاخِذُ و مِئَرٌ، يُؤَاخِذُ اور مِئَرٌ۔

دیکھیے، انہوں نے کیا کہا؟ ہمزہ ہو مفتوح، يُؤَاخِذُ میں ہمزہ مفتوح، مِئَرٌ میں ہمزہ مفتوح۔ اور ما قبل کوئی اور حرف متحرک ہو اور اس پر ضمہ یا کسرہ ہو، يُؤَاخِذُ میں ضمہ اور مِئَرٌ میں کسرہ۔ تو اس ہمزہ کو ما قبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلیں گے۔ تو يُؤَاخِذُ میں ما قبل کیا ہے؟ ضمہ، اور ضمے کے موافق کیا ہے؟ واو، تو يُوَاخِذُ واو کے، ہمزہ کی جگہ واو پڑھیں۔ اور مِئَرٌ میں ما قبل میں کسرہ ہے اور کسرے کے موافق کیا ہے؟ یا، تو کیا پڑھیں گے؟ مِيَرٌ۔ یہ پڑھنا بھی جائز ہے مولانا، یہ جوازی قانون ہے۔

دیگر ہر ہمزۂ کہ متحرک باشد، ہر وہ ہمزہ کہ متحرک ہو، **وما قبل او ساکن**، اور اس کا ما قبل ساکن، **جائز مطرد است**، مطرد طاء مشدد ہے، جائز مطرد ہے، مطرد کا معنی عام ہے، بکثرت ہے، جائز ہے عام ہے، یعنی ہر جگہ ایسا کر سکتے ہیں **کہ حرکت ہمزہ نقل کردہ**، کہ ہمزہ کی حرکت کو نقل کر کے **بما قبل دہند**، ما قبل کو دے دیتے ہیں، **و ہمزہ را حذف کنند**، اور ہمزہ کو حذف کرتے ہیں۔ **چوں** يَسَلُ و قَدَفْلَحَ، **کہ در اصل** يَسْأَلُ و قَدْ أَفْلَحَ **بود**، کہ اصل میں يَسْأَلُ اور قَدْ أَفْلَحَ تھے۔

قانون کیا بیان ہوا؟ ہمزہ متحرک ہو اور ما قبل اس کے ساکن ہو، تو يَسْأَلُ میں بھی دیکھیے ہمزہ، ہاں دیکھیے یہ کاتب نے يَسْأَلُ کے اندر ہمزہ کو الف سے پہلے لکھا، نہیں بھائی یہ الف کے اوپر ہونا چاہیے۔ یہ الف جو ہے یہ وہی ہمزہ ہے جو الف کی صورت میں لکھا ہے بھائی۔ کتابت ہمزہ کے قواعد گزر چکے ہیں بھائی، ہمزہ پر فتحہ ہے تو یہاں کس صورت میں لکھیں گے بیچ میں؟ الف کی صورت میں يَسْأَلُ۔ تو دیکھیے قانون یہ ہے کہ ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ما قبل ساکن ہو۔ يَسْأَلُ میں ہمزہ متحرک ہے اور ما قبل کا سین ساکن، تو ہمزہ کی حرکت سین کو دی اور ہمزہ کو حذف کر دیا، کیا بن گیا؟ يَسَلُ، اور یہ جائز ہے۔ آپ چاہیں يَسْأَلُ پڑھیں چاہے يَسَلُ پڑھیں۔

جہاں کہیں بھی ہو، دیکھیے اب قَدَفْلَحَ۔ قَدْ الگ لفظ ہے، أَفْلَحَ الگ لفظ ہے، لیکن بات وہی اسی طرح ہوئی کہ ہمزہ متحرک ما قبل اس کے دال ساکن آیا، تو ہمزہ کی حرکت دال کو دے دی اور ہمزہ کو حذف کیا، کیا پڑھا؟ قَدَفْلَحَ، قَدَفْلَحَ۔ لیکن یہ جوازی ہے، آپ قَدْ أَفْلَحَ بھی پڑھ سکتے ہیں ہمزہ کے ساتھ، قَدْ أَفْلَحَ، اور ہمزہ کو حذف کریں قَدَفْلَحَ۔

جی، **مگر آنکہ ماقبل ہمزہ حرف مدہ ویایائے تصغیر باشد**، مگر وہ کہ ہمزہ سے ماقبل جو ہے حرف مدہ ہو ویایائے تصغیر باشد یا یائے تصغیر ہو، تصغیر کی یا ہو، **آنگاہ ابدال وادغام جائز است**، اس وقت ابدال اور ادغام جائز ہے۔ ادغام اور ابدال کیا ہے؟ جائز ہے۔ **چوں**

خَطِيَّةٌ	مَقْرُوَّةٌ	أُفَيِّسٌ

، کہ در اصل

خَطِيئَةٌ	مَقْرُوءَةٌ	أُفَيْئِسٌ

بودہ است، کہ اصل میں یہ تھے۔

تو دیکھیے یہاں پر مولانا یہ جوازی قانون ہے۔ انہوں نے کیا کہا کہ ماقبل میں کیا ہو اگر حرف، ہمزہ متحرک سے ماقبل حرف مدہ ہو، تو خَطِيئَةٌ دیکھیے یا سے ماقبل کسرہ ہے تو یہ یا کیا ہے؟ حرف مدہ ہے۔ مَقْرُوءَةٌ واو ساکن سے ماقبل ضمہ ہے تو یہ واو کیا ہے؟ حرف مدہ ہے یہاں پر، ہے تو حرف علت لیکن حرف مدہ اس وقت ہے۔ اچھا، اور أُفَيْئِسٌ یہ یا تصغیر کی ہے مولانا، کیا ہے؟ یا تصغیر۔ یہ یا مدہ تو نہیں ہے، یا سے ماقبل کسرہ ہوتا تو اس کو ہم یائے مدہ کہتے لیکن اس وقت اس سے ماقبل تو فتحہ ہے لیکن کون سی یا ہے؟ یائے تصغیر ہے، اور انہوں نے کہا چاہے حرف مدہ ہو چاہے یائے تصغیر ہو دونوں صورتوں میں ابدال اور ادغام جائز ہے۔

تو دیکھیے خَطِيئَةٌ میں ابدال کیا، کیا؟ ہمزہ کو یا سے بدلا، خَطِيَيَةٌ، ہمزہ کو یا سے بدلا اور پھر یا کا یا میں ادغام، تو ابدال بھی ہوا اور پھر ادغام۔ مَقْرُوءَةٌ اس سے مَقْرُوَّةٌ بنایا، تو مَقْرُوءَةٌ پہلے ابدال ہوا، ہمزہ کو کس سے بدلا؟ واو سے، اور پھر ادغام ہوا واو کا واو میں۔ اسی طرح أُفَيِّسٌ اصل میں تھا أُفَيْئِسٌ، یہاں بھی پہلے ابدال ہوا، کیا؟ ہمزہ کو یا سے بدلا اور پھر یا کا یا میں ادغام، تو ابدال اور ادغام ہوا۔

ولزوم ایں اعلال در باب يَرَى **کہ در اصل** يَرْأَيُ **بود شاذ است**، اور یہ اعلال باب يَرَى کے اندر، يَرَى کے اصل کے اندر يَرْأَيُ تھا، شاذ است، یہ کیا ہے؟ شاذ۔ بھائی انہوں نے کیا قانون پیچھے ذکر کیا کہ ہمزہ سے ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں گے اور ہمزہ کو حذف کر دیں گے اور یہ قانون جوازی ہے یا وجوبی ہے؟ جوازی ہے۔ يَسْأَلُ پڑھنا بھی جائز، يَسَلُ پڑھنا بھی جائز۔ لیکن يَرَى باب يَرَى معروف، يُرَى مجہول اس کے افعال میں یہ قانون وجوبی ہے۔ وہاں يَرْأَى آپ نہیں پڑھ سکتے، يَرَى ہی پڑھنا پڑے گا۔ يُرْأَى آپ نہیں پڑھ سکتے، يُرَى ہی پڑھنا پڑے گا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اور یہ شاذ ہے مولانا، شاذ۔ شاذ کیا؟ خلاف قانون ہے۔ خلاف قانون کیا؟ وجوبا ہونا خلاف قانون ہے، قانون تو کیا تقاضا کر رہا تھا؟ جوازی ہونا چاہیے، يَرَى پڑھو تب بھی صحیح، يَرْأَى پڑھو تب بھی صحیح، لیکن يَرْأَى صحیح نہیں، یہ صحیح نہ ہونا یہ شاذ ہے۔ تو کہتے ہیں **ولزوم ایں اعلال در باب** يَرَى اور اس اعلال کا لازم ہونا واجب ہونا باب يَرَى کے اندر **کہ در اصل** يَرْأَيُ تھا، **شاذ است**، یہ شاذ ہے۔

و ہمچنیں در مَلَكٌ، اور اسی طرح مَلَكٌ کے اندر بھی۔ اس میں بھی یہ قانون، یہ اعلال لازم ہے واجب ہے اور یہ شاذ ہے مولانا۔ تو کہتے ہیں **در** مَلَكٌ **کہ در اصل** مَلْأَكٌ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ مَلْأَكٌ تھا بھائی، ہمزہ تھا یہاں پر بھائی۔ سمجھ میں آیا؟ اس لیے جمع میں مَلَائِكَةٌ وہ ہمزہ آجاتا ہے بھائی۔ تو مَلْأَكٌ تھا۔ **ہمزہ را حذف کردند**، ہمزہ کی حرکت لام کو دی اور ہمزہ کو حذف کر دیا تو کیا بنا؟ مَلَكٌ۔ تو کہتے ہیں ہمزہ را حذف کردند، ہمزہ کو حذف کیا گیا **از جہت کثرت استعمال**، کس وجہ سے؟ کثرت استعمال کی وجہ سے بھائی۔ تو اب مَلَكٌ ہی پڑھیں گے، مَلْأَكٌ پڑھنا جائز نہیں کیونکہ لزوم ہے اس اعلال، یہ لازم ہے بھائی۔

فصل دوم در بیان قوانین اعلال مثال۔ دوسری فصل ہے مثال کے اعلال کے قوانین کے بیان میں۔ مثال کے اندر جو اعلال کے قوانین لگیں گے ان کے بیان میں۔

یکے آنکہ، ایک یہ کہ **ہر واوے کہ در فعل مستقبل میان یائے مفتوح وکسرۂ لازم باشد**، ہر وہ واو کہ وہ فعل مستقبل کے اندر یعنی فعل مضارع کے اندر **میان یائے مفتوح وکسرۂ لازم باشد**، کس کے بیچ آئے؟ یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے بیچ آئے، **واجب است کہ آں واو را حذف کنند**، واجب ہے کہ اس واو کو حذف کر دیں، **چوں** يَعِدُ و يَجِبُ، **کہ در اصل** يَوْعِدُ و يَوْجِبُ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ يَوْعِدُ اور يَوْجِبُ تھے۔

تو دیکھیے یَعِدُ اصل میں کیا تھا؟ یَوْعِدُ۔ واو کہاں پر آیا؟ مثال کے قوانین چل رہے ہیں بھائی، یہ مثال ہے وَعَدَ یَعِدُ۔ تو یَوْعِدُ تھا پھر کیا ہوا؟ واو کس کے بیچ آیا؟ یائے مفتوح اور کسرہ لازم، تو اس صورت میں واو کو گرانا واجب ہے، لہذا اب آپ یَوْعِدُ نہیں پڑھ سکتے بلکہ کیا پڑھیں گے؟ یَعِدُ۔ اور اسی طرح یَوْجِبُ میں بھی یَجِبُ پڑھنا واجب ہے۔

اچھا، فأمادر تَعِدُ، اچھا بھائی آپ نے قانون کیا بیان کیا واو کو کب گرائیں گے؟ یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے بیچ آئے، پھر اگلے صیغے

تَعِدُ	أَعِدُ	نَعِدُ

یہ بھی تو ان میں بھی تو واو گرا ہے حالانکہ یہاں پر تو واو یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے بیچ نہیں آیا۔ کیونکہ شروع میں یا ہے ہی نہیں، وہاں تو تَعِدُ میں تا ہے، أَعِدُ میں ہمزہ ہے، نَعِدُ میں نون ہے، پھر وہاں کیوں گرا؟ جواب پیچھے گزر چکا کہ یَعِدُ کی موافقت کے لیے۔ جب یَعِدُ میں گرایا تو اس باب کے باقی صیغوں میں بھی گرا دیا تا کہ ان کی، تا کہ یہ ایک دوسرے جیسے ہو جائیں۔

فأمادر

تَعِدُ	أَعِدُ	نَعِدُ

،باقی تَعِدُ، أَعِدُ اور نَعِدُ میں **کہ دراصل**

تَوْعِدُ	أَوْعِدُ	نَوْعِدُ

بود، کہ اصل کے اندر یہ تَوْعِدُ، أَوْعِدُ اور نَوْعِدُ تھے، **واو را حذف کردند**، واو کو حذف کیا **از جہت موافقت** یَعِدُ، کس کی موافقت کی جہت سے؟ یَعِدُ کی موافقت کی وجہ سے، **اگرچہ واو میان یا و کسرہ نیست**، اگرچہ ان میں واو یا اور کسرہ کے بیچ نہیں ہے۔

سوال بھائی، اب اس پر اعتراضات کریں گے دیکھیے بھائی۔ سوال: دریُوعَدُ **مجہول چرا واورا حذف نکردند از جہت موافقت** یَعِدُ۔ بھائی مجہول کیا آتا ہے؟ یُوعَدُ۔ تو معروف کے اندر واو گرایا تھا، تو مجہول میں بھی واو گرانا چاہیے، کیوں؟ تا کہ مجہول معروف کے موافق ہو جائے۔ آپ نے ابھی بتایا أَعِدُ، نَعِدُ میں کیوں واو گرایا؟ یَعِدُ کی موافقت کے لیے، تو مجہول کو بھی کیا ہونا چاہیے؟ معروف کے موافق، تو وہاں بھی موافقت کے لیے واو گرانا چاہیے، وہاں کیوں نہیں گراتے؟ کہتے ہیں سوال دریُوعَدُ مجہول، یُوعَدُ مجہول کے اندر چرا واورا حذف نکردند، کیوں واو کو حذف نہیں کیا از جہت موافقت یَعِدُ، کس کی موافقت کی وجہ سے؟ یَعِدُ کی موافقت کی وجہ سے۔

جواب: **زیرا کہ مجہول مغایر معروف است**، اس لیے کہ مجہول معروف کے مغایر ہے بھائی۔ کیا ہے اس کے؟ مغایر ہے، مخالف ہے، معروف کا الگ وزن ہوتا ہے، مجہول کا الگ وزن ہوتا ہے، **و موافقت میان متغایرین لازم نیست**، اور دو متغایر چیزوں میں موافقت لازم نہیں ہے بھائی، تو دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں الگ ہیں تو یہاں موافقت نہیں ضروری بھائی۔ اس لیے نہیں بدلا یہاں پر۔

ودر

مَالِكِ	يَوْمِ	الدِّينِ

،اچھا سوال: آپ نے کیا کہا؟ واو کس کے بیچ آئے؟ یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے بیچ، تو اس کو کیا کرتے ہیں؟ گراتے ہیں۔ ہم دکھاتے ہیں آپ کو نہیں گر رہا:

مَالِكِ	يَوْمِ	الدِّينِ

۔ دیکھیے يَوْمِ کے میں واو آیا، واو سے ماقبل کیا ہے؟ یائے مفتوح، اور مابعد کسرہ ہے، اس کو گرانا چاہیے تھا لیکن گرایا نہیں گیا، کیوں نہیں گرایا گیا؟ کہتے ہیں **ودر**

مَالِكِ	يَوْمِ	الدِّينِ

واونیفتاد،

مَالِكِ	يَوْمِ	الدِّينِ

کے اندر واو نہیں گرا، **زیرا کہ** يَوْمِ الدِّينِ **فعل نیست**، اس لیے کیونکہ یہ فعل نہیں ہے بھائی اور ہم نے فعل کی بات کی تھی قانون میں کہ **در فعل مستقبل** بھائی، اور يَوْمُ تو لفظ تو فعل ہی نہیں۔ **یا آنکہ** یا وہ یہ کہ **ایں کسرہ عارض است اصلی نیست**، یہ کسرہ عارض ہے عارضی ہے اصلی نہیں ہے بھائی۔

مَالِكِ	يَوْمِ	الدِّينِ

یہ تو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے کسرہ آیا، مضاف الیہ نہ ہوتا تو یہ کسرہ ہی نہ ہوتا، منصوب ہوتا تو يَوْمَ ہوتا، مرفوع ہوتا تو يَوْمُ ہوتا بھائی، تو یہ کسرہ لازم نہیں، اصلی نہیں ہے، عارضی ہے۔

اچھا، **ودر** يُوعِدُ **کہ فعل مضارع** أَوْعَدَ **است**، أَوْعَدَ يُوعِدُ بھائی، باب افعال ہے۔ کہتے ہیں **ویُوعِدُ کہ مضارع معروف** أَوْعَدَ **است**، کہ مضارع معروف ہے أَوْعَدَ کا، **واونیفتاد**، تو يُوعِدُ میں واو نہیں گرا، **زیرا کہ یا مفتوح نیست**، اس لیے کیونکہ یا مفتوح نہیں۔ يُوعِدُ، مابعد کا کسرہ تو لازم ہے لیکن يُوعِدُ میں واو سے ماقبل یا پر فتحہ نہیں، ہم نے کہا تھا فتحہ ہو یا پر۔ **زیرا کہ یا مفتوح نیست**، اس لیے کہ یا مفتوح نہیں ہے۔ ایک جواب۔ یا، **یا آنکہ واو از روئے تحقیق میان یا و کسرہ نیست**، یا یہ کہ واو تحقیق کے اعتبار سے یا اور کسرہ کے بیچ نہیں ہے، **بلکہ میان ہمزہ و کسرہ است**، بلکہ کس کے درمیان ہے؟ ہمزہ اور کسرہ کے۔ **زیرا کہ در اصل** يُؤْعِدُ **بود**، کیونکہ اصل میں يُوعِدُ کیا تھا؟ يُؤْعِدُ۔ يُكْرِمُ اصل میں کیا تھا؟ يُؤَكْرِمُ۔ تو يُوعِدُ اصل میں کیا تھا؟ يُؤْعِدُ۔ تو یہ واو اصل کے اعتبار سے یا اور کسرہ لازم کے بیچ ہے ہی نہیں، بلکہ واو سے ماقبل تو کیا ہے؟ ہمزہ ہے، تو واو تو ہمزہ اور کسرہ کے بیچ آیا اور ہم نے تو ہمزہ اور کسرہ کا قانون بیان نہیں کیا، ہم نے تو یا کا بیان کیا تھا۔

تو کہتے ہیں **از روئے تحقیق** یہ تحقیق کے اعتبار سے **میان یا و کسرہ نیست**، یا اور کسرہ کے بیچ نہیں ہے، **بلکہ میان ہمزہ و کسرہ است**، بلکہ ہمزہ اور کسرہ کے بیچ ہے، **زیرا کہ در اصل** يُؤْعِدُ **بود**، اس لیے کیونکہ اصل کے اندر يُؤْعِدُ تھا، **ہمزہ را حذف کردند از جہت موافقت** أُوعِدُ، ہمزہ کو حذف کیا **از جہت موافقت** أُوعِدُ، کس کی موافقت کی وجہ سے؟ أُوعِدُ، أُكْرِمُ کی طرح ہی بھائی، أُوعِدُ میں ہمزہ گرایا تو يُوعِدُ میں بھی گرا دیا۔ تو موافقت أُوعِدُ، يُوعِدُ **شد**، تو کیا ہوا؟ ہمزہ گرایا أُوعِدُ کی موافقت کے لیے تو يُوعِدُ **شد**، کیا ہو گیا؟ يُوعِدُ ہو گیا۔

ودر يَوْجَلُ **واونیفتاد**، اور يَوْجَلُ کے اندر واو نہیں گرا، **زیرا کہ میان یا و کسرہ نیست**، اس لیے کیونکہ واو جو ہے یا اور کسرہ کے بیچ نہیں ہے۔ ماقبل میں تو ٹھیک ہے يَوْجَلُ سے، واو يَوْجَلُ کے اندر واو سے ماقبل تو یائے مفتوح تو ہے لیکن مابعد کسرہ ہے ہی نہیں بھائی۔

سوال: **در** يَدَعُ و يَهَبُ **واو چرا افتاد**، يَدَعُ اور يَهَبُ میں واو کیوں گرا **با آنکہ میان یا و کسرہ نیست**، باوجود اس کے کہ یا اور کسرہ کے بیچ نہیں ہے۔ وَدَعَ يَدَعُ، ہونا کیا چاہیے؟ يَوْدَعُ، جی، وَهَبَ يَهَبُ، ہونا کیا چاہیے؟ يَوْهَبُ۔ تو یہاں پر تو واو گرا ہے حالانکہ واو یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے بیچ نہیں ہے، مابعد کسرہ ہے ہی نہیں، مابعد تو کیا ہے؟ فتحہ ہے۔

جواب: جواب **ازاں کہ در آنھا کسرۂ تقدیری است**، اس وجہ سے کہ ان کے اندر کسرہ تقدیری ہے بھائی، لفظوں میں تو کسرہ نہیں ہے لیکن تقدیر اان کے واو کے بعد کیا ہے؟ کسرہ۔ بھائی تقدیر اکیسے کسرہ ہے؟ کہتے ہیں **زیرا چہ در اصل** یَوْدِعُ و یَوْھِبُ **بودہ است**، اس لیے کیونکہ اصل کے اندر یَوْدِعُ اور یَوْھِبُ تھے۔ یہ کیا تھا ان میں سے ہر لفظ؟ یَوْدِعُ اور یَوْھِبُ، جی جی یَدَعُ یَوْدِعُ تھا مولانا اور یَوْھِبُ تھا۔ یعنی مابعد میں کسرہ تھا اور تو واو دیکھو یَوْدِعُ واو کس کے بیچ آیا؟ یائے مفتوح اور کسرہ لازم، تو اس کو گرا دیا تو کیا ہوا؟ یَدِعُ۔ جی پھر یَوْھِبُ جو ہے وہ بھی کیا تھا؟ واو کس کے بیچ آیا؟ یائے مفتوح اور کسرہ لازم، تو واو گرا دیا یَھِبُ ہوا۔

اچھا پھر یَدِعُ میں لام کلمہ کیا ہے؟ عین، اور عین حروف حلق میں سے ہے۔ اسی طرح یَھَبُ میں عین کلمہ کیا ہے؟ ہا، اور ہا کس میں سے؟ حروف حلق میں سے۔ تو لہذا اس کو پھر باب فَتَحَ میں لے گئے۔ باب فَتَحَ یعنی باب مَنَعَ جو آپ نے پڑھا ہے۔ باب فَتَحَ کے اندر آپ نے قانون پڑھا ہے بھائی کہ جو بھی کلمہ اس باب سے آئے گا اس کا عین یا لام کا حرف حلقی ہونا ضروری ہے۔ مَنَعَ دیکھو عین آرہا ہے آخر میں لام جو ہے اس کا اور وہ حرف حلق ہے۔ اور فَتَحَ دیکھو حا آئی بھائی لام کلمہ ہے اور حرف حلق ہے۔ تو چونکہ یہاں پر بھی اصل میں تو تھا یَدِعُ اور یَھِبُ، لیکن یَدِعُ کے اندر لام کلمہ کیا ہے لام یَدِعُ میں؟ عین ہے، اور یَھِبُ کے اندر عین کلمہ کیا ہے یَھِبُ میں عین کلمہ؟ ہا، یہ دونوں حرف حلق تھے تو لہذا ان کو پھر کس میں لے گئے؟ باب فَتَحَ میں لے گئے اور کسرہ کو کس سے بدل دیا؟ فتحہ سے بدل دیا، فَتَحَ یَفْتَحُ۔ صورت، بات سمجھ میں آرہی ہے؟

تو کہتے ہیں **در اصل** یَوْدِعُ و یَوْھِبُ **بودہ است**، اصل میں یَوْدِعُ اور یَوْھِبُ تھے، **بکسر عین، بکسر عین** کس کے ساتھ؟ عین کے کسرہ کے ساتھ یعنی ان دونوں کا عین مکسور تھا، یَوْدِعُ عین کیا ہے اس میں؟ دال، فاء عین لام بھائی حروف اصلیہ کی بات چل رہی ہے، یَوْھِبُ میں بھی عین کیا ہے؟ ہا، تو یہ کسر عین کے ساتھ تھے۔ **بکسر عین فعل**، فعل کے عین کے کسرہ کے ساتھ تھے۔ **بعدہ کسرہ را بعد حذف**، ہاں **بعدہ** اس کے بعد **کسرہ را** کسرہ کو **بعد حذف واو**، واو کو حذف کرنے کے بعد **بفتحہ بدل کردند**، کسرہ کو پھر کس سے بدل دیا؟ واو کو حذف کرنے کے بعد کسرہ کو **بفتحہ بدل کردند**، کس سے بدل دیا؟ فتحہ سے بدل دیا **از جہت حرف حلق**، کس کی وجہ سے؟ حرف حلق کی جہت سے اس کی وجہ سے، **بسبب آنکہ** اس وجہ سے، اس سبب سے کہ **خاصیت باب** مَنَعَ یَمْنَعُ **آن است کہ** باب مَنَعَ یَمْنَعُ کی خاصیت یہ ہے کہ **بجائے عین فعل یا لام فعل او** کہ اس کے عین فعل یا لام فعل او، اس کے لام فعل کے بدلے **حرف حلق بود**، کیا ہوتا ہے؟ حرف حلق ہوتا ہے، **از جہت مجانست**، مجانست کی وجہ سے، یہ بھی اسی کی جنس میں سے تھا، انہی جیسا تھا، جیسے اس میں کیا ضروری تھا فَتَحَ باب فَتَحَ کے اندر کہ عین یا لام کیا ہو؟ حرف حلق، ان میں بھی عین یا لام حرف حلق آیا، یہ بھی ان جیسا تھا، تو اس لیے فتحہ کو کس سے، کسرہ کو کس سے بدل دیا؟ فتحہ سے۔

اچھا، **چوں در** یَھَبُ **عین فعل**، یَھَبُ کے اندر عین فعل یعنی ہا مراد ہے، ہا یہ عین کی جگہ پر ہے، **و در** یَدَعُ **لام فعل**، اور یَدَعُ کے اندر لام فعل **حرف حلق بود**، کیا تھا؟ حرف حلق تھا، **از جہت مجانست**، مجانست کی وجہ سے **فتحہ دادند**، کیا دیا گیا؟ فتحہ دیا گیا **و در باب** مَنَعَ یَمْنَعُ **بردند**، اور کس میں لے گئے؟ باب مَنَعَ یَمْنَعُ میں **بردند** لے گئے۔

سوال، اب اس پر اعتراض بھائی۔ بھائی انہوں نے کیا کہا؟ سوال یہ اعتراض یہ ہوا تھا کہ یَدَعُ اور یَھَبُ میں کیوں واو گرایا ہے حالانکہ مابعد میں کسرہ لازم تو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کسرہ تقدیری ہے، اصل میں یَدِعُ اور یَھِبُ تھا یہ بھائی۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ پھر چونکہ ان کا عین یا لام کلمہ حرف حلق تھا تو یہ باب فَتَحَ کی طرح ہوئے تو ان کو پھر لے بھی کس میں گئے؟ باب فَتَحَ میں لے گئے۔

اب اشکال سنو آگے۔ کہتے ہیں در یَذَرُ حرف حلق نہ در عین فعل است، آپ نے تو یہاں تو جان چھڑالی، یَدَعُ میں لام حرف حلق ہے، یَھَبُ میں عین حرف حلق ہے،

یَذَرُ	وَذَرَ	یَذَرُ

، یہاں بھی واو گرا ہے اور یہاں عین کی جگہ کیا؟ ذال، لام کی جگہ کیا؟ را، اور ذال اور را میں سے تو کوئی بھی حرف حلق نہیں ہے، کہ یہاں اب آپ کیا کہیں گے؟ یہاں تو کسرہ تقدیری بھی نہیں کہہ سکتے کہ پہلے کیا تھا؟ یَذِرُ تھا، پھر کس میں لے گئے؟ باب مَنَعَ، باب فَتَحَ میں لے کے کیوں گئے تھے؟ کیونکہ وہاں عین یا لام کیا تھا؟ حرف حلقی، اب یہاں تو وہ بات ہی نہیں ہے۔

تو کہتے ہیں **در** یَذَرُ، سوال: **در** یَذَرُ **حرف حلق نہ در عین فعل است و نہ در لام فعل**، یَذَرُ کے اندر حرف حلق نہ تو عین فعل کے اندر، فعل کے عین میں ہے اور نہ فعل کے لام میں ہے، **پس فتحہ چرا دادند**، پس اس کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: جواب یہ، **زیر اچہ در معنی** یَدَعُ **است** بھائی، اس لیے کیونکہ یہ یَدَعُ کے معنی میں ہے، کس کے معنی میں؟ یَدَعُ کے معنی بھی چھوڑنا، یَذَرُ کے معنی بھی کا معنی بھی ہے چھوڑنا، تو یَدَعُ کے اندر چونکہ وہ تو باب فَتَحَ سے ہے اس میں تو واو گرایا تھا بھائی، یَدَعُ کے اندر کیا تھا، اوپر ابھی بات ہوئی یَدَعُ کے اندر تو کیا کیا گیا ہے؟ واو گرایا ہے، اب یَذَرُ کا بھی چونکہ بعینہ یہی معنی تھا تو اس کے اندر بھی واو کو کیا کر دیا گیا؟ گرایا۔ کیوں؟ بھائی معنی دونوں کا ایک جیسا ہے تو لفظ بھی ایک جیسے ہونے چاہئیں۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔

زیر اچہ در معنی یَدَعُ **است**، اس لیے کیونکہ یَدَعُ کے معنی میں ہے، **و در** یَدَعُ **فتحہ دادند از جہت حرف حلق**، اور یَدَعُ کے اندر فتحہ دیا حرف حلق کی وجہ سے، **پس در** یَذَرُ **ہم فتحہ دادند**، اور پس یَذَرُ کے اندر بھی فتحہ دے دیا **تا در لفظ و معنی موافقت باشد**، تاکہ لفظ اور معنی کے اندر موافقت ہو جائے۔ جواب سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔ تو لہٰذا اس لیے اس کے اندر معلوم ہوا یہ بھی دراصل یَذِرُ تھا، یَوْذِرُ تھا پھر واو گر گیا، پھر یَذِرُ ہوا پھر یَذِرُ کو کیا کیا گیا؟ فتحہ دیا گیا، کیوں کہ یَدَعُ کو ہم نے کیا دیا تھا؟ فتحہ دیا تھا۔

سوال: در یَعِدُ حرف حلق بجائے عین فعل است، یَعِدُ کے اندر حرف حلق بجائے عین فعل است، فعل کے عین کی جگہ پر کیا ہے؟ حرف حلق ہے، چرا فتحہ ندادند، اس کو فتحہ کیوں نہیں دیا گیا؟ بھائی آپ نے کیا کہا؟ یَدِعُ تھا، یَهِبُ تھا، پھر کیا کیا گیا؟ کسرہ کو کس سے بدلا؟ فتحہ سے، کیوں؟ کیونکہ عین یا لام کیا تھا؟ حرف حلق، تو ہم اس کو باب مَنَعَ فَتَحَ میں لے گئے۔ تو یَعِدُ کے اندر بھی تو عین کیا ہے؟ حرف حلقی، اس کو بھی کدھر لے جانا چاہیے؟ باب مَنَعَ میں لے جانا چاہیے اور یَعَدُ کہنا چاہیے، اس کو کیوں نہیں لے کر گئے؟

تو کہتے ہیں **در** یَعِدُ **حرف حلق بجائے عین فعل است**، یَعِدُ کے اندر حرف حلق جو عین ہے وہ فعل کے عین کی جگہ پر ہے، **چرا فتحہ ندادند**، اس کو فتحہ کیوں نہیں دیتے، **و در باب** مَنَعَ یَمْنَعُ **نبردند**، اور اس کو باب مَنَعَ یَمْنَعُ میں نہیں لے کر گئے بھائی۔

جواب اول، پہلا جواب: **تا دلیل بود بر اصل اخوات او**، تاکہ یہ دلیل ہو اپنے اخوات کی اصل پر۔ بھائی سارے ہی ادھر ہم لے جائیں تو کوئی دلیل باقی رہے گی؟ نہیں، کچھ ایک آدھ کو چھوڑ بھی دو تاکہ پتہ چلے باقیوں میں سے وہ بھی اسی کی طرح تھے اور پھر ہم ان کو ادھر لے گئے ہیں۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو یہ پہلا جواب ہے، تاکہ **دلیل بود** تاکہ یہ دلیل ہو **بر اصل اخوات خود**، اپنے اخوات کی یعنی جو اخوات سے مراد، اخوات بہنوں کو کہتے ہیں، بہنیں بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہوتی ہیں تو یہ کلمات ہیں مولانا یہ بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اس لیے ان کو اخوات کہہ دیا، تاکہ یہ اپنے جو مشابہ کلمات ہیں ان کی اصل پر کیا کرے؟ دلیل ہو، دلالت کرے۔

جواب دوم، دوسرا جواب: **این حکم سماعی است قیاسی نیست**، بھائی یہ جو حکم ہے یہ سماعی ہے قیاسی نہیں، کہ اس کو کسی کو کیا کریں؟ کس باب مَنَعَ میں لے کر گئے، بھائی یہ سماع، عربوں سے ہم نے اس طرح استعمال سنا ہے اور ہم نے اس کی یہ توجیہ بیان کر دی، تو یہ کوئی قیاسی نہیں ہے کہ آپ بھی کیا کریں؟ ایسا لفظ آیا آپ اس کو پھر کدھر لے جائیں؟ باب فَتَحَ، نہیں یہ نہیں، قیاسی نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں یہ حکم سماعی ہے یعنی سماع سے ثابت ہے عربوں سے ہم نے اس طرح سنا ہے، **قیاسی نیست**، کوئی قانونی وہ نہیں ہے کہ آپ بھی پھر اس طرح کر لیں۔ **و گرنہ در عین فعل** یَدْخُلُ **ولام فعل** یَصْلُحُ **نیز حرف حلق است**، ورنہ تو یَدْخُلُ فعل کے عین میں **ولام فعل** یَصْلُحُ اور یَصْلُحُ فعل کے لام میں، یَدْخُلُ کے فعل کا عین کیا ہے؟ خا، یہ حرف حلق ہے، ولام فعل یَصْلُحُ اور یَصْلُحُ کے فعل کا لام وہ کیا ہے؟ حا مولانا، ان میں بھی **نیز حرف حلق است** بھائی، کیا ہے؟ حرف حلق ہے، **بایستی کہ فتحہ می دادند**، چاہیے تھا کہ ان کو فتحہ دیں **و در باب** مَنَعَ یَمْنَعُ **می بردند** اور کہاں پر لے جائیں؟ باب مَنَعَ یَمْنَعُ میں لے جائیں۔ حالانکہ ایسا نہیں، یَدْخُلُ تو باب نَصَرَ سے ہے اور اسی طرح یَصْلُحُ بھی باب نَصَرَ سے ہے۔ تو لہٰذا ان کو نہیں لے کر گئے، کیوں نہیں لے کر گئے؟ کیونکہ یہ حکم سماعی ہے قیاسی نہیں۔ چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي: فِي قَوَانِينِ إِعْلَالِ الْمِثَالِ

مثالِ واوی ویائی کے حذف، ابدال اور بابِ افتعال کے قواعد (اسباق ۱۱۷ تا ۱۲۰)

فصلِ دوم (مثال): واوِ مثال کے گرنے کے شرائط اور «یَطَأُ» و «یَسَعُ» کے مباحث

سبق نمبر ۱۱۷—تاریخِ درس: ۲ مئی ۲۰۰۹ء

سوال: درکُتُبِ لغت «یَطَأُ» رااَز باب «سَمِعَ یَسْمَعُ» آوردند، وَ هَمْ چنیں «یَسَعُ»، پس در اِیشاں نہ کسرہ تَحْقِیقِي اَست وَ نہ تقدیری، واو را در اِیشاں چرا حذف کردند؟[1]

بھائی بحث یہ چل رہی تھی مصنف نے ایک ضابطہ بیان کیا تھا کہ جب واو یا یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے درمیان آجائے فعل مستقبل کے اندر، تو اس واو کو حذف کرنا واجب ہے بھائی۔ اس پر پھر اشکال ہوا تھا کہ «یَدَعُ» اور «یَهَبُ» جو ہے، یہاں پر واو کو کیوں گرایا گیا حالانکہ یہاں واو کے مابعد تو کسرہ نہیں آرہا۔ تو جواب دیا تھا کہ یہاں کسرہ تقدیری موجود ہے، اس لیے کیونکہ «یَدَعُ» اصل میں «یَدِعُ» تھا اور «یَهَبُ» اصل میں «یَهِبُ» تھا۔ پھر حروف حلق ان میں آیا تھا عین یا لام کی جگہ پر اس لیے ان کو کہاں پر لے گئے؟ باب فتح میں لے گئے۔ تو کسرہ تقدیری کی وجہ سے یہاں واو گرا ہے بھائی۔

پھر اس پر اشکال ہوا تھا کہ «یَذَرُ» جو ہے «یَذَرُ»، اس میں تو حرف حلق نہ عین کی جگہ ہے اور نہ لام کی جگہ، پھر یہاں پر اس کو کیوں باب فتح کے اندر لے گئے بھائی؟ «یَذِرُ» تھا تو اس کو «یَذَرُ» کیوں کیا؟ تو اس کا جواب دیا تھا کہ چونکہ یہ «یَدَعُ» کا ہم معنی ہے، تو لہٰذا معنی میں اس جیسا ہے تو لفظوں میں بھی اسی کی طرح کر دیا اور کس باب میں لے گئے؟ باب فتح میں لے گئے یعنی فتحہ دے دیا بھائی اس کو۔

اس پر پھر اشکال کیا تھا کہ «یَعِدُ» کے اندر حرف حلق آرہا ہے عین کی جگہ، تو اس کو پھر کیوں نہیں باب «مَنَعَ» میں لے کر کیوں نہیں گئے بھائی؟ «یَعِدُ» ہے، «یَعَدُ» کیوں نہیں کر دیا؟ تو یہاں بھی تو فتحہ دینا چاہیے تھا۔ تو مصنف نے دو جواب دیے تھے۔ ایک تو یہ تاکہ یہ اپنی اصل پر دلالت کرے بھائی۔ کیا کرے؟ اپنی اخوات کی اصل پر دلالت کرے۔ اور دوسرا جواب یہ دیا تھا کہ یہ حکم سماعی ہے، قیاسی نہیں بھائی، عربوں سے ہم نے اسی طرح سنا ہے اس کو بھائی۔

اب اس پر آگے دیکھیے کہتے ہیں: «سوال: درکُتُبِ لغت یَطَأُ رااَز باب سَمِعَ یَسْمَعُ آوردند» کہ لغت کی کتابوں کے اندر «یَطَأُ» کو باب «سَمِعَ یَسْمَعُ» سے لائے ہیں۔ «وَ هَمْ چنیں یَسَعُ» اور اسی طرح «یَسَعُ»، یہ بھی کس باب سے ہے؟ باب «سَمِعَ یَسْمَعُ» سے۔ معلوم ہوا «وَطِئَ یَطَأُ» باب «سَمِعَ» سے کیسے بنے گا؟ «وَطِئَ یَطَأُ»۔ اور «یَسَعُ» کیسے بنے گا؟ «وَسِعَ یَسَعُ»۔ تو یہ دونوں باب «سَمِعَ» سے آئے ہیں۔ «پس در اِیشاں نہ کسرہ تَحْقِیقِي اَست وَ نہ تقدیری» پس ان کے اندر نہ تو کسرہ تحقیقی ہے اور نہ کسرہ تقدیری۔ کسرہ تحقیقی بھی نہیں ہے، لفظوں میں آپ دیکھ

[1]

جدولِ قوانینِ مثال: حذفِ واو کی شرائط اور مستثنیات

مثال	اصل	حکم	صرفی وجہ
یَعِدُ	یَوْعِدُ	واو محذوف	یائے مفتوحہ و کسرۂ عین کے درمیان وقوع
یَضَعُ / یَطَأُ / یَسَعُ	یَوْضَعُ / یَوْطَأُ	واو محذوف	اصل مکسور العین تھا، حرفِ حلق کی وجہ سے فتحہ آیا
یَوْجَلُ	یَوْجَلُ	واو باقی	بابِ سَمِعَ سے ہے، اصل میں کسرۂ عین نہیں
تُوْعِدُ / یُوْعَدُ	تُوْعِدُ / یُوْعَدُ	واو باقی	علامتِ مضارع مضموم یا ما بعد مفتوح ہونے کی وجہ سے

رہے ہیں کسرہ نہیں۔ اور تقدیری بھی نہیں ہے کہ آپ کہیں جی پہلے تو کیا تھا کسرہ تھا پھر اس کو باب فتح میں لے گئے، بھائی باب فتح میں تو یہ ہے ہی نہیں۔ بات سمجھ میں آگئی بھائی؟ باب فتح میں پہلے کچھ کسی اور باب میں ہوتا، باب فتح میں لے جاتے تو ہم کہتے کسرہ تقدیری موجود ہے۔ لیکن یہاں تو یہ سرے سے باب فتح میں گیا ہی نہیں۔ تو لہذا کسرہ تقدیری بھی نہیں ہے، اور نیز تحقیقی یعنی لفظوں میں ظاہر بھی کوئی نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں «**واو را در ایشاں چرا حذف کردند**» تو واو کو ان کے اندر کیوں حذف کر دیا بھائی؟ واو تو کب گراتے تھے؟ جب وہ یائے مفتوح اور کسرہ لازم کے درمیان آتا تھا۔ تو یہاں تو نہ کسرہ ہے ہی نہیں، نہ تحقیقا ہے یعنی اس وقت بھی نہیں ہے، اور تقدیرا بھی نہیں۔

جواب، مولانا۔ «جواب: **أَزْ آں کہ معتل**

فَائِ	وَاوِي	أَزْ

باب

سَمِعَ	يَسْمَعُ	بِبِشْتَرْ

لازم می آیَدْ»۔ اس وجہ سے کہ معتل فاء واوی، فاء واوی جو ہے، معتل الفاء جو ہے واوی جو، معتل الفاء واوی یعنی مثال واوی، مثال واوی، باب «سَمِعَ يَسْمَعُ» سے زیادہ تر لازم آتا ہے۔ کیا آتا ہے؟ لازم۔ «وَ يَطَأُ وَ يَسَعُ **متعدی آمدہ أست**» اور «يَطَأُ» اور «يَسَعُ» متعدی آئے ہیں۔ یہ کیا آئے ہیں؟ متعدی آئے ہیں۔

بھائی ایک ہوتا ہے فعل لازم جہاں صرف فاعل پر بات پوری ہو جاتی ہے، اور ایک فعل متعدی ہے جہاں فاعل کے ساتھ ساتھ جب مفعول نہیں ہو گا اس فعل کا معنی ہی، وہ فعل پایا ہی نہیں جا سکتا، اس کا معنی ہی نہیں سمجھ میں آئے گا۔ جیسے دیکھیے مولانا، دوڑنا، دوڑنا۔ زید دوڑا۔ یہ فعل لازم ہے۔ اس کے سمجھنے کے لیے کسی مفعول وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ یہ صرف زید کے، زید دوڑا، مفعول کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یا زید ہنسا، یہ ہنسنا بھی کیا ہے؟ دوڑنا بھی فعل لازم اور ہنسنا بھی فعل لازم۔ لیکن ایک ہے ضرب بھائی۔ ضرب فعل متعدی ہے۔ دیکھیے «ضَرَبَ زَيْدٌ» زید نے پٹائی کی۔ ٹھیک ہے مفعول ذکر نہیں، لیکن آپ مجھے بتائیے کیا ضرب بغیر مضروب کے ہو سکتی ہے؟ جب تک کوئی ایسا شخص یا ایسی چیز نہ ہو جس کی پٹائی ہو، اس وقت تک یہ فعل، جب تک کسی چیز کی پٹائی نہیں، اس فعل کا وجود بھی نہیں۔ تو ضرب کے لیے ایسی چیز کا ہونا ضروری ہے جس پر ضرب واقع ہو۔ اسی طرح «أَكَلَ»، «أَكَلَ» کا معنی ہے کھانا۔ بھائی کھانے کے لیے کوئی چیز کھانے والی ہو گی تو کھانے کا فعل پایا جائے گا، کوئی چیز کھانے والی نہیں ہے تو کھانے کا فعل پایا جا سکتا ہے؟ نہیں پایا جا سکتا۔ اسی طرح شرب، یہ فعل متعدی ہے۔ شرب کا معنی ہے پینا۔ بھائی جب تک کوئی چیز پینے والی نہیں ہو گی، شرب یہ فعل نہیں پایا جا سکتا۔ کوئی چیز پینے والی ہو گی، پیے گا تو پھر شرب کا فعل بھی پایا جائے گا۔ تو معنی فرق سمجھ میں آیا؟ فعل لازم جس کے لیے مفعول کی ضرورت نہیں، اور فعل متعدی جس کے لیے مفعول کی ضرورت ہے۔

اردو میں ان کی پہچان کا آسان طریقہ یہ ہے کہ فعل متعدی کا ترجمہ کریں، جملہ جو بنے گا اس کے اندر عموما «نے» کا لفظ آئے گا، «نے»۔ اور فعل لازم کے اندر «نے» نہیں آئے گا۔ مثلا «فَرَّ زَيْدٌ» زید دوڑا۔ کوئی «نے» کا لفظ آیا اردو جملے میں؟ زید دوڑا۔ «ضَحِكَ زَيْدٌ» زید ہنسا۔ «نے» کا لفظ نہیں آیا بھائی دیکھا۔ لیکن آپ دوسرا فعل متعدی لیں، «ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا» زید نے عمرو کی پٹائی کی۔ زید نے عمرو کی، تو «نے» کا لفظ آیا زید نے۔ اسی طرح «أَكَلَ زَيْدٌ طَعَامًا» زید نے کھانا کھایا، تو دیکھو کھانا یہ فعل متعدی ہے، زید نے کھایا، «نے» کا لفظ آیا بھائی۔ اسی طرح «شَرِبَ زَيْدٌ» زید نے پیا۔ کون سا لفظ آ رہا ہے اردو میں؟ «نے» کا لفظ آ رہا ہے بھائی۔ تو یہ فعل متعدی ہوتا ہے بھائی یہ مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔

تو «يَطَأُ» اور «يَسَعُ» یہ دونوں فعل متعدی ہیں بھائی۔ «يَطَأُ» کے معنی روندنا اور «يَسَعُ» کے معنی وسیع ہونا کسی چیز کو۔ تو دونوں مفعول کا تقاضا کرتے ہیں۔ تو مصنف جواب دے رہے ہیں بھائی، اعتراض اس پر کیا ہوا تھا؟ کہ بھائی «يَطَأُ» اور «يَسَعُ» ان کے اندر نہ کسرہ تحقیقی ہے، کسرہ تحقیقی کا کیا معنی؟ یعنی فی الحال لفظوں میں کسرہ نہیں۔ اور تقدیری بھی نہیں یعنی کہ پہلے ہوتا اور آپ کہتے پھر ہم نے اس کو کس باب کے اندر لے گئے باب فتح کے اندر لے گئے، ایسا بھی نہیں ہے۔ تو نہ یہاں کسرہ تحقیقی ہے نہ کسرہ تقدیری ہے، تو پھر ان کے اندر واو کو کیوں حذف کیا گیا؟ جواب دے رہے ہیں بھائی کہ معتل الفاء

واوی جو ہے یعنی مثال واوی، یہ باب «سَمِعَ» سے اکثر جو آتی ہے وہ فعل لازم ہوتا ہے۔ کون سا فعل ہوتا ہے؟ فعل لازم ہوتا ہے۔ لیکن یہ جو «یَطَأُ» اور «یَسَعُ» آئے ہیں یہ مثال واوی ہیں، ان کو کیا ہونا چاہیے تھا؟ لازم، ان کو فعل لازم ہونا چاہیے تھا لیکن یہ کیا آئے؟ یہ فعل متعدی آئے، تو اپنے جیسوں سے یہ معنی کے اندر مختلف ہو گئے۔ ان جیسے جو اور جتنے لفظ تھے معتل الفاء یعنی مثال واوی سے جو آ رہے تھے وہ سارے لازم تھے اور یہ دونوں متعدی ہیں، تو معنی میں فرق تھا تو لہٰذا لفظوں میں بھی ان سے فرق کرتے ہوئے کیا کیا گیا؟ واو کو حذف کر دیا گیا تاکہ لفظوں میں بھی ان سے مختلف ہو جائیں۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟ ان کے اندر واو کو نہیں گرایا تھا، وہ فعل لازم تھے آنا بھی لازم ہی چاہیے تھا اکثر لازم آتے ہیں، لیکن یہ دو متعدی آئے۔ جب متعدی آئے تو اپنے باقی اپنے جیسوں سے معنی میں کیا ہو گئے؟ مختلف ہو گئے۔ جب معنی میں مختلف ہوئے تو لفظوں میں بھی ہم نے کیا کر دیا؟ مختلف کر دیا اور کس طرح کیا؟ ان میں تو واو نہیں گرا تھا، ان میں کیا کیا واو کو گرا دیا۔

تو کہتے ہیں جواب: «أَزْ آں کہ معتل

فَايِ	وَاوِي	أَزْ

باب

سَمِعَ	يَسْمَعُ	بِيشْتَرْ

لازم می آیَدْ» اس وجہ سے کہ معتل فاء واوی جو ہے باب «سَمِعَ يَسْمَعُ» سے بیشتر زیادہ تر لازم آتی ہے، «وَ يَطَأُ وَ يَسَعُ متعدی آمدہ اَست» اور «يَطَأُ» اور «يَسَعُ» جو ہیں متعدی آئے ہیں، «پس چوں اِیشاں در معنی مخالف نَظَائِرِ خُودْ شدند» جب یہ جو ہیں معنی کے اندر اپنے جیسوں کے مخالف ہو گئے، «در لفظ نیز مخالفت کردہ شد» تو لفظ کے اندر بھی مخالفت کی گئی، «بِحَذْفِ واو» واو کے حذف کے ساتھ، «تا مخالفت لفظی دلالت کند بر مخالفت معنوی» تاکہ یہ لفظی مخالفت، لفظ کے اندر جو مخالفت ہے، یہ دلالت کرے کس چیز پر؟ مخالفت معنوی پر کہ ان کے معنی کے اندر بھی اختلاف ہے، جب لفظوں میں اختلاف ہے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے معنی کے اندر بھی اختلاف ہے۔ باقیوں میں واو حذف نہیں ہوا وہ فعل لازم، ان میں واو حذف ہوا یہ بتلا دے گا کہ یہ فعل لازم نہیں ان کا معنی ان سے مختلف ہے۔ «كَذَا فِي تَاجِ الْمَصَادِرِ» جیسا کہ کتاب «تَاجُ الْمَصَادِرِ» کے اندر یہ ذکر ہے بھائی۔

دیگر۔ دوسرا اضابطہ ذکر کرنے لگے ہیں مولانا۔ «دیگر ہر مصدرے کہ أَزْ مثال وَاوِي بِكَسْرِ فَا کلمہ باشد» ہر مصدر کہ مثال واوی سے فاء کلمے کے کسرے کے ساتھ ہو۔ مصدر ہو مثال واوی سے ہو اور کسرہ فاء کے ساتھ ہو۔ «وَ در مضارع أُو واو حذف شدہ باشد» اور اس فعل کے مضارع کے اندر بھی واو حذف ہوا ہو۔ بات کس کی ضابطہ کس کا بیان ہو رہا ہے؟ مصدر کا۔ مصدر کس سے آئے؟ مثال واوی سے اور فاء کلمہ یعنی وہ واو کیا ہو؟ مکسور ہو۔ اور نیز شرط یہ ہے کہ اس فعل کے مضارع کے اندر بھی واو گرا ہو۔ «وَاجِبْ اَست کہ آں واو را أَزْ آں مصدر أَزْ جہت كَثْرَتِ اسْتِعْمَالْ وَ موافقت فعل حذف کنند» پس واجب ہے کہ اس واو کو اس مصدر سے کثرت استعمال کی وجہ سے اور فعل کی موافقت کی وجہ سے حذف کر دیں۔ فعل میں واو حذف ہوا تھا تو مصدر سے بھی اب کیا کر لیں؟ حذف کر لیں۔ «وَ عوض آں واو تا در آخر کلمہ آورند» (واو وتا ہے آپ کی کتابوں میں واو وتا؟ ہاں یہ واو نہیں ہونا چاہیے واو اور تا کے درمیان) اور اس واو کے عوض میں تا آخر کلمہ میں لے آتے ہیں، اس کے آخر میں کیا لے آتے ہیں آخر کلمہ میں تا لے آتے ہیں۔ «چوں عِدَةٌ وَ زِنَةٌ، کہ در أَصْلْ وِعْدٌ وَ وِزْنٌ بود» جیسے «عِدَةٌ» اور «زِنَةٌ» کہ اصل کے اندر «وِعْدٌ» اور «وِزْنٌ» تھے۔

بھائی ضابطہ یہ بیان ہوا کہ مثال واوی سے مصدر آئے اور مصدر اس کا فاء کلمہ مثال واوی ہو اور فاء کلمہ مکسور ہو یعنی واو کے نیچے کسرہ آ جائے اور اس مصدر کا جو فعل ہے اس کے اندر واو حذف ہوا ہو، مضارع سے واو گرا ہو، تو اس مصدر سے بھی واو کو کیا کر دیں گے؟ گرا دیں گے اور اس واو کے عوض میں آخر میں کیا لے آئیں گے؟ تا لے آئیں گے۔ تو جیسے «وِعْدٌ»، «وِعْدٌ» مصدر ہے، شروع میں کیا آیا؟ واو اور واو کے نیچے کسرہ، اور اس کا فعل مضارع کیا ہے؟ «وَعَدَ يَعِدُ»، دیکھو «يَعِدُ» کے اندر واو گرا ہے لہٰذا «وِعْدٌ» سے بھی واو کو گرا دیں گے اور آخر میں تا لے آئیں گے تو کیا بن گیا؟ «عِدَةٌ»۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ اسی طرح «وِزْنٌ» یہ تھا اصل، تو اس «وِزْنٌ» سے بھی واو کو گرائیں گے اور آخر میں تا لائیں گے تو کیا بن جائے گا؟ «زِنَةٌ» بن جائے گا۔

«سوال: چوں واو را حذف کردند، عَيْنْ كلمه را كسره أَزْ كُجَا شد؟» جب واو کو حذف کر دیا تو عین کلمے کا کسرہ کہاں سے آیا؟ «وِعْدٌ» تھا، واو کو تو گرا دیا، آگے آپ نے تا بھی آخر میں لگا دی، تو عین تو ساکن تھا، یہ عین کے نیچے کسرہ کہاں سے آیا بھائی؟ اعتراض سمجھ میں آیا؟

جواب: «چوں واو را حذف کردند عَيْنْ كلمه را كسره واو محذوف دادند» جب واو کو حذف کیا تو عین کلمے کو اس واو محذوف کا کسرہ دے دیا۔ وہ جو واو مکسور تھا اس کا کسرہ، واو کو تو حذف کر دیا لیکن کسرہ کس کو نقل کر کے دے دیا؟ عین کو دے دیا۔ «تا ابتدا بِحَرْفِ ساكن لازم نه آيَدْ» تاکہ ابتدا حرف ساکن کے ساتھ لازم نہ آئے۔ ورنہ تو عین ساکن تھا بھائی، اور ابتدا بھی ساکن تو نہیں ہو سکتی لہذا کسرہ اس کو نقل کر کے دے دیا۔ بات سمجھ میں آ گئی بھائی؟

«سوال: واو را بِكَسْرَه چرا حذف نه كردند، بَعْدَهُ عَيْنْ كلمه را كسره مى دادند تا ابتدا بِسَاكِنْ لازم نه آمدے؟» بھائی واو کو کسرے کے ساتھ ہی کیوں نہیں حذف کر دیا؟ جواب کیا دیا تھا پچھلا؟ کہ عین کا، سوال تھا عین کا کسرہ کہاں سے آیا، بتلایا بھائی عین کا کسرہ کہاں سے آیا اسی واو کا ہے۔ پھر سوال بھائی اس واو کو کسرے سمیت ہی کیوں نہیں حذف کر دیا؟ اس کو کسرے سمیت حذف کر دیتے اور پھر کیا کر دیتے عین کو الگ سے کسرہ دے دیتے۔ آپ کہہ رہے ہیں نہیں یہ الگ کسرہ نہیں ہے یہ اسی واو کا کسرہ ہے۔ اعتراض سمجھ میں آیا؟ تو کہتے ہیں سوال: واو کو کسرہ کے ساتھ ہی کیوں نہیں حذف کر دیا، اس کے بعد عین کلمہ کو کسرہ دے دیتے تاکہ ابتدا بہ ساکن لازم نہ آتی۔

جواب: جواب یہ کہ «أگر واو را بِكَسْرَه حذف می کردند، مَزِيَّتِ فرع بر أَصْلْ لازم آمدے» اگر واو کو کسرہ کے ساتھ حذف کر دیتے، فرع کی فضیلت، مزیت کا کیا معنی ہے؟ فضیلت، فرع کی فضیلت اصل پر لازم آتی بھائی۔ فرع کی فضیلت اصل پر لازم آتی۔

یاد رکھیے اعلال کے اندر فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے یا اس کے تابع ہے۔ اگر فعل کے اندر اعلال ہو تو مصدر میں بھی اعلال ہوتا ہے، اگر فعل میں اعلال نہیں تو مصدر میں بھی اعلال نہیں۔ معلوم ہوا اصل کون ہے اعلال کے اندر؟ فعل۔ اور فرع کون ہے اعلال کے اندر؟ مصدر۔ تو کہتے ہیں اگر ہم واو کو کسرے سمیت ہی حذف کر دیتے مصدر سے، اور مصدر تو ہے فرع، تو فرع کی فضیلت لازم آتی کس پر؟ اصل یعنی فعل پر۔ بھائی جو اصل ہے اس کو فضیلت ہونی چاہیے یا فرع کو فضیلت ہونی چاہیے؟ اصل کو فضیلت ہونی چاہیے۔ لیکن اگر ہم واو کو کسرے سمیت ہی حذف کر دیتے مصدر سے اور مصدر تو ہے فرع تو فرع کی فضیلت لازم آتی اصل پر۔

کیسے؟ دیکھیے۔ کہتے ہیں: «زِيرَا كه فعل در إِعْلَالْ أَصْلْ أَسْت وَ مصدر در تعليل فرع أُو» اس لیے کیونکہ فعل اعلال کے اندر اصل ہے اور مصدر تعلیل کے اندر اس کی فرع ہے (اعلال تعلیل کا ایک معنی ہے مولانا)۔ «وَ در فعل

أَزْ	يَكْ	تَغْيِيرْ	بِيشْتَرْ

نه شده أَسْت» اور فعل کے اندر ایک تبدیلی سے زیادہ نہیں ہوئی ہے۔ «وَ آں حذف نَفْسِ واو أَسْت» اور وہ نفس واو کا حذف ہے۔ نفس واو کا حذف، کیا؟ «وَعَدَ يَعِدُ»، «يَعِدُ» اصل میں کیا تھا؟ «يَوْعِدُ»۔ بس صرف واو کو حذف کر دیا باقی سارا کچھ اسی طرح «يَعِدُ» رہ گیا۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو وہاں صرف ایک واو حذف ہوا ہے۔ اور یہاں پر، یہاں پر کہتے ہیں تین تبدیلیاں ہو جاتی ہیں دیکھیے بھائی: «پس أگر در مصدر واو بِكَسْرَه حذف شود، سه تَغْيِيرْ لازم آيَدْ» پس اگر مصدر کے اندر واو کسرہ کے ساتھ حذف ہو جائے تین تبدیلیاں لازم آئیں گی۔ پہلی کیا ہے؟ «حذف واو» ایک تو کیا ہو تا مصدر میں؟ واو حذف ہوا۔ «وَ حذف حركت» دوسری چیز کیا؟ حرکت بھی اس کی حذف ہو گی۔ «وَ إِحْدَاثِ حركت دیگر» اور تیسرا ہے دوسری حرکت کا پیدا کرنا، یعنی نئی حرکت بھی عین کو دے دیں۔ واو کو بھی حذف کر دیں گے آپ اور اس کی حرکت بھی حذف ہو جائے گی اور پھر عین کو کسرہ دیں گے ایک نئی حرکت پیدا کرنا پڑے گی تو کل کتنی تبدیلیاں آئیں؟ تین تبدیلیاں آ جائیں گی۔ تو فعل کے اندر تو ایک تبدیلی ہوئی تھی صرف واو حذف ہوا تھا اور یہاں تین تبدیلیاں۔ «پس زِيَادَتِ فرع بر أَصْلْ باشد» پس فرع کی زیادتی اصل پر ہو جائے گی، «وَ آں روانيست» اور یہ جائز نہیں ہے۔ «پس بَضَرُورَتْ أَوَّلْ حركت واو نقل كردند وَ بَعَيْنْ كلمه دادند، بَعْدَهُ واو را حذف كردند تا مَزِيَّتِ فرع بر أَصْلْ لازم نه آيَدْ» پس ضرورت کی وجہ سے پہلے جو ہے واو کی حرکت نقل کی اور کس کو دے دی؟ عین کلمہ کو دے دی، اس کے بعد واو کو حذف کر دیا تاکہ فرع کی فضیلت اصل پر لازم نہ آئے بھائی۔ بات سمجھ میں آ گئی بھائی؟ آسان بات ہے۔

«سوال: مَزِيَّتِ فرع بر أَصْلْ هَنُوزْ باقيست»۔ بھائی فرع کی فضیلت اصل پر ابھی بھی باقی ہے۔ ابھی بھی باقی ہے۔ آپ نے کیا کہا تھا؟ وہاں صرف واو حذف ہوا ہے اور یہاں پر اگر واو کو کسرے سمیت حذف کر دیتے تو کتنی تبدیلیاں آتیں؟ تین، ایک واو حذف، ایک اس کی حرکت حذف اور پھر اس کے بعد

عین کو کسرہ بھی دینا ہے یا کسرہ، تو یہ کتنی؟ تین۔ بھائی فضیلت تو اب بھی ہے۔ کیسے فضیلت ہے؟ بھائی اصل میں کتنی تبدیلیاں ہوئی ہیں؟ ایک، کیا؟ حذف واو۔ یہاں دو تبدیلیاں ہو گئیں، ایک تو واو حذف ہوا اور دوسری اس کی حرکت نقل کر کے کس کو دے دی عین کو، تو ابھی بھی کیا ہے فرع کی فضیلت ہے۔ تو کہتے ہیں فرع کی فضیلت اصل پر ابھی بھی باقی ہے، «زِیرَا کہ درأَصْلْ أَزْ یَكْ تَغْیِیرْ بِیشْتَرْ نہ شدہ اَست وَ آں حذف واو اَست، وَ در فرع دو تَغْیِیرْ اَست حذف واو وَ نقل حرکت» اس لیے کیونکہ اصل کے اندر ایک تبدیلی سے زیادہ نہیں ہوئی ہے اور وہ واو کا حذف ہے، اور فرع کے اندر دو تبدیلیاں ہیں ایک واو کا حذف اور ایک اس کی حرکت کا نقل بھائی۔

جواب: کہتے ہیں «ایں مِقْدَارِ مَزِیَّتِ فرع بر أَصْلْ مُتَحَمَّلِ ضروریست» ۔ کہتے ہیں اتنی مقدار فضیلت، فرع کی فضیلت کی اصل پر متحمل، قابل برداشت، ضروری ہے، قابل برداشت ہے اور ضروری ہے۔ «زِیرَا کہ اَگر حرکت نقل نہ می کردند، ابتدا بِسُكُونْ لازم می آمد» اس لیے کیونکہ اگر حرکت کو نقل نہ کرتے تو ابتدا بہ سکون لازم آتی بھائی، کس کے ساتھ ابتدا لازم آتی؟ سکون کے ساتھ۔ «وَ اَگر واو را بَحَرَكَتْ حذف می کردند وَ إِحْدَاثِ حرکت دیگر می کردند، سہ تَغْیِیرْ لازم آمدے» اور اگر واو کو حرکت کے ساتھ حذف کرتے اور دوسری حرکت کو پیدا کرتے یعنی نئی حرکت لاتے تو تین تبدیلیاں لازم آتیں۔ «وَ در نقل حرکت واو محذوف أَزْ دو تَغْیِیرْ بِیشْ نیست، حذف واو وَ نقل حرکت» اور واو محذوف کی حرکت کے نقل کرنے کے اندر دو تبدیلیوں سے زیادہ نہیں ہے، ایک حذف واو ہے اور دوسری نقل حرکت۔ «با آں کہ نقل حرکت أَسْهَلْ اَست أَزْ حذف حرکت» (یہاں ایک لفظ کتابت کی غلطی ہے رہ گیا مولانا، یہ حرکت سے پہلے نقل کا لفظ ہونا چاہیے، لکھ لیں بھائی، حرکت سے پہلے نقل کا لفظ، لکھ لیا بھائی؟) باوجود اس کے، ساتھ اس کے کہ نقل حرکت اسہل ہے، حرکت کو نقل کرنا آسان ہے کس چیز سے؟ حرکت کے حذف سے۔ ایک حرکت کا حذف ہے، ایک حرکت کا نقل ہے وہ آسان ہے مولانا۔ «پس صَیْرُورَتْ بسوئے

تَغْیِیرِ	أَنْدَكْ	أَوْلٰی

اَست» پس رجوع کرنا، لوٹنا، تھوڑی تبدیلی کی جانب، اندک کا معنی تھوڑی، تھوڑی تبدیلی کی جانب لوٹنا اولیٰ ہے، بہتر ہے۔

«سوال: واو در عِدَةٌ در أَوَّلِ کلمہ حذف شدہ اَست، عوض أُو تا در آخر کلمہ چرا آوردند؟» بھائی واو تو شروع سے گرایا تھا اور اس کے عوض آپ کہتے ہیں تا لے کر آئے اور تا کو آخر میں لے کر آئے۔ بھائی جہاں سے حرف حذف ہوا ہے تا کو بھی وہیں لانا چاہیے، واو شروع سے حذف ہوا ہے تو تا کو بھی کہاں لانا چاہیے؟ شروع میں لانا چاہیے۔ لیکن آپ کیا کہتے ہیں تا کو کہاں لائیں گے؟ آخر میں۔ اعتراض سمجھ میں آیا؟ سوال: واو «عِدَةٌ» کے اندر اول کلمہ سے حذف ہوا ہے، اس کے عوض میں تا جو ہے کلمے کے آخر میں کیوں لے کر آئے؟ آخر میں کیوں لے کر آئے؟

جواب: جواب یہ کہ «اَگر تا در أَوَّلِ کلمہ می آوردند، التباس مصدر بِفِعْلِ مضارع آمدے

أَزْ	رُوئِ	صُورَتْ

» ۔ اگر تا کو کلمے کے اول میں لے آتے تو مصدر کا التباس، التباس معنی اشتباہ، مصدر کا اشتباہ آتا کس کے ساتھ؟ فعل مضارع کے ساتھ، صورت کے اعتبار سے یعنی صورت ایک جیسی ہو جاتی۔ کیسے؟ فعل مضارع بھی کیا ہے؟ «تَعِدُ» ، تا عین دال۔ اسی طرح «عِدَةٌ» کے آخر میں تا بڑھانے کے بجائے شروع میں بڑھاتے تو یہاں بھی تا عین دال، اسی طرح مضارع کی طرح ہو جاتے بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ صورت کے اعتبار سے ایک جیسے ہو رہا تھا، فعل مضارع جیسی صورت بن رہی تھی اس لیے شروع میں تا نہیں لگائی بلکہ تا کہاں پر اس کے عوض میں لے کر آئے؟ آخر میں لے کر آئے۔

«وَ در وَعْدٌ وَ وَزْنٌ واو نہ یُفْتَادْ، زِیرَا کہ کسرہ نیست» اور «وَعْدٌ» اور «وَزْنٌ» کے اندر واو نہیں گرا اس لیے کیونکہ کسرہ نہیں۔ «وَعْدٌ» اور «وَزْنٌ» یہ بھی مصدر ہیں مولانا۔ جیسے «عِدَةٌ» آیا ہے اور «زِنَةٌ» ، اسی طرح «عِدَةٌ» اور «وَعْدٌ» دونوں مصدر آئے ہیں «وَعَدَ یَعِدُ» سے۔ اسی طرح «وَزَنَ یَزِنُ» سے «وَزْنٌ» بھی مصدر آیا ہے اور «زِنَةٌ» بھی مصدر آیا ہے۔ تو «عِدَةٌ» اور «زِنَةٌ» میں تعلیل آپ نے پڑھ لی کہ اصل میں کیا تھا «زِنَةٌ» ؟ «وِزْنٌ» تھا اور «عِدَةٌ» اصل میں کیا تھا؟ «وِعْدٌ» ۔ تو معلوم ہوا اس کے دو مصدر تھے بھائی «وَعْدٌ» اور «وِعْدٌ» ، اسی طرح

«وَزْنٌ» اور «وِزْنٌ»۔ تو «وِزْنٌ» اور «وِعْدٌ» میں تو تبدیلی کی لیکن «وَعْدٌ» اور «وَزْنٌ» میں تبدیلی نہیں کی۔ کیوں نہیں کی؟ کیونکہ ہم نے کیا کہا تھا کہ فاء کلمے پر کسرہ ہو یعنی واو پر کسرہ ہو اور ان میں واو پر کسرہ نہیں۔

«سوال: سَعَةٌ در أَصْلِ وَسْعٌ بود بِفَتْحِ واو، واو را چرا حذف کردند با آں کہ کسرہ نیست؟» «سَعَةٌ» اصل کے اندر کیا تھا بھائی؟ «وَسْعٌ» تھا، واو کے فتحے کے ساتھ، واو کو کیوں حذف کیا باوجود اس کے کہ کسرہ نہیں؟ تو «وَسْعٌ» تھا مولانا، لیکن پھر بھی واو کو شروع میں گرا دیا اور آخر میں کیا لے آئے تا لے آئے تو کیا بن گیا «سَعَةٌ»۔ تو یہاں کسرہ ہے ہی نہیں، پھر اس واو کو کیوں گرایا؟ یہ تو «وَزْنٌ» اور «وَعْدٌ» جیسا ہے، وہاں پر واو کو نہیں گرایا کیونکہ کسرہ نہیں تھا، تو یہاں بھی نہیں گرانا چاہیے تھا۔

جواب: جواب یہ کہ «لَا نُسَلِّمُ کہ در أَصْلِ بَفَتْحِ واو بود» ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اصل کے اندر یہ واو کے فتحے کے ساتھ تھا۔ ہمیں یہ بات تسلیم نہیں کہ اصل میں یہ واو کے فتحے کے ساتھ تھا۔ «بلکہ در أَصْلِ بِکَسْرَۂ واو بود» بلکہ اصل میں واو کے کسرے کے ساتھ تھا۔ «وَ سین سَعَةٌ مقصور بود» اور یہ اس وقت تو «سَعَةٌ» ہے لیکن یہ سین پہلے کیا تھا؟ مکسور تھا، «سِعَةٌ» تھا۔ تو کہتے ہیں اور «سَعَةٌ» کا سین مکسور تھا۔ «لٰکِنْ بعد حذف واو سین را فتحہ دادند أَزْ جہت مُجَاوَرَتِ حرف حلق» لیکن واو کے حذف کرنے کے بعد سین کو فتحہ دے دیا حرف حلق کے پڑوس کی وجہ سے بھائی، کس وجہ سے؟ پڑوس، مجاورت پڑوس اس کو کہتے ہیں مولانا، بھائی سین کے ساتھ کیا تھا آگے؟ عین، اور عین تو حرف حلق ہے، تو اس کی مناسبت سے اب سین کو کیا دے دیا؟ «سِعَةٌ» تھا کیا کر دیا اس کو؟ «سَعَةٌ» کر دیا۔ بات سمجھ میں آگئی بھائی؟ «کَذَا ذَکَرَہُ صاحب الْعِلَلِ الْخَلِیلِیِّ فِي شَرْحِهِ» جیسا کہ ذکر کیا ہے «الْعِلَلُ الْخَلِیلِیُّ» یہ کوئی کتاب ہو گی مولانا، «الْعِلَلُ الْخَلِیلِیُّ» کے مصنف نے جیسا کہ ذکر کیا ہے اپنی شرح کے اندر۔

«وَ در وِصَالٌ وَ وِفَاقٌ واو نہ یُفْتَادْ» اور «وِصَالٌ» اور «وِفَاقٌ» جو ہیں مولانا، واو نہیں گرا۔ بھائی دیکھو «وِصَالٌ»، «وِفَاقٌ» مثال واوی ہیں اور واو یعنی فاء کلمے پر کیا آرہا ہے؟ کسرہ بھی آرہا ہے، پھر بھی ان میں واو نہیں گرایا۔ کیوں؟ وجہ یہ مولانا آگے آپ کو بتائیں گے کیونکہ ان میں شرط نہیں پوری۔ ہم نے شرط لگائی تھی کہ فعل مضارع میں واو گرا ہو۔ ان کے فعل مضارع میں چونکہ واو نہیں گرا اس لیے یہاں مصدر سے بھی واو کو نہیں گرایا۔ تو کہتے ہیں «وَ در وِصَالٌ وَ وِفَاقٌ واو نہ یُفْتَادْ» «وِصَالٌ» اور «وِفَاقٌ» کے اندر واو نہیں گرا «زِیرَا کہ در مضارع إِیشاں، یَعْنِي در یُوَاصِلُ وَ یُوَافِقُ واو نہ یُفْتَادَہ أَست» اس لیے کیونکہ ان کے مضارع کے اندر یعنی «یُوَاصِلُ» اور «یُوَافِقُ» کے اندر واو نہیں گرا ہے۔ «نہ یُفْتَادَہ أَست» نہیں گرا ہے بھائی۔ تو دیکھو «یُوَاصِلُ» مضارع واو موجود ہے، «یُوَافِقُ» اس کے اندر بھی واو موجود ہے۔

«سوال: در وِجْهَةٌ قانون مذکور موجود أَست، واو چرا نہ یُفْتَادْ؟» «وِجْهَةٌ» کے اندر قانون مذکور موجود ہے، کس کے اندر؟ «وِجْهَةٌ» کے اندر، واو کیوں نہیں گرا بھائی؟

جی، تو «جواب أَوَّلْ» پہلا جواب مولانا، «تا دلالت کند بر أَصْلِ أَخَوَاتِ خُودْ» تاکہ یہ دلالت کرے اپنے جیسوں کی اصل پر۔ اخوات سے کیا مراد ہے؟ اس جیسے لفظ۔ تاکہ یہ دلالت کرے اپنے جیسوں کے اصل پر۔ «إِیں قول

أَبُو	عُثْمَانَ	مَازِنِي

أَست» یہ قول ابو عثمان مازنی کا ہے بھائی۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ ابو عثمان مازنی بھائی، یہ بڑے صرفی نحوی گزرے ہیں بھائی، پہلا جواب۔

«جواب دوم» دوسرا جواب۔ دوسرا جواب یہ کہ «وِجْهَةٌ اسم توجہ أَست، مصدر نیست» کہ «وِجْهَةٌ» اسم توجہ، توجہ کا اسم ہے، مصدر نہیں، یہ مصدر ہے ہی نہیں۔ اور ہم نے تو ضابطہ کس کے بارے میں بیان کیا؟ مصدر کے بارے میں۔ جب یہ مصدر ہی نہیں ہے تو یہ تو ہماری بحث سے ہی خارج ہے۔ جواب سمجھ میں آیا؟ «وَ إِیں قول أَبُو عَلِي فارسی أَست» اور یہ قول ابو علی فارسی کا ہے بھائی۔ ابو عثمان مازنی کا قول ہے ان کے نزدیک بھائی ٹھیک ہے یہاں یہ «وِجْهَةٌ» مصدر ہی ہے، لیکن اس میں کیوں تبدیلی نہیں کی تاکہ یہ اپنے جیسے اور جو مصادر ہیں جن میں تبدیلیاں ہوئی ہیں ان کی اصل پر کیا کرے؟ ایک آدھے کو تو باقی بھی رہنا چاہیے تاکہ اصل پر دلالت کرتا رہے، تو باقیوں میں تو تبدیلیاں ہو گئیں یہ کیا ہے اپنی اصل پر دلالت کر رہا ہے، باقی ہے مولانا۔ تو ابو عثمان مازنی کے نزدیک یہ مصدر ہی ہے لیکن اس کو اپنی اصل پر باقی رکھا گیا، جبکہ ابو علی فارسی کے نزدیک یہ مصدر ہے ہی نہیں سرے سے لہذا اس پر اشکال کیا ہی نہیں جا سکتا۔

«وَ **اِیں جواب** صَوَابْتَرْ **اَست**» اور یہ جواب زیادہ صحیح ہے۔ یہ جواب زیادہ صحیح ہے، صواب کا معنی صحیح درست۔ «**زِیرَا کہ اَگر تصحیحِ** أَوْ أَزْ **جہت دلالت بر** أَخَوَاتْ **بودے، فعل** أَوْ **رانیز تصحیح می داشتند**» اس لیے کیونکہ اگر اس کا صحیح رکھنا جو ہے، دلالت کرنے کی وجہ سے اپنے جیسوں پر ہوتا، کیا؟ اس کا اسی طرح صحیح باقی رکھنا اگر اپنے جیسوں کی اصل پر دلالت کی وجہ سے ہوتا، تو اس کے فعل کو بھی نیز صحیح رکھتے، اس کے فعل کے اندر بھی کوئی تبدیلی نہ کرتے۔

اچھا، بھائی ابو عثمان مازنی رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں کہ اس کے اندر کیوں تبدیلی نہیں کی گئی؟ تاکہ یہ اپنے جیسوں کی اصل پر کیا کرتا رہے؟ دلالت کرتا رہے۔ اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں کہ یہ سرے سے مصدر ہی نہیں۔ تو مصنف جو ہیں کس کے قول کو زیادہ درست قرار دے رہے ہیں؟ ابو علی فارسی رحمہ اللہ کے قول کو درست قرار دے رہے ہیں۔ اور وجہ یہ ذکر کر رہے ہیں کہ بھائی ابو عثمان مازنی نے جو وجہ ذکر کی کہ اس کو اس لیے نہیں چھیڑا گیا تاکہ یہ اوروں کی اصل پر دلالت کرتا رہے، کہتے ہیں اگر یہ بات تھی پھر تو اس کے فعل کو بھی اس کی اصل پر رکھتے، اس کے فعل میں بھی تبدیلی نہ کرتے، لیکن اس کے فعل میں تبدیلی ہوئی ہے صرف مصدر میں نہیں ہوئی۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا فعل میں تبدیلی ہوئی ہے اور مصدر میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ حالانکہ اپنی اصل پر جب باقی رکھا جاتا ہے تو مصدر کو جیسے چھوڑا اسی طرح فعل کو بھی اس کی اصل پر چھوڑا جاتا ہے۔ جیسے آگے مثال آرہی ہے «

اِسْتَحْوَذَ	یَسْتَحْوِذُ	اِسْتِحْوَاذًا

» اور «

اِسْتَصْوَبَ	یَسْتَصْوِبُ	اِسْتِصْوَابًا

» ۔ کیا یہاں «اِسْتَحْوَذَ» کے اندر کون سا قانون لگ رہا ہے بھائی؟ جی «قَالَ» والا قانون لگنا چاہیے بھائی، واو کا فتحہ ماقبل کو نقل کر کے اس کو واو کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے بدلنا چاہیے لیکن «اِسْتَحْوَذَ» میں کو اس کی تاکہ اپنی اصل پر دلالت کرے اس لیے اس کے اندر واو میں اعلال نہیں کیا گیا۔ اور جب فعل میں اعلال نہیں کیا گیا اسی طرح «اِسْتِحْوَاذًا» مصدر کے اندر بھی اعلال نہیں کیا گیا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

تو کہتے ہیں، دوبارہ دیکھیے: «وَ **اِیں جواب** صَوَابْتَرْ **اَست**» اور یہ ابو علی فارسی کا جواب جو ہے زیادہ صحیح ہے، «**زِیرَا کہ اَگر تصحیحِ** أَوْ أَزْ **جہت دلالت بر** أَخَوَاتْ **بودے، فعل** أَوْ **رانیز تصحیح می داشتند**» اس لیے کیونکہ اگر اس کی تصحیح جو ہے اپنی اخوات پر دلالت کی وجہ سے ہوتی تو اس کے فعل کو بھی تصحیح اس کی رکھتے یعنی اس کو صحیح باقی رکھتے، «**چنانچہ**

اِسْتَحْوَذَ	یَسْتَحْوِذُ	اِسْتِحْوَاذًا
اِسْتَصْوَبَ	یَسْتَصْوِبُ	اِسْتِصْوَابًا

» جیسے کہ «اِسْتَحْوَذَ یَسْتَحْوِذُ» اور «اِسْتِحْوَاذًا» اور «

اِسْتَصْوَبَ	یَسْتَصْوِبُ	اِسْتِصْوَابًا

» جیسے ان کے اندر ہے بھائی۔ «**پس تعلیل فعل دلالت می کند کہ** أُو **اسم توجہ** أَست **مصدر نیست**» پس فعل کی تعلیل دلالت کرتی ہے کہ یہ اسم توجہ، توجہ کا اسم ہے مصدر نہیں ہے، تو صورت سمجھ میں آگئی بھائی توجہ کا اسم ہے مصدر نہیں ہے۔ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہے اور اس کی فعل کی یہ تعلیل دلالت کرتی ہے کہ یہ مصدر نہیں، اگر یہ مصدر ہوتا تو فعل میں تعلیل ہوئی ہے تو اس کے اندر بھی کیا ہونی چاہیے تھی؟ تعلیل۔ معلوم ہوا یہ مصدر ہے ہی نہیں اسی لیے اس میں تعلیل نہیں ہوئی بھائی۔ چلیے بس مولانا، «هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ»۔

مصدرِ مثالِ واوی (عِدَۃٌ، وِقَایَۃٌ) اور حذفِ واو کے استثنائی مسائل

سبق نمبر ۱۱۸—تاریخِ درس: ۳ مئی ۲۰۰۹ء

سوال: در وِقَایَۃٌ قانون مذکور موجود است، واو چرا نیفتاد؟ جواب: زیرا کہ کسرہ واو بعد حذف واو عین کلمہ را دادن ممکن نیست۔

بھئی گذشتہ سبق کے اندر مصنف رحمہ اللہ نے ایک ضابطہ بیان کیا تھا کہ ہر وہ مصدر جو کہ مثال واوی سے آئے اور اس کا فاء کلمہ مکسور ہو اور اس کے مضارع کے اندر واو حذف ہوا ہو، تو اس مصدر کے اندر واجب ہے کہ واو کو گرا دیا جائے اور اس کے عوض میں آخر میں تاء لائی جائے۔

پھر اس پر اشکال ذکر کیا تھا کہ واو کو تو حذف کر دیا جیسے عِدَۃٌ ہے اور زِنَۃٌ، ان کے اندر واو کو تو حذف کر دیا پھر یہ کسرہ کہاں سے آیا؟ تو جواب دیا یہ وہی واو کا کسرہ ہے، واو کو حذف کیا لیکن اس کا کسرہ نقل کر کے کس کو دے دیا؟ عین کو دے دیا یا زاء کو بھئی، یعنی عین کلمے کو دے دیا بھئی تا کہ ابتدا بالساکن لازم نہ آئے بھئی۔

اس پر پھر اشکال ہوا تھا کہ بھئی واو کو کسرے سمیت کیوں نہیں حذف کر لیا؟ تو اس کا جواب یہ دیا کہ بھئی اگر واو کو کسرے سمیت حذف کر لیتے تو پھر اس صورت میں فرع کی فضیلت لازم آتی اصل پر۔ اور وہ اس طرح کہ اصل کے اندر تو صرف ایک تبدیلی ہوئی ہے کہ واو حذف ہوا یعنی فعل کے اندر۔ فعل اصل ہے اور مصدر فرع۔ فعل کے اندر تو ایک تبدیلی ہوئی ہے یعنی واو حذف ہوا ہے اور مصدر کے اندر تین تبدیلیاں ہو جاتیں: ایک واو کا حذف کرنا، ایک پھر اس کی حرکت کا بھی حذف کرنا اور تیسرا پھر عین کلمے کو کیا دینا؟ کسرے کی حرکت دینا۔

اس پر پھر اشکال ہوا کہ فرع کی فضیلت تو اصل پر اب بھی باقی ہے کیونکہ فرع کے اندر دو تبدیلیاں ہوئی ہیں، ایک کیا کہ واو کو حذف کیا گیا اور دوسری تبدیلی یہ کہ اس کے کسرہ کو نقل کر کے عین کلمہ کو دے دیا گیا۔ جواب دیا بھئی کہ اتنی ضرورت تھی اور ضرورت کی بنا پر ایسا کیا گیا ورنہ تو کیا خرابی لازم آ رہی تھی؟ ابتدا بالساکن۔ اور ابتدا بالساکن تو ہو نہیں سکتی لہذا بامر مجبوری یہ جائز ہوا بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ اور اتنی تبدیلی قابل برداشت ہے بھئی۔

پھر اس پر اشکال ہوا تھا کہ بھئی عِدَۃٌ وغیرہ کے اندر واو تو شروع سے حذف ہوا ہے اور یہ تاء آخر میں کیوں لائی گئی؟ چاہیے تو یہ تھا کہ تاء کو بھی کہاں لے کر آتے؟ شروع میں لے کر آتے۔ تو جواب دیا کہ بھئی اگر تاء شروع میں لے کر آتے تو یہ مصدر مضارع جیسا ہو جاتا بھئی۔ مصدر اور مضارع میں فرق ہی نہ رہتا بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ فعل مضارع بھی کیا ہے؟ تَعِدُ، تاء عین دال۔ اسی طرح عِدَۃٌ کے آخر میں تاء بڑھانے کے بجائے شروع میں بڑھاتے تو یہاں بھی تاء عین دال، اسی طرح مضارع کی طرح ہو جاتے بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ اس لیے۔

پھر اس پر اشکال ہوا کہ بھئی سَعَۃٌ تو دراصل وَسْعٌ تھا، یہاں تو کسرہ ہے ہی نہیں، پھر واو کو کیوں حذف کیا گیا؟ جواب دیا گیا کہ بھئی نہیں، یہاں پر بھی اصل میں واو مکسور تھا، پھر اس کے بعد اس کا کسرہ نقل کر کے سین کو دیا گیا اور واو کو حذف کیا گیا اور پھر سین کے کسرہ کو کس سے بدل دیا گیا؟ فتحہ سے، کیونکہ سین کے ساتھ کون سا حرف ہے؟ حرف حلقی ہے۔ تو اس کی مناسبت سے فتحہ دیا گیا۔

جی اور پھر بتلایا تھا کہ بھئی وِصَالٌ اور وِفَاقٌ کے اندر جو ہے یہ قانون جاری نہیں ہوا کیونکہ شرط پوری نہیں۔ شرط کیا تھی؟ کہ فعل مضارع کے اندر واو حذف ہوا ہو، اور وِصَالٌ اور وِفَاقٌ کے اندر فعل مضارع جو ہے یعنی یُوَاصِلُ اور یُوَافِقُ دیکھو ان کے اندر واو حذف نہیں۔

پھر اس پر سوال ہوا تھا کہ بھئی وِجْهَۃٌ کے اندر تو قانون مذکور موجود ہے، وہاں تو مضارع کے اندر واو بھی گرا ہے، وَجَهَ یَجِهُ بھئی۔ تو لہذا یہاں وِجْهَۃٌ کے اندر ساری شرائط پوری، تو لہذا واو کو گرانا چاہیے بھئی۔ جواب پہلا دیا ابو عثمان مازنی رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہے وہ جواب ذکر کیا کہ بھئی یہ اپنی اصل پر، اپنے جیسوں کی اصل پر دلالت کرنے کے لیے یہاں پر اعلال نہیں کیا گیا۔

دوسرا جواب جو ذکر کیا وہ ابو علی فارسی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ وِجْهَۃٌ مصدر ہے ہی نہیں، یہ اسم ہے توجہ کا، اسم ہے توجہ کا، مصدر ہے ہی نہیں۔ اور مصنف نے کہا کہ یہ جواب زیادہ صحیح ہے اس لیے کیونکہ اگر اس کو مصدر تسلیم کریں اور اس کو باقی رکھا گیا کس لیے؟ اپنی اصل پر دلالت کے لیے، پھر تو فعل کو بھی باقی رکھنا چاہیے تھا۔ وِجْهَۃٌ کو باقی رکھا ہے تو

وَجَهَ	يَجِهُ	يَجِهُ

کے اندر بھی واو باقی رکھتے تاکہ اپنی اصل پر کیا کرتا؟ دلالت کرتا۔ تو وہاں جب گرایا گیا ہے تو معلوم ہوا یہ مصدر نہیں ہے بھئی۔

اب آگے دیکھیے مولانا آج کا سبق:

سوال: **دروِقَایَۃٌ قانون مذکور موجود است، واوچرا نیفتاد؟** وِقَایَۃٌ کے اندر قانون مذکور موجود ہے، واو کیوں نہیں گرا بھئی؟ وِقَایَۃٌ بھئی۔ دیکھو مثال واوی ہے اور واو کے نیچے کسرہ ہے اور وَقٰی یَقِي مضارع کے اندر بھی واو گرا ہے بھئی، تو یہاں کیوں نہیں گرایا؟

جواب دے رہے ہیں، جواب: **زیرا کہ کسرہ واو بعد حذف واو عین کلمہ رادادن ممکن نیست۔** جواب یہ مولانا کہ بھئی اگر واو کو گرائیں گے تو پھر اس کا کسرہ کس کو دینا پڑے گا؟ عین کلمے کو، اور عین کلمے کو اس کا کسرہ دینا ممکن نہیں بھئی۔

کیوں نہیں ممکن بھئی؟ دیکھیے بھئی: وِقَایَۃٌ، واو کو گرائیں گے، واو کا کسرہ کس کو دیں گے؟ قاف کو۔ جب قاف پر کسرہ آئے گا تو اگلا الف کس سے بدل جائے گا؟ یاء سے بدل جائے گا۔ ایک پہلے قاف پر کسرہ، پھر اس کے بعد قاف کے بعد ایک یاء آگئی اور ایک یاء پہلے سے ہی موجود ہے، تو کسرہ اور دو یاء آگئیں مولانا۔ اور یاء بنی ہے دو کسروں سے، جیسے واو بنا ہے دو ضموں سے، الف بنا ہے دو فتحوں سے۔ تو یاء کتنے کسروں کے قائم مقام؟ دو کسروں کے قائم مقام ہوئی، تو دو یاء کتنے کسروں کے قائم مقام ہوئیں؟ چار۔ چار یہ یاء والے کسرے اور ایک قاف والا کسرہ تو پانچ کسرے مسلسل پے در پے ایک دوسرے کے پیچھے آجائیں گے اور اس سے لفظ کے اندر بے انتہا ثقل پیدا ہو جائے گا۔ اور اعلال کا مقصد تو ہوتا ہے لفظ کو خفیف بنانا، اور اگر اب یہاں کریں گے تو پھر تو لفظ کیا ہو جائے گا؟ ثقیل ہو جائے گا۔ اس لیے یہاں پر یہ اعلال نہیں کیا گیا بھئی۔ بات سب کو سمجھ میں آگئی؟

یہی بات کر رہے ہیں، جواب: **زیرا کہ کسرہ واو** جواب اس لیے کہ واو کا کسرہ **بعد حذف واو** واو کو حذف کرنے کے بعد **عین کلمہ رادادن ممکن نیست**، عین کلمے کو دینا ممکن نہیں ہے۔ **زیرا کہ اگر کسرہ بعد حذف واو** اس لیے کہ اگر کسرے کو واو کے حذف کے **بعد بقاف دھند** قاف کو دے دیں، **الف بر حال خود نماند** الف اپنے حال پر باقی نہیں رہے گا، **یا گردد** یاء ہو جائے گا۔ **چنانچہ در** مَحَارِيبُ و مَفَاتِيحُ، جیسے کہ کس کے اندر ہے؟ مَحَارِيبُ اور مَفَاتِيحُ کے اندر ہے بھئی۔ مَحَارِيبُ جمع ہے مِحْرَابٌ کی۔ مَحَارِيبُ کس کی جمع؟ مِحْرَابٌ کی۔ تو اس کی جمع کے لیے پھر کیا کیا گیا؟ پہلے دو حروف کے بعد الف جمع لے آئے۔ مِحْرَابٌ کی جمع کیا بنا رہے ہیں؟ مَفَاعِيلُ وزن، ہاں جی مَفَاعِيلُ وزن پر۔ تو پہلے دو حروف کے بعد الف لے آئے مولانا جمع کے لیے، اور پھر الف کے بعد والے حرف کو کسرہ دیا۔ جب میم حاء کے بعد تو الف آگیا، الف کے بعد کیا آئی؟ راء۔ راء کو کیا دے دیا؟ کسرہ۔ اور مِحْرَابٌ میں راء کے بعد کیا تھا؟ الف۔ وہ الف کس سے بدل گیا پھر؟ مَحَارِيبُ میں پھر وہ یاء سے بدل گیا۔ اسی طرح مِفْتَاحٌ کے اندر بھی ہے بھئی۔ میم اور فاء کے بعد تو الف آگیا، پھر تاء کو کیا دیا گیا؟ کسرہ، اور مِفْتَاحٌ میں تاء کے بعد کیا ہے؟ الف۔ تو جب مَفَاتِيحُ میں تاء کو کسرہ دیا تو تاء کے بعد والا الف کس سے بدل گیا؟ یاء سے۔ تو الف سے ماقبل کسرہ آئے تو وہ تو یاء سے بدل جاتا ہے جیسے مَحَارِيبُ اور مَفَاتِيحُ میں۔

وچوں الف یا گردد اور جب الف یاء ہو جائے گا، **توالی کسرات لازم آید** تو کسروں کے، توالی کا معنی پے در پے، مسلسل، کسروں کا تسلسل لازم آئے گا بھئی، پے در پے کسرے لازم آئیں گے۔ **و آں موجب ثقل است** اور وہ تو ثقل کا سبب ہیں، ثقل کا سبب ہیں۔ **و اعلال برائے تخفیف است** اور اعلال تو تخفیف کے لیے ہے، یعنی تخفیف کے لیے ہوتا ہے۔ **و اگر واو را با کسرہ حذف کنند** اور اگر واو کو کسرہ کے ساتھ ہی حذف کر لیتے، **در فرع دو تغییر لازم آید** تو فرع کے اندر دو تبدیلیاں لازم آتیں، **و آں درست نیست** اور وہ تو درست نہیں ہے۔ **زیرا کہ در اصل او از یک تغییر بیش نشدہ است** اس لیے کیونکہ **در اصل او** اس کی اصل کے اندر، کس کی اصل میں؟ وِقَایَۃٌ کی اصل میں، **از یک تغییر** ایک تغییر سے، **بیش** کا معنی زیادہ، ایک تغییر سے زیادہ **نشدہ است** نہیں ہوئی ہے۔ وہاں

وَقٰی	يَقِي	يَقِي

کے اندر صرف واو گرا ہے اور یہاں پر واو بھی گرتا، حذف ہوتا اور ساتھ اس کا کسرہ بھی حذف ہوتا تو دو۔ **پس زیادت فرع بر اصل باشد**، پس فرع کی زیادتی اصل پر ہو جاتی **و آں روانیست** اور وہ جائز نہیں۔ **و در شرح تصریف پنج گنج گفتہ است** اور تصریف پنج گنج کی شرح کے اندر کہا گیا ہے **کہ تصحیح** وِقَایَۃٌ **شاذ است**، کہ وِقَایَۃٌ کی تصحیح شاذ ہے، یعنی اس کو صحیح رکھا گیا ہے یہ شاذ ہے ورنہ قانون کے مطابق اس کو کیا ہونا چاہیے؟ واو کو گرانا چاہیے۔

ودر عِدْ و زِنْ۔ جی اب امر پر آ گئے مولانا۔ وَعَدَ یَعِدُ سے امر کیا آئے گا؟ عِدْ۔ اور وَزَنَ یَزِنُ سے امر کیا آئے گا؟ زِنْ۔ تو کہتے ہیں **ودر** عِدْ و زِنْ اور زِنْ کے **در اصل** اِوْعِدْ و اِوْزِنْ **بودہ است** کہ اصل کے اندر اِوْعِدْ اور اِوْزِنْ تھے بھئی۔ اصل کے اعتبار سے بھئی۔ وَعَدَ یَعِدُ کون سا باب ہے؟ ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ یَضْرِبُ سے امر کیا آتا ہے؟ اِضْرِبْ، تو یہاں بھی اِوْعِدْ، اسی طرح اِوْزِنْ اِضْرِبْ وزن پر۔ تو یہ اصل کے اندر اِوْعِدْ اور اِوْزِنْ تھے۔ **واو از جہت موافقت مضارع حذف شدہ است**، واو جو ہے مضارع کی موافقت کی وجہ سے حذف ہوا ہے۔ مضارع کے اندر کیا ہوا تھا؟ واو حذف ہوا تھا، تو یہاں بھی کیا ہوا؟ اِوْعِدْ پہ نظر رکھنا، یہاں پر بھی کیا ہوا؟ واو حذف ہوا اور یہ شروع میں تو ہمزہ وصلی ہے، ہمزہ وصلی تو کیوں لایا گیا ہے؟ کیونکہ واو آگے ساکن تھا اور ابتدا بالساکن ہو نہیں سکتی، تو جب واو گرا دیا تو آگے عین تو متحرک ہے، اب ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، تو لہذا وہ بھی گر گیا۔ تو کہتے ہیں واو جو ہے **از جہت موافقت مضارع حذف شدہ است** واو جو ہے مضارع کی موافقت کی وجہ سے حذف ہوا ہے، **و ہمزہ از جہت استغنا** اور ہمزہ بے پرواہونے کی وجہ سے یعنی اب اس کی ضرورت نہ رہی، تو اور **و ہمزہ از جہت استغنا** اور ہمزہ استغنا کی وجہ سے یعنی جس کی ضرورت نہ رہی بھئی، یعنی **از جہت آنکہ احتیاج بدو نماند** یعنی اس وجہ سے کہ اس کی **احتیاج بدو نماند** اس کی ضرورت باقی نہ رہی۔ **و ایں اصل باعتبار وضع است** اور یہ جو اصل ہے وضع کے اعتبار سے ہے۔ ہم نے کیا کہا؟ عِدْ اصل میں کیا تھا؟ اِوْعِدْ، اور زِنْ اصل میں کیا تھا؟ اِوْزِنْ۔ یہ وضع کے اعتبار سے اصل ہے، ورنہ تو آپ جانتے ہیں امر کس سے بناتے ہیں؟ مضارع سے، اور مضارع میں تو واو پہلے ہی گر چکا تھا تو اب یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ امر میں بھی کیا کیا گیا واو کو گرایا گیا۔ کیونکہ آپ مضارع تَعِدُ سے بنائیں گے، تَعِدُ۔ تو واو تو پہلے ہی گر چکا ہے، صرف شروع سے تاء کو گرایا اور آخر سے دال کو ساکن کیا تو یہاں عِدْ سیدھا بن گیا۔ تو یہ کہتے ہیں اصل وضع کے اعتبار سے، اصل اس باب سے امر کیا آتا ہے؟ اِضْرِبْ، اِفْعِلْ وزن پر آتا ہے، اس اعتبار سے ہم نے یہ اصل نکالی بھئی۔

تو کہتے ہیں **ایں اصل باعتبار وضع است** یہ اصل جو ہے وضع کے اعتبار سے ہے، **اما باعتبار آنکہ بنائے امر بعد تعلیل مضارع است** باقی بایں اعتبار کہ امر کی بنا جو ہے **بعد تعلیل مضارع است** مضارع کی تعلیل کے بعد ہے، **در اصل** عِدْ و زِنْ **ماخوذ از** تَعِدُ و تَزِنُ **بود**، در اصل عِدْ اور زِنْ جو ہیں **ماخوذ از** تَعِدُ و تَزِنُ **بود** بھئی، یہ ماخوذ ہیں کس سے عِدْ اور زِنْ؟ تَعِدُ اور تَزِنُ سے، **بضم الدال والنون** دال اور نون کے ضمہ کے ساتھ، تَعِدُ اور تَزِنُ۔ **بعدہ علامت استقبال را حذف کردند**، اس کے بعد علامت استقبال یعنی فعل مضارع کی جو علامت ہے یعنی جو شروع میں تاء یا یاء یا الف اور نون آتے ہیں وہ، ان کو کیا کر دیا گیا؟ حذف کر دیا۔ **و دال و نون را ساکن کردند** اور دال اور نون کو ساکن کر دیا **از جہت بنائے امر**، امر بنانے کی وجہ سے، عِدْ و زِنْ **شد** عِدْ اور زِنْ ہوئے۔ **و ہمچنین در ق وخ** اور اسی طرح ق اور خ، **کہ در اصل** اِوْقِ و اِوْخِ **بود** اصل کے اندر کیا تھے؟ اِوْقِ اور اِوْخِ تھے۔ **واو او افتاد** ان کا واو گر گیا **از جہت موافقت مضارع**، مضارع کی موافقت کی وجہ سے۔ مضارع میں واو گرا تھا وَقٰی یَقِي اور وَخٰی یَخِي، تو لہذا یہاں سے بھی واو گر گیا۔ **و ہمزہ از جہت استغنا** اور ہمزہ استغنا کی وجہ سے گر گئی بھئی، **و یا از جہت امر** اور پھر آخر سے یاء کیوں گری؟ امر کی وجہ سے، کیونکہ آپ جانتے ہیں امر بناتے ہوئے اگر آخر میں حرف علت آ رہا ہو تو وہ کیا ہو جاتا ہے؟ گر جاتا ہے۔

دیگر، جی اگلا قانون ذکر کرنے لگے ہیں۔ **دیگر ہر واوے کہ در فاء کلمہ یا در عین کلمہ مضموم باشد**، ہر وہ واو کہ فاء کلمے کے اندر یا عین کلمے کے اندر **مضموم باشد**، کیا ہو؟ مضموم ہو۔ کس جگہ آئے واو؟ فاء کی جگہ یا عین، فاء کے مقابلے میں یا عین کے مقابلے میں اور مضموم ہو، **جائز مطرد است** تو یہ جائز عام ہے یعنی عام ہے، جہاں بھی ایسا ہو گا اسی طرح کیا جائے گا، **کہ وے را بہمزہ بدل کنند** کہ اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ ہمزہ سے بدلتے ہیں۔ بات سمجھ میں آ گئی بھئی؟ تو **جائز مطرد است** عام ہے، جائز ہے اور عام ہے ہر جگہ ایسا ہو گا یعنی اسم کی بات بھی نہیں، فعل کی بات بھی نہیں دونوں کی ہے، صرف اسم کی بات بھی نہیں، صرف فعل کی بھی نہیں دونوں کے اندر اسی طرح ہونا عام ہے یہ ہر جگہ۔

چوں أُجُوهٌ و أُقِّتَتْ۔ دیکھیے بھئی یہ سب کے شروع میں جو ہمزہ آ رہا ہے یہ جو الف، یہ ہمزہ در اصل واو سے بدلا ہے، واو تھا یہاں پر بھئی، آگے آپ کو بتلائیں گے بھی۔

أُجُوهٌ	أُقِّتَتْ	اَدْؤُرٌ	اَعْؤُرٌ

، ان کے درمیان والا ہمزہ جو ہے، **کہ در اصل** وُجُوهٌ کہ اصل میں یہ کیا، أُجُوهٌ اصل میں کیا تھا؟ وُجُوهٌ۔ تو دیکھو واو آیا اور کس مقام پر آیا؟ فاء کے مقابلے میں آیا اور وہ واو بھی کیا تھا؟ مضموم تھا، تو اس کو کس سے بدلا بھئی؟ ہمزہ سے بدلا، وُجُوهٌ سے أُجُوهٌ ہوا۔ وُقِّتَتْ یہاں اس کو کیا کر دیا؟ أُقِّتَتْ۔

اچھا، وَاَدْوُرٌ واو آیا، مضموم ہے اور کس کی جگہ آیا؟ عین کی جگہ آیا تو اس کو بھی ہمزہ سے بدلا، اَدْؤُرٌ ہوا اوپر بتایا انہوں نے۔ اَعْوُرٌ میں بھی اسی طرح اَعْوُرٌ سے کیا ہوا؟ اَعْؤُرٌ بھئی۔ تو کہتے ہیں اَدْوُرٌ و اَعْوُرٌ **بود**، بھئی یہ تھے۔

چوں ہمچنین **اگر مکسور باشد** اور اسی طرح اگر مکسور ہو یعنی واو مکسور ہو فاء یا عین کی جگہ، **نزدیک بعضے روا است** تو بعضوں کے نزدیک جائز ہے **کہ آں واو ہمزہ گردد** کہ وہ واو ہمزہ ہو جائے، **چوں** اِشَاحٌ و اِسَادَۃٌ **کہ در اصل** وِشَاحٌ و وِسَادَۃٌ **بود**۔ جیسے اِشَاحٌ اصل میں کیا تھا؟ وِشَاحٌ تھا۔ اور اِسَادَۃٌ کہ اصل میں کیا تھا؟ وِسَادَۃٌ تھا۔ **ازیں جہت** اسی وجہ سے **کہ سعید ابن جبیر رضی** اللہ تعالیٰ عنہ **در** وِعَاءٌ اِعَاءٌ **می خواند**، اسی وجہ سے حضرت سعید ابن جبیر بھئی یہ بڑے جلیل القدر تابعی گزرے ہیں مولانا، انہوں نے وِعَاءٌ کے اندر اِعَاءٌ **می خواند** وہ پڑھتے ہیں بھئی۔ وِعَاءٌ کے اندر کیا پڑھتے ہیں؟ اِعَاءٌ بھئی، یہ اسی ضابطے کے تحت۔

اما ایں ابدال در واو مفتوح بر خلاف قیاس بر سبیل قلت آمدہ است، باقی یہ ابدال، یہ والی جو تبدیلی ہے **در واو مفتوح** کس کے اندر؟ واو مفتوح کے اندر۔ بھئی ابھی جو بات ہوئی وہ تو واو مضموم اور واو مکسور کی تھی، واو مفتوح کے اندر یہ والا ابدال کہ واو کو کس سے بدلا جائے؟ ہمزہ سے۔ تو کہتے ہیں یہ ابدال واو مفتوح کے اندر **بر خلاف قیاس** جو ہے خلاف القیاس **بر سبیل قلت آمدہ است** قلت کے طریقے پر آیا ہے یعنی انتہائی کم آیا ہے۔ کہ واو ہو، اس پر فتحہ ہو اور فاء کلمے کی جگہ ہو اور اس کو کس سے بدلا جائے؟ ہمزہ سے۔ تو یہ بدلنا تو نہیں چاہیے، خلاف قانون بدلا گیا ہے بعض جگہ لیکن وہ نہایت قلیل جگہیں ہیں بھئی۔

چوں اَحَدٌ و اَنَاۃٌ **واسماء**، جیسے اَحَدٌ، اَنَاۃٌ اور اسماء۔ **کہ در اصل**

وَحَدٌ	وَنَاۃٌ	وَسْمَاءٌ

بودہ، کہ اَحَدٌ کیا تھا؟ وَحَدٌ تھا، تو واو مفتوح کو ہمزہ سے بدل کر کیا کر دیا گیا؟ اَحَدٌ۔ وَنَاۃٌ بھئی اصل میں تھا، پھر اس کو کیا کر دیا گیا؟ اَنَاۃٌ۔ وَسْمَاءٌ تھا، اس کو کیا کر دیا گیا؟ اسماء۔ ہاں تو یہ تھے مولانا۔ **اسماء اینجا نام زن است**، کہتے ہیں اسماء یہاں پر عورت کا نام ہے، **نہ جمع اسم است** یہ اسم کی جمع نہیں ہے بھئی، اسم کی جمع نہیں۔ **وزن او** فَعْلَاءٌ **است** اس کا وزن فَعْلَاءٌ ہے، عین ساکن ہونا چاہیے مولانا، اسماء، فَعْلَاءٌ۔ تو اس کا وزن جو ہے فَعْلَاءٌ ہے **نہ افعال** نہ کہ افعال۔ بھئی دیکھیے وزن نکالو، کیا کہہ رہے ہیں؟ اسماء کس وزن پر ہے؟ وَسْمَاءٌ تھا اصل میں، تو وَسْمَاءٌ کس وزن پر ہے؟ فَعْلَاءٌ، فَعْلَاءٌ۔ حروف اصلیہ نکالو۔ شاباش، حروف اصلیہ کیا ہیں؟ واو، سین، میم۔ اچھا، اب ذرا اس کو لے جاؤ افعال وزن پر اگر یہ ہوتا پھر حروف اصلیہ کیا ہونے تھے؟ وَسْمَاءٌ اگر افعال وزن پر ہوتا پھر حروف اصلیہ کیا تھے؟ سین، میم اور آخر میں ہمزہ، ہمزہ واو سے بدل کر آیا ہے تو سین میم واو بھئی، کیا ہوتا حروف اصلیہ سین میم واو، اور اب کیا ہیں؟ واو سین میم۔ بھئی دیکھا فرق آ گیا۔ تو کہتے ہیں یہ اصل اس کا وزن فَعْلَاءٌ ہے نہ کہ افعال۔ **مشتق از** وَسَامَت **است** یہ مشتق وَسَامَت سے ہے **نہ از** سُمُوّ **است** نہ کہ سُمُوّ۔ تو سُمُوٌّ سے یہ مشتق نہیں ہے بلکہ وَسَامَت سے مشتق ہے۔

دیگر، اور قانون بتلا رہے ہیں مولانا۔ **دیگر ہر جا کہ دو واو در اول کلمہ باہم آیند**، ہر جگہ کہ دو واو اول کلمہ میں **باہم آیند** اکٹھے آ جائیں، **و ہر دو متحرک باشند** اور دونوں ان میں سے ہر ایک جو ہے وہ یعنی دونوں کے دونوں جو ہیں **متحرک باشند** متحرک ہوں، **واجب مطرد است** تو واجب عام واجب ہے **کہ نخستین را بہمزہ بدل کنند** کہ پہلے کو ہمزہ سے بدلتے ہیں بھئی۔ نخستین: پہلے۔ پہلے کو کس سے بدلتے ہیں؟ ہمزہ سے۔ دو واو آئیں اور کلمے کی ابتدا میں آئیں اور دونوں متحرک ہوں تو واجب ہے کہ پہلے واو کو کس سے بدلتے ہیں؟ ہمزہ سے۔ چوں اَوَاعِدُ اصل میں کیا تھا؟ وَوَاعِدُ۔ و اُوَیْعِدُ اصل میں کیا تھا؟ وُوَیْعِدُ۔ و اَوَاصِلُ اصل میں کیا تھا؟ وَوَاصِلُ۔ و اُوَیْصِلُ یہ اصل میں کیا تھا؟ وُوَیْصِلُ تھا۔ یہی آگے بتلا رہے ہیں کہتے ہیں **چوں**

اَوَاعِدُ	اُوَیْعِدُ	اَوَاصِلُ	اُوَیْصِلُ

کہ در اصل کہ یہ اصل کے اندر

وَوَاعِدُ	وُوَیْعِدُ	وَوَاصِلُ	وُوَیْصِلُ

بود یہ تھے مولانا۔

واگر واو دوم ساکن باشد اور اگر دوسرا واو ساکن ہو، **جائز است** جائز ہے **کہ نخستین را ہمزہ بدل کنند** کہ پہلے کو ہمزہ کے ساتھ بدلیں بھئی۔ اگر دونوں متحرک پھر تو پہلے کو بدلنا ہمزہ سے واجب ہے، اور اگر دوسرا ساکن ہے تو پھر پہلے کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے، چاہے بدلیں چاہے نہ بدلیں بھئی۔ **چوں** أُوِيَ **کہ در اصل** وُوِيَ **بودہ است** جیسے أُوِيَ کہ اصل کے اندر وُوِيَ تھا۔ **وبعضے در** وُوِيَ **بدل نمی کنند** اور بعض علماء جو ہیں وُوِيَ کے اندر بدلتے نہیں ہیں۔ **زیرا کہ واو دوم بدل است از الف** وَارٰی اس لیے کیونکہ دوسرا واو جو ہے وہ بدل ہے وَارٰی کے الف سے۔ وَارٰی ماضی، وَارٰی کون سا باب ہے؟ باب مفاعلہ، فاعل، وَارَیَ پھر وہ الف سے بدل، تو وَارٰی۔ اچھا،

وَارٰی	يُوَارِي	مُوَارَاةً	فَهُوَ
مُوَارٍ	وُورِيَ		

۔ دیکھو وَارٰی سے کیا بنا؟ وُورِيَ۔ وَارٰی سے کیسے بنے گا وُورِيَ؟ اول کو دیتے ہیں ضمہ اور آخر سے ماقبل کو دیتے ہیں کسرہ، تو اول کو جب ضمہ دیا، وَارٰی کے واو کو ضمہ دیا تو الف کس سے بدل گیا؟ واو سے۔ تو بعضوں نے کہا یہ وُورِيَ کا جو واو ثانی ہے ساکن، یہ کس سے بدل کر آیا ہے؟ الف سے بدلا ہے۔ جب دوسرا واو الف سے دوسرا واو بدل کر آیا ہے تو اب پہلے واو کو نہیں بدلیں گے ورنہ تو دو اعلال اکٹھے ہو جائیں گے، دو اکٹھے حروف میں دونوں میں کیا ہو جائے گا؟ اعلال ہو جائے گا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اور یہ جائز نہیں ہے ورنہ تو کلمے کی صورت بہت بدل جاتی ہے اس کا پھر پتا ہی نہیں چلتا، اس لیے علماء ضابطہ ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ بھئی دو اعلال اکٹھے پے در پے مسلسل جائز نہیں بھئی، ان میں کیا ہونا چاہیے؟ کچھ نہ کچھ فصل ہونا چاہیے بھئی۔

تو کہتے ہیں **زیرا کہ واو دوم بدل است از الف** وَارٰی اس لیے کیونکہ دوسرا واو جو وہ ہے وہ بدل ہے الف وَارٰی سے، **اگر واو اول را بدل کنند** اگر واو اول کو بھی بدل دیں، **تو الی اعلالین لازم آید** تو دو اعلالوں کا پے در پے آنا ہونا لازم آئے گا، **و آں روا نیست** اور وہ جائز نہیں ہے، **کہ کلمہ بداں مختل گردد** کہ کلمہ اس سے مختل ہو جاتا ہے یعنی کلمے میں بڑا خلل آجاتا ہے بھئی۔ دو اکٹھے پہلے کو بھی بدل دیا، اس کے ساتھ والے کو بھی بدل دیا، تو کلمہ کی شکل ہی بالکل بدل جائے گی اس کا پھر پتا ہی نہیں چلے گا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو کلمے میں خلل آجائے گا۔

سوال: در أُولٰی **کہ در اصل** وُولٰی **بود**۔ أُولٰی بھئی کہ اصل کے اندر وُولٰی تھا، **ابدال واو واجب شد** واو کا ابدال بدلنا واجب ہے، وُولٰی کوئی بھی نہیں پڑھتا، کیا پڑھتے ہیں؟ أُولٰی پڑھتے ہیں۔ معلوم ہوا اس واو کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے، **با آنکہ واو دوم ساکن است** باوجود اس کے دوسرا واو ساکن ہے، اور آپ نے تو کہا تھا کہ دوسرا واو ساکن ہو تو پہلے واو کو ہمزہ سے بدلنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز، حالانکہ یہاں تو واجب ہے۔ جواب، کہتے ہیں جواب: **زیرا کہ محمول است بر اول** اس لیے کیونکہ یہ محمول ہے کس پر؟ اول پر، **جمع** أُولٰی، أُولٰی اسی أُولٰی کی جو جمع آتی ہے وہ اول ہے، وہ کیا ہے؟ اول۔ **کہ در اصل** وُوَلٌ **بود** کہ وہ اصل میں کیا تھا؟ وُوَلٌ تھا، اور دیکھا دو واو آئے، شروع کلمے میں آئے اور دونوں متحرک ہیں، تو لہٰذا وُوَلٌ کے اندر پہلے واو کو ہمزہ سے بدلنا واجب۔ تو جب جمع کے اندر پہلے واو کا بدلنا واجب ٹھہرا، تو مفرد کے اندر بھی واو کا ہمزہ سے بدلنا ہم نے وہ واجب قرار دے دیا بھئی۔ تو **در اصل** وُوَلٌ **بود**، **وابدال در اول واجب است** اور اس اول کے اندر تو ابدال واجب، جمع کے اندر تو ابدال واجب ہے، **از جہت آنکہ ہر دو واو متحرک اند** اس وجہ سے کہ دونوں واو کیا ہیں؟ متحرک ہیں۔ چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

واوِ ساکن ماقبل مکسور (مِیزَانٌ) اور یائے ساکن ماقبل مضموم کے قوانین

سبق نمبر ۱۱۹—تاریخِ درس: ۶ مئی ۲۰۰۹ء

آگے سبق دیکھیے بھائی: دیگر ہر واوے کہ ساکن باشد وما قبل او مکسور، واجب مطرد است کہ بیابدل کنند اگرچہ سکون وکسرہ عارضی باشد، چوں

إِيقَادٌ	وَاِسْتِيقَادٌ	وَمِيزَانٌ	وَمِيقَاتٌ

کہ در اصل

إِوْقَادٌ	وَاِسْتِوْقَادٌ	وَمِوْزَانٌ	وَمِوْقَاتٌ

بود۔

کہتے ہیں ہر واوے کہ ساکن باشد، ہر وہ واو جو ساکن ہو، وما قبل او مکسور، اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ مکسور۔ واو تو ساکن ہے لیکن اس کے ما قبل پر کسرہ ہے، تو واجب مطرد است، واجب ہے اور عام ہے۔ عام واجب ہے یعنی چاہے فعل میں ہو چاہے اسم میں ہو، دونوں میں واجب ہے، کہ بیابدل کنند، کہ اسے یا سے بدلیں گے بھائی۔ اگرچہ سکون وکسرہ عارضی باشد، اگرچہ وہ سکون اور کسرہ کیا ہو؟ واو کا سکون اور ما قبل کا کسرہ عارضی ہی کیوں نہ ہو بھائی۔

چوں إِيقَادٌ، جیسے إِيقَادٌ بھائی۔ آگے بتائیں گے یہ إِيقَادٌ اصل میں کیا تھا؟ إِوْقَادٌ، یا کی جگہ واو تھا۔ تو واو ساکن تھا، ما قبل میں کسرہ ہے ہمزہ وصلی، تو لہٰذا واو کو یا سے بدل دیا تو إِيقَادٌ ہوا۔ اسی طرح اِسْتِيقَادٌ، یہ اصل میں کیا تھا؟ اِسْتِوْقَادٌ، یا کی جگہ واو تھا۔ وَمِيزَانٌ، یہاں بھی یا کی جگہ واو تھا، اصل میں تھا مِوْزَانٌ۔ اور مِيقَاتٌ، یہ بھی اصل میں مِوْقَاتٌ، یا کی جگہ واو تھا، تو واو ساکن ما قبل کسرہ تھا، اس کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے۔ اور بتایا یہ واجب ہے، ایسا کرنا واجب ہے، اس واو کو یا سے بدلنا واجب ہے۔ اور یہ بتلایا عام ہے، چاہے اسم میں ہو چاہے فعل میں۔ بات سمجھ میں آگئی بھائی؟ تو چار مثالیں ذکر کر دیں۔ تو یہ اسم کی مثالیں ذکر کر دیں، فعل کی بھی آگے ذکر کر دیں گے بھائی۔

تو کہتے ہیں چوں

إِيقَادٌ	وَاِسْتِيقَادٌ	وَمِيزَانٌ	وَمِيقَاتٌ

کہ در اصل

إِوْقَادٌ	وَاِسْتِوْقَادٌ	وَمِوْزَانٌ	وَمِوْقَاتٌ

بود، بھائی اصل میں یہ تھے مولانا۔

سوال: در عِدْ کہ در اصل إِوْعِدْ بود، عِدْ کہ اصل میں کیا تھا؟ إِوْعِدْ تھا۔ قانون مذکور موجود است، مذکورہ قانون موجود ہے، إِوْعِدْ، واو ساکن ہے، ما قبل کیا ہے؟ کسرہ، تو اس واو کو کسے بدلنا چاہیے؟ یا سے۔ تو کہتے ہیں چرا او را بیابدل نہ کردند؟ کیوں واو کو یا سے نہیں بدلا؟

جواب اول بھائی، پہلا جواب اس کا یہ دے رہے ہیں، کہتے ہیں: **قانون مذکور ابدال را تقاضا می کند**، مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے کہ واو کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے، **و موافقت مضارع حذف را**، اور مضارع کی موافقت جو ہے وہ حذف کا تقاضا کرتی ہے۔ وَعَدَ یَعِدُ، دیکھو یَعِدُ مضارع کے اندر کیا ہوا ہے واو؟ حذف ہوا ہے۔ تو لہٰذا مضارع کے ساتھ موافقت ہونی چاہیے، یہ بات تقاضا کر رہی ہے کہ اِوْعِدْ میں بھی کیا کرو؟ واو کو حذف کرو۔ اور اوپر والا قانون کہ واو ساکن ہو اور ماقبل کسرہ ہو تو اس کو کس سے بدلنا چاہیے واو کو؟ یا سے، وہ قانون تقاضا کر رہا ہے ابدال کا۔

تو دونوں چیزیں جمع ہو گئیں مولانا، ایک چیز تقاضا کر رہی ہے ابدال کا اور ایک حذف کا۔ آگے بتلا رہے ہیں: **وہر جا حذف و ابدال معارض شوند**، ہر وہ جگہ کہ جہاں پر حذف اور ابدال معارض ہو جائیں، یعنی ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں، **آں جا حذف را ترجیح دہند بر ابدال**، وہاں پر حذف کو ترجیح دیتے ہیں، **بر ابدال**، کس پر؟ ابدال پر۔ حذف کو ترجیح دیتے ہیں، **ازاں کہ تخفیف در حذف بیشتر است از ابدال**، اس وجہ سے کہ تخفیف حذف کے اندر زیادہ ہے ابدال سے۔ حذف کے اندر کیا ہے؟ ابدال سے زیادہ تخفیف۔ بھائی ابدال میں تو ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف آجائے گا، جبکہ حذف میں تو سرے سے ایک حرف ہی کیا ہو جائے گا؟ ختم۔ تو حروف کم ہو جائیں گے، تو لفظ کی ادائیگی کیا ہو جائے گی؟ آسان ہو جائے گی، اس لیے حذف کو ترجیح دیتے ہیں۔

جواب دوم، دوسرا جواب بھائی۔ جواب دوم: **قانون مذکور ابدال را تقاضا می کند**، مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے، **و موافقت مضارع حذف را**، اور مضارع کی موافقت جو ہے حذف کا، **و لیکن موافقت مضارع امر ثابت است**۔ ہاں یہاں سے یہ بتلا رہے ہیں، بھائی ایک چیز تقاضا کر رہی ہے کس چیز کا؟ ابدال کا، اور دوسری چیز تقاضا کر رہی ہے حذف کا۔ لیکن حذف کا تقاضا کیا چیز کر رہی ہے؟ کہ مضارع کی موافقت، کہ مضارع کے موافق ہونا چاہیے اس کو بھائی۔ اور مضارع کے ساتھ موافقت یہ امر ایک ثابت شدہ چیز ہے۔ کیا ہے؟ ثابت شدہ چیز ہے۔

جبکہ ماقبل کا کسرہ کیا تقاضا کر رہا ہے؟ اس واو کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے۔ اور وہ کسرہ معرض زوال میں ہے، زوال کے مقام میں ہے، یعنی کبھی ہو گا کبھی نہیں ہو گا۔ اِوْعِدْ، یہ ہمزہ کون سا ہے؟ ہمزہ وصلی، اور ہمزہ وصلی کیا ہوتا ہے درج عبارت میں؟ گر جایا کرتا ہے۔ تو ماقبل میں جو چیز ہے وہ معرض زوال میں ہے، وہ تقاضا کر رہی ہے ابدال کا، اور جو چیز تقاضا کر رہی ہے حذف کا وہ امر ثابت ہے، لہٰذا وہ قوی ہوئی، لہٰذا اس کو ترجیح دی گئی اور کیا کیا گیا واو کو؟ حذف کر دیا گیا بھائی، اور پھر اس کے بعد ہمزہ وصل کو بھی حذف کیا گیا کیونکہ اب اس کی ضرورت نہ رہی بھائی۔

تو کہتے ہیں **و لیکن موافقت مضارع امر ثابت است**، لیکن مضارع کی موافقت ایک ثابت امر ہے، **و کسرۂ ماقبل در معرض زوال است**، اور ماقبل کا کسرہ وہ زوال کے مقام میں ہے بھائی، **بسبب احتمال سقوط ہمزۂ وصل**، بوجہ ہمزہ وصل کے ساقط ہو جانے کے احتمال کی وجہ سے، ہمزہ وصل میں ساقط ہو جانے کا احتمال ہے۔ **پس معارض نہ گردد مر موافقت مضارع را**، پس یہ معارض یعنی مقابل نہیں ہو گا خاص مضارع کی موافقت کے۔

و ایں تعلیل در اجوف و ناقص ہم می آید، اور یہ جو تعلیل ہے، بھائی وہ جو اوپر ضابطہ ذکر کیا تھا، واو ساکن اور ماقبل کسرہ ہو تو اس واو کو کس سے بدلتے ہیں؟ یا سے، کہتے ہیں یہ تعلیل جو ہے **در اجوف و ناقص ہم می آید**، یہ اجوف اور ناقص میں بھی آتی ہے، **چناں چہ در قِیلَ**، چناں چہ کس کے اندر؟ قِیلَ کے اندر، **کہ در اصل قول بود**، کہ اصل میں قول تھا۔ **حرکت واو را بما قبل نقل کردند بعد ازالۂ حرکت ماقبل**، واو کی حرکت ماقبل کو نقل کر دی، ماقبل کی حرکت کے ازالے کے بعد، اس کے گرا ختم کر دینے کے بعد۔ کیا تھا؟ قول، قاف کے ضمے کو گرایا اور پھر کیا کیا؟ واو کا کسرہ کس کو دے دیا؟ قاف کو، تو کیا بنا؟ قول۔ تو واو ساکن اور ماقبل میں کیا آیا؟ کسرہ، اور واو ساکن ماقبل کسرہ ہو تو واجب ہے اس واو کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے، چناں چہ واو کو یا سے بدلا تو کیا ہوا؟ قِیلَ ہو گیا۔

چناں چہ یہی بات کر رہے ہیں کہ **حرکت واو را بما قبل نقل کردند**، واو کی حرکت جو ہے ماقبل کو نقل کر دی، **بعد ازالۂ حرکت ماقبل**، ماقبل کی حرکت کے ازالے کے بعد یعنی اس کو گرا دینے کے بعد، **بعدہ واو ساکن شد**، اس کے بعد واو ساکن شد، بھائی جب واو کی حرکت نقل کر دی تو واو کیا ہوا؟ ساکن ہوا، **ماقبل او مکسور**، اور اس کا ماقبل مکسور ہے، **آں واو را بیا بدل کردند**، اس واو کو یا سے بدل دیا، قِیلَ **شد**، تو قِیلَ ہوا۔

اسی طرح وتَدْعِینَ **کہ در اصل** تَدْعُوِینَ **بود**، تَدْعِینَ کہ اصل میں کیا تھا؟ تَدْعُوِینَ۔ تَدْعُوِینَ، تَنْصُرِینَ کے وزن پر، دیکھو تَدْعِینَ کی اصل نکال لی۔ تَنْصُرِینَ کون سا صیغہ ہے مولانا؟ واحد مؤنث حاضر۔ ہاں، مخاطب، حاضر کا ہے بھائی، تَنْصُرِینَ۔ اچھا، پھر تَدْعُوِینَ، **حرکت واو را بما قبل نقل کردند بعد ازالۂ حرکت ماقبل**، حرکت واو جو ہے وہ ماقبل کو نقل کر دی، ماقبل کی حرکت کے ازالے کے بعد یعنی اس کو دور کرنے کے بعد، **بعدہ واو ساکن ماقبل او مکسور**، اس کے بعد کیا ہوا واو ساکن اور ماقبل مکسور ہوا، **آں واو را بیا بدل کردند**، اس واو کو یا سے بدل دیا، **اجتماع ساکنین شد**، تو اجتماع ساکنین ہوا بھائی، کس کے درمیان؟ **میان ہر دو یا**، دونوں یاؤں کے، دو یا جو ہیں ان کے بیچ اجتماع ساکنین آیا بھائی۔ ایک تو یہ یا پہلے سے موجود ہے، اور دوسرا وہ جو واو کس سے بدل گیا؟ یا سے۔ تو اجتماع ساکنین آیا دو یا میں، **یک یا را حذف کردند**، ایک یا کو حذف کر دیا، تَدْعِینَ **شد**، تو کیا ہوا؟ تَدْعِینَ ہوا۔

دیگر ہر یائے کہ ساکن باشد وما قبل او مضموم، دوسرا یہ کہ ہر وہ یا کہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل مضموم، بھائی پہلے کیا بتایا تھا؟ واو ساکن اور ماقبل کسرہ تو اس کو یا سے بدلتے ہیں۔ اب بتائیں گے یا ساکن اور ماقبل کیا ہو؟ ضمہ، تو اس یا کو واو سے بدلتے ہیں۔ تو کہتے ہیں: **ہر یائے کہ ساکن باشد**، ہر وہ یا کہ ساکن ہو، **وما قبل او مضموم**، اور اس کا ماقبل مضموم ہو، **آں یا واو گردد**، وہ یا واو ہو جاتی ہے، **چوں** يُوقِنُ وَمُوقِنٌ، جیسے يُوقِنُ اور مُوقِنٌ، **کہ در اصل** يُيْقِنُ وَمُيْقِنٌ **بود است**، کہ اصل کے اندر يُوقِنُ کیا تھا؟ يُيْقِنُ، دیکھو یا ساکن، ماقبل کی یا پر ضمہ، تو درمیان والی یا کو کس سے بدل دیا؟ واو سے، يُوقِنُ۔ اور مُوقِنٌ اصل میں کیا تھا؟ مُيْقِنٌ تھا۔ تو دیکھو یا ساکن تھی بیچ میں اور اس کے ماقبل میم پر ضمہ تھا، تو اس یا کو کس سے بدلا؟ واو سے، تو مُوقِنٌ۔

تو کہتے ہیں **ایں تعلیل در اجوف ہم می آید**، یہ تعلیل جو ہے اجوف میں بھی آتی ہے، **چناں چہ در** فُعْلَى **اسم بضم فا وسکون عین**، چناں چہ فُعْلَى اسم کے اندر، فا کے ضمے کے ساتھ اور عین کے سکون کے ساتھ اسم۔ یاد رکھیے یہ فُعْلَى وزن اسم میں بھی آتا ہے، صفت کے اندر بھی آتا ہے، صفت کے جو صیغے ہیں بھائی۔ تو یہاں اسم کا لفظ صفت کے مقابلے میں آیا، معلوم ہوا وہ اسم مراد ہے جو صرف ذات پر دلالت کر رہا ہو، کسی وصف پر دلالت نہ کر رہا ہو۔ جبکہ صفت سے کیا مراد ہوئی؟ جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے بھائی۔ ذات مع الوصف، آگے صفت کی بات بھی آ رہی ہے، فُعْلَى دو قسم پر ہے، کبھی اسم میں آئے گا کبھی صفت میں۔ اور پھر یاد رکھیے اسم تفضیل جو ہے وہ صفت ہے، کیونکہ وہ ذات مع الوصف پر دلالت کرتا ہے، زیادتی کا معنی ہوتا ہے اس میں، أَضْرَبُ کا کیا معنی؟ زیادہ پٹائی کرنے والا۔ تو دیکھو ذات پر دلالت کی اور ساتھ ایک وصف بھی ہے کہ یہ کیا ہے؟ اس میں ضاربیت کسی اور کے مقابلے میں زیادہ ہے بھائی۔ لیکن یہاں پر اسم تفضیل جو ہے اس کا وہی حکم ہے جو اسم کا حکم ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو اس کو صفت کا حکم نہیں ہے بلکہ کس کا حکم ہے؟ اسم والا۔ بھائی یہ ایک فُعْلَى آ رہا ہے، ایک ڈیڑھ سطر بعد آگے ایک اور فُعْلَى صفت بھی آ رہا ہے، تو وہ ہے تو صفت لیکن اس کا حکم کیا ہے اسم تفضیل کا؟ اسم، تو یہ جو اسم والا حکم بیان ہو گا یہ اسم تفضیل بھی اسی کے اندر داخل ہے۔ تو کہتے ہیں **در** فُعْلَى **اسم بضم فا**۔ بھائی آپ نے فُعْلَى پڑھا یا نہیں اسم تفضیل کے اندر آتا ہے؟ أَضْرَبُ وَالْجَمْعُ أَضَارِبُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ ضُرْبَى، فُعْلَى، تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو فُعْلَى اسم کا ہے۔

تو کہتے ہیں فا کے ضمے اور سکون عین کے ساتھ، **چوں عین کلمہ**، یہ کلمہ کے لفظ سے پہلے عین کا لفظ ہونا چاہیے، کتابت کی غلطی ہے، **چوں عین کلمہ** بھائی، لکھ لیجیے بھائی، چوں کے بعد عین کا لفظ لکھ لیجیے، **چوں عین کلمہ یا بود، واو شود**، جب عین کلمہ یا ہو، **واو شود**، کیا ہو جائے گا؟ واو ہو جائے گا، **چوں** طُوبَى وَكُوسَى **کہ در اصل** طُيْبَى وَكُيْسَى **بود**، بھائی کہ اصل کے اندر طُوبَى اصل میں کیا تھا؟ طُيْبَى، یا ماقبل ضمہ آیا، یا ساکن تھی اور ماقبل ضمہ تھا، تو اس کو کس سے بدل دیا؟ واو سے، تو طُوبَى ہوا بھائی، یہ وہی فُعْلَى وزن ہے اسم تفضیل ہے بھائی۔ جی۔

بخلاف فُعْلَى **صفت**، بخلاف فُعْلَى صفت کے، یعنی صفت مشبہ، اس میں بھی مؤنث فُعْلَى آتی ہے، **کہ یائے او را سلامت بدارند**، کہ اس کی یا کو کیا کرتے ہیں؟ سلامت رکھتے ہیں۔ بھائی اسم کے اندر فُعْلَى جو اسم تھا اس میں کیا کیا تھا؟ یا کو ماقبل ضمے کی وجہ سے کس سے بدلا تھا؟ واو سے بدلا تھا۔ لیکن اگر یہی صورت فُعْلَى صفت میں آئے، یا ساکن ہو اور ماقبل کیا ہو؟ ضمہ، اور کون سا فُعْلَى ہو؟ صفت، یعنی صفت مشبہ، تو پھر کیا کرتے ہیں؟ پھر یا کو سلامت رکھنا ہے، اب ضمے کو کسرے سے بدل دینا ہے۔ پہلے تھا، یا کو بدلا تھا، اب یا کو نہیں بدلنا بلکہ ماقبل کے ضمے کو کسرے سے بدلنا ہے۔

کہ **بخلاف** فُعْلَى **صفت**، بخلاف فُعْلَى صفت کے **کہ یائے او را سلامت بدارند**، کہ اس کی یا کو سلامت رکھتے ہیں، **وضمۂ ما قبل یا را بکسرہ بدل کنند**، اور اس یا کے ماقبل کے ضمے کو کسرہ کے ساتھ بدلتے ہیں **تا یا سلامت ماند**، تا کہ یا کیا ہے؟ سلامت رہے، **چوں**

مِشْيَةٌ	حِيكَى	وَقِسْمَةٌ	ضِيزَى

-

مِشْيَةٌ	حِيكَى	مِشْيَة

چال کو کہتے ہیں، حِيكَى متکبرانہ بھائی، تفاخرانہ چال،

وَقِسْمَةٌ	ضِيزَى	قِسْمَة

کہتے ہیں تقسیم بھائی، ضِیزَی ظالمانہ، ظالمانہ تقسیم بھائی۔ یہ تو ویسے موصوف بھی ساتھ ذکر کر دیا، مِشْیَۃٌ موصوف ہے حِیکَی اس کی صفت، قِسْمَۃٌ موصوف ہے ضِیزَی اس کی صفت، موصوف ایسے ذکر کر دیا، اصل مثال ہے حِیکَی اور ضِیزَی بھائی۔ **کہ در اصل** حُیْکَی وَضُیْزَی **بود**، بھائی اصل میں یہ کیا تھے؟ حُیْکَی، فُعْلَی، اور اسی طرح ضُیْزَی، فُعْلَی وزن تھا۔ تو یہاں بھی دیکھو یا ساکن ہے، ماقبل ضمہ ہے، لیکن یا کو واو سے نہیں بدلا، بلکہ کیا کیا گیا؟ یا کو برقرار رکھا اور ماقبل کے ضمے کو کسرے سے بدل دیا گیا بھائی، کیونکہ یہ فُعْلَی کون سا ہے؟ صفتی ہے مولانا، فُعْلَی صفتی ہے بھائی یعنی صفت ہے۔

طُوبَی، پاکیزہ، خوب پاکیزہ، زیادہ پاکیزہ بھائی، خوشگوار۔ سمجھ آیا؟ طُوبَی خوب خوشگوار اور پاکیزہ۔ کُوسَی، دانا، خوب دانا۔ اچھا بھائی، حِیکَی کا معنی میں نے بتلا دیا متکبرانہ، تفاخرانہ، ضِیزَی ظالمانہ۔

وہمچنیں در فعل، اور اسی طرح فعل، **بضم فا و سکون عین**، فعل وزن کی بتلا رہے ہیں بھائی، بعض اوقات کاتب کتابت میں غلطی کر جاتے ہیں، اس لیے کیا کرتے ہیں ساتھ ہی لفظوں میں بھی ذکر کر دیا، **بضم فا**، یہ فعل کیا ہے؟ فا کے ضمے کے ساتھ **و سکون عین**، اور عین کے سکون کے ساتھ۔ اب کوئی کاتب غلطی سے عین پر بھی ضمہ لکھ دے، پھر بھی آگے سکون عین کا لفظ بتلا دے گا، نہیں بھائی عین پر ضمہ نہیں ہے بلکہ سکون ہے۔ اچھا، تو یہ ایسی جگہ پر علماء اس طرح کرتے ہیں بھائی جہاں شبہ ہو کہ کہیں غلطی نہ ہو جائے کسی سے۔ تو کہتے ہیں **بضم فا و سکون عین**، ضمۂ فا اور سکون عین کے ساتھ، **کہ جمع** أَفْعَل **است**، کہ یہ کس کی جمع ہے؟ أَفْعَل، أَفْعَل یعنی أَفْعَل اسم تفضیل نہیں مولانا، أَفْعَل اسم تفضیل جیسے آتا ہے جیسے أَضْرَبُ، اسی طرح أَفْعَل صفت مشبہ بھی آتی ہے مولانا، جیسے أَبْیَضُ۔ أَضْرَبُ کا تو کیا معنی تھا؟ زیادہ پٹائی کرنے والا، لیکن أَبْیَضُ کا کیا معنی؟ زیادہ سفید؟ نہیں بھائی نہیں، یہ معنی نہیں ہے، یہ اسم تفضیل نہیں ہے کہ زیادہ والا معنی کرے، أَبْیَضُ کا معنی سفید۔ وزن دونوں کا ایک ہے لیکن دونوں الگ الگ ہیں، تو أَبْیَضُ کا معنی سفید بس۔

تو اس أَفْعَل کی جو جمع ہے، یہ جو صفت ہے مولانا صفت مشبہ، اس کی جمع کیا آتی ہے؟ فعل آتی ہے۔ کیا آتی ہے؟ فعل۔ جیسے أَحْمَرُ، اس کی جمع حُمْرٌ آئے گی بھائی، سرخ، أَحْمَرُ کا معنی سرخ تو اس کی جمع حُمْرٌ۔ **کہ جمع** أَفْعَل **است**، کہ یہ أَفْعَل کی جمع ہے، **یائے او را سلامت بدارند**، اس کی یا کو سلامت رکھتے ہیں، **وضمۂ ماقبل را بکسرہ بدل کنند**، اور اس کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلتے ہیں، **تا یا سلامت ماند**، تاکہ یا سلامت رہے، **چوں** بِیضٌ وَعِینٌ **جمع** أَبْیَض وَأَعْیَن، یہ جمع ہے کس کی؟ أَبْیَض کی جمع بِیضٌ، اور أَعْیَن کی جمع عِینٌ۔ بھائی أَبْیَض کی جمع أَفْعَل ہے اور أَفْعَل کی جمع صفت ہو تو اس کی جمع فعل آتی ہے، تو بِیضٌ اصل میں کیا تھا؟ فعل، بُیْضٌ، با پر کیا تھا؟ ضمہ، لیکن پھر یا، اگر اس ضمے کو رکھیں تو پھر یا کو واو سے بدلنا پڑتا تھا، لہٰذا اس ضمے کو کس سے بدل دیا گیا؟ کسرے سے تاکہ یا سلامت رہے مولانا۔ اسی طرح عِینٌ اصل میں کیا تھا؟ عُیْنٌ، عین پر ضمہ تھا پھر اس کو کسرے سے بدل دیا گیا۔

تو جمع أَبْیَض وَأَعْیَن **کہ در اصل** بُیْضٌ وَعُیْنٌ **بود**، کہ اصل میں بُیْضٌ اور عُیْنٌ تھے مولانا بھائی۔ بات سمجھ میں آ گئی بھائی؟ أَعْیَن کا معنی خوبصورت آنکھوں والا بھائی، خوبصورت آنکھوں والا، اسی سے مؤنث عَیْنَاءُ ہے بھائی، حُورٌ عِینٌ بھائی۔

دیگر ہر واو و یا کہ در باب افتعال بجائے فاکلمہ باشد، ہر وہ واو اور یا کہ باب افتعال کے اندر **بجائے فاکلمہ باشد**، فا کلمے کی جگہ پر ہو، **جائز مطرد است**، جائز عام ہے، **کہ آں واو و یا را بتا بدل کنند**، کہ اس واو یا یا کو تا کیا کریں؟ تا سے بدلیں، عام ہے عام، یعنی کیا معنی؟ فعل میں بھی ہو گا اور اسم میں بھی ہو گا، کہ اس واو یا یا کو تا کے ساتھ بدلیں، **و تا را در تا ادغام کنند**، اور تا کا تا میں ادغام کریں، **و ایں مشہور است و افصح**، اور یہ مشہور ہے اور افصح ہے، زیادہ فصیح ہے، **چوں**

اِتَّقَدَ	یَتَّقِدُ	اِتِّقَادًا	فَهُوَ
مُتَّقِدٌ	وَاِتَّسَرَ	یَتَّسِرُ	اِتِّسَارًا
فَهُوَ	مُتَّسِرٌ		

کہ در اصل اِوْتَقَدَ۔ اِتَّقَدَ اصل میں کیا تھا؟ اِوْتَقَدَ تھا، دیکھو واو آیا بھائی باب افتعال میں آیا، فا کلمے کی جگہ آیا، تو جائز ہے اس کو کس سے بدلیں؟ تا سے بدلیں، پھر تا کا تا میں ادغام کیا تو کیا ہوا؟ اِتَّقَدَ۔ اسی طرح یَوْتَقِدُ، اس کو کیا کر دیا؟ یَتَّقِدُ، واو کو تا سے بدل کر تا میں ادغام کیا، تو یَتَّقِدُ ہوا۔ اِوْتِقَادًا مصدر اسم کے اندر بھی اسی طرح تھا بھائی، اِوْتِقَادًا، واو کو تا کر کے تا میں ادغام کیا تو اِتِّقَادًا ہوا۔ فَهُوَ مُوْتَقِدٌ تھا بھائی، واو کو تا کر کے تا میں ادغام کیا تو مُتَّقِدٌ ہوا۔ اسی طرح اِیْتَسَرَ کے اندر یا کو تا سے بدل کر تا میں ادغام کیا تو اِتَّسَرَ ہوا بھائی، سب اسی طرح ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ اصل کے اندر یہ

اِوْتَقَدَ	يَوْتَقِدُ	اِوْتِقَادًا	فَهُوَ
مُوْتَقِدٌ	وَاِيْتَسَرَ	يَيْتَسِرُ	اِيْتِسَارًا
فَهُوَ	مُيْتَسِرٌ		

بود، بھائی یہ اصل ان کی یہ تھی بھائی۔ یہاں تک بات سمجھ میں آگئی بھائی؟

سوال: در اِوْتَقَدَ **قانون مذکور ابدال واو بتا تقاضا می کند**، اِوْتَقَدَ کے اندر مذکورہ، اوپر والا جو قانون ذکر کیا گیا یہ **ابدال واو بتا تقاضا می کند**، یہ تقاضا کرتا ہے کہ واو کو بدلا جائے کس کے ساتھ؟ تا کے ساتھ، اوپر کیا قانون بیان ہوا تھا کہ واو کو کس سے بدلیں گے؟ تا سے، تو یہ اوپر والا قانون تقاضا کر رہا ہے کہ واو کو تا سے بدلا جائے۔ **وسکون واو و کسرۂ ما قبل**، لیکن اِوْتَقَدَ، اوپر والا قانون کیا تقاضا کر رہا ہے اِوْتَقَدَ میں واو کو تا کر کے تا میں ادغام ہونا چاہیے، اور ابھی ماقبل میں قانون آپ نے پڑھا کہ واو ساکن ہو اور ماقبل میں کسرہ ہو اس واو کو کس سے بدلتے ہیں؟ یا سے، تو وہ قانون تقاضا کر رہا ہے یا میں بدلنے کا۔

تو کہتے ہیں **قانون مذکور ابدال واو بتا تقاضا می کند**، مذکورہ قانون جو ہے واو کا تا کے اندر ابدال کا تقاضا کرتا ہے، **وسکون واو و کسرۂ ما قبل ابدال واو بیا**، اور واو کا سکون اور ماقبل کا کسرہ واو کا یا میں ابدال کا تقاضا کر رہا ہے، **و اصل در دلائل اعمال است نہ اہمال**، اور دلائل کے اندر اصل جو ہے اعمال ہے کہ ان کو عمل دیا جائے نہ اہمال، نہ کہ ان کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے بھائی۔ کیا کیا جائے؟ ان پر عمل کیا جائے بھائی۔ لہٰذا کیا کرنا چاہیے تھا؟ پہلے واو کو یا سے بدل دیتے، پہلے قانون پر عمل ہو جاتا، واو ساکن ماقبل کسرہ اس کو کس سے بدلا؟ یا سے۔ پھر اوپر والا قانون بھی لگ رہا ہے اب بھی، کہ اوپر کیا قانون آیا تھا؟ کہ واو یا یا آئیں فاکلے کی جگہ، تو اب بھی یا ہے، اور یا کو تا کر کے تا میں ادغام کر دیتے تو دونوں پر عمل ہو جاتا، لیکن آپ نے کیا کیا؟ واو کو سیدھا ہی کس سے بدل دیا؟ تا سے اور تا کا تا میں ادغام، تو آپ نے تو ایک قانون کو کیا کر دیا؟ ایک دلیل کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔

تو کہتے ہیں **اصل در دلائل اعمال است نہ اہمال**، اور اصل دلائل کے اندر اعمال ہے یعنی ان کو عمل دینا ہے نہ اہمال، نہ کہ ان کو چھوڑ دینا، **پس بایستی کہ اول واو را بیا بدل می کردند**، پس چاہیے تھا کہ پہلے واو کو یا کے ساتھ بدل دیتے، **بعدہ یا را بتا**، اور اس کے بعد یا کو تا سے بدل دیتے، **تا ترک عمل باحد الدلیلین لازم نہ آید**، تا کہ دو دلیلوں میں سے کسی ایک پر عمل کا چھوڑنا لازم نہ آتا بھائی۔ دونوں پر عمل ہو جاتا، کسی ایک پر عمل کو چھوڑنا لازم نہ آتا۔ اب تو کیا، آپ نے جو اس کا کیا کہا واو کو کس سے بدلو؟ تا سے بدل کر تا میں ادغام، تو اب تو دو دلیلوں میں سے ایک کو چھوڑنا اور ترک کرنا لازم آ رہا ہے۔

چناں چہ در يُدْعَى، چناں چہ يُدْعَى کے اندر، **کہ در اصل** يُدْعَوُ **بود**، اصل میں کیا تھا؟

يُدْعَوُ	دَعَا	يَدْعُو

ہے ناواوی ہے، يُدْعَوُ تھا، **واو را بیا بدل کردند**، واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے، کیا ہوا؟ يُدْعَيُ۔ یا سے کیوں بدلا بھائی؟ جی؟ کہ واو طرف میں ہے، چوتھے مقام پر ہے مولانا، تو اور ماقبل حرکت اس کے مخالف ہے، تو اس کو کس سے بدلا؟ یا سے، تو يُدْعَيُ۔ **بعدہ یا را بالف**، اور اس کے بعد یا کو کس سے بدلا؟ الف سے، کیونکہ يُدْعَيُ ہوا یا متحرک ماقبل فتحہ، اور یا متحرک ماقبل فتحہ ہو تو اس یا کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے، تو يُدْعَى ہوا بھائی۔ حالانکہ براہ راست بھی ہو سکتا تھا، يُدْعَوُ واو متحرک ماقبل فتحہ ہو اسے بھی تو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے بدلتے ہیں، تو براہ راست بھی بدلا جا سکتا تھا، لیکن اصل دلائل کے اندر کیا ہے؟ اعمال ہے کہ ہر ایک پر عمل کیا جائے، کسی ایک کو بھی ویسے نہ چھوڑا جائے، چناں چہ یہاں ایک قانون تقاضا کر رہا تھا کہ اس واو کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے، دوسرا قانون تقاضا کر رہا تھا کہ اس واو کو کس سے بدلا جائے؟ الف سے بدلا جائے، تو دونوں پر عمل کیا گیا، پہلے واو کو کس سے بدلا؟ یا سے، پھر یا کو کس سے بدل دیا؟ الف سے بدل دیا۔

تو کہتے ہیں يُدْعَى **کہ در اصل** يُدْعَوُ **بود** کہ اصل میں يُدْعَوُ تھا، **واو را بیا بدل کردند** واو کو یا کے ساتھ بدل دیا، **بعدہ یا را بالف** اور اس کے بعد یا کو الف کے ساتھ، **تا ترک عمل باحد الدلیلین لازم نہ آید**، تا کہ عمل کا چھوڑنا باحد الدلیلین دو دلیلوں میں سے کسی ایک پر، کہ دو دلیلوں میں سے کسی ایک پر عمل کو چھوڑنا لازم نہ آئے۔

یہ اعتراض تھا بھائی۔ اعتراض کیا تھا؟ کہ اوپر والا قانون تقاضا کیا کر رہا ہے کہ اِوْتَقَدَ وغیرہ کے اندر کیا کیا جائے؟ واو کو تا کیا جائے، تا سے بدلا جائے، اور گزشتہ قانون جو پڑھا ہم نے وہ تقاضا کر رہا ہے کہ واو ماقبل کسرہ ہے اور واو ساکن ہے اس کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے۔ تو چاہیے کیا تھا کہ دونوں دلیلوں پر عمل کیا جائے، لیکن کیوں چھوڑ دیا گیا، حالانکہ دونوں دلیلوں پر عمل ہونا چاہیے ان کو کسی ایک کو بھی ویسے نہیں چھوڑنا چاہیے، جیسے یُدْعَی کے اندر کیا کیا گیا ہے دونوں دلیلوں پر عمل کیا گیا ہے۔

جواب اول، پہلا جواب: **بہر دو دلیل آں جا عمل می کنند**، دونوں دلیلوں پر وہاں پر عمل کرتے ہیں، **کہ ہر دو متساوی باشند**، کہ دونوں میں سے ہر ایک کیا ہو؟ متساوی ہو، برابر ہو۔ **وایں جا ہر دو متساوی نیستند**، اور یہاں پر دونوں میں سے ہر ایک برابر نہیں ہیں، **بلکہ یک قوی و دیگر ضعیف**، بلکہ ایک دلیل قوی ہے اور ایک ضعیف ہے، کمزور ہے۔ **ازاں کہ میان واوو تا قرب مخرج است**، اس وجہ سے کہ درمیان واو اور تا کے قرب مخرج ہے، واو اور تا کے درمیان کیا ہے؟ قرب مخرج۔ واو دیکھو شفتین ہونٹوں سے ادا ہوتا ہے، واو آپ ادا کریں گے دیکھیں گے ہونٹوں سے واو ادا ہو رہا ہے، اور تا، تا یہ اگلے دانتوں کے ساتھ زبان لگائیں اس سے ادا ہوتی ہے تا بھائی۔ تو دیکھو دونوں کا مخرج، دونوں کی ادائیگی کا محل کیا ہوا؟ ادائیگی کی جگہ دونوں کی قریب قریب ہے۔

تو کہتے ہیں **میان واوو تا قرب مخرج است**، واو اور تا کے درمیان قرب مخرج ہے، **ایں قرب ابدال واو بتا تقاضا می کند**، یہ قرب، یہ دونوں کا ایک دوسرے کے قریب ہونا، یہ **ابدال واو بتا**، واو کا تا کے ساتھ بدلنے کا **تقاضا می کند**، تقاضا کرتا ہے، **وکسرۂ ماقبل ابدال واو بیا**، اور ماقبل کا کسرہ واو کا یا کے ساتھ بدلنے کا تقاضا کرتا ہے۔ **لیکن کسرۂ ماقبل در معرض زوال است**، معرض کا معنی جگہ مقام، لیکن **کسرۂ ماقبل در معرض زوال است**، لیکن ماقبل کا کسرہ زوال کے مقام میں ہے، کیونکہ وہ کون سا کسرہ ہے؟ ہمزہ وصلی کا ہے، اور ہمزہ وصل کیا ہے درج عبارت میں؟ گر جاتا ہے، لہذا وہ اس کے تو ختم، گر جانے کا بھی امکان ہے تو وہ ضعیف ہے۔

تو ماقبل کا کسرہ معرض زوال میں ہے، **بسبب احتمال سقوط ہمزۂ وصل**، بوجہ ہمزہ وصل کے گر جانے کے احتمال کے، ہمزہ وصل میں گر جانے کا احتمال ہے، اور جب ہمزہ وصل گرے گا تو ماقبل کا کسرہ بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا بھائی۔ بات سمجھ میں آگئی؟ **چناں چہ گوئی**، چناں چہ آپ کہتے ہیں: وَاتَّقَدَ، دیکھو واو کے ساتھ، اِتَّقَدَ کے ساتھ کیا ملایا؟ واو، تو ہمزہ وصل گر گیا، اب اسے آپ نہیں پڑھ رہے، وَاتَّقَدَ، اسی طرح فَاتَّقَدَ، دیکھو فا ملائی تو اِتَّقَدَ بیچ میں آیا تو ہمزہ وصل کیا ہوا؟ گر گیا، تو یہ معرض زوال میں ہے۔ اسی طرح وَاتَّسَرَ، فَاتَّسَرَ، دیکھو واو فا وغیرہ یا کوئی شروع میں ان میں کہ کوئی بھی لفظ آجائے یہ درمیان میں کیا ہو گا ہمزہ وصل؟ گر جائے گا۔

تو لہذا معلوم ہوا کہ یہ جو دلیل ہے یہ کیا ہے دوسری کے مقابلے میں؟ کمزور ہے، **پس معارض نہ گردد**، پس یہ جو دلیل ہے یہ معارض یعنی مقابل نہ ہو گی، **مر قرب تائے افتعال را**، مر خاص، خاص قرب تائے افتعال کے، تائے افتعال کے قریب ہونے کے یہ معارض نہیں ہو سکتی۔ بھائی افتعال کی تا کیا تقاضا کر رہی تھی؟ اِوْتَقَدَ، یہ تا کون سی ہے؟ افتعال کی ہے، اور یہ تا کیا تقاضا کر رہی تھی؟ واو کو کس سے بدلو؟ تا سے بدلو، میری جنس کے ساتھ بدل دو۔ تو لہذا یہ دلیل قوی ہے، اس کے مقابل دوسری دلیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ ضعیف ہے، کیونکہ ماقبل کا کسرہ ہمزہ وصل کی وجہ سے ہے اور ہمزہ وصل تو خود کیا ہے؟ ضعیف ہے، درمیان عبارت میں گر جاتا ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ **پس معارض نہ گردد مر قرب تائے افتعال را**، پس یہ جو دلیل ہے، یہ جو تقاضا کر رہی ہے کہ واو کو یا سے بدلا جائے، یہ تائے افتعال کے قرب کے معارض اور اس کے مقابل نہیں ہو گی۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

بابِ افتعال میں واو و یا کو تاء سے بدلنے اور ادغام کے مباحث

سبق نمبر ۱۲۰—تاریخِ درس: ۹ مئی ۲۰۰۹ء

جی سبق دیکھیے بھائی۔

جواب دوم: واؤ را کہ بتا بدل می کنند از جہت آں کہ میان واؤ و تا قرب مخرج است، و یا را کہ بتا بدل می کنند از جہت آں کہ مشابہت بو او دارد۔ پس اصل دریں باب ابدال واؤ است بتا، و ابدال یا فرع است۔ و مادام کہ عمل با صل ممکن باشد صیرورت بسوئے فرع روا نباشد۔

بھائی، گزشتہ سبق کے آخر میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک قانون بتلایا تھا کہ ہر وہ واؤ اور یا کہ جو باب اِفْتِعَال میں فاکلمے کی جگہ آئے، اس واؤ کو کس سے بدلیں گے؟ تا سے بدلیں گے اور تا کا تا میں ادغام۔ ہاں، تو جو بھی واؤ اور یا باب اِفْتِعَال میں فاکلمے کی جگہ آئے، اس واؤ اور یا کو تا کر کے تا میں ادغام کریں گے، جیسے اِتَّقَدَ کہ دراصل کیا تھا؟ اِوْتَقَدَ۔ الف کے بعد، ہمزہ کے بعد واؤ ساکن تھا، اس کو تا کر کے تا میں ادغام کیا، اِتَّقَدَ ہوا۔

اس پر پھر اشکال کیا تھا کہ بھائی اِوْتَقَدَ کے اندر یہ جو اوپر آپ نے قانون بیان کیا ہے یہ تو تقاضا کر رہا ہے کہ واؤ کو تا میں بدلا جائے، اور سکون واؤ اور ما قبل کا کسرہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ واؤ کو یا سے بدلا جائے۔ جیسے کہ اس سے پچھلے قانون میں آیا تھا کہ واؤ ساکن ہو اور ما قبل کسرہ ہو تو اس واؤ کو کس سے بدلتے ہیں؟ یا سے بدلتے ہیں۔ تو یہ اوپر والا قانون تقاضا کر رہا ہے کہ واؤ کو تا سے بدلا جائے اور گزشتہ قانون تقاضا کر رہا ہے کہ واؤ کو یا سے بدلا جائے۔ اور اصل قوانین کے اندر، دلائل کے اندر اعمال ہے کہ ان پر عمل کیا جائے جس حد تک ہو سکے۔ اور یہاں دونوں قوانین پر عمل ممکن ہے کہ پہلے واؤ کو کیا کر دیں؟ یا سے بدل دیں اور پھر یا کو تا سے بدل کر تا کا تا میں ادغام کر دیں۔ جیسے کہ یُدْعٰی کے اندر کہ وہاں پر واؤ کو پہلے یا سے بدلا گیا اور پھر یا کو الف سے بدلا گیا بھائی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟ تفصیل گزر چکی ہے۔

اس کا پہلا جواب گزر گیا تھا گزشتہ سبق ہی میں کہ دونوں دلیلوں پر وہاں عمل کرتے ہیں جہاں دونوں دلیلیں برابر درجے کی ہوں، اور یہاں دونوں دلیلیں برابر درجے کی نہیں۔ اس لیے کیونکہ ایک دلیل قوی ہے یہاں پر، ایک ضعیف بھائی۔ پہلی دلیل قوی وہ یہ کہ واؤ اور تا کے اندر قرب مخرج ہے، اور یہ قرب مخرج تقاضا کرتا ہے کہ واؤ کو کس سے بدلا جائے؟ تا سے۔ جبکہ ما قبل کا کسرہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ واؤ کو یا سے بدلا جائے، لیکن یہ کسرہ معرض زوال میں ہے، زوال کے مقام میں ہے، اس کے ختم ہو جانے کا بھی امکان ہے۔ اس لیے کیونکہ یہ کسرہ ہمزہ وصل کا ہے اور ہمزہ وصل درمیان عبارت میں گر جاتا ہے، تو لہٰذا اس کے ساتھ ہی یہ کسرہ بھی کیا ہو جائے گا؟ گر جائے گا۔ لہٰذا یہ کسرہ معارض اور مقابل نہیں ہو سکتا قرب تا کا، تا کے قریب ہونے کا مقابل نہیں ہو سکتا، تو لہٰذا اس پر عمل کریں گے اور واؤ کو تا کر کے تا کا تا میں ادغام کریں گے۔

اب آگے اور مزید جوابات ذکر کر رہے ہیں، دیکھیے۔ کہتے ہیں جواب دوم، دوسرا جواب یہ کہ **واؤ را کہ بتا بدل می کنند**، واؤ کہ اس کو، وہ واؤ کہ اسے تا میں بدلتے ہیں **از جہت آں کہ** اس وجہ سے کہ **میان واؤ و تا قرب مخرج است**، کہ واؤ اور تا کے درمیان کیا ہے؟ قرب مخرج ہے، دونوں کے ادا کرنے کی جگہ قریب قریب ہے۔ جیسے میں نے بتلایا تھا، واؤ ہونٹوں سے ادا ہوتا ہے اور تا زبان کو اگلے سامنے والے دانتوں کے ساتھ لگانے سے تا ادا ہوتی ہے بھائی۔ اب ان میں قرب مخرج ہے۔ تو واؤ کو کس وجہ سے تا میں بدلتے ہیں؟ کہ ان دونوں میں کیا ہے؟ قرب مخرج ہے۔ **و یا را کہ بتا بدل می کنند**، اور یا کہ اس کو تا کے اندر جو بدلتے ہیں **از جہت آں کہ** اس وجہ سے کہ **مشابہت بو او دارد**، کہ وہ یا کس کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے؟ واؤ کے ساتھ۔ واؤ کو تا میں کیوں بدلتے تھے؟ کیونکہ واؤ کا مخرج تا کے مخرج کے قریب ہے۔ اور یا کو بھی تا میں بدلتے ہیں لیکن یا کو کس وجہ سے بدلتے ہیں؟ کیونکہ اس کی مشابہت واؤ کے ساتھ ہے اور واؤ کو تو بدلنا ہے، تو لہٰذا اس کو بھی کیا کرتے ہیں؟ بدل دیتے ہیں۔ یا کی واؤ کے ساتھ کیسے مشابہت ہے؟ بھائی دیکھیے دونوں حروف علت میں سے ہیں۔ کبھی واؤ کو یا میں بدلتے ہیں، کبھی یا کو واؤ میں بدلتے ہیں۔ جزم کی حالت میں آخر میں بھائی فعل میں واؤ اور یا آ رہے ہوں تو دونوں کیا ہو جاتے ہیں؟ گر جاتے ہیں۔ اور واؤ اور یا کے اندر بعض جگہ آپ دیکھتے ہیں کہ ان کو بدلنا ضروری ہوتا ہے، اگر نہ بدلا جائے تو باقی صیغوں سے کیا آئے گی؟ مخالفت لازم آئے گی، صورت ان جیسی نہیں رہے گی۔ تو یہ دونوں

ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ جب واؤ کا یہ حکم ہوا کہ اس کو بدلنا ہے کیونکہ تا کے مخرج کے قریب ہے اس کا مخرج، تو یا کو بھی یہی حکم دے دیا گیا اور یا کو بھی کیا کریں گے اب؟ تا کر کے تا میں ادغام کریں گے۔

تو لہذا کہتے ہیں واؤ کو جو تا میں بدلتے ہیں اس وجہ سے کہ واؤ اور تا کے درمیان قرب مخرج ہے، اور جو یا کو تا سے بدلتے ہیں اس وجہ سے کہ یا کی مشابہت ہے واؤ کے ساتھ۔ **پس اصل دریں باب ابدال واؤ است بتا**، تو اصل اس باب کے اندر کیا ہے؟ ابدال واؤ بتا، واؤ کو کس سے بدلا جائے؟ تا کے ساتھ بدلا جائے۔ **و ابدال یا فرع است**، اور ابدال یا کیا ہے؟ فرع ہے۔ یہ جو بھائی واؤ کو بھی تا سے بدلتے ہیں، یا کو بھی تا سے بدلتے ہیں، لیکن بتلایا اصل کیا ہے؟ واؤ کو کس سے بدلنا؟ تا کے ساتھ۔ کیوں؟ کیونکہ واؤ اور تا کا مخرج قریب ہے۔ باقی جو یا کو بدلتے ہیں وہ کس وجہ سے بدلتے ہیں؟ کیونکہ یا کی واؤ کے ساتھ مشابہت ہے اور واؤ کو تو بدل رہے ہیں تو لہذا یا کو بھی کیا کریں گے؟ بدلیں گے۔ معلوم ہوا واؤ کا تا سے بدلنا اصل ہے اور یا کا تا سے بدلنا فرع ہے، اور آگے بتلائیں گے جب تک اصل پر عمل ہو سکے فرع کی طرف جانا جائز نہیں۔ اور یہاں اصل پر عمل ہو سکتا ہے، آپ نے کہا تھا اس واؤ کو یا کر کے پھر اس یا کو کس میں بدلنا چاہیے؟ تا میں۔ لیکن اصل پر عمل ہو سکتا ہے، واؤ کو براہ راست کس میں بدلا جا سکتا ہے؟ تا سے بدلا جا سکتا ہے، تو جب تک اصل پر عمل ممکن ہو گا فرع کی طرف جانا جائز نہیں۔ لہذا اس لیے ہم فرع کی طرف نہیں گئے یعنی واؤ کو یا سے نہیں بدلا، بلکہ واؤ کو براہ راست کس سے بدل دیا؟ تا سے بدل دیا۔

تو کہتے ہیں **پس اصل دریں باب ابدال واؤ است بتا**، پس اصل اس باب کے اندر ابدال واؤ ہے تا کے ساتھ، **و ابدال یا فرع است**، اور یا کا بدلنا فرع ہے، **و ما دام کہ** اور جب تک کہ **عمل با صل ممکن باشد**، اصل پر عمل ممکن ہو، **ضرورت بسوئے فرع روا نباشد**، تو رجوع کرنا، ضرورت رجوع بھائی، رجوع کرنا **بسوئے فرع** فرع کی جانب **روا نباشد** جائز نہیں ہو گا۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی اچھی طرح؟ جی۔

جواب سوم: تیسرا جواب بھائی۔ کہتے ہیں **مقصود از ابدال واؤ بتا در اِوْتَقَدَ ادغام است**۔ کہتے ہیں یہ جو اِوْتَقَدَ کے اندر ہم واؤ کو کس سے بدلتے ہیں؟ تا سے، اس میں مقصود ادغام ہے تا کہ پھر تا کا تا میں کیا کیا جائے؟ ادغام کیا جائے۔ تو اگر واؤ کو پہلے یا کریں، پھر یا کو کیا کریں؟ تا کریں، پھر تا کا تا میں ادغام کریں تو کثرت تغییر لازم آئے گی، بہت سی تبدیلیاں کرنا پڑیں گی۔ پہلے واؤ کو کس سے بدلا؟ یا سے، پھر یا کو کس سے بدلا؟ تا سے، پھر تا کا تا میں ادغام کیا، تو تین تبدیلیاں کرنا پڑیں گی۔ اور یہ خلاف مقصود ہے اور درست نہیں ہے، بخلاف اس کے کہ کیا کیا جائے؟ واؤ کو براہ راست تا سے بدل کر پھر تا کا تا میں ادغام، کہ اس میں تھوڑی تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں بھائی۔

تو کہتے ہیں **مقصود از ابدال واؤ بتا**، کہ واؤ کا تا کے ساتھ جو ابدال ہے اس سے مقصود در اِوْتَقَدَ کس کے اندر؟ اِوْتَقَدَ کے اندر، **ادغام است**، کیا مقصود ہے یہ جو واؤ کو تا سے بدلتے ہیں؟ ادغام۔ یہ ادغام مقصود ہے۔ **زیرا کہ اگر واؤ را بیابدل کنند**، اس لیے کیونکہ اگر واؤ کو یا کے ساتھ بدلیں، **بعدہٗ یا بتا بدل کنند**، اس کے بعد یا کو تا کے ساتھ بدلیں، **و تا را در تا ادغام کنند**، اور تا کا تا کے اندر ادغام کریں، **کثرت تغییر لازم آید**، تو کیا لازم آئے گی؟ کثرت تغییر۔ تغییر تبدیلی بھائی، کثرت تبدیلی لازم آئے گی، بہت سی تبدیلیاں لازم آئیں گی، **خلاف مقصود**، مقصود کے خلاف، **و آں درست نیست**، اور وہ درست نہیں۔ **بخلاف** یُدْعٰی، بخلاف یُدْعٰی کے، اس میں آپ نے کیا کہا تھا؟ واؤ کو پہلے کس سے بدلا گیا؟ یا سے، پھر یا کو کس سے بدلا گیا؟ الف سے، اب اس کی بات کر رہے ہیں۔ **بخلاف** یُدْعٰی **کہ در وے مقصود ابدال واؤ بیا**، کہ وہاں پر واؤ کو یا کے ساتھ بدلنے سے مقصود جو ہے، کس کو، کس کا مقصود؟ وہاں کیا کیا گیا؟ پہلے واؤ کو یا سے، تو وہاں واؤ کو یا سے بدلا جو گیا اس بدلنے کا مقصود کیا تھا؟ **ابدال یا بالف است**، کہ یا کو کس سے بدلیں؟ الف سے بدلیں **برائے تخفیف**، کس کے لیے؟ تخفیف، کہ پھر اس یا نے آگے کس سے بدلنا تھا؟ الف سے۔ **پس کثرت تغییر این جا متحمل باشد**، پس وہاں، یہاں پر کثرت تغییر قابل برداشت ہے، برداشت کی جائے گی بھائی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟ جی۔

کیا بات ہوئی؟ کہ یہاں اِوْتَقَدَ کے اندر واؤ کو تا سے بدل کر پھر مقصود کیا ہے تا سے بدلنے سے؟ ادغام مقصود ہے۔ اور اگر واؤ کو یا سے بدلیں گے تو پھر کیا خرابی لازم آئے گی؟ کثرت تغییر، بہت سی تبدیلیاں لازم آئیں گی جو خلاف مقصود ہے اور جائز نہیں۔ جبکہ یُدْعٰی کے اندر آپ کہہ رہے ہیں زیادہ تبدیلیاں؟ کہتے ہیں بھائی یُدْعٰی میں جو ہم نے واؤ کو پہلے یا سے بدلا اس کا مقصد یہ تھا کہ پھر اس یا کو کس سے بدلیں گے؟ الف سے، کس مقصد کے لیے؟ تخفیف کے لیے۔ لہذا یہاں پر تو کثرت تبدیلی کو برداشت کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہاں مقصد تخفیف کا حاصل کرنا ہے۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟ جی۔

بخلاف یُدْعٰی بخلاف یُدْعٰی کے **کہ در وے مقصود** کہ اس کے اندر مقصود جو ہے **ابدال واؤ بیا**، واؤ کا یا کے ساتھ جو ابدال ہے اس سے مقصود **ابدال یا بالف است**، یا کا الف کے ساتھ بدلنا ہے **برائے تخفیف**، کس لیے؟ تخفیف کے لیے۔ **پس کثرت تغییر این جا متحمل باشد**، پس کثرت تغییر جو ہے یہاں پر قابل برداشت ہے بھائی۔ یہ تیسرا جواب دیا مصنف نے۔ لیکن مولانا یہ کوئی قوی جواب نہیں ہے بھائی۔ یُدْعَوُ، بھائی واؤ متحرک ماقبل فتحہ، اس کو براہ راست بھی تو

الف میں بدلا جاسکتا تھا۔ بدلا جاسکتا تھا یا نہیں بھائی؟ بدلا جاسکتا تھا۔ تو یہاں پر یہ جواب کوئی قوی جواب نہیں ہے، یہاں بھی بھائی براہ راست کر لیتے، کثرت تغییر کی کیا ضرورت تھی؟ براہ راست بھی تو تخفیف آرہی تھی، واؤ کو کس سے بدل دو؟ الف سے بدل دو۔ تو پہلے واؤ کو یا سے بدلا پھر یا کو کس سے بدلا؟ الف سے۔ یہ تو اس وقت ہوتا اگر براہ راست واؤ کو الف سے بدلنا جائز نہ ہوتا، تو پھر ہم کہتے بھائی تخفیف کا ایک ہی راستہ ہے اسی کو اختیار کرنا پڑے گا لمبا راستہ، واؤ کو پہلے کس سے بدلو؟ یا سے، پھر یا کو کس سے بدلو؟ الف سے، تاکہ تخفیف آئے۔ لیکن یہاں تو مختصر راستہ بھی تھا تخفیف کا، واؤ کو براہ راست کس سے بدل دو؟ الف سے بدل دو بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی، یہ کوئی قوی جواب نہیں بھائی۔

لیکن بہت سے جوابات دے رہے ہیں مولانا۔ جواب چہارم: چوتھا جواب اس کا **کہ در اعمال دلیلیں این جا ہیچ فائدہ نیست**۔ کہتے ہیں یہاں پر دونوں دلیلوں پر عمل کرنے میں، ان کو عمل دینے میں **ہیچ فائدہ نیست**، یہاں پر کوئی فائدہ نہیں۔ کس کے اندر؟ اِوْتَقَدَ کے اندر کہ واؤ کو پہلے کس سے بدلیں؟ یا سے، پھر یا کو کس سے بدلیں؟ تا سے، پھر تا کا تا میں کیا کریں؟ ادغام۔ تو واؤ کو یہاں تا کے اندر بدلیں اور دونوں تاکہ دلیلوں پر عمل ہو جائے اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ **پس بضرورت قصر مسافت کردند**، پس ضرورت کی وجہ سے مسافت میں قصر کیا یا کمی کر دی مولانا۔ کیا کر دی؟ کمی۔ آپ نے کیا کہا تھا؟ اِوْتَقَدَ میں پہلے واؤ کو کس سے بدلیں؟ یا سے، پھر یا کو تا سے، اور حالانکہ ہم نے بتایا نہیں ایسا نہیں کریں گے بلکہ کیا کریں گے؟ براہ راست واؤ کو تا سے۔ تو کس میں مسافت زیادہ طے کرنی پڑتی ہے؟ جب واؤ کو پہلے کس سے بدلو؟ یا سے۔ ایک تھا براہ راست تا میں بدلو، ایک ہے پہلے یا میں بدلو پھر اس کو کس سے بدلو؟ تا۔ تو کس میں مسافت کم ہے؟ کہ واؤ کو براہ راست کس سے بدل دو؟ تا سے۔ تو اس لیے کہتے ہیں چونکہ واؤ کو اگر ہم یا سے بدل دیں پھر یا کو تا سے بدلتے، فائدہ کوئی نہیں اس عمل کا۔ ہاں یہ ہوتا مسافت بڑھ جاتی، دو تین تبدیلیاں کرنا پڑتیں۔ اور ایک ہے مختصر مسافت کہ واؤ کو براہ راست کس میں بدل دو؟ تا میں۔ تو جب لمبی مسافت کا فائدہ ہی کوئی نہیں، لہٰذا اس کو کیا کر دیا؟ چھوٹی مسافت پر ہی ہم نے عمل کیا اور واؤ کو براہ راست کس سے بدل دیا؟ تا سے۔ بات بھی سمجھ میں آرہی ہے کہ مشکل ہے بھائی؟ آرہی ہے بھائی؟ ہاں۔

تو ایک طرف تین تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں: واؤ کو یا سے، یا کو پھر تا سے، پھر تا کا تا میں ادغام، وہ لمبی ہوگئی مسافت۔ ادغام آیا لیکن سفر طویل ہو گیا، تین تبدیلیاں کرنا پڑیں۔ اور ایک طرف سفر مختصر ہے: واؤ کو تا کرو اور تا کا تا میں ادغام، دو تبدیلیوں سے ہی مقصد حاصل ہو رہا ہے۔ تین والا بھی ہم اختیار کریں کوئی فائدہ ہی نہیں۔ یا تو کوئی فائدہ ہوتا پھر ہم کیا کرتے؟ اس کو بھی اختیار کرتے۔ بس یہی بات کر رہے ہیں **کہ در اعمال دلیلیں این جا ہیچ فائدہ نیست** کہ دونوں دلیلوں کو عمل دینے میں وہاں پر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس یہاں پر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ **پس بضرورت قصر مسافت کردند**، پس ضرورت کی وجہ سے مسافت میں قصر کیا گیا **کہ واؤ را ابتداء بتا بدل کردند**، کہ واؤ کو ابتدا ہی سے کس کے اندر بدل دیا؟ تا کے اندر بدل دیا۔ **و در یُدْعٰی فائدہ**، ہاں یُدْعٰی میں کہتے ہیں فائدہ ہے۔ وہاں ایک صورت تھی واؤ کو براہ راست کس سے بدلتے؟ الف سے، اور ایک صورت یہ تھی کہ واؤ کو کس سے ہم نے پہلے بدلا؟ یا سے، اور پھر یا کو کس سے بدلا؟ الف سے۔ کہتے ہیں وہاں فائدہ ہے۔ کیا فائدہ ہے؟ کہتے ہیں رسم الخط کا فائدہ ہے، کتابت، لکھنے کا فائدہ حاصل ہوا۔ کیا؟ کہ اگر واؤ کو براہ راست کس سے بدلتے؟ الف سے، تو اس صورت میں یاد رکھو آپ کو میں نے ضابطہ لکھوایا تھا ابواب کے اندر کہ واؤ جب طرف میں ہو اور اس واؤ کو الف سے بدلا جائے تو اس کو لکھتے بھی الف کی صورت میں ہیں۔ جیسے دَعَا اصل میں کیا تھا؟ دَعَوَ۔ واؤ متحرک ما قبل فتحہ تھا، اس واؤ کو کس سے بدلا؟ الف سے، لیکن لکھتے کس طرح ہیں؟ واؤ لکھتے ہیں؟ نہیں، دَعَا دال عین الف لکھتے ہیں، واؤ لکھتے ہی نہیں۔ لیکن اگر یا کو الف سے بدلا جائے تو پھر اس کو یا ہی کی صورت میں لکھتے ہیں، جیسے رَمٰی۔ اصل میں کیا تھا؟ رَمَیَ۔ یا متحرک ما قبل فتحہ، اس کو الف سے بدلا، تو یہ یا الف سے بدل چکی ہے لیکن لکھیں گے پھر بھی کس صورت میں؟ یا کی صورت میں، را میم یا۔ تو لہٰذا اگر ہم وہ یُدْعٰی کے اندر واؤ کو یا سے نہ بدلتے، براہ راست الف سے بدل دیتے تو یُدْعٰی کو کس کے ساتھ لکھنا پڑتا؟ الف کے ساتھ۔ لیکن اب جب ہم نے پہلے اس کو یا سے بدلا اور پھر یا کو الف سے بدلا تو اب کس صورت میں لکھیں گے؟ یا ہی کی صورت میں لکھیں گے۔ تو فائدہ آیا یا نہیں آیا بھائی؟ لہٰذا اس کا فائدہ تھا اس لیے وہاں طویل مسافت کو اختیار کیا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی۔

کہتے ہیں **و در یُدْعٰی فائدہ آں در خط ظاہر می شود**، اور یُدْعٰی کے اندر اس کا فائدہ خط یعنی کتابت کے اندر ظاہر ہو گا، ظاہر ہوتا ہے، **زیرا کہ ایں الف ازاں جہت**، اس لیے کیونکہ یہ جو الف ہے یُدْعٰی کے اندر، **ازاں جہت** اس جہت سے **کہ بدل از یا است** کہ کس سے بدل ہے یہ؟ یا سے بدل ہے، **بصورت یا نبشتہ آید**، یا کی صورت کے اندر لکھا جائے گا بھائی۔ کس کی صورت میں؟ یا کی صورت میں۔ نوشتن اور نبشتن دونوں کا معنی ہوتا ہے لکھنا بھائی۔

جواب پنجم: پانچواں جواب۔ کہتے ہیں **اگر در اِوْتَقَدَ واؤ را بیا بدل کنند توالی کسرات لازم آید**۔ اگر اِوْتَقَدَ کے اندر واؤ کو کس سے بدلتے؟ یا سے بدلتے، توالی، توالی پے در پے مسلسل، تو مسلسل کسرے لازم آتے۔ کیسے؟ اِوْتَقَدَ، واؤ کو یا سے بدلا، کیا بن گیا؟ اِیْتَقَدَ۔ اب ایک تو ہمزہ کا کسرہ اور یا کتنے کسروں کے

قائم مقام ہے؟ دو کسروں سے بنی ہے یا، تو یہ دو کسروں کے قائم مقام ہوئی تو پے در پے گویا کہ تین کسرے آجاتے۔ اور پے در پے تین کسروں کا آنا یہ ثقیل ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ درست نہیں۔

تو کہتے ہیں **اگر در اِوْتَقَدَ واوٗرا بیابدل کنند**، اگر اِوْتَقَدَ کے اندر واوٗ کو یا کے ساتھ بدلتے، **تو الی کسرات لازم آید**، تو تو الی کسرات پے در پے کسروں کا ہونا لازم آتا، **وایں روانیست**، اور یہ جائز نہیں ہے۔ **پس واوٗرا ابتداء بتابدل کردند**، پس واوٗ کو ابتداء ہی کس سے؟ تا سے بدل دیا۔

سوال: اعتراض پھر ہوا مولانا، سوال۔ **در میزان ومِیْقَاتٌ نیز تو الی کسرات لازم می آید**۔ اچھا، آپ کہتے ہیں اگر واوٗ کو کس سے بدلتے؟ یا سے تو پے در پے کسرے لازم آتے، بھائی یہ تو پھر پچھلے قانون میں بھی لازم آرہے ہیں۔ آپ نے بتلایا تھا میزان اصل میں کیا تھا؟ مِوْزَانٌ۔ یا کی جگہ واوٗ تھا، پھر واوٗ ساکن ماقبل کسرہ اس کو کس سے بدلا؟ یا سے بدلا تو میزان ہوا۔ اب ایک میم کا کسرہ اور یا کتنے کسروں کے قائم مقام؟ دو کے، تو تین کسرے پے در پے آگئے یا نہیں آگئے بھائی؟ کہتے ہیں سوال: **در میزان ومِیْقَاتٌ نیز تو الی کسرات لازم می آید**، میزان اور میقات کے اندر بھی پے در پے کسروں کا ہونا لازم آتا ہے، **پس بایستی**، پس چاہیے **کہ واوٗرا بیابدل نمی کردند**، کہ واوٗ کو یا کے ساتھ نہ بدلتے۔

جواب: جواب دے رہے ہیں مولانا اس اعتراض کا، جواب یہ کہ **اگر واوٗرا بیابدل نمی کردند**، اگر واوٗ کو یا کے ساتھ نہ بدلتے، **خروج کسرہ بسوئے ضمہ لازم آمدے**، تو کسرہ کا خروج ضمہ کی جانب لازم آتا۔ مِوْزَانٌ، اگر اس واوٗ کو یا سے نہ بدلتے تو مِوْزَانٌ، میم کے نیچے کسرہ اور اس کے آگے واوٗ، اور واوٗ کس کے قائم مقام، کس سے بنا ہے؟ دو ضموں سے بنا، تو کسرہ سے کس کی طرف خروج ہوتا؟ کسرہ کے فوراً بعد کیا آجاتا؟ ضمہ آجاتا۔ تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج آتا یعنی کسرہ کے فوراً بعد کیا آتا؟ ضمہ، اور کسرہ کے فوراً بعد ضمہ کا آنا انتہائی ثقیل ہے بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔ کسرہ کے فوراً بعد کس کا آنا؟ ضمہ کا آنا انتہائی ثقیل ہے۔ تو اس وجہ سے وہاں پر کیا کیا گیا؟ واوٗ کو یا سے بدلا گیا بھائی۔

کہتے ہیں **اگر واوٗرا بیابدل نمی کردند**، اگر واوٗ کو یا کے ساتھ نہ بدلتے، **خروج کسرہ بسوئے ضمہ لازم آمدے**، تو کسرہ کا خروج ضمہ کی جانب لازم آتا، **زیرا کہ واوٗ از پس کسرہ بمنزلۂ ضمہ است**، اس لیے کیونکہ واوٗ **از پس کسرہ** کسرہ کے بعد **بمنزلۂ ضمہ است** کس کے درجے میں ہے؟ ضمہ کے درجے میں ہے، **وتو الی کسرات اہون است از خروج کسرہ بسوئے ضمہ**۔ تو ایک ثقل آرہا تھا تو الی کسرات سے، پے در پے کسروں کا ثقل تھا، اور ایک ثقل کس سے آرہا ہے؟ کسرہ سے کس کی طرف خروج ہو؟ ضمہ کی طرف۔ اور کہتے ہیں تو الی کسرات کا جو ثقل ہے وہ ہلکا ہے، اور کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج جو ہے وہ اثقل ہے، زیادہ ثقیل ہے بھائی۔ تو لہذا کس کو اختیار کیا گیا؟ جس میں ثقل کم تھا۔ اور ثقل کس کے اندر کم ہے؟ تو الی کسرات میں۔

تو کہتے ہیں **وتو الی کسرات اہون است**، اور تو الی کسرات جو ہے وہ آسان ہے **از خروج کسرہ بسوئے ضمہ**، کس سے آسان ہے؟ **خروج کسرہ بسوئے ضمہ**، کسرہ کا ضمہ کی طرف خروج جو ہے اس سے زیادہ آسان تو الی کسرات ہے۔ **پس تو الی کسرات اختیار افتاد**، پس تو الی کسرات کو اختیار کیا، اختیار کیا بھائی۔

وَلِأَنَّ مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ فَلْيَخْتَرْ اَھون ھما۔ وَلِأَنَّ اور اس لیے کہ مَنِ ابْتُلِيَ جس شخص کو مبتلا کیا گیا بِبَلِيَّتَيْنِ دو آزمائشوں میں فَلْيَخْتَرْ پس اسے چاہیے کہ اختیار کرے اَھون ھما ان دو میں سے جو زیادہ آسان ہے۔ بھائی جب بھی کوئی شخص مشکل مقام پر پڑتا ہے، دو مشکل چیزوں میں سے ایک اسے ضرور اختیار کرنی ہے، دو آزمائشوں میں پڑ گیا، ایک طرف جاتا ہے تو یہ مشکل پیش آتی ہے، دوسری طرف جاتا ہے تو دوسری مشکل پیش آتی ہے، تو انسان ہمیشہ کون سی صورت اختیار کرتا ہے؟ جو ان میں ذرا دوسرے کی بنسبت آسان، مشکل تو دونوں ہیں لیکن ایک ان میں سے دوسرے سے کم درجے کی ہے تو وہ یقینا کیا کرے گا؟ جو کم درجے کی مشکل ہے اس کو اختیار کرے گا۔ تو یہاں بھی اسی طرح ہوا، دو طرف ثقل تھا لیکن ایک طرف ثقل ذرا کم تھا، لہذا اس کو کیا کیا گیا؟ اختیار کیا گیا۔ تو کہتے ہیں وَلِأَنَّ مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ اس لیے کیونکہ وہ شخص جس کو مبتلا کیا گیا بِبَلِيَّتَيْنِ دو آزمائشوں کے اندر فَلْيَخْتَرْ اَھون ھما پس اسے چاہیے کہ اختیار کرے ان دونوں میں سے جو آسان ہے۔

بخلاف اِوْتَقَدَ، بخلاف کس کے؟ اِوْتَقَدَ کے۔ یہ تو بات چل رہی تھی مِیْقَات اور میزان کی۔ **بخلاف اِوْتَقَدَ کے کہ اگر واوٗرا در وے سلامت دارند**، کہ اگر اس کے اندر واوٗ کو سلامت رکھتے، اِوْتَقَدَ میں واوٗ کو کیا کرتے؟ سلامت رکھتے یعنی تا نہ کرتے، اسی طرح واوٗ رہنے دیتے، تو **خروج کسرہ بسوئے ضمہ لازم آید**، تو کسرہ کا خروج کس کی جانب؟ ضمہ کی جانب لازم آتا۔ اِوْتَقَدَ، ماقبل میں کسرہ اور کسرے کے بعد کیا آیا؟ واوٗ، اور واوٗ کس کے درجے میں ہے؟ ضمے کے درجے میں، تو خروج کسرہ بسوئے ضمہ لازم آتا۔ **واگر واوٗرا بیابدل کنند**، اور اگر واوٗ کو یا کے ساتھ بدلتے، **تو الی کسرات لازم آید**، تو کیا لازم آتا؟ کسروں کا پے در پے آنا لازم آتا، **وہر دو ممنوع است**، اور دونوں ہی ممنوع ہیں، جائز نہیں۔ **واگر واوٗرا بتا بدل کنند**، اور اگر واوٗ کو تا کے ساتھ بدلیں، **ہیچ محذور لازم نیاید**۔ محذور

کہتے ہیں ممنوع کو۔ اور اگر واؤ کو تا کے ساتھ بدلیں تو کوئی بھی ممنوع لازم نہیں آتا۔ واؤ کو برقرار رکھیں تو بھی خرابی، واؤ کو یا سے بدلیں تو بھی خرابی، لیکن اگر واؤ کو تا سے بدلیں تو پھر ان دونوں خرابیوں میں سے کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ **پس قلب واؤ بتا اختیار افتاد**، پس واؤ کا قلب، واؤ کا بدلنا، پلٹنا کس کے ساتھ؟ تا کے ساتھ **اختیار افتاد**، یہ اختیار کیا گیا، یہ اختیار ہوا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

جواب ششم: چھٹا جواب۔ کہتے ہیں **اگر در اِوْتَقَدَ اول واؤ را بیابدل کنند** بعدهٗ **یا را بتا بدل نمایند**۔ جی، ایک اور جواب دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں بھائی دیکھیے، اگر پہلے ہم اِوْتَقَدَ کے اندر واؤ کو کس سے بدلتے؟ یا سے۔ تو بتلائیے مولانا یہ یا لازم ہے یا عارضی ہے؟ عارضی ہے۔ کیا تھی یا؟ عارضی یا ہوتی، اور عارضی یا کو تا سے بدلنا جائز نہیں۔ آپ نے کہا نا پہلے واؤ کو یا کرتے پھر یا کو کیا کرتے؟ تا کر دیتے۔ لیکن یہ یا تو کون سی ہے؟ عارضی ہے، اور عارضی یا کو تا سے بدلنا جائز نہیں، لہٰذا اِیْتَقَدَ رہ جاتا، حالانکہ ہم نے تو پہنچنا کہاں تک تھا؟ اِتَّقَدَ تک بھائی۔ بات سمجھ میں آگئی بھائی؟

کہتے ہیں **اگر در اِوْتَقَدَ اول واؤ را بیابدل کنند**، اِوْتَقَدَ کے اندر پہلے واؤ کو اگر یا کے ساتھ بدلتے، بعدهٗ **یا را بتا بدل نمایند**، اس کے بعد کیا کرتے؟ یا کو تا سے بدلتے، **روا نباشد**، تو جائز نہ ہوتا، **زیرا کہ یا عارض خواہد بود نہ لازم**، اس لیے کہ یا کیا ہوتی؟ عارض ہوتی، لازم نہ ہوتی، **و یائے عارضی بتا بدل کردن روا نیست**، اور یائے عارضی کو تا کے ساتھ بدلنا جائز نہیں ہے۔ **پس ابتداء واؤ را بتا بدل کردند**، پس ابتداء کیا کیا گیا؟ شروع ہی سے واؤ کو تا سے بدل دیا۔ **ولہٰذا در اِیْتَکَلَ و اِیْتَمَرَ یا را بتا بدل نہ کردند**، اور اسی وجہ سے اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ کے اندر یا کو تا کے ساتھ نہیں بدلا۔ اِیْتَکَلَ اصل میں تھا اِئْتَکَلَ، یہ یا کی جگہ ہمزہ ساکن تھا۔ اور اِیْتَمَرَ اصل میں تھا اِئْتَمَرَ، یہ یا کی جگہ ہمزہ ساکن۔ تو دو ہمزے اکٹھے ہوئے مولانا اور ہمزہ ثانی ساکن تھا تو اس کو پہلے کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلا گیا، کس سے بدل دیا پھر؟ یا سے۔ تو یہ یا لازم ہوئی یا عارضی ہوئی؟ عارضی، اور عارضی یا کو تا کے ساتھ بدلنا جائز نہیں۔ اس لیے اِیْتَکَلَ پڑھتے ہیں اِتَّکَلَ نہیں، اِیْتَمَرَ پڑھیں گے اِتَّمَرَ نہیں، کیونکہ اس یا کو تا سے بدلنا جائز نہیں کیونکہ یہ یا عارضی ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ کے اندر یا کو تا کے ساتھ نہیں بدلا، **زیرا چہ یا لازم نیست**، اس لیے کیونکہ یہ یا لازم نہیں ہے، **بلکہ بدل است از ہمزہ**، بلکہ بدل ہے یہ ہمزہ سے۔

وادغام در اِتَّخَذَ۔ جی، یہ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں بھائی۔ سوال یہ کہ أَخَذَ یَأْخُذُ مادہ کیا ہے؟ ہمزہ، خا، ذال۔ اسی سے باب اِفْتِعَال آتا ہے اِتَّخَذَ۔ کیا آتا ہے؟ اِتَّخَذَ۔ ذرا اس کی اصل نکالو، اِفْتَعَلَ، مادہ ذہن میں رکھنا أَخَذَ، کیا بنے گا؟ اِئْتَخَذَ۔ فا کی جگہ ہمزہ ساکن لے آؤ، اِئْتَخَذَ، صورت سمجھ میں آگئی؟ پھر اس ہمزہ کو کس سے بدلا گیا؟ یا سے، کیا بن گیا؟ اِیْتَخَذَ۔ پھر اس یا کو تا سے بدلا گیا، اِتَّخَذَ۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی۔ تو اشکال ہوا ابھی آپ نے ہمیں کہا کہ یائے عارضی کو تا سے نہیں بدلتے، اِتَّخَذَ میں تو یائے عارضی آئی تھی اور وہ کس سے بدل گئی؟ تا سے بدل گئی بھائی۔ اشکال سمجھ میں آگیا؟ وہ تو تا سے بدل گئی۔ کہتے ہیں بھائی یہ شاذ ہے، قانون اور ضابطے کے مطابق بدلنا نہیں چاہیے تھا لیکن یہ قانون کے تحت نہیں ہوا لہٰذا اس کو کیا کہتے ہیں؟ شاذ، تو کہتے ہیں یہ شاذ ہے۔ یعنی استعمال میں صحیح ہے، عربوں سے ہم نے اسی طرح سنا ہے لیکن قانون کے تحت اس کو بدلنا نہیں چاہیے تھا۔ تو استعمال کے اعتبار سے صحیح لیکن قانون کی گرفت میں نہیں آرہا، تو اس کو کیا کہا جاتا ہے؟ شاذ کہا جاتا ہے۔

تو کہتے ہیں **وادغام در اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ**، اور اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ کے اندر ادغام **کہ در اصل اِیْتَخَذَ یَیْتَخِذُ بود**، کہ اصل کے اندر یہ اِیْتَخَذَ یَیْتَخِذُ تھا، **باوجود آں کہ یا لازم نیست**، باوجود اس کے کہ یا لازم نہیں ہے، **بلکہ بدل است از ہمزہ**، بلکہ کس سے بدل ہے؟ ہمزہ سے بدل ہے، لیکن اس کے اندر **وادغام در اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ**، اب آیا، **شاذ است**، یہ اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ کے اندر ادغام کیا ہے؟ شاذ ہے، یہ خبر ہے مولانا اس کی، ادغام در اِتَّخَذَ کی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔

بعضوں نے اور جواب دیا، وہ کہتے ہیں کہ یہ اِتَّخَذَ، أَخَذَ مادہ ہی نہیں ہے اس کا، اس کا مادہ تَخِذَ ہے۔ تا، خا، ذال۔ اور جیسے أَخَذَ کا معنی پکڑنے کے ہے اسی طرح تَخِذَ تَخِذَ کے بھی کیا معنی ہیں؟ پکڑنے کے ہیں۔ تو یہ أَخَذَ مادہ ہی نہیں ہے۔ تو اگر یہ قول لے لیا جائے کہ اس کا مادہ تَخِذَ ہے پھر تو اشکال ہی نہیں ہوتا، شاذ کہنا ہی نہیں پڑتا اس کو۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ پھر تو پہلے ہی تا تھی، اِفْتَعَلَ، اِئْتَخَذَ، پھر تا کا تا میں کیا کر دیا گیا؟ صرف ادغام کیا گیا۔

جواب ہفتم: ساتواں جواب بھائی اس اعتراض کا۔ کہتے ہیں **اگر واؤ را یا کنند**، اگر واؤ کو یا کر دیتے، **فعل واحد گاہے یائی گردد گاہے واوی**، تو ایک ہی فعل کبھی یائی ہو جاتا اور کبھی واوی ہو جاتا۔ **یعنی فعل معروف یائی گردد**، یعنی فعل معروف تو کیا بن جاتا؟ یائی ہو جاتا **چوں** اِیْتَقَدَ، جیسے واؤ کو کس سے بدلا؟ یا سے، تو فعل معروف ہے تو یہ یائی ہوا۔ **و فعل مجہول واوی**، اور فعل مجہول کیا بن جاتا؟ واوی **چوں** أُوتُقِدَ۔ بھائی مجہول أُوتُقِدَ پڑھنا پڑتا ہے یا نہیں بھائی؟ تو وہاں یا کو پھر، تو وہاں دیکھیے واؤ اسی طرح ہے اور معروف کے اندر واؤ یا سے بدلا ہے، تو فعل معروف کیا ہو جاتا؟ یائی، اور فعل مجہول واوی، یعنی واؤ اس میں پڑھنا پڑتا بھائی، اور پہلے میں یا پڑھنی پڑتی۔ **پس ابتداء واؤ را بتا بدل کردند**، پس ابتداء ہی واؤ کو کس سے بدل دیا؟ تا سے بدل دیا تاکہ یہ خرابی ہی لازم نہ آئے بھائی، خرابی لازم نہ

آئے۔ چلیے بس کریں بس۔ هذا هو الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِي قَوَانِينِ إِعْلَالِ الْأَجْوَفِ

اجوفِ واوی ویائی کے اعلال، موانعِ تعلیل اور ضمائرِ مرفوع متحرک کے احکام (اسباق ۱۲۱ تا ۱۳۰)

فصلِ سوم (اجوف): قوانینِ اعلالِ اجوف کا آغاز (حرکتِ لازم وما قبل مفتوح)

سبق نمبر ۱۲۱—تاریخِ درس: ۱۰ مئی ۲۰۰۹ء

فصل سوم در بیان قوانین اعلال اجوف۔ تیسری فصل ہے یہ مولانا، اجوف کے اعلال کے قوانین کے بیان میں بھئی۔ اجوف میں جو اعلال ہوتے ہیں ان کے قوانین یہاں بیان ہوں گے۔[1]

یکے آں کہ ہر واو و یا کہ متحرک باشد بہ حرکت لازم وما قبل او مفتوح باشد بفتحۂ لازم، واجب ومطّرد است کہ آں واو و یارا بالف بدل کنند اگر موانع نہ باشد۔ تو یہ قوانین بیان ہو رہے ہیں اجوف کے اعلال کے۔ پہلا قانون: **یکے آں کہ**، ایک یہ ہے، یعنی ایک قانون یہ کہ **ہر واو و یا کہ متحرک باشد**، ہر وہ واو اور یا جو متحرک ہو، **بہ حرکت لازم**، کس کے ساتھ؟ حرکت لازم، عارضی حرکت نہ ہو، حرکت لازم کے ساتھ واو اور یا متحرک ہو، **وما قبل او مفتوح باشد**، اور اس واو اور یا کا ماقبل مفتوح ہو، **بفتحۂ لازم**، کس کے ساتھ؟ فتحۂ لازم، یعنی اس واو اور یا پر بھی حرکت لازم ہو اور اس سے ماقبل پر فتحۂ لازم ہو، **واجب ومطّرد است**، واجب اور عام ہے، یعنی اسم کا بھی یہی حکم اور فعل کا بھی یہی حکم، واجب اور مطّرد ہے **کہ آں واو و یارا بالف بدل کنند**، کہ اس واو اور یا کو الف کے ساتھ بدل دیں، بدلتے ہیں، **اگر موانع نہ باشد**، اگر موانع نہ ہوں۔ کوئی مانع ہو پھر نہیں بدلیں گے بھئی۔

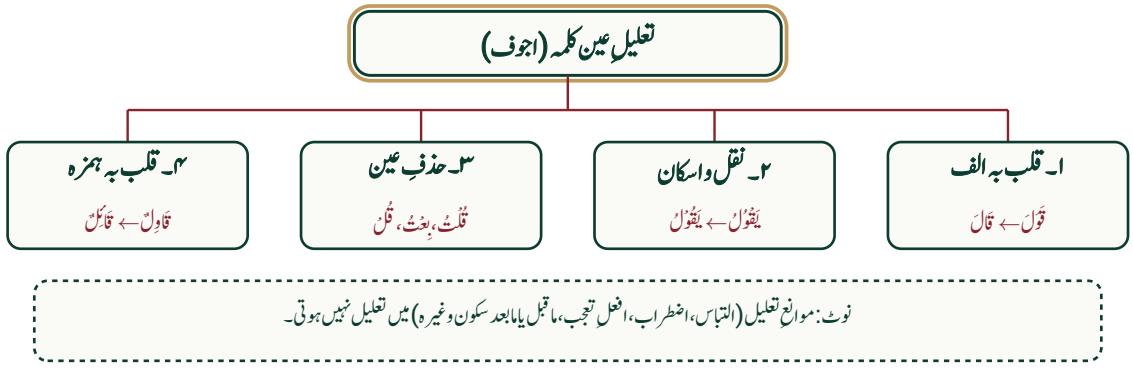
چوں

قَالَ	بَاعَ	خَافَ
هَابَ	طَالَ	

بابِ وَ نَابٌ، **کہ در اصل قول**

بَيَعَ	خَوِفَ	هَيِبَ
طَوُلَ	بَوَبٌ	نَيَبٌ

[1] ویکٹر نقشہ: اعلالِ اجوف کی چار بنیادی صورتیں



بود۔ اصل میں یہ تھے مولانا۔ قَالَ اصل میں کیا تھا؟ قول تھا۔ واو متحرک ہے اور حرکت لازم کے ساتھ ہے اور اس سے قبل ما قبل قاف پر فتحہ ہے اور وہ بھی حرکت کس قسم کی ہے؟ لازم ہے۔ تو واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدلا قَالَ ہوا۔ بَاعَ کی اصل کیا ہے؟ بَيَعَ ہے، تو یا متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدلا۔ خَافَ کی اصل کیا ہے؟ خَوِفَ، واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدلا خَافَ ہوا۔ هَابَ کی اصل کیا بتلائی انہوں نے؟ هَيِبَ، یا متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلا؟ الف سے۔ اور طَالَ کی طَالَ، اس کی اصل کیا بتلائی؟ طَوُلَ، تو واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدلا طَالَ ہوا۔ باب بھئی، اس کی اصل کیا ہے؟ بَوَبٌ، تو واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدل دیا باب ہوا۔ اور نَابٌ کی اصل کیا بتلائی؟ نَيَبٌ بھئی، یا متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدل دیا نَابٌ ہوا۔

اچھا، انہوں نے کہا بھئی کہ یہ واو متحرک ما قبل فتحہ ہو یا یا متحرک ما قبل فتحہ ہو تو ان کو الف سے بدلیں گے، چاہے اسم میں ہوں چاہے فعل میں ہوں، لیکن ایک شرط ہے کہ کوئی مانع نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی مانع آ گیا تو پھر نہیں بدلیں گے۔ وہ موانع کون کون سے ہیں؟ اب وہ بیان کرنے لگے ہیں۔ کہتے ہیں: **وموانع پنج است**، اور وہ موانع پانچ ہیں۔

یکے التباس مثنّي **بواحد**، ایک تثنیہ کا التباس واحد کے ساتھ۔ اگر تثنیہ کا التباس مفرد کے ساتھ آتا ہو تو وہاں پر اعلال نہیں کریں گے۔ بھئی قانون تو یہ ہوا: واو متحرک ہو، ما قبل فتحہ ہو اس واو اور اسی طرح یا ہو، تو اس واو اور یا کو کس سے بدلیں گے؟ الف سے۔ لیکن اگر تثنیہ کا التباس کس کے ساتھ آئے؟ **التباس** مثنّي **بواحد**، تثنیہ میں ایسا کرنے سے اس کا التباس کس کے ساتھ آتا ہو؟ واحد کے ساتھ، یعنی مفرد کے ساتھ، اس تثنیہ کی صورت مفرد جیسی ہو جاتی ہے اور مفرد اور تثنیہ میں پھر کوئی فرق ہی نہیں رہتا، تو پھر اس صورت میں تثنیہ کے اندر وہ اعلال نہیں کریں گے بھئی۔

چنانچہ در دَعَوَا وَ رَمَيَا **واو و یا سلامت ماند**، چنانچہ دَعَوَا اور رَمَيَا کے اندر واو اور یا سلامت رہے، **زیرا کہ اگر تعلیل کنند**، اس لیے کہ اگر تعلیل کریں، **التباس** مثنّي **بفعل واحد شود**، تو تثنیہ کا التباس فعل واحد کے ساتھ ہو جائے گا یعنی مفرد فعل کے ساتھ ہو جائے گا۔ کیسے؟ بھئی دَعَوَا، مفرد کیا ہے؟ دَعَا۔ اگر دَعَوَا تثنیہ ہے اس کے اندر بھی اعلال کریں، واو کو الف سے بدلیں، تو دو الف آ گئے، ایک الف پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائے گا، تو یہ بھی دَعَا ہو جائے گا۔ تو مفرد بھی دَعَا، تثنیہ بھی دَعَا، تو تثنیہ کا التباس کس کے ساتھ لازم آئے گا؟ واحد کے ساتھ، یعنی مفرد کے ساتھ۔ اسی طرح رَمٰی مفرد ہے، رَمَيَا تثنیہ ہے، یہاں بھی دیکھو یا متحرک ما قبل فتحہ ہے، لیکن اس یا کو الف سے نہیں بدلیں گے، کیونکہ اس صورت میں اس کا التباس کس کے ساتھ لازم آئے گا؟ واحد کے ساتھ، مفرد کے ساتھ۔ تو رَمَيَا یہاں پر پھر یا کو اگر الف سے بدلا تو دو الف ہو جائیں گے، پھر اجتماع ساکنین عَلٰى غَيْرِ حَدِّهٖ کی وجہ سے ایک الف کو کیا کرنا پڑے گا؟ گرانا پڑے گا، تو یہ بھی رَمٰی، مفرد بھی رَمٰی، تو تثنیہ کس کی طرح ہو گیا؟ مفرد کی طرح، تو دونوں میں التباس اور اشتباہ آ گیا، پتہ ہی نہیں چلے گا کون ہے بھئی۔ اس لیے دَعَوَا اور رَمَيَا کے اندر واو اور یا سلامت رہے اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی بھئی۔

سوال: **در** يَرْضَيَانِ وَ يَخْشَيَانِ **التباس بفعل نمی آید**۔ يَرْضَيَانِ مضارع ہے بھئی۔

رَضِيَ	يَرْضٰى	يَرْضٰى

مفرد، يَرْضَيَانِ تثنیہ۔

يَخْشٰى	خَشِيَ	يَخْشٰى

سے مضارع ہے، يَخْشٰى مفرد، يَخْشَيَانِ تثنیہ ہے۔ تو کہتے ہیں یہاں پر **التباس بفعل نمی آید ای بفعل واحد نمی آید**، یہاں پر واحد کے فعل کے ساتھ التباس لازم نہیں آتا اگر اعلال کر بھی لیں۔ کیسے؟ يَرْضَيَانِ کیا ہو جائے گا؟ یا متحرک ما قبل فتحہ ہے یہ کس سے بدلے گی؟ الف سے۔ پھر دو الف جمع ہو گئے، ایک پہلے سے موجود ہے ایک یا الف ہو گئی، تو پہلی الف کو گرا دیا اجتماع ساکنین عَلٰى غَيْرِ حَدِّهٖ کی وجہ سے، تو کیا بن گیا؟ يَرْضَانِ۔ اسی طرح يَخْشَيَانِ کیا بن جائے گا؟ يَخْشَانِ۔ تو کہتے ہیں دیکھو مفرد ہے يَرْضٰى اور تثنیہ تعلیل کے بعد کیا رہے گا؟ يَرْضَانِ۔ مفرد ہے يَخْشٰى اور تثنیہ کیا ہو جائے گا اعلال کر لیں تو؟ يَخْشَانِ۔ تو فرق ہے ابھی بھی یا نہیں بھئی؟ فرق اعلال کے بعد بھی ہے، تو لہٰذا یہاں پر کیا کرنا چاہیے؟ اعلال کرنا چاہیے۔ تو کہتے ہیں: **در** يَرْضَيَانِ

وَ يَخْشَيَانِ **التباس بفعل نمی آید**، يَرْضَيَانِ اور يَخْشَيَانِ کے اندر فعل کے ساتھ التباس نہیں آتا یعنی فعل واحد کے ساتھ، **زیرا کہ بعد تعلیل** يَرْضَانِ وَ يَخْشَانِ **می ماند**، اس لیے کیونکہ تعلیل کے بعد يَرْضَانِ اور يَخْشَانِ باقی رہ جائیں گے، **چرا تعلیل نہ کردند؟** پھر ان میں تعلیل کیوں نہیں کی بھئی؟ ان میں تو کر بھی دیتے تو فرق ہوتا، لہذا ان میں تعلیل کرنی چاہیے تھی، کیوں نہیں کی؟

جواب: جواب یہ کہ **در حالت نصب التباس** مثنّي **بفعل واحد می آید**۔ کہتے ہیں بھئی اس وقت تو ٹھیک ہے، حالت رفعی کے اندر تو فرق ہو جائے گا۔ لیکن حالت نصبی کے اندر یہ نون گر جاتا ہے۔ یہ نون کیا ہوتا ہے تثنیہ کا؟ نون اعرابی ہے یہ حالت نصبی میں گر جاتا ہے، جیسے آپ نے گردان پڑھی ہے لَنْ يَرْمِيَ، لَنْ يَرْمِيَا، دیکھو حالانکہ يَرْمِيَانِ تھا نون کیا ہوا؟ لَنْ ناصبہ کے آنے کی وجہ سے کیا ہوا نون؟ نون اعرابی گر گیا۔ تو یہاں پر بھی جب حالت نصبی آئے گی، حالت نصبی میں جب یہ فعل واقع ہو گا تو نون گر جائے گا۔ تو يَرْضَانِ سے جب نون گرے گا باقی کیا رہ جائے گا؟ يَرْضٰى۔ اور اسی طرح بھئی يَخْشَانِ سے نون گرے گا تو کیا رہ جائے گا؟ يَخْشٰى۔ تو اب کس کے ساتھ التباس لازم آیا؟ واحد کے ساتھ۔ تو واحد بھی کیا؟ لَنْ يَرْضٰى۔ اور تثنیہ بھی کیا؟ لَنْ يَرْضٰى بن جائے گا۔ اسی طرح واحد بھی کیا بنے گا؟ لَنْ يَخْشٰى، تثنیہ بھی کیا بن جائے گا؟ لَنْ يَخْشٰى، تو دونوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ تو کہتے ہیں: **در حالت نصب التباس** مثنّي **بفعل واحد می آید**، نصب کی حالت میں تثنیہ کا التباس فعل واحد کے ساتھ آتا ہے، واحد کے ساتھ آئے گا، **زیرا چہ نون تثنیہ در حالت نصب بیفتد**، اس لیے کیونکہ نون تثنیہ حالت نصب میں گر جاتا ہے، لَنْ يَرْضٰى وَ لَنْ يَخْشٰى **بماند**، تو لَنْ يَرْضٰى اور لَنْ يَخْشٰى باقی رہ جائیں گے بھئی۔

سوال: **در** اِرْضَيَا وَ اِخْشَيَا **التباس بفعل واحد نمی آید کہ بعد تعلیل** اِرْضَا وَ اِخْشَا **می ماند، چرا تعلیل نہ کردند؟** امر کی بات کر رہے ہیں مولانا امر میں۔ امر کیسے ہے گردان؟ اِرْضَ، اِرْضَيَا۔ اِخْشَ، اِخْشَيَا۔ تو یہاں پر کیا کرنا چاہیے؟ اعلال کرنا چاہیے۔ اِخْشَيَا، یا متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے تو کیا ہو جائے گا؟ دو الف جمع ہوں گے پھر ایک الف اجتماع ساکنین سے گر جائے گا تو باقی کیا رہ جائے گا؟ اِخْشَا، کیا رہے گا؟ اِخْشَا۔ اور اسی طرح اِرْضَا۔ تو دیکھیے یہ امر ہے اور تثنیہ ہے اور آخر میں الف آ رہا ہے، اور مفرد میں نہیں ہے۔ اِخْشَ، اِرْضَ، دیکھو مفرد کے اندر الف نہیں ہے آخر میں، ضاد پر فتحہ ہے اور شین پر فتحہ ہے۔ تو مفرد کیا ہوا؟ اِخْشَ، اور تثنیہ کیا ہوا؟ اِخْشَا۔ مفرد کیا ہوا؟ اِرْضَ، اور تثنیہ کیا ہوا؟ اِرْضَا۔ تو فرق ہے یا نہیں ابھی بھی؟ دونوں میں ابھی بھی فرق، لہذا اس کے اندر کیا کرنا چاہیے؟ اعلال کرنا چاہیے کیونکہ تثنیہ کا التباس مفرد سے نہیں ہو رہا۔ تو کہتے ہیں: **در** اِرْضَيَا وَ اِخْشَيَا **التباس بفعل واحد نمی آید**، اِرْضَيَا اور اِخْشَيَا کے اندر التباس فعل واحد کے ساتھ نہیں آتا، **زیرا کہ بعد تعلیل** اِرْضَا وَ اِخْشَا **می ماند**، اس لیے کیونکہ تعلیل کے بعد اِرْضَا اور اِخْشَا باقی رہ جاتے ہیں، **چرا تعلیل نہ کردند؟** تو پھر تعلیل کیوں نہیں کی ان میں بھئی؟

جواب: جواب یہ کہ **ایشاں محمول اند بر** تَرْضَيَانِ وَ تَخْشَيَانِ، یہ دونوں محمول ہیں کس پر؟ تَرْضَيَانِ پر، وتَخْشَيَانِ اور تَخْشَيَانِ پر۔ **زیرا چہ امر ماخوذ است از فعل مضارع**، اس لیے کیونکہ امر جو ہے وہ ماخوذ ہوتا ہے یعنی بنایا جاتا ہے فعل مضارع سے، کس سے؟ اور فعل مضارع میں تو اوپر ابھی بات ہوئی، تَرْضَيَانِ، تَخْشَيَانِ اس میں اعلال نہیں کریں گے ورنہ حالت نصبی میں کس کے ساتھ التباس لازم آئے گا؟ واحد کے ساتھ۔ تو جب فعل مضارع میں نہیں کریں گے اب تو فعل امر میں بھی اعلال نہیں کریں گے، اگرچہ وہاں پر التباس بھی لازم نہیں آتا لیکن امر بنتا ہے مضارع سے اور مضارع میں اعلال نہیں کیا تو امر میں بھی نہیں کریں گے۔

سوال: **در** عَصَوَانِ وَ رَحَيَانِ **التباس بواحد نمی آید**۔ کہتے ہیں عَصَوَانِ اور رَحَيَانِ کے اندر التباس واحد کے ساتھ نہیں آتا۔ عَصَوَانِ عَصَا کی تثنیہ ہے، رَحَيَانِ رَحٰى کی تثنیہ ہے۔ تو دیکھیے عَصَوَانِ میں کیا کر دیتے؟ واو متحرک ہے ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدلتے۔ پھر دو الف جمع ہوئے اجتماع ساکنین عَلٰى غَيْرِ حَدِّهٖ آیا۔ ایک الف گر جاتا، کیا رہ جاتا؟ عَصَانِ۔ اور رَحَيَانِ کیا رہ جاتا؟ رَحَانِ رہ جاتا۔ اور تو اور مفرد کیا ہے؟ عَصَا، اور تثنیہ کیا ہو جاتا؟ عَصَانِ۔ مفرد دوسرے کا کیا ہے؟ رَحٰى، اور تثنیہ کیا رہ جاتا؟ رَحَانِ۔ تو دیکھو ابھی بھی فرق ہے، تثنیہ میں نون آ رہا ہے۔ تو کہتے ہیں: **در** عَصَوَانِ وَ رَحَيَانِ **التباس بواحد نمی آید**، عَصَوَانِ اور رَحَيَانِ کے اندر التباس واحد کے ساتھ نہیں آتا، **زیرا کہ بعد تعلیل** عَصَانِ وَ رَحَانِ **می ماند**، اس لیے کیونکہ تعلیل کے بعد عَصَانِ اور رَحَانِ باقی رہتے ہیں، **تو چرا تعلیل نہ کردند؟** کیوں اس میں تعلیل نہیں کی؟

جواب: کہتے ہیں جواب یہ: **در حالت اضافت التباس اسم** مثنّي **باسم واحد می آید**۔ بھئی اضافت کی حالت میں التباس آئے گا۔ جب اس تثنیہ کی اضافت کی جاتی ہے تو نون، نون تثنیہ گر جاتا ہے۔ نون تثنیہ گر جاتا ہے۔ تو جب نون تثنیہ گر جائے گا تو نون ہی کا تو صرف فرق رہ گیا تھا، وہ بھی گر جائے گا تو اب کیا ہو گا؟ التباس لازم آئے گا۔ جیسے کیسے کہیں گے؟ میری لاٹھی، عَصَا لاٹھی کو کہتے ہیں، عَصَايَ، کیا کہیں گے؟ عَصَايَ۔ اچھا، یا چلو عَصَا زَيْدٍ، زید کی لاٹھی۔

یہ تو مفرد کی اضافت ہے۔ تثنیہ کیا تھا اعلال اگر کر دیتے؟ عَصَانِ۔ اس کی بھی اضافت کروگے تو نون گر جائے گا۔ کیا بن جائے گا؟ عَصَا زَيْدٍ۔ مفرد بھی عَصَا زَيْدٍ، تثنیہ بھی عَصَا زَيْدٍ، تو دونوں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو کہتے ہیں: **در حالت اضافت التباس اسم مثنّي باسم واحد می آید**، اضافت کی حالت میں اسم تثنیہ کا التباس جو ہے اسم واحد کے ساتھ آتا ہے، **زیرا چہ نون تثنیہ در حالت اضافت بیفتد**، اس لیے کیونکہ نون تثنیہ جو ہے وہ اضافت کی حالت میں گر جاتا ہے، **چوں** عَصَاكَ وَ رَحَاكَ، جیسے عَصَاكَ اور رَحَاكَ۔ تو دیکھو یہاں نون گر گیا اگر ہم بدل دیتے پھر نون نے گر جانا تھا تو التباس لازم آنا تھا بھئی۔

سوال: **در** قَالَ وَ بَاعَ **نیز التباس واوی بیائی و التباس یائی بواوی می آید**۔ بھئی قَالَ اور بَاعَ کے اندر تو بھی التباس واوی کا یائی کے ساتھ اور یائی کا واوی کے ساتھ آتا ہے۔ دیکھیے بھئی، ایک باب آپ نے پڑھا ہے قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا۔ یہ قَالَ يَقُوْلُ واوی ہے یا یائی ہے؟ واوی ہے، قَالَ يَقُوْلُ۔ تو اسی طرح ایک یائی بھی آتا ہے:

قَالَ	يَقِيْلُ	قَيْلُوْلَةً

۔ اس کا مصدر قَيْلُوْلَة ہے۔ اس کا مصدر قول ہے اس کا مصدر قَيْلُوْلَة۔ قول کا معنی کہنا اور قَيْلُوْلَة کا معنی ہے دوپہر کو آرام کرنا بھئی، دوپہر کو آرام کرنا دوپہر کو سونا۔ اور وہ قَالَ يَقِيْلُ یائی ہے۔

قَالَ	يَقِيْلُ	قَيْلُوْلَةً

وہ کیا ہے؟ یائی۔ اور قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا کیا ہے؟ واوی ہے۔ تو دیکھیے، یا آپ نے کیا کہا کہ التباس سے بچنے کے لیے اعلال نہیں کرتے، آپ کی اوپر کی باتوں سے کیا معلوم ہوا؟ کہ جہاں التباس لازم آئے وہاں پر اعلال نہیں کرتے۔ یہاں بھی تو التباس آرہا ہے۔

قَالَ	يَقِيْلُ	قَالَ

اصل میں کیا تھا؟ قَالَ يَقُوْلُ نہیں کہہ رہا، قَالَ يَقِيْلُ کہہ رہا ہوں۔ قَيَلَ، یا ہے درمیان میں۔ اچھا۔ اور دوسرا واوی جو ہے وہ کیا تھا؟ قول، قَالَ يَقُوْلُ، تو یہ والا قَالَ قول تھا اور قَالَ يَقِيْلُ والا قَالَ قَيَلَ تھا۔ تو قَالَ يَقُوْلُ کے اندر قول تھا، قول میں پھر واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلا؟ الف سے۔ اور قَيَلَ میں یا متحرک ما قبل فتحہ اس کو بھی کس سے بدلا؟ الف سے۔ تو دونوں کی ماضی کیا بن گئی؟ قَالَ۔ يَقُوْلُ کی ماضی بھی قَالَ، يَقِيْلُ کی ماضی بھی قَالَ۔ تو کہتے ہیں دیکھو اعلال کرنے سے دونوں میں التباس آرہا ہے اور آپ نے ہمیں بتلایا اوپر والے ضابطوں سے کہ التباس جہاں لازم آئے وہاں اعلال نہیں کرتے، تو چاہیے تھا کہ یہاں بھی اعلال نہ کیا جاتا ورنہ تو واوی کا التباس کس کے ساتھ لازم آرہا ہے؟ یائی کا، اور یائی کا واوی کے ساتھ۔

اسی طرح دیکھیے

بَاعَ	يَبِيْعُ	بَيْعًا

کے معنی ہیں بیچنے کے بھئی۔ ویسے تو یہ اضداد میں سے ہے اس کے معنی بیچنے کے بھی آتے ہیں خریدنے کے بھی لیکن زیادہ استعمال کس میں ہوتا ہے؟ بیچنے کے اندر۔ تو یہ یائی ہے مولانا بَاعَ يَبِيْعُ باب ضَرَبَ سے ہے۔ اسی سے ایک واوی بھی آتا ہے:

بَاعَ	يَبُوْعُ	بَاعَ	يَبُوْعُ

۔اور اس کے معنی ہوتے ہیں لمبے لمبے قدم اٹھانا بھئی۔ لمبے قدم اٹھانا، لمبے ڈگ بھرنا بھئی۔ تو وہ بَاعَ يَبُوْعُ ہے وہ واوی ہے، اور بَاعَ يَبِيْعُ کیا ہے؟ یائی ہے۔ تو دیکھیے دونوں کی ماضی بَاعَ آرہی ہے۔ يَبُوْعُ کی ماضی بھی بَاعَ اور يَبِيْعُ کی ماضی بھی بَاعَ۔ حالانکہ يَبِيْعُ کی ماضی بَاعَ اصل میں تھی بَيَعَ۔ اور يَبُوْعُ کی ماضی اصل میں تھی بَوَعَ، وہ واوی ہے۔ تو واوی ہے بَوَعَ، صورت سمجھ میں آگئی؟ تو واو کو الف سے بدلا اور دوسرے میں یا کو الف سے بدلا تو دونوں بَاعَ ہو گئے تو دونوں میں کیا آیا؟ التباس آیا۔ حالانکہ آپ کے ضابطوں سے ہمیں معلوم ہوا کہ التباس جہاں آئے وہاں پر اعلال نہیں کرتے، لہذا یہاں بھی کیا چاہیے تھا کہ اعلال نہ کرتے۔ اشکال سمجھ میں آگیا؟ جی، اب یہی دیکھیے بھئی۔

سوال: **در** قَالَ وَ بَاعَ **نیز التباس واوی بیائی و التباس یائی بواوی می آید**، قَالَ اور بَاعَ کے اندر بھی التباس واوی کا یائی کے ساتھ اور التباس یائی کا واوی کے ساتھ آتا ہے، **زیرا چہ** قَالَ **مشتق از** قَيْلُوْلَة وَ بَاعَ **مشتق از** بَوْعٌ **نیز آمدہ است**، اس لیے کیونکہ قَالَ مشتق ہے کس سے؟ قَيْلُوْلَة سے، اور بَاعَ کس سے مشتق ہے؟ بَوْعٌ سے نیز آمدہ است یہ بھی آئے ہیں، قَالَ قَيْلُوْلَة سے مشتق بھی آیا ہے اور بَاعَ بَوْعٌ سے مشتق بھی آیا ہے، **و معنی** قَيْلُوْلَة **میاں روز خفتن**، اور قَيْلُوْلَة کا معنی دن کے بیچ سونا، دن کے درمیان سونا، دوپہر کو سونا، **و معنی** بَوْعٌ **گام کشادہ زدن**، اور بَوْعٌ کا معنی گام کشادہ زدن، گام کہتے ہیں قدم بھئی، قدم یا قدموں کے بیچ کا جو فاصلہ ہے، کشادہ زدن بھئی یعنی کشادہ قدم اٹھانا بھئی لمبے قدم اٹھانا۔ **پس باید کہ ہیچ یکے را تعلیل نہ می کردند**، پس چاہیے کہ ان میں سے کسی ایک میں بھی تعلیل نہ کرتے، **تا التباس یکے بدیگرے نہ آمدے**، تاکہ ایک کا التباس دوسرے کے ساتھ نہ آتا۔

جواب اول، پہلا جواب: کہتے ہیں **ایں مقدار** متحمّل **است پس سوال وارد نمی شود**۔ کہتے ہیں یہ مقدار قابل برداشت ہے۔ یہ مقدار کیا ہے؟ قابل برداشت ہے، پس سوال وارد نمی شود، پس سوال وارد نہیں ہوتا، یعنی اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ بھئی یہ قابل برداشت اس لیے ہے حالانکہ دونوں قَالَ بن گئے، لیکن ساتھ کوئی قرینہ اور ہو گا وہ بتلادے گا کہ قَالَ کا کیا معنی ہے یہاں پر۔ سمجھ میں آئی؟ جب بات کرنے والا کلام کرے گا تو سننے والے کو وہ اگرچہ قَالَ کہہ رہا ہے لیکن سننے والے کو جملے سے کیا ہو جائے گا؟ پتہ لگ جائے گا کہ اس قَالَ سے اس کی مراد کیا ہے؟ قَيْلُوْلَة ہے یا قول ہے؟ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو خیر، نیز اس لیے بھی کہ قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا قول کہنے کے معنی میں تو کثیر الاستعمال ہے اور

قَالَ	يَقِيْلُ	قَيْلُوْلَة

یہ اتنا زیادہ استعمال نہیں ہوتا، یہ قلیل استعمال ہوتا ہے۔ تو اس لیے یہ مقدار کیا ہے قابل برداشت ہے۔ اسی طرح بَاعَ يَبِيْعُ تو کثیر الاستعمال ہے لیکن بَاعَ يَبُوْعُ کیا ہے؟ قلیل ہے۔ تو لہذا یہ مقدار قابل برداشت ہے بھئی۔ نیز میں نے بتلایا کلام کے اندر بھی کوئی قرینہ آجائے گا کوئی ایسی چیز آجائے گی جس سے پتہ لگ جائے گا کہ اس کا معنی اس وقت کون سا معنی مراد ہے۔ صورت سمجھ میں آئی بھئی؟ تو کہتے ہیں: **ایں مقدار** متحمّل **است**، یہ مقدار قابل برداشت ہے، **پس سوال وارد نمی شود**، پس اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ یہ پہلا جواب۔

جواب دوم، دوسرا جواب یہ کہ: **در** قَالَ وَ بَاعَ **التباس** مثنّي **بواحد نمی آید**۔ کہ بھئی ہم نے کیا کہا تھا؟ کہ تثنیہ کا التباس واحد کے ساتھ آئے تو پھر اعلال نہیں کریں گے۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہر التباس مانع ہے؟ ہم نے تو ہر التباس کے مانع ہونے کی بات نہیں کی۔ ہم نے کون سے التباس کی بات کی تھی؟ کہ تثنیہ کا التباس کس کے ساتھ آئے؟ واحد کے ساتھ، تو یہ مانع ہے، اور یہاں پر تثنیہ کا التباس واحد کے ساتھ نہیں آرہا بلکہ ایک واوی کا التباس کس کے ساتھ آرہا ہے؟ یائی کے ساتھ بھئی، تو اس کی تو ہم نے بات ہی نہیں کی۔ باقی واوی کا جو یائی کے ساتھ التباس بھی لازم آرہا ہے، کہتے ہیں کوئی حرج نہیں، ان کے مضارع سے وہ التباس دور ہو جاتا ہے۔ ماضی دونوں کی قَالَ، لیکن مضارع ایک کا يَقُوْلُ ایک کا يَقِيْلُ۔ اسی طرح ماضی دونوں کی بَاعَ، لیکن مضارع ایک کا يَبِيْعُ اور ایک کا يَبُوْعُ، تو مضارع سے فرق ہو جائے گا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو کہتے ہیں: **در** قَالَ وَ بَاعَ **التباس** مثنّي **بواحد نمی آید**، قَالَ اور بَاعَ کے اندر تثنیہ کا التباس واحد کے ساتھ نہیں آتا، **و مانع تعلیل التباس** مثنّي **بواحد است**، اور تعلیل سے مانع جو ہے وہ تثنیہ کا التباس ہے واحد کے ساتھ، **چنانچہ ذکر کردہ شدہ است**، جیسا کہ ذکر کر دیا گیا ہے، **و التباس واوی بیائی زائل می شود**، اور واوی کا التباس یائی کے ساتھ یہ زائل ہو جائے گا، زائل ہو جاتا ہے، **از مضارع ایشاں**، ان کے مضارع سے، **چوں** يَقُوْلُ وَ يَبِيْعُ، جیسے يَقُوْلُ اور يَبِيْعُ، **زیرا کہ معتل عین واوی از باب** ضَرَبَ **و معتل عین یائی از** نَصَرَ **نہ آمدہ است**، اس لیے کہ معتل عین واوی جو ہے وہ باب ضَرَبَ سے اور معتل عین یائی نَصَرَ سے نہیں آئے ہیں بھئی۔ معتل العین ہو، یعنی عین کلمہ حرف علت ہو، اور واوی ہو یہ باب ضَرَبَ سے نہیں آتا، بلکہ یہ کس سے آئے گا؟ باب نَصَرَ سے ہی عموماً آئے گا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ بہر حال باب ضَرَبَ سے نہیں آئے گا بھئی باب ضَرَبَ سے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اور معتل العین ہو یعنی عین کلمہ حرف علت ہو اور کون سا حرف علت ہو؟ یائی، یا ہو، تو یہ باب نَصَرَ سے نہیں آتا

بھئی، باب نَصَرَ سے۔ تو مضارع سے خود بخود فرق ہو جائے گا بھئی۔ ایک واوی ہے تو پتہ لگ جائے گا بَاعَ واوی ہے تو پتہ لگ جائے گا کہ یہ یَبِیْعُ نہیں ہو گا اس کا مضارع، کیا ہو گا؟ یَبُوْعُ، کیونکہ واوی یعنی اجوف، اجوف واوی ضَرَبَ سے نہیں آتا، بلکہ کس سے آتا ہے؟ نَصَرَ سے۔ تو پتہ لگ جائے گا اس کا مضارع بَاعَ کا یَبِیْعُ نہیں ہے بلکہ یَبُوْعُ ہے واوی کا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اسی طرح باقی میں بھی۔

جواب سوم، تیسرا جواب: کہتے ہیں **ایں التباس نیست بلکہ اشتراک است**، یہ التباس نہیں ہے بلکہ اشتراک ہے بھئی۔ کیا ہے؟ اشتراک۔ کہتے ہیں بھئی یہ التباس نہیں ہے اشتراک ہے بھئی۔ اشتراک کسے کہتے ہیں کہ واضع نے ایک لفظ کو ایک ہی وقت میں کئی معانی کے لیے وضع کیا ہو۔ واضع نے، جو لفظ وضع کرنے والا ہے، اس نے کیا کیا ہو؟ ایک ہی لفظ کو ایک ہی وقت کے اندر کئی معانی کے لیے وضع کر دیا۔ جیسے ایک ہی قَالَ کو کس کے لیے؟ کہنے کا معنی اس کے لیے بھی وضع کیا اور قیلولہ کے معنی کے لیے بھی وضع کیا۔ اسی طرح ایک ہی بَاعَ کو لمبے قدم اٹھانا اس کے لیے بھی وضع کیا اور بیچنے کے لیے بھی وضع کیا زمانۂ ماضی کے اندر بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو یہ اشتراک ہے۔ تو بھئی ایک ہی لفظ کو واضع وضع کرتا ہے دو یا زیادہ معانی کے لیے ایک ہی وقت کے اندر اور یہ اشتراک کہلاتا ہے، اور پھر آگے فرق قرینوں کے ذریعے ہوتا ہے، کلام کے اندر کوئی قرینہ وغیرہ آجاتا ہے اس قرینے سے کیا ہو جاتا ہے؟ معنی کا پتہ چل جاتا ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو کہتے ہیں: **ایں التباس نیست**، یہ التباس نہیں ہے، **بلکہ اشتراک است**، بلکہ اشتراک ہے، وَالْاِشْتِرَاكُ جَائِزٌ وَالْاِلْتِبَاسُ مَمْنُوْعٌ، اور اشتراک جائز ہے اور التباس ممنوع ہے، **زیرا کہ التباس آں باشد کہ از طرف معلل باشد**، اس لیے کیونکہ التباس وہ ہے کہ وہ معلل کی طرف سے ہو، تعلیل کرنے والے کی طرف سے ہو، **وایں از طرف واضع است نہ معلل**، اور یہ اشتراک جو ہے واضع کی طرف سے ہے معلل کی طرف سے نہیں۔ تو کہتے ہیں یہ اشتراک ہے اور اشتراک جائز ہے البتہ التباس جائز نہیں، اور التباس کسے کہتے ہیں جو کس کی طرف سے ہو معلل کی طرف سے ہو، تعلیل کرنے والے کی طرف سے ہو کہ بعد میں پھر کیا کرتا ہے ایک ہی لفظ کو دوسرے معنی کے لیے بھی استعمال کرتا ہے بھئی تو دوسرے معنی کے لیے اور دوسرے معنی کے لیے بھی خاص کر دیتا ہے اور حالانکہ واضع کی طرف سے ایسا نہیں ہے تو یہاں پر کوئی قرینہ بھی نہیں ہے واضع کی طرف سے لہٰذا یہ جائز نہیں ہے بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ تو دونوں معنی میں فرق کرنے والا یہاں کوئی قرینہ بھی واضع کی طرف سے نہیں ہوتا بھئی۔ یہ جواب سوم تھا۔ تین جوابات دے دیے بھئی اس اشکال کے۔

مانع دوم: بھئی بتلایا تھا کہ اگر کوئی مانع آجائے تو وہ واو اور یا جو متحرک ہیں اور ماقبل فتحہ ہے ان کو الف سے نہیں بدلیں گے۔ پہلا مانع کیا بیان ہوا؟ کہ اگر تثنیہ کا التباس کس کے ساتھ آتا ہو؟ مفرد کے ساتھ۔ دوسرا اب بتانے لگے ہیں مانع۔ کہتے ہیں: مانع دوم، دوسرا مانع: **تعلیل لام کلمہ مانع تعلیل عین کلمہ است**۔ لام کلمے کی تعلیل یہ مانع ہے عین کلمے کی تعلیل سے۔ یعنی اگر لام کلمے کے اندر اعلال ہو چکا تو اب عین کلمے کے اندر اعلال نہیں کریں گے۔ **تا توالی اعلالین در آں کلمہ لازم نہ آید**۔ توالی کا معنی پے در پے، مسلسل۔ تاکہ دو اعلال پے در پے **در آں کلمہ** اس کلمہ کے اندر **لازم نہ آید**، لازم نہ آئیں بھئی۔ لازم نہ آئیں بھئی۔ سمجھ میں آئی بات بھئی؟ بھئی اگر لام کلمے میں بھی اعلال ہوا، پھر اس کے ساتھ ہی عین کلمہ ہوتا ہے اس کے اندر بھی اعلال ہو جائے، پھر تو کلمے کی صورت ہی کچھ کی کچھ ہو جائے گی، پھر تو پتہ ہی نہیں چلے گا، اس لیے پے در پے یعنی اکٹھے دو اعلال جائز نہیں ہیں بھئی۔

چوں طَوٰی وَ قَوِیَ، جیسے طَوٰی اور قَوِیَ۔ بھئی دیکھیے، آگے بتلائیں گے۔ طَوٰی اصل میں تھا طَوَیَ۔ کیا تھا؟ طَوَیَ۔ تو لام کلمے میں اعلال کیا، آخر میں جو یا ہے، یا متحرک ماقبل واو پر فتحہ ہے، اس یا کو کس سے بدل دیا؟ الف سے۔ کیا ہوا؟ طَوٰی، طَوٰی۔ تو لام کلمے میں اعلال ہو چکا۔ اب واو کو دیکھیں، واو متحرک ہے، ماقبل فتحہ ہے، یہ واو بھی کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے بدلنا چاہیے، لیکن یہ اعلال نہیں کریں گے بھئی، کیونکہ لام کلمے میں جب اعلال کر لیا جائے تو پھر عین کلمے میں اعلال نہیں کرتے، ورنہ تو کیا لازم آئے گا؟ پے در پے دو اعلال ایک ہی کلمے کے اندر لازم آئیں گے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اسی طرح قَوِیَ۔ قَوِیَ کے بارے میں آپ کو بتلائیں گے کہ قَوِیَ اصل میں قَوِوَ تھا، اصل میں کیا تھا؟ قَوِوَ، دو واو ہیں مولانا، قَوِوَ۔ تو اب آخری واو کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے، قَوِیَ۔ وہی رَضِیَ والا قانون لگا۔ واو طرف میں واقع تھا اور ماقبل اس کے کسرہ تھا، تو اس واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے۔ جیسے رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا، واو طرف میں تھا اور ماقبل ضاد پر کسرہ تھا تو اس واو کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے رَضِیَ ہوا بھئی۔ تو اب دیکھیے کیا بن گیا؟ قَوِیَ۔ لام کلمے میں کیا ہو چکا؟ اعلال اور تعلیل ہو چکی ہے لام کلمے میں۔ تو اب قَوِیَ، واو متحرک ہے، ماقبل کیا ہے؟ فتحہ ہے، اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے، لیکن یہاں اعلال نہیں کریں گے کیونکہ لام کلمہ میں کیا ہو چکا؟ اعلال ہو چکا، تو اب عین کلمہ کے اندر اعلال نہیں کریں گے، ورنہ تو کیا خرابی لازم آئے گی؟ پے در پے دو اعلال ایک ہی کلمے میں ہو جائیں گے جو جائز نہیں بھئی۔ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی؟ تو کہتے ہیں: **چوں** طَوٰی وَ قَوِیَ **کہ در اصل** طَوَیَ وَ قَوِوَ **بودہ است**، کہ اصل کے اندر طَوٰی جو تھا وہ طَوَیَ اور قَوِیَ جو ہے قَوِوَ تھے۔

یا در کلمۂ دیگر۔ ایک ہی اسی کلمے کے اندر تاکہ دو پے در پے اعلال لازم نہ آئیں، **یا در کلمۂ دیگر**، یا کسی دوسرے کلمے میں کہیں دو اعلال پے در پے لازم نہ

آئیں۔ ایک جگہ اعلال کرنے سے اگر دوسرے کلمے میں دو اعلال آتے ہیں لازم، تو اس کلمے میں پھر اعلال نہیں کریں گے۔ دیکھیے مثال سے بات واضح ہو گی۔ **چوں** حَيِيَ، حَيِيَ۔ اب دیکھیے یا متحرک ہے درمیان والی، اور ما قبل فتحہ ہے، اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے بدلنا چاہیے، لیکن اس یہ جو عین کلمہ ہے اس میں اعلال نہیں کیا گیا۔ کیوں نہیں کیا گیا؟ کیونکہ آگے اس کا جو مضارع آتا ہے حَيِيَ يَحْيٰى، وہاں پر لام کلمے کے اندر اعلال ہو چکا۔ اصل میں کیا تھا يَحْيٰى؟ جی؟ سَمِعَ يَسْمَعُ نا، يَحْيَيُ، يَحْيَيُ۔ تو آخری یا متحرک تھی ما قبل فتحہ تھا، اس یا کو کس سے بدل دیا؟ الف سے۔ کیا بن گیا؟ يَحْيٰى بن گیا۔ اب اگر ماضی حَيِيَ کے اندر اعلال کیا ہوتا، تو ماضی کے اندر جب اعلال ہوتا ہے تو پھر مضارع کے اندر بھی کیا ہوتا ہے؟ اعلال۔ تو پھر یہاں پر ماضی کے عین میں اگر اعلال ہوتا تو مضارع کے عین میں بھی اعلال کرنا پڑتا، اور مضارع کے تو لام کے اندر اعلال ہو چکا، تو عین میں بھی اعلال کرنا پڑتا، تو کیا خرابی لازم آتی؟ پے در پے دو اعلال لازم آتے۔ تو اب دیکھیے حَيِيَ میں دو اعلال جمع نہیں ہو رہے بلکہ ایک دوسرے کلمے کے اندر دو اعلال جمع ہو رہے تھے، اس وجہ سے یہاں پر عین کلمے کے اندر حَيِيَ میں بھی اعلال نہیں کیا گیا۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ حَيِيَ، جی۔ حَيِيَ **کہ اعلال عین کلمہ موجب است کہ در** يَحْيٰى **دو اعلال جمع شوند**۔ حَيِيَ کے عین کلمے کا اعلال موجب است، وہ واجب کرنے والا ہے، **کہ در** يَحْيٰى **دو اعلال جمع شوند**، کہ يَحْيٰى کے اندر دو اعلال جمع ہو جائیں۔ جی؟ دو اعلال جمع نہ شوند ہیں آپ کی کتابوں میں؟ نہیں، نہ شوند نہیں، جمع شوند ہی ہونا چاہیے۔ حَيِيَ کے عین کلمے کا اعلال موجب است، وہ واجب کرنے والا ہے، کہ در يَحْيٰى دو اعلال جمع شوند، کہ يَحْيٰى میں کتنے اعلال جمع ہو جائیں؟ دو۔ یعنی اگر حَيِيَ میں اعلال کرو گے عین میں، تو پھر يَحْيٰى کے اندر کتنے اعلال جمع ہو جائیں گے؟ دو اعلال جمع ہو جائیں گے۔

و بعضے گفتہ اند، اور بعضوں نے کہا ہے **کہ در** حَيِيَ **یا الف نگشت**، کہ حَيِيَ کے اندر یا الف نہیں ہوئی، **تا دلالت کند بر اصل کلمات دیگر**، تاکہ یہ دلالت کرے دوسرے کلمات کی اصل پر، تاکہ دوسرے کلمات جن کے اندر اعلال ہوا ہے ان کی اصل پر کیا ہوتی رہے؟ دلالت ہوتی رہے۔ یہ بعضوں نے کہا۔ **و بعضے گفتہ اند**، سمجھ میں آیا بھئی؟ بات بھئی اگر ساروں کے اندر ہی اعلال ہو تو پھر تو باقیوں کی کسی کی بھی اصل کا پتہ نہیں چلتا، تو بعضوں میں اعلال نہیں کیا گیا تاکہ باقیوں جن میں اعلال ہو چکا ان کی اصل کا پتہ چلتا رہے۔

بعضے گفتند، اور بعض علماء نے کہا ہے: **تا حکم باب لفیف مقرون مختلف نگردد**، تاکہ لفیف مقرون کا جو باب ہے اس کا حکم مختلف نہ ہو جائے، اس کا حکم کیا ہے؟ مختلف نہ ہو جائے۔ بھئی لفیف مقرون کے اندر جس میں عین اور لام دونوں کیا ہوتے ہیں؟ حروف علت ہوتے ہیں، تو وہاں پر لام کلمے میں اعلال کرتے ہیں اور عین کلمے میں اعلال کیوں نہیں کرتے؟ تاکہ پے در پے دو اعلال جمع نہ ہو جائیں۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ کہاں اعلال کرتے ہیں لفیف مقرون میں؟ لام کی جگہ، تو پھر عین کی جگہ اعلال نہیں کرتے۔ اور یہاں پر تو عین لام میں ہو ہی نہیں رہا بلکہ فوراً ہی کس کے اندر اعلال کرنا پڑ رہا ہے؟ عین میں، اور باقی لفیف کے اندر عین میں کرتے ہیں؟ وہاں نہیں کرتے، وہاں کس وجہ سے نہیں کرتے؟ کہ دو اعلال کیا ہو جاتے ہیں؟ جمع۔ اور یہاں دو اعلال جمع نہیں ہو رہے لیکن سارے باب کا ایک ہی حکم رکھنے کے لیے جب باقیوں میں عین کے اندر اعلال نہیں کرتے تو یہاں بھی عین کے اندر اعلال نہیں کیا گیا، اگرچہ وہ خرابی یہاں لازم نہیں آ رہی لیکن باقیوں جیسا کرنے کے لیے بھئی اس میں اعلال چھوڑ دیا گیا۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو کہتے ہیں: **بعضے گفتند**، اور بعض علماء نے کہا ہے، **تا حکم باب لفیف مقرون مختلف نگردد**، تاکہ لفیف مقرون کے باب کا حکم مختلف نہ ہو جائے، سارے ایک ہی جیسے تاکہ رہیں۔ **یعنی چوں در** طَوٰى وَ قَوِيَ، طَوٰى ہے آپ کی کتابوں میں؟ قَوِيَ، نہیں طَوٰى ہونا چاہیے بھئی، اعلال کے بعد والی صورت ہونی چاہیے یہاں، اعلال ہو چکا۔ **یعنی چوں در** طَوٰى وَ قَوِيَ **الف نگشت**، یعنی جب طَوٰى اور قَوِيَ کے اندر الف نگشت، یہ عین کلمہ الف نہیں ہوا، **از جہت اجتماع اعلالین**، دو اعلالوں کے جمع ہونے کی وجہ سے، **در** حَيِيَ **نیز الف نگشت**، تو حَيِيَ کے اندر بھی عین کلمہ الف نہ ہوا، **تا حکم باب مختلف نگردد**، تاکہ باب کا حکم مختلف نہ ہو جائے۔

و در طَوَيَا وَ قَوِيَا **الف نگشت**۔ طَوَيَا اور قَوِيَا۔ بھئی طَوٰى کے اندر تو آخری یا کس سے بدلی تھی؟ الف سے، لیکن تثنیہ کیا ہے طَوٰى کا؟ طَوَيَا۔ اچھا، اور قَوِيَ کا تثنیہ کیا ہے؟ قَوِيَا۔ اچھا، ان میں یہ جو ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طَوَيَا ہے جو طَوَيَا، یہاں پر تو یا کے اندر یعنی لام کلمے میں اعلال نہیں ہوا۔ یہاں پر تو لام میں اعلال نہیں یا اس طَوٰى میں تو یا الف ہو گئی تھی، طَوَيَا میں تو یا الف نہیں ہوئی ابھی تک موجود ہے، تو لہٰذا جب لام میں اعلال نہیں ہوا تو اب کیا کر لینا چاہیے؟ عین کے اندر اعلال کرنا چاہیے اور طَايَا پڑھنا چاہیے، طَايَا۔ و قَوِيَا۔ بھئی قَوِيَا میں تو اعلال ہوا نہیں۔ اصل میں کیا تھا؟ قَوِوَ تھا نا؟ تو اس میں تو اعلال ہو چکا ہے بھئی۔ ہاں اس کے اندر تو اعلال ہو چکا ہے لام کلمے میں، یہاں تو واو میں اعلال کرتے ہیں تو دو اعلال جمع ہو جاتے ہیں۔ ہاں طَوَيَا کے اندر اعلال نہیں ہوا، تو وہاں اگر واو کا اعلال کر بھی لیں تو دو اعلال جمع نہیں ہوتے، تو یہ اعتراض معلوم ہوا صرف طَوَيَا سے متعلق ہے مولانا قَوِيَا یہاں نہیں ہونا چاہیے بھئی۔ بات سمجھ میں آ گئی بھئی؟ تو کہتے ہیں: **و در** طَوَيَا وَ قَوِيَا **الف نگشت**، طَوَيَا اور قَوِيَا کے اندر یہ جو عین ہے یعنی یہ جو واو ہے یہ الف

نہ ہوا، **باآں کہ در لام کلمہ تعلیل نہ شدہ است**، باوجود اس کے کہ لام کلمے میں لام کلمے کے اندر تعلیل نہیں ہوئی ہے، **ازاں کہ محمول است بر** طَوٰی وَ قَوِيَ، اس لیے کیونکہ یہ محمول ہے کس پر؟ طَوٰی اور قَوِيَ پر۔ سمجھ میں آیا؟ یہ صرف طَوٰی کی بات ہے مولانا، قَوِيَ نہیں اس میں تو اعلال ہو چکا ہے۔ تو یہ طَوَيَا کے اندر محمول ہے کس پر؟ طَوٰی پر۔ یعنی تثنیہ مفرد پر محمول ہے، مفرد کے اندر عین کے اندر اعلال نہیں کیا تو تثنیہ میں بھی نہیں کیا، اگرچہ وہاں دو اعلال جمع ہونے کی خرابی بھی لازم نہیں، لیکن بس مفرد پر محمول ہے، مفرد میں ہم نے عین کے اندر اعلال نہیں کیا تو تثنیہ میں چاہے وہ خرابی ہو یا خرابی نہ ہو، وہاں ہم یہ اعلال نہیں کریں گے۔ چلیے بس مولانا هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

طَوٰی، قَوِیَ اور تَحَتَّیْنَ میں عدمِ تعلیل کے اسباب و موانع

سبق نمبر ۱۲۲ ــ تاریخِ درس: ۱۲ مئی ۲۰۰۹ء

سوال: درطَوٰی وَ **قوی چرا عین کلمہ را تعلیل نکردند** وَ **لام کلمہ را سلامت نداشتند تا توالی** اِعْلَالَیْن **لازم نیامدے۔**

اچھا بھائی، گزشتہ سبق کے اندر بھائی اجوف کے اعلال کے قوانین شروع کیے تھے۔ پہلا قانون یہ پڑھا تھا کہ ہر وہ واؤ اور یا جو متحرک ہو حرکت لازمی کے ساتھ اور اس سے ماقبل مفتوح ہو حرکت لازمی کے ساتھ تو اس واؤ اور یا کو الف سے بدلیں گے بھائی۔ کس سے بدلیں گے؟ الف۔ جیسے قَالَ اور بَاعَ بھائی۔ قول تھا پھر قَالَ ہوا، اسی طرح بَیَعَ تھا تو بَاعَ ہوا۔ اور بتلایا تھا کہ شرط یہ ہے کہ کوئی مانع نہیں ہونا چاہیے، اور موانع پانچ ہیں بھائی۔ پہلا مانع یہ بتلایا تھا کہ تثنیہ کے ساتھ التباس نہ لازم آتا ہو۔ اگر اعلال کی وجہ سے تثنیہ کے ساتھ التباس لازم آتا ہے تو پھر اعلال نہیں کریں گے بھائی۔

دوسرا بتلایا تھا، دوسرا مانع یہ ہے: لام کلمے کے اندر تعلیل جو ہے یہ مانع ہے عین کلمے کے اندر تعلیل سے۔ یعنی اگر لام کلمے میں تعلیل ہوئی ہے تو عین کلمے میں تعلیل نہیں کریں گے، ورنہ تو پے در پے دو تعلیلیں لازم آئیں گی جو کہ درست نہیں بھائی۔

اب سوال کر رہے ہیں، دیکھیے سبق آج کا۔ **سوال:** درطَوٰی وَ **قوی چرا عین کلمہ را تعلیل نکردند۔** اچھا، آپ نے بتلایا کہ لام کلمے میں تعلیل ہوئی ہو تو عین کلمے میں تعلیل نہیں کرتے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہاں پر لام کلمے ہی میں کیوں تعلیل کی طَوٰی اور قوی کے اندر؟ عین کلمے کے اندر تعلیل کر دیتے بھائی۔ لام میں نہ کرتے، لام کے بجائے کس میں کر دیتے؟ عین کلمے۔ آپ نے کہا عین کلمے میں اب نہیں کر سکتے کیونکہ لام کلمے میں تعلیل ہو چکی ہے۔ بھئی لام میں پھر کرتے ہی نہ بلکہ کس میں کر دیتے؟ عین کلمے میں تعلیل کر دیتے۔

تو کہتے ہیں: **سوال** درطَوٰی وَ **قوی چرا عین کلمہ را تعلیل نکردند**، سوال کہ طَوٰی اور قوی کے اندر کیوں عین کلمے کے اندر تعلیل نہیں کی؟ وَ **لام کلمہ را سلامت نداشتند**، اور لام کلمے کو سلامت نہیں رکھا؟ کیوں عین کلمے میں تعلیل نہیں کی اور لام کلمے کو کیوں سلامت نہیں رکھا؟ **تا توالی** اِعْلَالَیْن **لازم نیامدے**، تاکہ پے در پے دو اعلالوں کا ہونا لازم نہ آتا۔ یعنی عین میں کر دیتے، لام میں نہ کرتے۔

جواب اول۔ کئی جوابات دیں گے بھائی۔ جواب اول: **تعلیل لام کلمہ** سَابِق **است**، کہ لام کلمے کی تعلیل مقدم ہے **از تعلیل عین کلمہ**، عین کلمے کی تعلیل سے۔ پہلے کس میں تعلیل کرتے ہیں؟ لام کلمے کے اندر۔ **زیرا کہ لام کلمہ محل تعلیل و تغییر است**، اس لیے کیونکہ لام کلمہ جو ہے تعلیل و تغییر کا محل ہے۔ آخری کلمہ ہے، آخری حرف ہے لفظ کا، تو لہٰذا کوئی تبدیلی وغیرہ کی جائے تو کہاں پر کی جاتی ہے عموماً؟ آخر میں کی جاتی ہے۔ تو لام کلمہ محل تعلیل ہے، محل تغییر ہے، اس میں تبدیلی کی جاتی ہے۔ وَ **لہٰذا اعراب در آخر کلمہ متغیر شود نہ در وسط**، اور اسی وجہ سے اعراب جو ہے آخر کلمہ میں بدلتا ہے نہ کہ وسط میں، نہ کہ درمیان میں۔ **پس تعلیل نیز در آخر کلمہ کردہ شود**، پس تعلیل بھی آخر کلمہ میں کی جاتی ہے بھائی۔ تو کہتے ہیں **پس تعلیل نیز در آخر کلمہ کردہ شود**، پس تعلیل بھی آخر کلمہ میں کی جائے گی۔

جواب دوم، دوسرا جواب: **تا در مضارع ایشاں ضمہ بریَا لازم نیاید**، تاکہ ان کے مضارع کے اندر یا پر ضمہ لازم نہ آئے۔ بھئی اگر لام کلمے کے اندر اعلال نہ کرتے تو مضارع کے اندر بھی اسی طرح یا رہتی اور پھر اس پر کیا پڑھنا پڑتا؟ ضمہ پڑھنا پڑتا۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھائی؟ اس لیے ابھی سے، پہلے سے ہی اس کو بدل دیا گیا۔

جواب سوم، تیسرا جواب: **اگر عین کلمہ را** بَاَلِف **بدل میکردند** وَ **لام کلمہ را سلامت میداشتند**، اگر عین کلمے کو الف کے ساتھ بدل دیتے اور لام کلمے کو سلامت رکھتے، **در آخر کلمہ حرف** عِلَّت **بودے**، تو کلمے کے آخر میں کیا ہوتا؟ حرف علت، یعنی واؤ یا یا۔ وَ مَا قَبْلِ **وے الف**، اور ان سے ماقبل کیا ہوتا؟ الف۔ عین جس کو الف سے بدلا ہے تو وہ الف ماقبل میں ہوتا اور آخر میں حرف علت ہوتا۔ وَ **ایں چنیں کلمہ در کلام عرب یافتہ** نَشُدَہ، اور اس طرح کا کلمہ کلام عرب

میں پایا نہیں گیا۔ کلام عرب میں اس طرح کا کلمہ نہیں پایا گیا بھائی کہ آخر میں حرف علت ہو اور اس سے ماقبل الف ہو بھائی۔ آخر میں حرف علت اور اس سے ماقبل الف، بلکہ جب بھی ایسا ہوتا ہے پھر اس واؤ یا یا کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں بھائی۔ واؤ یا کو کیا کرتے ہیں؟ ہمزہ سے بدل دیتے ہیں۔

جواب چہارم، چوتھا جواب: **اگر در عین کلمہ تعلیل میکردند**، اگر عین کلمہ کے اندر تعلیل کرتے، وَ **لام کلمہ را سلامت میداشتند**، اور لام کلمے کو سلامت رکھتے، طَایَ **شدے**، کیا ہو جاتا؟ طَایَ، اور اسی طرح جی طَوٰی سے کیا بن جاتا؟ طَایَ۔ اچھا جی طَوَیَ سے طَایَ ہو تا۔ جی اور قَوِوَ سے کیا ہو جاتا؟ قَاوَ۔ قَوِوَ سے کیا ہوتا؟ قَاوَ، واؤ آخر میں۔ اور طَوَیَ سے طَایَ۔ تو کہتے ہیں پتہ ہی نہ چلتا کون باب سَمِعَ سے ہے کون باب ضَرَبَ سے ہے۔ اب تو پتہ چل رہا ہے ایک ہے طَوٰی ایک ہے قوی۔ دیکھو صورت سمجھ میں آگئی؟ وہ تو ورنہ التباس لازم آتا۔ تو کہتے ہیں طَایَ **شدے**، طَایَ ہو جاتا، **لازم آمدے التباس باب** ضَرَبَ یَضْرِبُ بِبَابِ سَمِعَ یَسْمَعُ، تو لازم آتا التباس باب ضَرَبَ یَضْرِبُ کا باب سَمِعَ یَسْمَعُ کے ساتھ۔

مانع سوم، تیسرا مانع بھائی۔ بتلایا تھا پانچ موانع ہیں اگر یہ پائے جائیں تو پھر یہ اعلال نہیں کریں گے۔ تو تیسرا مانع جو ہے: **وقوع حرف ساکن بعد واو** وَ یَا مَانِعِ **تعلیل است**، **وقوع حرف ساکن**، ساکن حرف کا واقع ہونا **بعد واو** وَ یَا، واؤ اور یا کے بعد مَانِعِ **تعلیل است**، یہ تعلیل سے مانع ہے۔ بھئی انہوں نے بتایا واؤ اور یا متحرک ہوں حرکت لازمی کے ساتھ اور ان سے ماقبل فتحہ بھی لازمی ہو تو اس واؤ اور یا کو کس سے بدلیں گے؟ الف سے بدلیں گے، بشرطیکہ پانچ موانع ہیں ان میں سے کوئی نہ ہو۔ تیسرا مانع یہ بتلایا کہ اس واؤ اور یا کے بعد کوئی حرف ساکن نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ان کے بعد کوئی حرف ساکن آرہا ہے تو اب اس واؤ اور یا کو الف سے نہیں بدلیں گے۔ **چوں** جَوَادٌ وَ **طویل** وَ عَیُونٌ۔ دیکھیے جَوَادٌ: واؤ متحرک ماقبل فتحہ ہے لیکن اس واؤ کو الف سے نہیں بدلیں گے، کیوں؟ کیونکہ اس واؤ کے بعد کیا آرہا ہے؟ الف یعنی حرف ساکن آرہا ہے۔ اسی طرح طویل میں بھی واؤ متحرک ہے ماقبل فتحہ ہے اس کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن نہیں بدلیں گے، کیوں؟ کیونکہ واؤ کے بعد کیا ہے؟ یا ساکن ہے۔ وَ عَیُونٌ، اس کے اندر بھی یا متحرک ماقبل فتحہ ہے لیکن اس کو الف سے نہیں بدلیں گے کیونکہ یا کے بعد واؤ ساکن آرہا ہے۔

وَ **بعضے** مَانِعِ **اول را ذکر نکردند**۔ جی، یہاں سے بتلا رہے ہیں مصنف آپ کو کہ میں نے تو پانچ موانع گنوائے آپ کو۔ پہلا مانع کیا تھا؟ کہ تثنیہ کے ساتھ کیا لازم نہ آئے؟ التباس، مفرد کا تثنیہ کے ساتھ التباس نہ لازم آئے بھائی۔ کہتے ہیں بعضوں نے وہ پہلا مانع ذکر نہیں کیا۔ پہلا مانع ذکر نہیں، کہ تثنیہ کا التباس واحد کے ساتھ لازم آنے کے بجائے بس یہی ایک مانع ذکر کر دیا کہ واؤ اور یا کے بعد حرف ساکن نہیں آنا چاہیے۔ دیکھیے کیسے تھا: دَعَا مفرد ہے اور دَعَوَا تثنیہ ہے، رَمٰی مفرد ہے اور رَمَیَا تثنیہ۔ اب یہاں پر بھی دیکھیے رَمَیَا کے اندر یا متحرک ہے، ماقبل فتحہ ہے، لیکن اس یا کو الف سے نہیں بدلا۔ کیوں نہیں بدلا؟ کیا وجہ وہاں ذکر کی تھی؟ کہ یہ تثنیہ ہے اس کا التباس مفرد کے ساتھ لازم آئے گا۔ کس کے ساتھ لازم آئے گا؟ مفرد۔ یہ بھی رَمٰی ہو جائے گا اور مفرد بھی رَمٰی ہے تو پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اور یہ تیسرا مانع کیا ہے؟ کہ اس واؤ اور یا کے بعد اگر کیا آجائے؟ حرف ساکن۔ تو رَمَیَا میں بھی آپ دیکھیں یا کے بعد کیا ہے؟ الف ساکن ہے۔ تو بعض علماء نے وہ پہلا نہیں ذکر کیا تھا، یہی مانع ذکر کر دیا کیونکہ وہ اسی کے اندر داخل ہو جاتا ہے بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ کیونکہ وہ وہاں بھی، اگر یہ علت ذکر کر دی جائے کہ رَمَیَا کے اندر یا کو کیوں نہیں بدلا؟ کیونکہ اس کے بعد حرف ساکن آرہا ہے، تو وہ اسی کے اندر کیا ہو جاتا ہے؟ داخل ہو جاتا ہے، اس کو الگ ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تو بعض علماء نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ مصنف بتلائیں گے نہیں بھائی اس کو ذکر کرنے کی چاہیے، ذکر کرنے کی ضرورت ہے اور اسی لیے انہوں نے بھی ذکر کیا۔

تو کہتے ہیں: وَ **بعضے** مَانِعِ **اول را ذکر نکردند**، بعضوں نے پہلے مانع کو ذکر نہیں کیا ہے **از آں کہ دریں** مَانِعِ **است**، اس وجہ سے کہ وہ اسی مانع کے اندر داخل ہے، **زیرا کہ در** دَعَوَا وَ رَمَیَا **وقوع حرف ساکن بعد واو** وَ یَا **است**، اس لیے کیونکہ دَعَوَا اور رَمَیَا کے اندر حرف ساکن کا واقع ہونا ہے بعد واؤ اور یا، واؤ اور یا کے بعد حرف ساکن کا واقع ہونا ہے، لٰکِنْ **محققین ذکر کردند**، لیکن محققین نے ذکر کیا ہے، **از جہت آں کہ**، اس وجہ سے، محققین ذکر کرتے ہیں بھائی وہ مانع الگ ذکر کرتے ہیں یہ والا مانع الگ ذکر کرتے ہیں، **از جہت آں کہ ایں** مَانِعِ **جا بیست کہ حرف ساکن در یک کلمہ باشد کہ در آں کلمہ واو** وَ یَا **است**، اس وجہ سے کہ یہ مانع اس جگہ پر ہے کہ حرف ساکن ایک ہی کلمہ کے اندر ہو کہ اس کلمے کے اندر واؤ اور یا ہے، جس کلمے کے اندر وہ واؤ اور یا متحرک اور ماقبل فتحہ ہے اسی کے اندر کیا ہو حرف ساکن بھی ہو۔ وَ **حرف ساکن در** دَعَوَا وَ رَمَیَا کہ یہ الف ضمیر است فی الحقیقت کلمہ دیگر است۔ جی، اور کہتے ہیں کہ یہ مانع کہاں پر ہے، کیا بتلایا ابھی بھائی؟ محققین کیا کہتے ہیں؟ اس کو الگ ذکر کرتے ہیں۔ کیوں ذکر کرتے ہیں اس مانع کو؟ یہ جو مانع ہے یہ انہوں نے کہا نہ واؤ اور یا کے بعد حرف ساکن اگر آجائے تو یہ مانع بنے گا، یہ اسی کلمے کے اندر اگر ہو، اسی کلمے کے اندر کلمے ہی کے اندر وہ واؤ اور یا متحرک ہے اور ماقبل فتحہ ہے اور اسی کلمے میں واؤ اور یا کے بعد کیا ہے حرف ساکن ہے۔ جبکہ وہ جو پہلا مانع اب ذکر کیا تھا تثنیہ والا، کہتے ہیں بھائی دراصل وہ ایک کلمہ ہے ہی نہیں، وہ جو الف ساتھ جڑا ہوا ہے وہ تو ضمیر

ہے تثنیہ کی تو وہ تو کلمہ ہی الگ ہے۔ لہذا وہ اس کے اندر داخل نہیں۔ یہاں جو انہوں نے مانع ذکر کیا اس سے حرف ساکن ذکر کیا، کون سا حرف ساکن مراد ہے؟ جو اسی کلمے کے اندر ہو، اور وہاں پر جو التباس تثنیہ کے ساتھ آرہا تھا وہ اس کے اندر داخل نہیں، کیوں؟ کیونکہ وہ جو الف ہے تثنیہ والا وہ تو الگ کلمہ ہے۔ بات سمجھ میں آگئی بھائی؟

دیکھیے دوبارہ: لٰكِنْ **محققین ذکر کردند**، لیکن محققین نے اس کو الگ ذکر کیا ہے، بعضوں نے وہ پہلے کو ذکر الگ نہیں کیا محققین نے ذکر کیا ہے، **از جہت آں کہ ایں** مَانِع **جاییست**، اس وجہ سے کہ یہ مانع جو ابھی ذکر ہوا یہ اس جگہ پر ہے **کہ حرف ساکن در یک کلمہ باشد کہ در آں کلمہ واوَ** وَ یَا **است**، کہ حرف ساکن ایک کلمہ کے اندر ہو کہ اس کلمہ کے اندر واؤ اور یا ہے، وَ **حرف ساکن در** دَعَوَا وَ رَمَیَا **کہ ایں الف ضمیر است** فِي الْحَقِيقَت **کلمہ دیگر است**، اور حرف ساکن دَعَوَا اور رَمَیَا کے اندر کہ یہ الف ضمیر ہے حقیقت کے اندر یہ کلمہ دیگر ہے، کیا ہے؟ دوسرا کلمہ ہے، **اگرچہ فعل با فاعل در** حُكْمِ **یک کلمہ است**، کہتے ہیں اگرچہ فعل اپنے فاعل کے ساتھ ایک کلمے کے حکم میں ہے لیکن بہر حال حکم میں ایک کلمے کے ہے حقیقت میں تو وہ کیا ہے؟ الگ کلمہ ہے۔ **پس معلوم شد کہ عدم ابدال در ایشاں از جہت التباس** مُثَنّٰی بِمُفْرَد **است نہ از جہت ایں** مَانِع، پس معلوم ہوا کہ جو عدم ابدال ہے، ابدال جو نہیں کیا گیا **در ایشاں** ان کے اندر، کن کے اندر؟ وہ جو دَعَوَا اور رَمَیَا کو ذکر کیا تھا، ان کے اندر جو اعلال نہیں کیا گیا، ابدال نہیں کیا گیا، **از جہت التباس** مُثَنّٰی بِمُفْرَد **است**، وہ تثنیہ کا مفرد کے ساتھ التباس کی وجہ سے ہے، **نہ از جہت ایں** مَانِع، اس مانع کی وجہ سے نہیں، کیونکہ یہ مانع تو کہاں ہوتا ہے؟ ایک ہی کلمے کے اندر حرف ساکن آنا چاہیے اور وہاں تو ایک ہی کلمے میں نہیں الگ کلمہ ہے۔ بات سمجھ میں آئی بھائی کہ مشکل ہے؟

سوال: **سوال در** تَخْشَيْنَ **کہ در** اَصْل تَخْشَيِينَ **بود**، اب اشکال کریں گے مولانا۔ آپ نے کیا کہا، مانع کیا ذکر کیا؟ کہ واؤ اور یا متحرک ہوں حرکت لازمی کے ساتھ اور ان سے ماقبل فتحہ لازمی ہو تو اس واؤ اور یا کو کس سے بدلیں گے؟ الف سے بدلیں گے، لیکن یہ والے موانع نہیں ہونے چاہئیں، اور ابھی کیا ذکر کیا؟ تیسرا مانع کیا ذکر کیا کہ ان کے بعد کوئی حرف ساکن نہ ہو۔ کہتے ہیں ہم آپ کو دکھاتے ہیں واؤ اور یا کے بعد حرف ساکن آیا اور پھر بھی کیا کیا جاتا ہے اس کو گرا دیا جاتا ہے، پڑھا نہیں جاتا۔ جیسے تَخْشَيْنَ، دراصل تَخْشَيِينَ تھا۔ تَخْشَيْنَ۔

تَخْشَيِينَ	تَسْمَعِينَ	سَمِعَ	يَسْمَعُ

ہے نا، خَشِيَ يَخْشٰى، تو تَخْشَيِينَ تَسْمَعِينَ۔ اچھا پھر کیا کیا گیا؟ دیکھیے تَخْشَيِينَ میں یا متحرک ہے، ماقبل فتحہ ہے، اس ضابطے کے مطابق تو اس کو کیا ہونا چاہیے؟ الف سے بدلنا چاہیے، لیکن مانع آگیا۔ کیا مانع؟ یا کے بعد کیا ہے؟ حرف ساکن یا ہے۔ اور مانع آجائے تو پھر انہوں نے بتلایا تھا بدلتے نہیں، لیکن پھر بھی اس یا کو الف کیا گیا اور پھر الف بھی ساکن یا بھی ساکن، اجتماع ساکنین سے الف گر گیا تو کیا رہ گیا؟ تَخْشَيْنَ رہ گیا۔

اسی طرح آگے بتلائیں گے دَعَتْ اور رَمَتْ۔ دَعَتْ اصل میں کیا تھا؟ دَعَوَتْ۔ تو لہذا یہاں پر بھی واؤ کے بعد تا ساکن آرہی ہے، اس کو الف سے بدل کر گرانا نہیں چاہیے، لیکن اس کو الف سے بدل کر گرا دیا گیا۔ رَمَتْ اصل میں کیا تھا؟ رَمَيَتْ، یہاں بھی یا کے بعد ساکن تا ہے، تو اس یا کو بھی الف سے بدل کر گرانا نہیں چاہیے، لیکن اس کو بھی الف سے بدل کر گرا دیا گیا۔

سوال در تَخْشَيْنَ **کہ در** اَصْل تَخْشَيِينَ **بود**، تَخْشَيْنَ کے اندر کہ اصل میں یہ تَخْشَيِينَ تھا، **چرا** اِيَا رابَاَلِف **بدل کردند**، کیوں یا کو الف کے ساتھ بدل دیا؟ بَعْدَهٗ **آں الف را از جہت اجتماع ساکنین حذف کردند**، اس کے بعد اس الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا، **با آں کہ بعد یائے متحرک حرف ساکن است**، باوجود اس کے کہ یائے متحرک کے بعد کیا ہے؟ **حرف ساکن است**۔ وَ **ہمچنیں در** دَعَتْ وَ رَمَتْ، اور اسی طرح دَعَتْ اور رَمَتْ میں، **کہ در** اَصْل دَعَوَتْ وَ رَمَيَتْ **بود**، کہ اصل میں کیا تھے؟ دَعَوَتْ اور رَمَيَتْ تھے، **چرا واو** وَ يَا رابَاَلِف **بدل کردند**، کیوں واؤ اور یا کو الف کے ساتھ بدل دیا؟ بَعْدَهٗ **آں الف را از جہت اجتماع ساکنین حذف کردند**، اس کے بعد اس الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا، **با آں کہ بعد واو** وَ يَا **حرف ساکن است**، باوجود اس کے کہ واؤ اور یا کے بعد حرف ساکن ہے۔

جواب اول۔ پہلا جواب کہتے ہیں: لُحُوقِ **حرف ساکن در یں الفاظ بعد ابدال است**، کہ حرف ساکن کا ملنا ان الفاظ میں **بعد ابدال است**، کس کے بعد ہے؟ ابدال کے بعد ہے بھائی۔ تو جس وقت ابدال ہوا اس وقت حرف ساکن نہیں تھا، اور جس وقت ساکن آیا اس کے بعد ابدال نہیں ہوا بھائی۔

جواب دوم، دوسرا جواب: دوسرا جواب بَالَا ذکر کَرْدِیم، اوپر ہم نے ذکر کر دیا کہ **ایں** مَانِع **جاییست**، کہ یہ مانع اس جگہ پر ہے **کہ حرف ساکن از کلمہ باشد کہ در آں کلمہ واو** وَ یَا **است**، کہ حرف ساکن اسی کلمہ سے ہو کہ جس کے اندر واؤ اور یا ہیں۔ وَ **حرف ساکن در** تَخْشَیِینَ **کہ آں** یَا **ضمیر است**، اور حرف ساکن تَخْشَیِینَ کے اندر کہ وہ یائے ضمیر ہے، بِالْحَقِیقَت **کلمہ دیگر است**، یہ حقیقت میں دوسرا کلمہ ہے بھائی، **اگرچہ فعل با فاعل در** حُکْمِ **یک کلمہ است**، اگرچہ فعل فاعل کے ساتھ ایک کلمہ کے حکم میں ہے۔ حکم میں چاہے ایک کلمہ کے ہوں لیکن حقیقت میں تو ایسا نہیں، حقیقت میں تو وہ الگ کلمہ ہے اور ہم نے کہا تھا یہ ساکن اسی حرف، اسی کلمے میں ہونا چاہیے پھر مانع بنے گا۔

وَ فِیهِ نَظَرٌ۔ اب اس پہ پھر اشکال کریں گے۔ اچھا آپ نے کیا کہا؟ کہ ساکن اسی کلمے میں ہونا چاہیے، اگر الگ کلمے میں آئے تو پھر مانع نہیں بنے گا۔ مانع نہیں، پھر تو دَعَوَا اور رَمَیَا اس میں بھی جو الف ہے وہ کلمہ دیگر ہے اس کو واؤ اور یا کے الف بننے سے مانع نہیں ہونا چاہیے۔ اشکال سمجھ میں آیا بھائی؟ وَ فِیهِ نَظَرٌ، اور اس قول کے اندر اشکال ہے، یہ جو جواب دیا اس جواب میں اشکال ہے بھائی، یہ جواب تو دے دیا بعض علماء نے ذکر کیا ہے لیکن کہتے ہیں اس جواب پر کیا ہوتا ہے؟ اشکال اور اعتراض ہوتا ہے۔ **زیرا کہ حرف ساکن در** دَعَوَا وَ رَمَیَا **نیز** بِالْحَقِیقَت **کلمہ دیگر است**، اس لیے کیونکہ حرف ساکن دَعَوَا اور رَمَیَا کے اندر بھی حقیقت میں دوسرا کلمہ ہے، **پس چرا** وَ یَا **را بدل نکردند**، پس کیوں واؤ اور یا کو نہیں بدلا؟

جواب۔ کہتے ہیں بھئی جواب گزر چکا ہے پیچھے، بھئی وہاں ہم نے مانع ذکر کیا تھا، کیا مانع تھا؟ کہ تثنیہ کا التباس کس سے لازم آتا تھا؟ مفرد کے ساتھ، اس وجہ سے، وہاں ہم نے ساکن کی کوئی بات ہی نہیں کی تھی بھائی۔ جواب سمجھ میں آیا؟ جواب: **زیرا کہ التباس تثنیہ** بِوَاحِد اِینْجَا مَانِع **تعلیل است**، اس لیے کیونکہ تثنیہ کا التباس واحد کے ساتھ یہاں پر مانع تعلیل ہے، بِخِلَافِ تَخْشَیْنَ وَ دَعَتْ وَ رَمَتْ، بخلاف تَخْشَیْنَ اور دَعَتْ اور رَمَتْ کے، کہ وہاں پر مفرد کے ساتھ التباس لازم نہیں آتا۔

مانع چہارم، چوتھا مانع: بُودَنِ **کلمہ** بِمَعْنٰی **کلمہ دیگر کہ در وے** عِلَّتِ **اعلال موجود نیست** مَانِع **تعلیل است**۔ بُودَنِ **کلمہ** بِمَعْنٰی **کلمہ دیگر**، ہونا ایک کلمے کا دوسرے کلمے کے معنی میں۔ بھئی دیکھیے ادھر، یہ دو کلمے ہیں: یہ پہلا کلمہ، یہ دوسرا کلمہ۔ یہ جو دوسرا کلمہ ہے اس کے اندر اعلال نہیں کریں گے، دوسرے کلمے میں اعلال کیونکہ اعلال کی علت ہی نہیں ہے وہاں پر۔ جو قانون بیان کیا وہ ساری صورت وہاں موجود ہی نہیں ہے تو لہٰذا وہاں اعلال کریں گے؟ نہیں۔ جب وہاں اعلال کی علت ہی نہیں ہے تو وہاں دوسرے کلمے میں تو اعلال نہیں ہوا۔ اب یہ جو پہلا کلمہ ہے اس کے اندر اعلال کی علت موجود ہے، اس پہ وہ سارا قانون کیا ہے؟ پورا لاگو ہو رہا ہے کہ واؤ یا متحرک ہے حرکت لازمی کے ساتھ اور ان سے ماقبل کیا ہے؟ فتحہ لازم ہے۔ اب پہلے کلمے کے اندر علت اعلال ہے، دوسرے کلمے میں علت اعلال نہیں۔ تو لہٰذا دوسرے کلمے میں اعلال بھی نہیں کیا۔ تو پہلا کلمہ اس دوسرے کلمے کا ہم معنی ہے، اس کا معنی وہی ہے جو کس کا ہے؟ دوسرے کلمے کا۔ تو جب اس کے ہم معنی ہوا اور اس کے اندر اعلال نہیں کیا تو اس کے اندر اگرچہ علت اعلال موجود ہے پھر بھی اس کے اندر اعلال نہیں کریں گے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟

تو کہتے ہیں: بُودَنِ **کلمہ** بِمَعْنٰی **کلمہ دیگر**، ہونا ایک کلمے کا دوسرے ایسے کلمے کے معنی کے اندر **کہ در وے** عِلَّتِ **اعلال موجود نیست**، کہ اس کے اندر اعلال کی علت ہی موجود نہیں ہے، مَانِع **تعلیل است**، یہ بھی کیا ہے مانع تعلیل۔ تو ایک کلمے کا ایسے کلمے کے معنی میں ہو جانا کہ جس کے اندر علت اعلال موجود نہیں بھائی۔ **چوں** عَوِرَ وَ صَیِدَ **کہ در معنی** اِعْوَرَّ وَ اِصْیَدَّ **است**، جیسے عَوِرَ اور صَیِدَ، کس معنی میں ہیں؟ اِعْوَرَّ اور اِصْیَدَّ کے معنی میں ہیں۔ تو دیکھیے اِعْوَرَّ، اِعْوَرَّ میں یہ واؤ کو الف کرنا چاہیے؟ نہیں، کیوں نہیں کرنا چاہیے؟ کیونکہ واؤ سے ماقبل فتحہ ہی نہیں۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ فتحہ ہی نہیں یا اور نیز واؤ کے بعد بھی کیا آرہا ہے؟ ساکن ہے، ساکن آرہا ہے۔ اسی طرح اِصْیَدَّ کے اندر ہے، تو ان کے اندر علت اعلال نہیں۔ لیکن اِعْوَرَّ ہی کے معنی میں عَوِرَ آیا۔ اب عَوِرَ میں تو علت اعلال ہے، واؤ متحرک ماقبل فتحہ، اس کو کیا کرنا چاہیے؟ الف سے بدل کر عَارَ پڑھنا چاہیے، صَیِدَ کو کیا پڑھنا چاہیے؟ صاد۔ لیکن چونکہ یہ اِعْوَرَّ اور اِصْیَدَّ کے معنی میں ہیں اور اس کے اندر اعلال نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں تو علت ہی نہیں تھی، تو ان کے اندر چاہے علت موجود ہی کیوں نہ ہو پھر بھی ان میں اعلال نہیں کیا گیا۔

صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ عَوِرَ کا معنی ہے یک چشم شدن بھائی، ایک آنکھ والا ہونا، کانا، کانا ہونا بھائی۔ اَعْوَر کہتے ہیں جس کی ایک آنکھ ہو بھائی۔ صَیِدَ، صَیِدَ کا معنی ہے گردن کا ٹیڑھا ہونا، یا اسی طرح تکبر کرنا۔ تو صَیِدَ گردن کا ٹیڑھا ہونا۔ تو کہتے ہیں **چوں** عَوِرَ وَ صَیِدَ **کہ در معنی** اِعْوَرَّ وَ اِصْیَدَّ **است**، جیسے عَوِرَ اور صَیِدَ کہ یہ اِعْوَرَّ اور اِصْیَدَّ کے معنی میں ہیں، یَا **در معنی** اِعْوَارَّ وَ اِصْیَادَّ **است**، یا تو یہ اِعْوَرَّ اور اِصْیَدَّ کے معنی میں ہیں یا در معنی اِعْوَارَّ وَ اِصْیَادَّ **است**، یا کس کے معنی میں ہیں؟ اِعْوَارَّ اور اِصْیَادَّ، یعنی باب افعلال یا باب افعیلال۔ **از آں کہ ہر لغتے کہ از** اَلْوَان وَ عُیُوب **است**،

اس وجہ سے کہ ہر وہ لغت کہ کس سے ہو؟ الوان رنگ، عیوب عیب بھائی، کہ الوان اور عیوب سے ہو، حَقِّ **بابِ** اِفْعِلَال وَ اِفْعِیلَال **است**، وہ کس کا حق ہے؟ باب افعلال اور باب افعیلال کا۔ سمجھ میں آیا؟ یہ جو الوان، رنگ ہیں اور عیب ہیں یہ کن بابوں سے آتے ہیں بھائی؟ باب افعلال اور باب افعیلال سے آتے ہیں۔ **پس اگر در غیر ایں ہر دو باب** بِیَایَد، پس اگر ان دو بابوں کے علاوہ کے اندر بھی آ جائے، کیا آ جائے؟ عیب اور رنگ، ان دو بابوں کے علاوہ سے بھی آ جائے جیسے کہ اوپر عَوِرَ اور صَیِدَ یہ تو دونوں آئے تھے بھائی، **گفتہ شود**، تو کہا جائے گا **کہ در معنی ایں دو باب است**، کہ یہ کس کے معنی میں ہیں؟ ان دو بابوں کے معنی میں ہیں۔

ہمچنیں، اسی طرح اِزْدَوَجُوا وَ اِجْتَوَرُوا بِمَعْنٰی تَزَاوَجُوا وَ تَجَاوَرُوا **است**۔ اسی طرح اِزْدَوَجُوا، اس کے اندر اعلال نہیں کیا گیا حالانکہ دیکھیے اِزْدَوَجُوا واؤ متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف، اسی طرح اِجْتَوَرُوا واؤ متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے، نہیں بدلا۔ کیوں؟ بِمَعْنٰی تَزَاوَجُوا وَ تَجَاوَرُوا **است**، اس لیے کہ یہ تَزَاوَجُوا، اِزْدَوَجُوا بمعنی تَزَاوَجُوا کے ہے، اور اِجْتَوَرُوا بمعنی تَجَاوَرُوا کے ہے۔ اور تَزَاوَجُوا اور تَجَاوَرُوا میں تو اعلال نہیں کیا گیا، کیوں؟ کیونکہ علت اعلال نہیں ہے۔ واؤ تو متحرک ہے لیکن ما قبل کیا ہے؟ الف ہے بھائی، ہم نے تو کیا کہا تھا ما قبل میں کیا ہونا چاہیے؟ فتحہ لازم ہونا چاہیے۔ تو ان میں اعلال جب نہیں کیا گیا تو اِزْدَوَجُوا اور اِجْتَوَرُوا جو ان کے ہم معنی ہیں ان کے اندر بھی اعلال نہیں کیا جائے گا اگرچہ علت اعلال موجود ہے۔ **از آں کہ در ایشاں معنی** مُشَارَکَت **است**، اس وجہ سے کہ ان کے معنی کے اندر مشارکت ہے، کیا ہے؟ مشارکت ہے۔ **زیرا کہ معنی** اِزْدِوَاج، بھئی اِزْدَوَجُوا، یہ اس کا مصدر ہے اِزْدَوَجُوا کا اِزْدِوَاج افتعال باب سے، **زیرا کہ معنی** اِزْدِوَاج **بایکدیگر** جُفْت شُدَن **است**، کیونکہ ازدواج کا معنی ایک دوسرے کے ساتھ جفت ہونا ہے، **چنانچہ** تَزَاوَجَ، جیسے کہ تَزَاوَجَ، باب تفاعل ہے بھائی۔ یاد رکھیے مشارکت جو ہے یہ باب تفاعل کا خاصہ ہے، لیکن یہاں کس کے اندر آ گیا؟ باب افتعال، اِزْدِوَاج، اِزْدَوَجُوا، یہ باب کون سا ہے؟ باب افتعال میں آ گیا۔ تو حکم بھی اسی کا دے دیا۔ مشارکت کس باب کا خاصہ ہے؟ تفاعل کا، اور کس میں آ گیا؟ افتعال میں آ گیا، اور باب تفاعل کے اندر تو تعلیل نہیں ہوئی تو یہاں بھی تعلیل نہیں کریں گے۔ زیرا کہ معنی اِزْدِوَاج بایکدیگر جُفْت شُدَن است چنانچہ تَزَاوَجَ، وَ **معنی** اِجْتِوَار **بایکدیگر ہمسایگی** کَرْدَن **آمدہ است**، اور اجتوار کا معنی ایک دوسرے کے ساتھ ہمسایگی کرنا آیا ہے، یعنی ایک دوسرے کا ہمسایہ ہونا بھائی۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمسایگی کرنا آیا ہے، **چنانچہ معنی** تَجَاوَرَ، جیسے کس کا معنی؟ تَجَاوَرَ کا معنی ہے، یہ تَجَاوَرَ باب تفاعل ہے دیکھو اس میں مشارکت ہوتی ہے۔ وَ **بابِ** اِفْتِعَال مَوْضُوع **برائے** مُشَارَکَت **نیست**، تو یہ مشارکت کس باب کے اندر آ گئی؟ باب افتعال میں، اور حالانکہ باب افتعال تو مشارکت کے لیے وضع نہیں، مشارکت کے لیے تو کون سا باب وضع ہے؟ باب تفاعل۔ باب اِفْتِعَال مَوْضُوع برائے مُشَارَکَت نیست، اور باب افتعال تو مشارکت کے لیے وضع نہیں کیا گیا ہے، **پس در معنی باب** تَفَاعُل **باشد**، پس یہ کس باب کے معنی میں ہوا؟ تفاعل باب کے معنی میں ہوا، **کہ** مَوْضُوع **برائے** مُشَارَکَت **است**، کہ جو کس کے لیے موضوع ہے؟ مشارکت کے لیے موضوع ہے بھائی۔

سوال: زَارَ بِمَعْنٰی اِزْوَرَّ وَ اِزْوَارَّ **آمدہ است**۔ سوال یہ، آپ نے یہ کہا کہ ایک باب جب دوسرے باب کے معنی میں ہو، ایک کلمہ دوسرے کلمہ کے معنی کے اندر ہو اور دوسرے کلمہ کے اندر تبدیلی نہیں ہوئی تو اس کلمہ کے اندر بھی تبدیلی نہیں کریں گے۔ تو کہتے ہیں: زَارَ بِمَعْنٰی اِزْوَرَّ وَ اِزْوَارَّ **آمدہ است**، زَارَ جو ہے اِزْوَرَّ اور اِزْوَارَّ کے معنی میں آیا ہے، **پس بایستی کہ واو در وے** سَالِم **ماندے**، پس چاہیے کہ واؤ اس کے اندر سلامت رہے، تو اس کے اندر واؤ کو الف سے بدل دیا گیا، اس کو بدلنا نہیں چاہیے تھا، کیونکہ اِزْوَرَّ اور اِزْوَارَّ کے اندر واؤ کو نہیں بدلا گیا اور یہ اس کے ہم معنی ہے۔ **پس بایستی**، پس چاہیے تھا **کہ واو در وے** سَالِم **ماندے**، کہ واؤ اس کے اندر سالم رہتا، **چنانکہ در**

اِزْوَرَّ	اِزْوَارَّ	سَالِم

است، جیسے کہ اِزْوَرَّ اور اِزْوَارَّ کے اندر سلامت ہے۔

جواب: کہتے ہیں حَمْلِ نَظِیر بر نَظِیر **دلیل** ضَعِیف **است**، کہتے ہیں ایک نظیر کو دوسری نظیر پر محمول کرنا ضعیف دلیل ہے۔ ایک نظیر کو، یہ ضعیف دلیل ہے۔ بھئی دیکھیے بعض کلموں کے اندر اعلال نہیں ہوا تھا حالانکہ ہونا چاہیے تھا، جیسے عَوِرَ اور صَیِدَ۔ تو علماء نے غور کیا اور اس کی علت یہ وجہ نکالی، عربوں سے ہم یوں ہی سنتے ہیں وہ عَوِرَ پڑھتے ہیں، وہ صَیِدَ پڑھتے ہیں۔ بھئی عَوِرَ تو نہیں پڑھنا چاہیے، ضابطوں کے مطابق تو کیا پڑھنا چاہیے؟ عَارَ اور صاد۔ تو پھر اس کی علت یہ نکالی کہ دیکھو یہ اس باب کے معنی میں ہے جس کے اندر اعلال نہیں ہوا، اور جب اس کے اندر اعلال نہیں ہوا تو اسی وجہ سے اس کے اندر بھی اعلال نہیں کیا گیا۔ باقی آپ اس میں قیاس نہیں کر سکتے آپ، کہ جو بھی لفظ آپ کو ایسا ملے کہ دوسرے لفظ کا ہم معنی ہے اور اس کے اندر اعلال نہیں ہوا تو

اب آپ بھی کیا کہیں یہاں پر اعلال نہیں، تو اس میں قیاس نہیں کر سکتے ہم، یہ ساری چیزیں سماع سے ہیں، عربوں سے ہم نے اس طرح سنا ہے، باقی اس کی پھر علماء وجوہات بیان کرتے ہیں کہ اس طرح کیوں آیا ہے بھائی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ تو یہی جواب دے رہے ہیں کہ حَمْلِ نَظِیر بر نَظِیر **دلیل** ضَعِیف **است**، کہ ایک نظیر کو، ایک مثل، نظیر بمعنی مثل کے، ایک مثل کو دوسرے مثل پر محمول کرنا یہ ضعیف دلیل ہے، **پس** قِیَاس **بروے** نَشَایَد، پس قیاس اس پر نہیں چاہیے، قیاس اس پر نہیں ہو سکتا بھائی۔ چلیے بس مولانا، هٰذَا هوالْمَرَامُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیقَةِ الْكَلَامِ۔

موانعِ تعلیلِ اجوف (اضطراب و حرکت) اور تعلیل بالاسکان والنقل

سبق نمبر ۱۲۳—تاریخِ درس: ۱۷ مئی ۲۰۰۹ء

مانع پنجم: دلالت کلمہ بر معنی اضطراب و حرکت مانع تعلیل است، تا حرکت لفظی دلالت کند بر حرکت معنوی، و ایں در کلمہ ایست کہ بر وزن فَعَلَانٌ و فَعَلٰی **باشد بفتح عین۔**

بھئی قانون، مصنف رحمہ اللہ نے آپ کو ایک قانون بتلایا تھا کہ واو اور یا متحرک ہوں حرکت لازمی کے ساتھ، اور ان سے ماقبل فتحہ لازمی آجائے، تو اس واو اور یا کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف کے ساتھ بدلتے ہیں۔ لیکن بتلایا تھا کہ پانچ موانع ہیں۔ اگر ان پانچ مانعوں میں سے کوئی ایک آجائے تو پھر وہ واو یا یا الف سے نہیں بدلیں گے۔ آج وہ پانچواں مانع ذکر کر رہے ہیں بھئی۔

کہتے ہیں **مانع پنجم: دلالت کلمہ بر معنی اضطراب و حرکت مانع تعلیل است۔** پانچواں مانع وہ یہ ہے: **دلالت کلمہ بر معنی اضطراب و حرکت**، کلمے کی دلالت اضطراب و حرکت کے معنی پر۔ کلمہ کس معنی پر دلالت کرتا ہے؟ ہاں، کوئی کلمہ ہے، لفظ ہے، وہ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جس کے اندر اضطراب و حرکت ہے، تو یہ **مانع تعلیل است**، یہ کیا ہے؟ کلمے کا ایسے معنی پر دلالت کرنا یہ مانع تعلیل ہے۔ **تا حرکت لفظی دلالت کند بر حرکت معنوی**، تاکہ لفظی حرکت وہ دلالت کرے معنوی حرکت پر۔ بھئی معنی کے اندر اضطراب اور حرکت ہے، تو کلمے کے اندر بھی حرکت ہونی چاہیے، اسی لیے اس کو الف سے نہیں بدلتے کیونکہ الف تو کیا ہوتا ہے؟ ساکن ہوتا ہے۔

و ایں در کلمہ ایست کہ بر وزن فَعَلَانٌ و فَعَلٰی **باشد بفتح عین۔** فَعَلٰی عین پر آپ کے جزم ہے؟ جی، عین پر فتحہ ہونا چاہیے بھئی، فَعَلٰی۔ تو یہ اس کلمہ میں ہے کہ جو فَعَلَانٌ اور فَعَلٰی وزن پر ہو، **بفتح عین**، عین کے فتحہ کے ساتھ بھئی۔ فَعَلَانٌ میں بھی عین پر فتحہ ہے، اور فَعَلٰی میں بھی عین پر فتحہ ہے۔ **چوں** جَوَلَانٌ **و دوران و**

حَیَوَانٌ	سَیَلَانٌ	ثَوَرٰی	حَیَدٰی

-

تو دیکھا یہ فَعَلَانٌ اور فَعَلٰی وزن پر ہیں، اور یہ سارے ایسے معانی پر دلالت کر رہے ہیں جس میں اضطراب اور حرکت ہوتی ہے۔ تو لہذا اس وجہ سے ان کے اندر واو متحرک ہے، اس سے ماقبل فتحہ ہے، لیکن اس واو یا یا کو الف سے نہیں بدلا گیا، تاکہ اس لفظ کے اندر کی، لفظ کی جو حرکت ہے وہ کس پر دلالت کرے؟ معنی کی حرکت پر۔ معنی میں حرکت ہے بھئی۔

جیسے جَوَلَانٌ۔ جَوَلَانٌ کا معنی ہے گھومنا بھئی، گھومنا۔ تو دیکھو گھومنے کے اندر حرکت ہے یا نہیں بھئی؟ گھومنے کے لیے حرکت ہے تو گھومنا ہوگا۔ و دوران، دوران کا معنی چکر لگانا۔ چکر لگانے میں بھی کیا ہے؟ حرکت ہے بھئی، حرکت ہے تو چکر لگانا ہے۔ اسی طرح حَیَوَانٌ۔ حَیَوَانٌ کسے کہتے ہیں؟ جس میں زندگی ہو، اور جس میں زندگی ہوگی وہ کیا ہوگا؟ حرکت کرے گا بھئی۔ تو اسی لیے حَیَوَانٌ صحیح لفظ ہے، جسے ہم حیوان، اردو میں تو بہر حال رائج ہی حیوان ہے، عربی کے اعتبار سے صحیح لفظ حَیَوَانٌ ہے بھئی۔

اسی طرح سَیَلَانٌ۔ سَیَلَانٌ کا معنی ہے بہنا۔ تو دیکھو بہنے کے اندر بھی حرکت ہوتی ہے۔ اسی طرح ثَوَرٰی۔ ثَوَرٰی یہ غالباً ہرن کی کوئی قسم ہے، بارہ سنگھا وغیرہ، اس کو کہتے ہیں بھئی، اس میں بھی کیا ہے؟ حرکت ہوتی ہے، تیز حرکت بھئی۔ وحَیَدٰی۔ حَیَدٰی کہتے ہیں بھئی بہت بدکنے والا گدھا بھئی، جو اپنے سائے سے بھی ڈر جاتا ہے بھئی۔ تو دیکھو اس میں بھی بہت زیادہ حرکت ہے۔ تو لہذا حَیَدٰی یا متحرک ماقبل فتحہ ہے لیکن اس کو الف سے نہیں بدلا تاکہ لفظ کی

حرکت دلالت کرے کس چیز پر؟ معنی کی حرکت، معنی میں حرکت پر بھئی۔ دیکھ رہے ہیں بھئی سب کے اندر واو یا یا متحرک ہیں اور ما قبل فتحہ ہے لیکن اس کو الف سے نہیں بدلا گیا۔

و تصحیح مَوَتَانٌ۔ اچھا، یہ ایک اشکال کا جواب دے رہے ہیں۔ اشکال یہ: آپ نے کیا کہا؟ اگر معنی میں، معنی حرکت والا ہو تو لفظ میں بھی کیا رکھیں گے؟ حرکت کو برقرار رکھیں گے۔ تو مَوَتَانٌ بھئی۔ یاد رکھیے مَوَتَانٌ کہتے ہیں بے جان چیزوں کو بھئی۔ مَوَتَانٌ کسے کہتے ہیں؟ بے جان چیزوں کو۔ تو مَوَتَانٌ کے اندر بھی واو کو برقرار رکھا گیا، حالانکہ اس میں حرکت نہیں ہے، اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ تو جواب دے رہے ہیں بھئی کہ چونکہ مَوَتَانٌ مردہ جو ہے، تو مَوَتَانٌ ضد ہے حَیَوَانٌ کی۔ اور حَیَوَانٌ کے اندر تو اضطراب اور حرکت والا معنی تھا لہٰذا اس کے اندر یا کو الف سے نہیں بدلا، تو اس کی ضد کو بھی اسی پر حمل کرتے ہوئے اس کے اندر بھی واو کو الف سے نہیں بدلا گیا بھئی۔

تو کہتے ہیں **و تصحیح مَوَتَانٌ باوجود علت اعلال**، اور مَوَتَانٌ کی تصحیح یعنی اس کو صحیح رکھنا باوجود علت اعلال کے، **از آن کہ محمول است بر حَیَوَانٌ** کہ یہ محمول ہے کس پر؟ حَیَوَانٌ پر، **کہ نقیض اوست** کہ جو اس کی نقیض ہے بھئی، نقیض ہے۔ تو ضابطہ انہوں نے یہ بتلایا کہ جس کلمے کا معنی کیا ہو اضطراب اور حرکت والا ہو، تو اس کے اندر اعلال نہیں کرتے، تاکہ لفظ کی حرکت معنی کی حرکت پر دلالت کرے کہ معنی میں حرکت والا معنی ہے۔ تو اس پر اشکال ہوتا ہے کہ مَوَتَانٌ تو بھئی مَوَتَانٌ تو بے جان چیزوں کو کہتے ہیں اور بے جان چیزوں کے اندر تو کوئی حرکت نہیں، لہٰذا یہاں پر تو کیا کرنا چاہیے تھا؟ واو کو الف سے، واو متحرک ما قبل فتحہ ہے تو اس کو الف سے بدلنا چاہیے بھئی کیونکہ یہاں اضطراب اور حرکت والا معنی نہیں ہے بھئی۔ تو جواب کیا دیا؟ کہ یہ حَیَوَانٌ پر محمول ہے کیونکہ وہ اس کی نقیض ہے بھئی۔ حَیَوَانٌ کے اندر تو اضطراب اور حرکت والا معنی ہے تو اس کے اندر یا کو الف سے نہیں بدلا، تو مَوَتَانٌ جو اس کی نقیض ہے اس کے اندر بھی واو کو الف سے نہیں بدلا۔

و ایں تعلیل در ناقص ہم آمدہ است۔ جی، اب وہ گزشتہ قانون جو آیا تھا اس سے پھر متعلق عبارت آ گئی۔ قانون کیا ذکر ہوا تھا؟ واو یا یا متحرک، کس کے قوانین چل رہے ہیں؟ اجوف کے۔ اجوف میں واو یا یا متحرک ہو اور ما قبل فتحہ ہو تو اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے۔ لیکن کہتے ہیں یہ تعلیل صرف اجوف میں ہی نہیں آئی کہ واو اور یا متحرک اور ما قبل فتحہ ہو تو اس کو الف سے بدلتے ہیں، بلکہ ناقص کے اندر بھی یہ تعلیل آئی ہے کہ آخر میں واو یا یا متحرک آ جائیں اور ما قبل فتحہ ہو تو اس واو یا یا کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے۔

تو کہتے ہیں **و ایں تعلیل در ناقص ہم آمدہ است** اور یہ تعلیل ناقص کے اندر بھی آئی ہے، **چناں کہ در**

دَعَا	رَمَىٰ	عَصًا	هُدًى

کہ در اصل

دَعَوَ	رَمَيَ	عَصَوٌ	هُدَيٌ

۔ جی، چنانچہ دَعَا اصل میں کیا تھا دَعَا؟ دَعَوَ۔ تو دیکھو یہ ناقص ہے، واو متحرک ما قبل فتحہ تھا، اس کو الف سے بدلا تو دَعَا ہوا۔ رَمَىٰ اصل میں کیا تھا؟ رَمَيَ، یا متحرک ما قبل فتحہ، اس کو یا کو الف سے بدل دیا تو رَمَىٰ ہوا۔ عَصًا اصل میں کیا تھا؟ عَصَوٌ تھا بھئی، واو متحرک ما قبل فتحہ، اس واو کو کس سے بدلا؟ الف سے۔ کس سے بدلا؟ اور عَصَوٌ دیکھو تنوین ہے اور تنوین کسے کہتے ہیں؟ نون ساکن کو، تو وہ ابھی بھی ہے۔ تو عَصَوٌ بھئی، واو ہے اور واو کے بعد کیا ہے؟ نون تنوین یعنی نون ساکن ہے۔ تو واو تو کس سے بدل گیا؟ الف سے، تو کیا بن گیا؟ عَصَانْ۔ الف بھی ساکن اور وہ تنوین والا نون بھی ساکن، تو اجتماع ساکنین آیا اور اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ ہے، اول حرف مدہ تھا یعنی الف، اس کو گرا دیا تو کیا ہوا؟ عَصًا ہوا۔

تو یہ اسم مقصور ہے مولانا یاد رکھیے، وہ اسم جس کے آخر میں کیا آئے؟ الف مقصورہ آئے۔ لیکن وہ الف گر چکا ہے اس وقت، تو یہ الف یہاں تقدیراً موجود ہے، الف کیا ہے؟ تو یہ جب بغیر الف لام کے آئے تو عَصًا پڑھیں گے، عَصًا۔ اسی طرح ہے هُدًى بھئی، جو اصل میں کیا تھا؟ هُدَيٌ، یا متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلا؟ الف سے، تو کیا ہوا؟ هُدَانْ، پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا، کیا رہ گیا؟ هُدًى۔ تو یہ اسم مقصور ہے مولانا جس میں الف مقصورہ آتا ہے۔

ہاں، الف لام اس پر آ جائے پھر یہ الف نہیں گرے گا۔ کیونکہ اَلْعَصَا، عَصَا بغیر الف لام کے ہو تو عَصًا پڑھیں گے، الف لام کے ساتھ ہو تو کیا پڑھیں گے؟ اَلْعَصَا۔ وجہ یہ کہ اس اَلْعَصَوُ تھا، کیا تھا؟ اَلْعَصَوُ، واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلا؟ الف سے، اَلْعَصَا۔ تنوین والا نون ہے ہی نہیں، وہ ہوتا تو الف گر جاتا۔ تو جہاں تنوین والا نون تھا وہاں الف گر گیا، جہاں تنوین نہیں وہاں الف بھی نہیں گرے گا۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟

تو یہ عَصًا ہے، ھُدًی ہے۔ اسی طرح مولانا

فَتًی	فَتًی	فَتًی

لفظ آتا ہے، یاد رکھیے یہ بھی اسم مقصور ہے، الف تقدیرا موجود ہے، اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر چکا ہے۔ اسی طرح معنی جس کو آپ معنی پڑھتے ہیں، یہ معنی پڑھنا ہے اس کو بھئی جہاں بھی آئے معنی، عبارت کے اندر۔ ہاں الف لام ہو تو پھر اَلْمَعْنٰی پڑھیں گے، الف لام نہیں ہو تو الف کیا ہے؟ تقدیرا ہے ورنہ گر چکا ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ تو عَصًا اور ھُدًی، جی **کہ دراصل**

دَعَوَ	رَمَیَ	عَصَوٌ	ھُدَیٌ

-

جی، **ودر** حَوَبَةٌ و جَيَلٌ **واو و یا را بہ الف بدل نہ کردند**۔ کہتے ہیں حَوَبَةٌ دیکھو واو متحرک ما قبل فتحہ ہے اس کو الف سے بدلنا چاہیے، کیوں نہیں بدلا؟ اسی طرح جَيَلٌ، یا متحرک ہے ما قبل فتحہ ہے اس کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن نہیں بدلا گیا۔ تو کہتے ہیں حَوَبَةٌ اور جَيَلٌ کے اندر **واو و یا را بہ الف بدل نہ کردند**، واو اور یا کو الف کے ساتھ نہیں بدلا۔ **از آن کہ حرکت واو و یا عارض است**، اس وجہ سے کہ واو اور یا کی حرکت عارضی ہے، **لازم نیست**، لازم نہیں ہے۔ بھئی ہم نے کیا کہا تھا؟ واو اور یا کی حرکت کیسی ہونی چاہیے؟ لازمی ہونی چاہیے۔ تو حَوَبَةٌ اور جَيَلٌ کے اندر حرکت عارضی ہے بھئی۔

زیرا کہ دراصل حَوْأَبَةٌ و جَيْأَلٌ **بودہ است**، اس لیے کیونکہ اصل کے اندر یہ حَوْأَبَةٌ اور جَيْأَلٌ تھے۔ حَوْأَبَةٌ، پھر کیا ہوا؟ ہمزہ متحرک اور ما قبل اس کے ساکن ہے، تو ہمزہ کا فتحہ نقل کر کے کس کو دیا؟ ما قبل کو دے کر اس کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے، جیسے یَسْأَلُ میں کیا پڑھنا جائز ہے؟ یَسَلُ پڑھنا جائز ہے، یہاں بھی اسی طرح بھئی۔ تو حَوْأَبَةٌ میں ہمزہ کی حرکت واو کو دی اور ہمزہ کو حذف کر دیا تو حَوَبَةٌ ہوا۔ جَيْأَلٌ میں بھی ہمزہ کی حرکت نقل کر کے یا کو دے دی اور ہمزہ کو حذف کر لیا تو جَيَلٌ ہوا بھئی۔ تو اب دیکھو واو اور یا متحرک تو ہیں لیکن حرکت کون سی ہے ان پر؟ عارضی ہے، سمجھ میں آیا؟ لازمی نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں **حرکت ہمزہ نقل کردہ بہ ما قبل دادند**، حرکت ہمزہ کی نقل کر کے ما قبل کو دے دی، **و ہمزہ را حذف کردند** اور ہمزہ کو حذف کر دیا، حَوَبَةٌ و جَيَلٌ **شد**، تو حَوَبَةٌ اور جَيَلٌ ہو گئے۔ حَوَيَةٌ ہے؟ جی، ہاں حَوَبَةٌ ہونا چاہیے یہ باہے مولانا اوپر بھی گزر چکی ہے بھئی۔

وہم چنیں، اور اسی طرح **در** اِخْشَيْنَّ، اِخْشَيْنَّ کے اندر۔ بھئی سوال یہ: اِخْشَيْنَّ کے اندر یا متحرک ہے اور یا سے ما قبل فتحہ ہے، اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ کہتے ہیں **در** اِخْشَيْنَّ **یا را بہ الف بدل نہ کردند**، اِخْشَيْنَّ کے اندر یا کو الف سے نہیں بدلا۔ **از آن کہ حرکت یا عارض است**، اس وجہ سے کہ یا کی حرکت عارضی ہے، **بہ سبب اجتماع ساکنین پیدا شدہ است**، اجتماع ساکنین کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بھئی اِخْشَيْنَّ یہ امر کا صیغہ ہے اور آخر میں نون ثقیلہ ملایا گیا ہے۔ کیا ملا ہے اس کے ساتھ؟ نون ثقیلہ، اور نون ثقیلہ نون مشدد کا نام ہے، اور یہ اپنے سے ما قبل حرکت چاہتا ہے، کیا چاہتا ہے؟ حرکت بھئی۔ تو لہٰذا اس وجہ سے یا کو حرکت دی گئی، کیونکہ اجتماع ساکنین لازم آ رہا تھا۔ بھئی نون مشدد تھا اور حرف مشدد میں کیا ہوتا ہے؟ پہلا حرف ساکن ہوتا ہے اور دوسرا متحرک ہوتا ہے، تو یہاں بھی پہلا نون ساکن تھا، اس سے پہلے یا بھی ساکن تھی، یا ساکن تھی بھئی، کیونکہ امر کا صیغہ ہے نا، امر کے آخر میں کیا آتا ہے؟ جزم آتا ہے، سکون بھئی۔ تو لہٰذا پھر کس وجہ سے حرکت دی گئی یا کو؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو فتحہ کی حرکت دی بھئی۔

تو **در** اِخْشَيْنَّ **یا**، جی۔ **وہم چنیں در** دَعَوُا اللّٰهَ و لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ **عارض است**۔ اور اسی طرح دَعَوُا اللّٰهَ، دیکھیے واو متحرک ہے، ما قبل فتحہ ہے، اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ اسی طرح

وَلَا	تَنْسَوُا	الْفَضْلَ

، واو متحرک ہے اور ما قبل کیا ہے؟ فتحہ، اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ کہتے ہیں نہیں بھئی، یہ قانون نہیں ہے، قانون کے مطابق نہیں ہے۔ ہم نے قانون میں کیا کہا تھا کہ واو کی حرکت کیا ہونی چاہیے؟ لازمی، اور یہ حرکت عارضی ہے اور یہ بھی اجتماع ساکنین کی وجہ سے آئی ہے۔ اصل میں کیا تھا؟ دَعَوْا اَللّٰهَ، پھر لفظ اللہ کا ہمزہ، ہمزہ وصل گر گیا درج عبارت میں، تو واو بھی ساکن لفظ اللہ کا لام بھی ساکن، تو اجتماع ساکنین آیا، تو لہذا اجتماع ساکنین کی وجہ سے اب واو کو کون سی حرکت دے دی گئی؟ ضمے کی حرکت کیونکہ اس کے مطابق ہے، تو دَعَوُا اللّٰهَ ہوا۔ اسی طرح

وَلَا	تَنْسَوُا	الْفَضْلَ

کے اندر بھی۔

تو کہتے ہیں وہم اسی طرح دَعَوُا اللّٰهَ و لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ **عارض است**، اس میں بھی یہ حرکت عارضی ہے، **کہ بہ عارض اجتماع ساکنین آمدہ است** کہ اجتماع ساکنین کے عارض کی وجہ سے آئی ہے۔

وہم چنیں در، اور اسی طرح ان لفظوں میں بھی: وَوَرِثَةٌ وَوَقَاهُمُ اللّٰهُ۔ وَوَرِثَةٌ یہ واو ثانی دیکھو متحرک ہے اور ما قبل اس کے واو پر کیا ہے؟ فتحہ، تو واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو الف سے بدلنا چاہیے۔ وَوَقَاهُمُ اس میں بھی واو ثانی کو دیکھیں متحرک ہے اور ما قبل اس کے کیا ہے؟ فتحہ، اس کو الف سے بدلنا چاہیے۔ تو کہتے ہیں **ہم چنیں** اسی طرح **در** وَوَرِثَةٌ اور وَوَقَاهُمُ اللّٰهُ **واو را بہ الف بدل نہ کردند**، واو کو الف کے ساتھ نہیں بدلا۔ **زیرا کہ حرکت ما قبل واو عارض است**، اس لیے کیونکہ واو کے ما قبل کی حرکت یہاں عارض ہے۔ ہم نے کیا کہا تھا؟ ما قبل کی حرکت لازم ہونی چاہیے اور ما قبل کی حرکت عارض ہے۔ **از آن کہ بہ عارض عطف آمدہ است**، اس وجہ سے کہ عطف کے عارض کی وجہ سے یہ آئی ہے، اس سے ما قبل واو عاطفہ آ گیا۔ کیا آ گیا؟ اگر عطف نہ ہوتا تو یہ واو بھی نہ آتا، یہ حرکت بھی نہ آتی، تو یہ کون سی حرکت ہے؟ عارضی حرکت ہے۔ یا، دوسرا جواب، **یا آن کہ فتحہ ما قبل در کلمہ دیگر است**، یا اس وجہ سے کہ ما قبل کا فتحہ دوسرے کلمے میں ہے۔ ہم نے کیا کہا تھا؟ اسی کلمے کے اندر ہونا چاہیے فتحہ ما قبل کا، اور یہاں پر وَرِثَةٌ تو ایک کلمہ ہے اور ما قبل کا واو عطف کے لیے وہ دوسرا کلمہ ہے۔ اسی طرح وَقَاهُمُ اللّٰهُ، وَقَىٰ تو ایک کلمہ ہے اور اس سے ما قبل کا واو دوسرا کلمہ ہے جو عطف کے لیے آیا ہے۔

وہم چنیں فتحہ تَوَفَّىٰ يَتَوَفَّىٰ **و تصحیح**

قَوَدٌ	غَيَبٌ	خَوَنَةٌ

باوجود علت اعلال شاذ است۔ اور اسی طرح تَوَفَّىٰ يَتَوَفَّىٰ کا فتحہ، تَوَفَّىٰ، دیکھیے واو متحرک ہے، تَوَفَّىٰ، واو متحرک ما قبل فتحہ کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے، يَتَوَفَّىٰ میں بھی اسی طرح۔ و تصحیح قَوَدٌ، اور اسی طرح قَوَدٌ، غَيَبٌ اور خَوَنَةٌ کی تصحیح کہ ان کو صحیح رکھا گیا ہے **باوجود علت اعلال**، باوجود اعلال کی علت کے پائے جانے کے، **شاذ است** یہ کیا ہے؟ شاذ ہے۔ بھئی اعلال کی علت موجود ہے: واو، تَوَفَّىٰ يَتَوَفَّىٰ میں بھی واو متحرک، قَوَدٌ میں واو متحرک ما قبل فتحہ، غَيَبٌ میں بھی یا متحرک ما قبل فتحہ، خَوَنَةٌ میں بھی واو متحرک ما قبل فتحہ۔ اور یہاں پر مانع بھی کوئی نہیں موجود بھئی، ان سب میں کوئی مانع بھی موجود نہیں، لہذا ان کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن الف سے نہیں بدلا گیا، ان کو برقرار رکھا گیا، کہتے ہیں یہ شاذ ہے، یہ کیا ہے؟ شاذ ہے یعنی قانون کے تحت نہیں آیا ورنہ قانون کے خلاف ہے یہ، خلاف القیاس ہے، قانون کے تحت تو ان کو کس سے بدلنا چاہیے تھا؟ الف سے بدلنا چاہیے تھا۔

بات سمجھ میں آ گئی؟ بھئی مصنف نے کہا فتحہ تَوَفَّىٰ يَتَوَفَّىٰ اور تصحیح

قَوَدٌ	غَيَبٌ	خَوَنَةٌ

۔ عبارت دیکھتے ہیں مصنف رحمہ اللہ کی۔ مصنف نے یہ نہیں کہا، بھئی تَوَفَّىٰ يَتَوَفَّىٰ کو بھی ساتھ ہی ذکر کر دیتے اور یوں کہتے تصحیح

تَوَفّٰی	یَتَوَفّٰی	قَوَدٌ	غَیَبٌ

اور خَوَنَةٌ، بات تو ایک ہی ہے، لیکن کیا کہا؟ تَوَفّٰی یَتَوَفّٰی کے لیے کہا فتحہ، اور باقیوں کے لیے کیا کہا؟ تصحیح کا لفظ استعمال کیا، یہ کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ بھئی کہ اگر کہتے دیکھیے قَوَدٌ، غَیَبٌ اور خَوَنَةٌ ان میں کوئی اعلال نہیں ہوا، تو ان میں تصحیح ہے یہ ان کو اسی طرح صحیح رکھا گیا ہے۔ لیکن تَوَفّٰی کے لیے تصحیح کا لفظ نہیں آسکتا، اس لیے کیونکہ تَوَفّٰی کے اندر تو اعلال ہو چکا ہے بھئی، آخر والی یا الف سے بدلی ہے یا نہیں بدلی؟ وہ تو الف سے بدل چکی ہے، اس لیے اس کے لیے اس کو تصحیح کے تحت نہیں ذکر کیا کیونکہ اس میں تصحیح ہے ہی نہیں۔ ہاں، اس میں اعلال ہو چکا ہے البتہ واو کو بھی الف سے بدلنا چاہیے تھا جیسے یا کو الف سے بدلا گیا لیکن اس کو بدلا نہیں گیا بھئی۔ بات سمجھ میں آگئی سب کو؟

تو کہتے ہیں دوبارہ دیکھیے مولانا: **وہم چنیں فتحہ** تَوَفّٰی یَتَوَفّٰی اور اسی طرح تَوَفّٰی یَتَوَفّٰی کا فتحہ، **و تصحیح**

قَوَدٌ	غَیَبٌ	خَوَنَةٌ

اور قَوَدٌ، غَیَبٌ اور خَوَنَةٌ کی تصحیح جو ہے **باوجود علت اعلال**، علت اعلال کے پائے جانے کے باوجود **شاذ است** یہ شاذ ہے، **چناں کہ اعلال** یَاجَلُ و یَائَسُ اور جیسے کہ یَاجَلُ اور یَائَسُ کا اعلال **کہ در اصل** کہ اصل کے اندر یَوْجَلُ و یَیْئَسُ **بودہ است**، اصل میں یَوْجَلُ اور یَیْئَسُ تھے، **بغیر وجود علت** بغیر علت اعلال کے پائے جانے کے **شاذ است** کیا ہے؟ شاذ۔ بھئی دیکھو یَوْجَلُ تھا یَوْجَلُ، پھر واو کو کس سے بدلا گیا؟ الف سے یَاجَلُ ہوا، حالانکہ علت اعلال نہیں ہے۔ واو متحرک ہی نہیں ہے بھئی۔ واو متحرک ہوتا تو پھر ما قبل کے فتحہ کی وجہ سے اس کو الف سے بدلتے، یہاں تو واو کیا تھا؟ ساکن تھا پھر بھی الف سے بدلا گیا، تو یہ خلاف القیاس ہوا، بدلنا نہیں چاہیے تھا بدلا گیا۔ اسی طرح یَیْئَسُ، یہاں بھی یا ثانی یا ساکن ہے، اس کو بدلنا نہیں چاہیے الف سے لیکن اس کو کیا کیا گیا؟ بدلا گیا۔ تو علت اعلال کے نہ پائے جانے کے باوجود ان کے واو اور یا کو کس سے بدلا گیا؟ الف سے، کہتے ہیں یہ شاذ ہے، خلاف القیاس ہے، قیاس اور قانون کے مطابق تو ان کو بدلنا نہیں چاہیے تھا لیکن بدلا گیا۔

لیکن تصحیح

قَوَدٌ	غَیَبٌ	خَوَنَةٌ

واجب است، لیکن قَوَدٌ، غَیَبٌ اور خَوَنَةٌ کی تصحیح واجب ہے، ان کو اسی طرح پڑھنا واجب ہے، ان میں اعلال کرنا جائز ہی نہیں۔ **و اعلال** یَاجَلُ و یَائَسُ **جائز است**، اور یَاجَلُ اور یَائَسُ کا اعلال جائز ہے، آپ چاہیں تو کیا پڑھیں؟ یَوْجَلُ، آپ چاہیں تو یَاجَلُ پڑھیں۔ آپ چاہیں تو یَیْئَسُ پڑھیں، آپ چاہیں تو یَائَسُ پڑھیں، دونوں طرح جائز ہے۔ تو ان میں اعلال جائز ہے اور ان میں اعلال نہ کرنا واجب ہے۔

سوال: **واو در قول و یا در** بَیَعَ **متحرک است**۔ قول کے اندر واو اور بَیَعَ کے اندر یا **متحرک است**، یہ کیا ہیں؟ متحرک ہیں۔ **و الف ہمیشہ ساکن است**، اور الف ہمیشہ کیا ہوتا ہے؟ ساکن ہے۔ **و بدل از جنس مبدل منہ می باید**، اور بدل کو مبدل منہ کی جنس میں سے ہونا چاہیے۔ بھئی آپ کیا کرتے ہیں؟ واو متحرک ہے ما قبل فتحہ ہو اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے۔ یا متحرک ہو ما قبل فتحہ ہو اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے۔ تو وہ واو جس کو بدلا گیا وہ ہوا مبدل منہ، اور جو الف آیا وہ ہے بدل۔ تو کہتے ہیں بدل اور مبدل منہ وہ تو ایک جنس میں ہونا، ایک جنس ہونی چاہیے ان کی۔ اگر مبدل منہ متحرک تھا تو بدل کو بھی کیا آنا چاہیے؟ متحرک۔ اور اگر مبدل منہ ساکن تھا تو بدل کو بھی کیا آنا چاہیے؟ ساکن۔ تو یہ تو الف کس طرح متحرک کو ساکن سے بدلتے ہیں، کیوں بدلتے ہیں بھئی؟ سوال سمجھ میں آیا بھئی؟

تو کہتے ہیں **و بدل از جنس مبدل منہ می باید** اور بدل کو جو ہے وہ مبدل منہ کی جنس میں سے ہونا چاہیے، **پس حرف متحرک را چگونہ بہ الف ساکن بدل کنند؟** پس حرف متحرک کو کس طرح الف ساکن کے ساتھ بدلتے ہیں؟ کس طرح بدلاؤ بھئی؟

جواب: جواب یہ، **محققین گفتہ اند**، کہتے ہیں محققین نے کہا ہے **کہ چوں خواہند کہ واو و یارا بہ الف بدل کنند** کہ جب چاہتے ہیں، چاہا کہ واو یا یا کو کس سے بدل دیں؟ الف سے، جب الف سے بدلتے ہیں، **اولاً ساکن می کنند**، تو پہلے اس کو کیا کر دیتے ہیں؟ اس واو یا یا کو ساکن کرتے ہیں، پھر اس کو الف سے بدلتے ہیں، تو دیکھو ساکن کو کس سے بدلا؟ ساکن ہی سے بدلا۔ تو **اولاً ساکن می کنند** پہلے ساکن کرتے ہیں، **بعدہ بدل می کنند** اس کے بعد بدلتے ہیں بھئی۔

سوال: لَیْسَ **کہ دراصل** لَیِسَ **بودہ است**۔ لَیْسَ کہ اصل میں کیا تھا؟ لَیِسَ، یا پر کسرہ ہے لام پر فتحہ ہے بھئی، اعراب صحیح نہیں لگائے کاتب نے بھئی، لَیِسَ **بودہ است**، لَیْسَ کہ اصل میں لَیِسَ تھا، **بروزن فعل**، کس وزن پر؟ فعل وزن پر۔ یا متحرک ماقبل او مفتوح بھئی، یا متحرک ہے اور اس کا ماقبل کیا ہے؟ مفتوح ہے۔ **واز جمیع موانع خالی است**، اور تمام موانع سے خالی ہے۔ یہاں کوئی پانچ موانع میں سے کوئی مانع بھی نہیں، یا متحرک ماقبل فتحہ ہے اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ لیکن اس کو الف سے نہیں بدلا گیا بلکہ صرف ساکن کر دیا گیا، یا پر کسرہ تھا اس کو اس سے کسرہ گرا کر اسے کیا کر دیا گیا؟ ساکن، تو لَیِسَ کو اب کیا پڑھتے ہیں؟ لَیْسَ۔ تو کہتے ہیں **واز جمیع موانع خالی است** اور تمام موانع سے یہ خالی ہے، **چرا یارا ساکن کردند**؟ کیوں یا کو ساکن کر دیا؟ **وبہ الف بدل نہ کردند**؟ اور الف سے نہیں بدلا؟

جواب: جواب یہ، **تا دلالت کند بر عدم تصرف او**، تا کہ یہ دلالت کرے اس کے عدم تصرف، گردان کے نہ ہونے پر، کس پر؟ گردان کے نہ ہونے پر یہ دلالت کرے۔ بھئی لَیْسَ کی گردان نہیں ہوتی بھئی، تمام صیغے نہیں آتے بھئی، ماضی کے صیغے تو آئیں گے مضارع وغیرہ کے صیغے نہیں آئیں گے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو اس کی، باقی افعال کی تو ماضی، مضارع، امر وغیرہ ہر چیز کی گردان ہوتی ہے، اس کے اندر اس طرح گردانیں نہیں ہیں، اس لیے یہاں پر یا کو الف سے نہیں بدلا بلکہ یا کو کیا کر دیا؟ ساکن کر دیا۔

جی، **تا دلالت کند بر عدم تصرف** تا کہ دلالت کرے اس کی گردان کے نہ ہونے پر، **بر عدم تصرف او** تا کہ اس کے عدم تصرف پر یہ دلالت کرے۔ **وغلبہ مشابہت او**، اور اس کے غلبہ مشابہت پر۔ بھئی یاد رکھیے یہ لَیْسَ جو ہے لَیْسَ، یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے، افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اسی وجہ سے باقی افعال میں تو صرف فاعل پر بات پوری ہو جاتی ہے: ضَرَبَ زید، زید نے پٹائی کی؛ شَرِبَ عَمْرٌو، عمرو نے پیا؛ مَنَعَ بکر، بکر نے منع کیا۔ لیکن افعال ناقصہ میں ایسا نہیں، ان کے اندر اس کے لیے دو اسم چاہیے ہوتے ہیں: ایک کو یہ رفع دیتا ہے، ایک کو یہ نصب دیتا ہے۔ جسے رفع دے وہ ان کا اسم کہلاتا ہے افعال ناقصہ کا، اور جسے نصب دیں وہ ان کی خبر کہلاتی ہے۔ مثلاً زید قَائِمٌ تھا، کیا تھا؟ زید قَائِمٌ ایک جملہ ہے، مبتدا خبر ہیں، زید مبتدا قَائِمٌ خبر۔ لَیْسَ اس پر یا افعال ناقصہ اس پر داخل ہوں گے، مثلاً کَانَ افعال ناقصہ میں سے ہے، کیا ہو جائے گا؟ کَانَ زید قَائِمًا، کَانَ زید قَائِمًا۔ یہ جملے کے اپنے معنی کا اثر دے دیتے ہیں، کیا دے دیتے ہیں؟ تو زید قَائِمٌ کا معنی تو ہے زید کھڑا ہے، لیکن کَانَ زید قَائِمًا کا معنی ہے زید کھڑا تھا زمانہ ماضی میں۔ تو دیکھو کَانَ نے اپنا اثر دے دیا۔ زید قَائِمٌ کا معنی تھا زید کھڑا ہے، اور کَانَ زید قَائِمًا کا کیا معنی؟ زید کھڑا تھا یعنی زمانہ ماضی میں۔ تو یہ افعال ناقصہ اپنے معنی کا اثر دے دیتے ہیں جملہ کو۔ لَیْسَ جو ہے یہ نفی کے معنی کا اثر فائدہ دیتا ہے، تو میں کہتا ہوں لَیْسَ زید قَائِمًا، کیا ترجمہ؟ زید کھڑا نہیں ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟

تو ان کی، لَیْسَ کے اندر یا متحرک تھی اس کو الف سے نہیں بدلا کیوں؟ ایک تو اس لیے تا کہ یہ دلالت کرے کس چیز پر؟ اس کی گردان کے نہ ہونے پر، نیز اس کی حرف کے ساتھ، حرف کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت ہے تا کہ اس پر دلالت ہو جائے۔ ایک ہے اسم، ایک ہے فعل، ایک ہے حرف۔ اسم کے بارے میں آپ نے پڑھا ہے، اسم کسے کہتے ہیں؟ جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور اس کے ساتھ تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے، جیسے زید یہ، یا رَجُلٌ، رَجُلٌ کس پر دلالت کر رہا ہے؟ معنی، رَجُلٌ کا کیا معنی؟ مرد، اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ ساتھ ملا ہوا ہے؟ نہیں، یہ اسم ہے۔ اور اگر زمانہ ملا ہوا ہو تو پھر یہ فعل ہے، جیسے ضَرَبَ، اس کا معنی مستقل ہے، اس نے پٹائی کی، اور کس زمانے کے اندر؟ زمانہ ماضی کے اندر، تو یہ فعل ہے۔ اور حرف جو ہے اس کا معنی مستقل، وہ معنی مستقل پر دلالت نہیں کرتا، جب تک اس کے ساتھ کوئی اسم یا فعل نہیں ملے گا اس کا معنی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جیسے مِنْ کا معنی ہے سے، یا ب کا معنی ہے ساتھ۔ اب سارا دن آپ ساتھ ساتھ کرتے رہیں، ب کہتے رہیں، مِنْ مِنْ کہتے رہیں، مِنْ مِنْ آپ کے ساتھی کو کچھ بھی نہیں پتا چلے گا جب تک آپ اس کے ساتھ کوئی اسم یا فعل وغیرہ نہیں ملائیں گے۔ تو حرف اکیلا اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟

تو کہتے ہیں یہ جو لَیْسَ ہے اس کی مشابہت کس کے ساتھ ہے؟ یا یوں کہیں افعال ناقصہ کی مشابہت کس کے ساتھ ہے؟ حروف کے ساتھ۔ جیسے حروف اپنے معنی پر خود دلالت نہیں کرتے، یہ بھی کیا کرتے ہیں؟ اپنے معنی پر خود دلالت نہیں کرتے بھئی۔ نیز فعل اس کا معنی مرکب ہوتا ہے تین چیزوں سے، تین، اس کا معنی مرکب ہے بھئی فعل کا۔ یہ ایک تو معنی مصدری پر دلالت کرتا ہے، معنی مصدری۔ دیکھو ضَرَبَ میں نے کہا، تین چیزیں آپ کو سمجھ میں آگئیں: ایک تو ضَرْب، یہ ہے معنی مصدری، ضَرْب کیا ہے؟ مصدری معنی، ضَرْب کا کیا معنی؟ پٹائی کرنا، تو ضَرَبَ سے ایک تو پٹائی کرنا آپ کو سمجھ میں آیا۔ دوسری

چیز زمانہ سمجھ میں آیا، کیا سمجھ میں آیا؟ کون سے زمانے میں ہوئی ہے یہ ضَرْب؟ زمانہ ماضی کے اندر۔ اگر میں یَضْرِبُ کہتا آپ کو کون سا زمانہ سمجھ آتا؟ حال یا استقبال سمجھ میں آتا، صورت سمجھ، حال یا استقبال سمجھ میں آتا۔ اور تیسری چیز ہوتی ہے فعل میں نسبت الی الفاعل، فعل کی نسبت ہو گی ہمیشہ کس کی طرف؟ فاعل کے بغیر بھئی وہ ضَرْب نہیں ہو سکتی، اس کے لیے کوئی فاعل بھی چاہیے، کوئی ضَرْب لگانے والا بھی چاہیے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟

تو لہٰذا کہتے ہیں یہ جو لَیْسَ یعنی افعال ناقصہ ان کی مشابہت ہے، اس کی یا لَیْسَ کہہ لیں، لَیْسَ کی مشابہت ہے حرف کے ساتھ۔ کس چیز میں مشابہت ہے؟ کہ ایک جیسے حرف کسی حدث، حدث کا لفظ آگے، حدث کا لفظ آرہا ہے یہ معنی مصدری ہے کو کہتے ہیں بھئی مصدر کو۔ دیکھیے بھئی ذرا عبارت کتاب میں دیکھیے۔ کہتے ہیں سوال کیا تھا؟ کہ لَیْسَ کو لَیْسَ کیوں کیا لَاسَ کیوں نہیں کیا گیا؟ سوال سمجھ میں آیا؟ جواب: **تا دلالت کند بر عدم تصرف او**، تا کہ یہ دلالت کرے اس کی گردان کے نہ ہونے پر، **وغلبہ مشابہت او بہ حرف** اور اس کا جو غلبہ مشابہت ہے اس کی حرف کے ساتھ، حرف کے ساتھ اس کی مشابہت، حرف کے ساتھ اس پر مشابہت غالب ہے، حرف کے ساتھ اس کی بہت مشابہت ہے۔ بھئی کس چیز میں مشابہت ہے؟ کہتے ہیں **در حق عدم دلالت بر حدث**، حدث پر دلالت نہ کرنے کے حق میں۔ حدث سے کیا مراد ہے؟ معنی مصدری، کیا ہے؟ بھئی معنی ضَرَبَ نے ضَرْب پہ دلالت کی یا نہیں کی؟ تو مستقل معنی ہوتا ہے معنی مصدری۔ جی، تو یہ جیسے حرف معنی مصدری پر دلالت نہیں کرتا، اسی طرح لَیْسَ بھی معنی مصدری پر دلالت نہیں کرتا۔ جی، **وزمان**، اور نیز زمانے پر جیسے حرف دلالت نہیں کرتا، اسی طرح یہ بھی دلالت نہیں کرتا۔ **وعدم دلالت بر معنی بہ نفس**، اور اپنے معنی پر خود یہ دلالت نہیں کرتا جیسے حرف اپنے معنی پر خود اکیلا دلالت نہیں کرتا جب تک اس کے ساتھ کوئی اسم یا فعل نہ ملا دیا جائے۔

صورت سمجھ میں آگئی؟ تو اس کی، لَیْسَ کی مشابہت ہے کس کے ساتھ؟ حرف کے ساتھ، کتنی چیزوں میں؟ تین چیزوں میں۔ پہلی کیا؟ معنی مصدری پر دلالت نہ کرنا۔ جیسے حرف معنی مصدری پر دلالت نہیں کرتا، لَیْسَ بھی معنی مصدری پر دلالت نہیں کرتا۔ نیز جیسے حرف زمانے پر دلالت نہیں کرتا، اسی طرح یہ بھی زمانے پر دلالت نہیں کرتا۔ نیز جیسے حرف اپنے معنی پر خود دلالت نہیں کرتا، اسی طرح لَیْسَ بھی اپنے معنی پر خود دلالت نہیں کرتا۔ تو کہ، تو جی بات سمجھ میں آگئی؟ جی۔

اچھا، اب پھر سنو خلاصہ بحث یہ ہوا کہ سوال یہ تھا کہ لَیْسَ کے اندر یا کو الف سے کیوں نہیں بدلا، اس کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا؟ جواب دیا دو وجہ سے، کس وجہ سے؟ دو۔ پہلی وجہ یہ تا کہ یہ دلالت کرے اس کی گردان کے نہ ہونے پر، اور دوسری وجہ یہ تا کہ اس بات پر دلالت ہو جائے کہ اس پر حرف کے ساتھ مشابہت غالب ہے، حرف کے ساتھ اس پر مشابہت غالب ہے۔ ان دو وجہ سے اس میں یا کو الف سے نہیں بدلا گیا۔ اور باقی مشابہت پھر کتنی چیزوں میں ہے وہ آگے تفصیل سے بیان کر دیے، کتنی چیزوں میں ہے؟ تین چیزوں میں مشابہت ہے۔

بدان کہ جان لے تو کہ **ہر الفے کہ در ناقص بدل از واو است**، ہر وہ الف جو کہ ناقص کے اندر واو سے بدل ہو، **چوں** دَعَا جیسے دَعَا۔ یہ دَعَا کا الف کس سے بدل کر آیا ہے؟ واو سے۔ کہتے ہیں تو **آن را بصورت نفس او بنویسند**، اس کو اپنی ہی صورت میں **بنویسند** لکھتے ہیں یعنی الف کو الف ہی کی صورت میں لکھتے ہیں۔ **و ہر الفے کہ بدل از یاست**، اور ناقص کے اندر ہر وہ الف جو کس سے بدل کر آیا ہو؟ یا سے، **چوں** رَمَیٰ جیسے رَمَیٰ، **آن را بصورت یا نویسند**، اس کو کس کی صورت میں لکھتے ہیں؟ یا، جیسے رَمَیٰ میں دیکھو یا الف ہو چکی ہے لیکن الف کو اپنی صورت میں نہیں لکھا، ر، م، الف نہیں لکھا بلکہ ر، م، ی، یا ہی کی صورت میں لکھا الف کو۔ **ودر آن یا نقطہ کردن محض خطاست**، اور اس یا میں نقطے لگانا یہ محض خطا ہے، کیونکہ یہ یا نہیں ہے اب کیا ہو چکی ہے؟ الف۔ **چناں کہ بالا گذشت**، جیسے کہ اوپر گزر گیا۔ بھئی کتاب کی ابتدا میں پہلے دوسرے صفحے پر ہی غالباً مصنف نے ذکر کیا تھا بھئی۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هوالْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

عین کلمہ کی حرکت ماقبل کو نقل کرنے اور اعلالِ لام کے موانع

سبق نمبر ۱۲۴—تاریخِ درس: ۱۸ مئی ۲۰۰۹ء

ہاں جی، آگے سبق دیکھیے بھئی۔

دیگر ہر واوو یَا **کہ بجائے عین کلمہ مفتوح باشد** وَ **ما قبل او ساکن**، وَاجِب **است کہ** فَتْحَۂ **عین را نقل کنند** وَ **بما قبل دہند** وَ **آں واو** وَ یَا **را** بِاَلِف **بدل کنند اگر** مَوَانِع **نباشد۔**

جی، اب دوسرا قانون ذکر کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں دوسرا یہ کہ ہر واو اور یا جو کہ **بجائے عین کلمہ**، کس کی جگہ پر ہوں؟ عین کلمہ کی جگہ پر، **مفتوح باشد**، اور کیا ہو؟ مفتوح ہو۔ واو اور یا آئے اور عین کلمے کی جگہ آئے اور مفتوح ہو، **وما قبل او ساکن**، اور اس کا ماقبل کیا ہو؟ ساکن ہو۔ **واجب است**، واجب ہے **کہ فتحۂ عین را نقل کنند**، کہ عین کے فتحہ کو نقل کریں، **وبما قبل دہند**، اور کس کو دے دیں؟ ماقبل جو ساکن تھا اس کو دے دیں، **و آں واو و یا را بالف بدل کنند**، اور اس واو یا یا کو الف سے بدل دیں، **اگر موانع نباشد**، اگر مانع، اگر کوئی مانع نہ ہو۔

چوں

یُقَالُ	یُبَاعُ	یَخَافُ

یھاب

أَغَاثَ	اِسْتَغَاثَ	مَقَالٌ	مَرَاحٌ

، **کہ در** اَصْل یُقْوَلُ وَ یُبْیَعُ وَ یَخْوَفُ وَ یَھْیَبُ وَ أَغْوَثَ وَ اِسْتَغْوَثَ وَ مَقْوَلٌ وَ مَرْوَحٌ **بودہ است۔** بھئی یہ ان کی اصل ہے۔

یُقَالُ اصل میں کیا تھا؟ یُقْوَلُ۔ تو دیکھو واو آیا اور کس جگہ پر آیا؟ عین کلمے کی جگہ، اور اس پر کیا ہے واو پر؟ فتحہ ہے، اور اس کا ماقبل قاف کیا ہے؟ ساکن ہے۔ تو واجب ہے کہ اس واو کا فتحہ نقل کر کے کس کو دیا جائے؟ ماقبل قاف کو دیا جائے اور اس واو کو الف سے بدلا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اور کیا بن گیا؟ یُقَالُ ہوا۔

اسی طرح یُبَاعُ اصل میں کیا تھا؟ یُبْیَعُ۔ یا متحرک مفتوح ہے، عین کلمے کی جگہ ہے، ماقبل میں ساکن ہے، تو اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی اور اس کو کس سے بدل دیا؟ الف سے، تو یُبَاعُ ہوا۔

جی، اسی طرح یَخَافُ اصل میں کیا تھا؟ یَخْوَفُ۔ یھاب اصل میں کیا تھا؟ یَھْیَبُ۔ جی، أَغَاثَ اصل میں کیا تھا؟ أَغْوَثَ۔ اور اِسْتَغَاثَ اصل میں کیا تھا؟ اِسْتَغْوَثَ۔ اور مَقَالٌ اصل میں کیا تھا؟ مَقْوَلٌ۔ اور مَرَاحٌ اصل میں؟ مَرْوَحٌ۔ بھئی یہ ان سب کی اصل تھی اور سب میں یہی قانون لگا ہے۔

تو یہ قانون لگے گا لیکن انہوں نے کہا بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔ وَ مَوَانِع **چہار است**، اور مانع کل کتنے ہیں؟ چار ہیں۔

یکے وقوع حرف ساکن بعد واو وَ یَا **تحقیقا**۔ ہاں، بعد واو یا تحقیقا یا آگے آ رہا ہے یا تقدیرا۔ کہ حرف ساکن واقع ہو واو کے بعد، یا تحقیقا ہو، یعنی لفظوں میں آ رہا ہے، **چوں** مِقْوَالٌ، جیسے مِقْوَالٌ وَ مِخْیَاطٌ بھئی۔ بعد واو و یا ہونا چاہیے بھئی، یہ کتابت کی غلطی ہے پیچھے جو آیا نا، **یکے وقوع حرف ساکن بعد واو و یا**۔

تو پہلا مانع یہ ہے کہ اس واو اور یا کے بعد حرف ساکن آئے، تحقیقا آئے، یعنی لفظوں کے اندر موجود ہو، چوں مِقْوَالٌ و مِخْيَاطٌ۔ اس میں دیکھیے واو ہے اور مِخْيَاطٌ میں یا ہے، دونوں عین کلمے کی جگہ آئیں اور دونوں مفتوح ہیں اور ان دونوں سے ماقبل کیا ہے؟ ساکن ہے۔ تو قانون لگنا چاہیے لیکن مانع موجود ہے بھئی، اس لیے قانون نہیں لگے گا۔ مانع کیا ہے کہ اس واو اور یا کے بعد کیا آرہا ہے؟ حرف ساکن، اور تحقیقا یعنی لفظوں میں باقاعدہ موجود ہے حقیقتا بھئی۔

وَ يَا **تقديرا**، یا حرف ساکن آتا ہے واو یا کے بعد تقدیرا بھئی۔ کیسے آتا ہے؟ تقدیرا۔ **چوں** مِقْوَلٌ وَ مِخْيَطٌ۔ بھئی مِقْوَلٌ کے اندر تو الف موجود نہیں ہے، پھر اس کو کیوں نہیں بدلا الف، واو کی حرکت قاف کو دے کر اس کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟ کہتے ہیں بھئی یہاں تقدیرا الف موجود ہے۔ اسی طرح مِخْيَطٌ بھئی کہ یہاں پر بھی یا کے بعد تقدیرا الف موجود ہے، **کہ دراَصْل** مِقْوَالٌ وَ مِخْيَاطٌ **بودہ است**، کہ اصل میں یہ مِقْوَالٌ اور مِخْيَاطٌ تھے۔ اصل میں کیا تھے؟ مِقْوَالٌ اور مِخْيَاطٌ۔ پھر الف کو گرا دیا گیا تو وہ الف ابھی بھی تقدیرا موجود ہے بھئی۔

صورت سمجھ میں آگئی؟ کہ اس واو اور یا کے بعد کیا آجائے؟ حرف ساکن، چاہے تحقیقا ہو چاہے تقدیرا۔ تحقیقا کی مثال جیسے مِقْوَالٌ اور مِخْيَاطٌ، اور تقدیرا کی مثال جیسے مِقْوَلٌ اور مِخْيَطٌ۔

تو کہتے ہیں یہ مِخْيَطٌ کے اصل کے اندر یہ مِقْوَالٌ اور مِخْيَاطٌ تھے، **الف را حذف کردند برائے تخفیف**، الف کو کیا کر دیا؟ حذف کر دیا تخفیف کے لیے، لفظ کو ہلکا بنانے کے لیے۔ **چنانکہ** جیسے کہ، **درهُدَبِدٌ وَ عُلَبِطٌ کہ دراَصْل** هُدَابِدٌ وَ عُلَابِطٌ **بود**۔ جیسے کہ هُدَبِدٌ اور عُلَبِطٌ کے اندر الف کو حذف کیا گیا ہے، کہ اصل کے اندر هُدَبِدٌ اصل میں کیا تھا؟ هُدَابِدٌ۔ اور عُلَبِطٌ اصل میں کیا تھا؟ عُلَابِطٌ تھا۔ تو ان الف کو تخفیفا حذف کر لیا گیا ان میں بھئی۔ بات سمجھ میں آگئی بھئی؟ هُدَبِد کہتے ہیں دہی کو بھئی، اور عُلَبِط یہ بھیڑ بکریوں کا جو ریوڑ ہے اس کو کہتے ہیں بھئی۔

وَ دريُقَلْنَ وَ لَمْ يُقَلْ مضارع مجہول بھئی۔ بھئی یہ اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراض یہ کہ آپ نے کیا کہا کہ واو یا کے بعد اگر حرف ساکن آجائے تو پھر یہ اِعلال نہیں کریں گے۔ ہم آپ کو دکھاتے ہیں واو اور یا کے بعد ساکن آیا اور پھر بھی اِعلال ہوا۔ جیسے يُقَلْنَ، اصل میں تھا يُقْوَلْنَ، کون سا باب ہے؟

نَصَرَ	يُنْصَرْنَ	يُقْوَلْنَ

۔ پھر کیا کیا گیا؟ واو کا فتحہ نقل کر کے کس کو دیا؟ قاف کو، اور واو کو الف کیا، اور پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے، يُقَالْنَ ہوا نا، تو الف بھی ساکن لام بھی ساکن، تو اجتماع ساکنین عَلٰی غیر حَدِّہٖ آیا، تو الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا، کیا رہ گیا؟ يُقَلْنَ۔ تو اس واو کو تو الف کرنا ہی نہیں چاہیے تھا کیونکہ واو کے بعد کیا آرہا ہے؟ لام ساکن ہے يُقْوَلْنَ، یہ لام کیا ہے؟ ساکن ہے، اور آپ نے ابھی ہمیں بتایا کہ یہ مانع ہے، یہ قانون پھر نہیں لگے گا۔

اسی طرح لَمْ يُقَلْ۔ لَمْ يُقَلْ اصل میں کیا تھا؟ لَمْ يُقْوَلْ۔ تو یہاں پر بھی دیکھو واو کے بعد لام ساکن ہے، اس واو کو الف کر کے گرانا نہیں چاہیے تھا لیکن اس کو کیا کیا گیا؟ الف سے بدلا گیا، یہ قانون لگا اس میں بھئی۔ اعتراض سمجھ میں آیا بھئی؟

تو کہتے ہیں **و دريُقَلْنَ و لَمْ يُقَلْ مضارع مجہول**، يُقَلْنَ اور لَمْ يُقَلْ مضارع مجہول جو ہیں، **کہ دراَصْل** يُقْوَلْنَ وَ لَمْ يُقْوَلْ **بود**، اصل میں یہ يُقْوَلْنَ اور لَمْ يُقْوَلْ تھے، إِعْلَال **شد**، ان دونوں کے اندر اِعلال ہوا، **باآں کہ حرف ساکن بعد واو است**، باوجود اس کے کہ حرف ساکن کس کے بعد ہے؟ واو کے بعد ہے، **از آں کہ**، اس وجہ سے کہ، **سکون** عَارِض **است**، کہ یہ سکون ان کا عارضی ہے بھئی۔ عارضی ہے، **لازم نیست**، لازم نہیں ہے بھئی۔

بھئی ان کا یہ سکون عارضی ہے۔ لَمْ يُقْوَلْ، آپ نے کیا کہا؟ واو کے بعد لام ساکن ہے۔ بھئی یہ لام ہمیشہ ساکن ہوتا ہے یا لَمْ کی وجہ سے اس وقت ساکن ہوا ہے؟ لَمْ نے جزم دیا تو ساکن ہوا تو یہ عارضی سکون ہے۔ اسی طرح يُقْوَلْنَ، اس کے اندر بھی لام ساکن ہے، لیکن کیا یہ لام ہمیشہ ساکن ہوتا ہے؟ جی؟ ہمیشہ تو نہیں ساکن بھئی، پہلا صیغہ کیا ہے؟ يُقَالُ۔ دیکھو يُقَالُ تو وہاں پر دیکھو لام کیا ہے؟ متحرک ہے، تو یہاں پر عارضی طور پر اس کو کیا کر دیا گیا؟ ساکن کیا گیا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ جی۔ تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ **سکون عارض است لازم نیست**، لازم نہیں ہے۔

امادر إِقَامَةٌ وَ اِسْتِقَامَةٌ **کہ دراَصْل** إِقْوَامًا وَ اِسْتِقْوَامًا **بود** إِعْلَال **شد باآں کہ حرف ساکن بعد واو است از جہت موافقت فعل**۔ جی، دوسرا اعتراض ہوا کہ بھئی إِقَامَةٌ، اِسْتِقَامَةٌ۔ إِقَامَةٌ اصل میں کیا تھا؟ إِقْوَامٌ۔ کیا تھا؟ أَقْوَمَ يُقْوِمُ، اصل مادے کے اعتبار سے،

أَقَامَ	يُقِيمُ	إِقَامَةً

۔إِقَامَةً اصل میں کیا تھا؟ باب اِفعال ہے، إِقْوَامٌ تھا، کیا تھا؟ إِكْرَامٌ، إِقْوَامٌ۔ اب یہاں پر کیا کیا؟ واو عین کلمے کی جگہ آیا اور واو مفتوح ہے اور ماقبل قاف ساکن ہے، اس واو کی حرکت نقل کر کے کس کو دیتے ہیں؟ قاف کو اور اس کو الف سے بدلتے ہیں، لیکن یہاں مانع موجود ہے۔ مانع کیا؟ واو کے بعد الف آرہا ہے ساکن، اور آپ نے کہا تھا جب مانع آجائے تو پھر اس وقت قانون نہیں لگے گا۔ لیکن یہاں پھر بھی قانون لگا اور پھر وہ واو کس سے بدلا؟ الف سے۔ پھر دو الف آئے، اجتماع ساکنین آیا مولانا، ایک الف پہلے ہی موجود تھا، ایک واو بھی کیا بن گیا؟ الف۔ تو ایک الف گر گیا۔ کیا ہوا؟ ایک الف گر گیا، کیا بن گیا؟ إِقَامٌ۔ پھر وہ جو ایک الف گرا تھا اور حذف ہوا تھا، اس کے عوض میں آخر میں تالے آتے ہیں، تو کیا بن گیا؟ إِقَامَةٌ بن گیا۔ اسی طرح اِسْتِقْوَامٌ کے اندر وہ واو الف ہو کر گرا اور پھر آخر میں کیا آیا؟ عوض میں تا آئی تو اِسْتِقَامَةٌ ہوا بھئی۔

تو سر جی، تو اعتراض سمجھ میں آیا کہ یہاں، یہاں تو واو کے بعد حرف ساکن الف موجود ہے، یہاں کیوں بدلا گیا اس کو الف سے؟ جواب دیں گے بھئی فعل کی موافقت کے لیے۔ کس کی موافقت کے لیے؟ بھئی آپ کو بتلایا تھا، اصل تعلیل کے اندر کون ہے؟ فعل، اور مصدر اس کی فرع ہے۔ فعل میں اِعلال ہو تو مصدر میں بھی اِعلال ہوتا ہے، فعل میں اِعلال نہ ہو تو مصدر میں بھی اِعلال نہیں۔ اور یہاں فعل میں اِعلال ہوا ہے۔ کیسے؟ أَقَامَ يُقِيمُ، دیکھو أَقْوَمَ سے کیا بن گیا تھا؟ أَقَامَ۔ تو أَقْوَمَ کے اندر جب فعل کے اندر اِعلال ہوا تو مصدر میں بھی کیا کر دیا گیا؟ اِعلال کیا گیا تاکہ فعل کے موافق ہو جائے مصدر بھئی، فعل جیسا ہو جائے۔

تو کہتے ہیں **امادر** إِقَامَةً و اِسْتِقَامَةً **کہ دراصل** إِقْوَامًا و اِسْتِقْوَامًا **بود**، کہ إِقَامَةً اور اِسْتِقَامَةً کے اصل کے اندر إِقْوَامًا اور اِسْتِقْوَامًا تھے، **إعلال شد**، ان کے اندر اِعلال ہوا، **با آں کہ حرف ساکن بعد واو است**، باوجود اس کے کہ حرف ساکن واو کے بعد ہے، **از جہت موافقت فعل**، کس وجہ سے؟ فعل کی موافقت کی وجہ سے۔ جی، یہ پہلا مانع ذکر ہوا بھئی۔ پہلا مانع کیا تھا کہ اس واو اور یا کے بعد کیا آجائے؟ حرف ساکن آئے تو پھر اِعلال نہیں کریں گے۔

مَانِعِ **دوم**: دوسرا مانع۔ إِعْلَالِ **لام کلمہ** مَانِعِ **تعلیل عین کلمہ است**۔ لام کلمے کا اِعلال یہ مانع ہے عین کلمے کی تعلیل سے۔ جب لام کلمے میں اِعلال ہو جائے تو پھر عین کلمے میں اِعلال نہیں کریں گے، ورنہ کیا خرابی لازم آئے گی؟ پے در پے، مسلسل دو اِعلال ہو جائیں گے، کلمے کی صورت ہی بالکل بدل کر رہ جائے گی، اس کا پہچاننا ہی مشکل ہو جائے گا۔

تو کہتے ہیں **إعلال لام کلمہ مانع تعلیل عین کلمہ است**، لام کلمے کا اِعلال یہ مانع ہے عین کلمے کی تعلیل سے، **تا توالی** إِعْلَالَيْن **نباشد**، تاکہ توالی کا کیا معنی؟ پے در پے، مسلسل۔ تاکہ پے در پے دو اِعلال نہ ہو جائیں، **چوں** يُطْوٰى وَ يُزْوٰى، يُطْوٰى و يُزْوٰى **کہ مضارع مجہول است**، جیسے يُطْوٰى اور يُزْوٰى کہ مضارع مجہول ہیں بھئی۔

بھئی يُطْوٰى اصل میں کیا تھا؟ يُطْوَيُ۔ جی، یا پر، یا متحرک ماقبل فتحہ، اس یا کو کس سے بدل دیا؟ الف سے، يُطْوٰى ہوا۔ اب چونکہ لام کلمے میں اِعلال ہو چکا، اب یہاں پر واو کلمے کے اندر، عین کلمے کے اندر اِعلال نہیں، ورنہ تو یہی قانون لگ رہا ہے۔ واو کو کیا ہونا چاہیے؟ واو عین کی جگہ آیا ہے اور مفتوح ہے اور ماقبل میں کیا ہے؟ ساکن، تو اس کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ لیکن لام کلمے میں چونکہ اِعلال ہو چکا اس لیے اس میں نہیں کریں گے۔

اسی طرح يُزْوٰى ہے، يُزْوٰى اصل میں کیا تھا؟ يُزْوَيُ۔ یا متحرک ماقبل فتحہ، اس کو کس سے بدلا؟ الف سے، پھر اس کے بعد واو میں اِعلال نہیں کریں گے۔

سوال: آپ نے کیا کہا بھئی؟ دو اِعلال، پے در دو اِعلال درست نہیں۔ اب سوال کر رہے ہیں کہ دیکھیے کئی ہم کئی جگہیں آپ کو بتاتے ہیں جہاں دو دو اِعلال ہوئے ہیں بھئی۔

سوال: دریُدْعٰى، يُدْعٰى کے اندر، اول واو رابَيَا، بھئی يُدْعٰى اصل میں کیا تھا؟ يُدْعَوُ، واوی ہے نا دَعَا يَدْعُو سے، يُدْعَوُ۔ پھر واو طرف میں واقع ہوا چوتھی جگہ پر۔ سمجھ میں آیا؟ چوتھی یا پانچویں جگہ چلا جائے واو اور طرف میں ہو یعنی ایک جانب میں ہو، تو اور ماقبل حرکت اس کے موافق نہ ہو۔ واو کے

موافق کیا ہے؟ ضمہ واو کے موافق ہے، لیکن یہاں پر یُدْعَوُ واو سے ماقبل ضمہ نہیں، تو ماقبل کی حرکت بھی اس کے موافق نہیں، تو اس واو کو کس سے بدلتے ہیں؟ یا سے بدلتے ہیں، تو کیا بن گیا؟ یُدْعَيُ۔ ایک اِعلال ہوا یہ۔ پھر اس یا کو ماقبل فتحہ کی وجہ، یا متحرک ماقبل فتحہ اس کو کس سے بدل دیا؟ الف سے، کیا بن گیا؟ یُدْعٰی۔ تو دیکھو دو اِعلال آ گئے، آپ نے تو کہا تھا دو اِعلال نہیں ہوتے۔

سوال: دریُدْعٰی **اول واو را یا بدل کردند**، یُدْعٰی کے اندر پہلے واو کو یا کے ساتھ بدل دیا، بَعْدَهٗ یَا را بِاَلِف **بدل کردند**، اس کے بعد یا کو الف سے بدل دیا، **ایں جمع** مَيَانِ **دو** إِعْلَال **است**، یہ دو اِعلالوں کے بیچ جمع ہے، یعنی دو اِعلالوں کا جمع کرنا ہے۔

وَ **ہمچنیں دریَقِي**، اور اسی طرح یَقِي کے اندر، **کہ دراَصْل** يَوْقِيُ **بود**، اصل میں کیا تھا؟ يَوْقِيُ **بروَزْنِ** يَضْرِبُ۔ پھر بھی یا پر ضمہ ثقیل تھا، اس کو کیا کیا؟ گرا دیا۔ کیا رہ گیا؟ يَوْقِيْ۔ ایک اِعلال ہوا۔ پھر واو کو کیا کیا؟ واو آیا مابین فتحہ یائے مفتوحہ اور کسرۂ لازم کے، تو واو کو بھی گرا دیا تو کیا ہوا؟ يَقِي۔ تو دیکھو دو اِعلال آ گئے اس کلمے میں۔ وَ **ہمچنیں دریَقِي کہ دراصل** يَوْقِيُ **بود** کہ اصل کے اندر یہ يَوْقِيُ تھا، **واورا حذف کردند**، واو کو حذف کر دیا، وَ يَا **را ساکن کردند**، اور یا کو ساکن کر دیا، تو دو اِعلال ہوئے۔

وَ **ہمچنیں در** قِ، اور اسی طرح ق، صیغۂ امر جو ہے اسی سے، **کہ دراَصْل** اِوْقِيْ **بود**، اصل میں کیا تھا؟ اِوْقِيْ۔ **واورا حذف کردند**، واو کو حذف کیا، **از برائے موافقت** تَقِي، کس کی موافقت کے لیے؟ تَقِي، یعنی فعل مضارع کے صیغے میں واو گرا تھا تو اس امر کے اندر بھی واو کو گرا دیا۔ وَ يَا **را از جہت وقف**، اور آخر سے یا کو کیوں گرایا؟ وقف کی وجہ سے۔ آپ جانتے ہیں بھئی ناقص کے اندر جزم والی حالتوں میں آخر میں واو اور یا الف ہوں تو اس کو کیا کر دیتے ہیں؟ گرا دیتے ہیں۔ تو یہاں پر امر کا صیغہ تھا اور امر کا صیغہ مجزوم ہوتا ہے تو آخر سے یا گر گئی۔ وَ **ہمزہ را از جہت** اِسْتِغْنَا، اور ہمزہ کو بے پرواہونے کی وجہ سے، یعنی اس کی حاجت نہیں ضرورت نہیں رہی اس لیے ہمزۂ وصل کو بھی گرا دیا۔ ہمزۂ وصل کو تو ہم کیوں لائے تھے؟ کیونکہ واو ساکن تھا اور ساکن سے تو ابتدا نہیں ہو سکتی، تو شروع میں کیا لے آئے؟ ہمزۂ مکسور لے آئے۔ لیکن جب اس واو ساکن کو ہی گرا دیا تو آگے قاف تو متحرک ہے، لہٰذا اب ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی، تو اس وجہ سے وہ بھی گر گئی بھئی۔ تو لہٰذا یہاں پر بھی دیکھو آخر میں، آخر سے حرف علت گرا ہے اور ایک شروع میں بھی واو کو گرایا ہے تو دو اِعلال ہوئے۔

وَ **ہمچنیں در** أُوَيْصِلُ، اسی طرح أُوَيْصِلُ **کہ تصغیر** وَاصِلٌ **است**، کہ جو کس کی تصغیر ہے؟ وَاصِلٌ کی تصغیر ہے، **کہ دراَصْل** وُوَيْصِلُ **بود**، یہ اصل میں کیا تھا؟ وُوَيْصِلُ۔ جی، **واو اول را بِهَمْزَه بدل کردند**، پہلے واو کو کس سے بدلا؟ ہمزہ سے، کیا بن گیا؟ أُوَيْصِلُ۔ وَ **دوم بدل است از الف زائدہ**، اور یہ دوسرا واو یہ الف زائدہ سے بدل ہے، کس سے بدل ہے؟ وہ جو الف زائدہ تھا وَاصِلٌ کے اندر، اس کو کس سے بدل دیا تھا؟ واو سے۔ پہلے واو کو کس سے بدل دیا؟ ہمزہ سے بدل دیا، اور یہ جو دوسرا واو ہے یہ کس سے بدل کر آیا ہے؟ الف زائدہ سے بدل کر آیا ہے، پہلے الف زائدہ تھا اس جگہ پر جیسے وَاصِلٌ کے اندر ہے جو۔ تو دو اِعلال جمع ہو گئے، اور آپ نے تو کیا کہا تھا کہ دو اِعلال جمع نہیں۔

جواب: جواب دیتے ہیں بھئی **اجتماع** إِعْلَالَيْن **مطلق** مُمْتَنِع **نیست**۔ دو اِعلالوں کا جمع ہونا مطلقاً ممتنع نہیں ہے، ناجائز نہیں ہے، **بلکہ در دو حرف اصلی کہ** مَيَانِ **ایشاں** فَاصِلِ **اصلی نباشد**، بلکہ دو ایسے حرف اصلی کے اندر تعلیل **کہ میان ایشاں فاصل اصلی نباشد**، کہ ان دونوں کے درمیان فاصل اصلی، کوئی اصلی حرف فاصل نہ ہو۔

بھئی بتلا یہ رہے ہیں کہ بھئی مطلقاً دو اِعلالوں کا جمع ہونا یہ ناجائز نہیں ہے بلکہ جائز ہے، صرف وہ صورت ناجائز ہے جب دو حروف اصلیہ کے اندر کیا کریں آپ؟ اِعلال کریں، اور ان دونوں کے درمیان کوئی تیسرا حرف اصلی فاصل نہ ہو۔ اگر درمیان میں کوئی فاصل موجود ہو تو پھر اِعلال کر سکتے ہیں بھئی۔ تو کون سا اجتماع اِعلالین جائز نہیں ہے؟ جس میں دو حرف اصلی کے اندر کیا کیا جائے؟ دو میں کیا جائے، دو حرف اصلی میں اِعلال کیا جائے اور دونوں کے درمیان کوئی تیسرا حرف اصلی فاصل نہ ہو، صرف یہ والی ایک صورت جائز نہیں ہے، باقی صورتیں جائز ہیں بھئی۔ دیکھیے بھئی اب تفصیل بیان کریں گے۔

کہتے ہیں **اجتماع اِعلالین مطلق ممتنع نیست**، دو اِعلالوں کا جمع ہونا یہ مطلقاً ممتنع نہیں ہے، **بلکہ در دو حرف اصلی** بلکہ دو حروف اصلی کے اندر **کہ میان ایشاں** کہ ان دونوں کے بیچ **فاصل اصلی نباشد**، **فاصل اصلی نباشد**، اصلی فاصل یعنی حرف اصلی فاصل نہ ہو۔ بِخِلَافِ يُدْعٰی، بخلاف کس کے؟ يُدْعٰی کے، **کہ دو** إِعْلَال **در او در یک حرف شدہ است**، کہ اس کے اندر جو دو اِعلال ہیں وہ ایک ہی حرف میں ہوئے ہیں، اور ہم نے کیا کہا تھا؟ دو حرف اصلی میں ہوں بھئی، تو اس میں تو ایک ہی میں ہو الہٰذا اس کا اعتراض ہی نہیں۔

بِخِلَافِ أُوَيْصِلُ، ہاں أُوَيْصِلُ کا اعتراض آپ کر سکتے ہیں کہ یہاں دو اِعلال دو حرفوں میں الگ الگ جگہ ہوئے، لیکن پھر بھی شرط پوری نہیں، ہم

نے کہا تھا وہ دونوں حرف اصلی ہونے چاہئیں۔ دو حرف اصلی میں اِعلال ہو، یہاں أُوَيْصِلُ میں پہلا واو جس میں اِعلال ہوا وہ تو حرف اصلی تھا لیکن دوسرا کیا تھا؟ الف زائدہ سے بدل کر آیا ہے تو وہ تو اصلی نہیں ہے بھئی، لہذا یہ بھی جائز ہے۔ **بخلاف** أُوَيْصِلُ، بخلاف أُوَيْصِلُ کے، **کہ در او نیز دو** إِعْلَال **جمع شدند**، کہ اس کے اندر بھی دو اِعلال جمع ہوئے، **یکے در حرف اصلی**، ایک حرف اصلی کے اندر اِعلال ہوا، وَ **دوم در حرف زائدہ**، اور دوسرا حرف زائدہ بھئی کیونکہ دوسرا واو انہوں نے خود بتایا الف زائدہ سے آیا ہے بھئی۔

وَ بِخِلَافِ يَقِي وَ **ق**، اور اسی طرح يَقِي اور ق جو آپ نے اعتراض کیا تھا اس کے اندر بھی، **کہ در ایشاں** مَيَانِ **دو حرف** إِعْلَال **حرف اصلی** فَاصِل **است**، کہ ان میں دو حرف اِعلال کے اندر بھئی **حرف اصلی فاصل است**، وہاں کیا ہے؟ حرف اصلی ان دونوں میں فاصل ہے۔ يَقِي، يَقِي میں ایک یا میں اِعلال کیا تھا اور ایک واو میں، درمیان میں قاف حرف اصلی فاصل ہے۔ قاف کیا ہے؟ اسی طرح ق، ق کے اندر بھی واو اور یا دونوں کو حذف کیا گیا ہے، لیکن درمیان میں قاف حرف اصلی فاصل موجود ہے، اور ہم نے کہا تھا کوئی حرف اصلی درمیان میں فاصل نہ ہو تو پھر ناجائز ہے ورنہ جائز ہے بھئی۔

سوال: اِسْتَحْی **کہ بر قول بنی** تَمِيم **در** اَصْل اِسْتَحْيَيَ **بود**۔ بھئی آپ نے تو گردان شاید پڑھی ہو گی اِسْتَحْيَا يَسْتَحْيِي، لیکن بنو تمیم والے اِسْتَحْيَا نہیں پڑھتے، وہ اِسْتَحْی پڑھتے ہیں، ان کی لغت کیا ہے؟ اِسْتَحْی ہے۔ بھئی اِسْتَحْی کیسے بنا؟ کہتے ہیں دراصل تھا اِسْتَحْيَيَ۔ کیا تھا؟ اِسْتَفْعَلَ وزن پر، اِسْتَخْرَجَ وزن، اِسْتَحْيَيَ۔ پھر کیا کیا؟ یا متحرک آخری ماقبل مفتوح، اس یا کو کس سے بدل دیا آخری یا کو؟ الف سے، اِسْتَحْيَا ہوا۔ پھر یہ جو ماقبل والی یا ہے اس کا فتحہ بھی نقل کر کے ماقبل کو دیا اور اس کو بھی کس سے بدلا؟ الف سے۔ پھر دو حرف جمع ہوئے، دو حرف ساکن، اجتماع ساکنین آیا، دو الف آ گئے، ایک کو گرا دیا کیا رہ گیا؟ اِسْتَحْی۔ کیا رہ گیا؟ اِسْتَحْی رہ گیا۔

سوال: اِسْتَحْی **کہ بر قول بنی تمیم**، کہ بنو تمیم کے قول پر، **در اصل** اِسْتَحْيَيَ **بود**، اصل میں یہ اِسْتَحْيَيَ تھا، **یائے آخر را الف کردند**، آخری یا کو الف کر دیا، بَعْدَهٗ **یائے اول را** اس کے بعد پہلی یا کو بھی، **بعد نقل حرکت او**، اس کی حرکت کو نقل کرنے کے بعد، **نیز** بِاَلِف **بدل کردند**، اس کو بھی الف سے بدل دیا، وَ **ایں الف از جہت اجتماع ساکنین حذف کردند**، اور اس الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا، وَ **ایں جمع است** مَيَانِ **دو** إِعْلَال، اور یہ جمع ہے دو اِعلالوں کے بیچ، دو اِعلالوں کو کیا کیا گیا؟ دو اِعلال ہو گئے مولانا، **در دو حرف اصلی**، کس کے اندر؟ دو حرف اصلی۔ دونوں یا جو آخر میں آ رہی تھیں دونوں حرف اصلی ہیں، کہ دو حرف اصلی میں اِعلال ہوا، **کہ** مَيَانِ **ایشاں** فَاصِلِ **حرف اصلی نیست**، کہ ان دونوں کے درمیان فاصل کوئی حرف اصلی نہیں ہے، اور آپ نے تو کہا تھا یہ جائز نہیں، حالانکہ بنو تمیم والے تو کرتے ہیں بھئی۔

جواب: جواب دیتے ہیں **کہ جمع** مَيَانِ **دو** إِعْلَال **دروے** شَاذ **است**۔ ان کے اندر جو دو اِعلال جمع ہوئے یہ شاذ ہے، قانون کے مطابق نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن پھر بھی وہ یہ خلاف قیاس ہے بھئی۔ چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَالْمَرَامُ وَاللهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

اَفعلِ تعجب میں عدمِ تعلیل اور مصدرِ افعال و استفعال کے قوانین

سبق نمبر ۱۲۵—تاریخِ درس: ۱۹ مئی ۲۰۰۹ء

مانع سوم بودن لفظ از أَفْعَلِ **تعجب چوں** مَا أَقْوَلَهُ وَمَا أَبْيَعَهُ **یا از** أَفْعَلُ التَّفْضِيلِ **چوں** أَنْوَرُ وَأَزْيَنُ **یا از** أَفْعَلِ **صفت چوں** أَسْوَدُ وَأَبْيَضُ۔

اچھا بھئی گزشتہ سبق میں آپ نے قانون پڑھا تھا کہ ہر وہ واو اور یا جو عین کلمے کی جگہ آئے اور مفتوح ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو واجب ہے کہ اس واو یا یا کے فتحہ کو نقل کر کے ماقبل کو دے دیا جائے اور اس واو اور یا کو کس سے بدل دیا جائے؟ الف سے بدل دیا جائے۔ بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو بھئی۔ اور پھر بتلایا تھا موانع چار ہیں۔ پہلا مانع یہ کہ اس واو یا یا کے بعد کوئی حرف ساکن آجائے تو یہ مانع ہے بھئی۔ دوسرا مانع یہ پڑھا تھا کہ اگر لام کلمے میں اعلال ہوا ہو تو پھر اس صورت میں یہ مانع ہو گا اور عین کلمے میں اعلال نہیں کریں گے۔

آج ہم تیسرا مانع پڑھیں گے۔ کہتے ہیں تیسرا مانع جو ہے **بودن لفظ از** أَفْعَلِ **تعجب**، لفظ کا افعل تعجب سے ہونا یہ مانع ہے۔ کس سے ہونا؟ افعل تعجب سے۔ **چوں** مَا أَقْوَلَهُ وَمَا أَبْيَعَهُ۔ بھئی یہ فعل تعجب جو ہے یہ انشائے تعجب کے لیے آتا ہے، جیسے کہتے ہیں مَا أَحْسَنَهُ وہ کتنا اچھا ہے یا وہ کتنا حسین ہے، انشا یعنی انشائے تعجب کے لیے آتا ہے۔ کس لیے؟ انشائے تعجب کے لیے آتا ہے۔ تو یہ نحو کے اندر بھی اس کی بحث آتی ہے مفصل بھئی، تو بس اتنا یاد رکھیے یہ افعل تعجب ہے جی، جیسے مَا أَقْوَلَهُ وَمَا أَبْيَعَهُ۔ تو دیکھو وہی أَفْعَلَهُ آرہا ہے بھئی۔ اب دیکھیے یہاں پر بھی أَقْوَلَهُ کے اندر واو متحرک ہے، عین کی جگہ آرہا ہے، مفتوح ہے اور ماقبل ساکن ہے، لیکن مانع آگیا اس لیے اس کو الف سے نہیں بدلا۔ اور مانع کیا ہے؟ کہ یہ کون سا افعل ہے؟ افعل تعجب ہے بھئی۔ اسی طرح مَا أَبْيَعَهُ بھی۔

یا از أَفْعَلُ التَّفْضِيلِ یا وہ لفظ جو ہے افعل التفضیل سے ہو۔ بھئی گردانوں میں آپ پڑھ چکے ہیں، اسم تفضیل کا کیا صیغہ آتا ہے؟ أَفْعَلُ، أَضْرَبُ۔ وَأَفْعَلُ التَّفْضِيلِ لِلْمُذَكَّرِ مِنْهُ أَضْرَبُ، أَفْعَلُ بھئی۔ تو یہ افعل التفضیل کے وزن پر بھی اگر وہ لفظ ہے، یعنی افعل التفضیل ہے، تو پھر اس صورت میں بھی اس کے اندر اعلال نہیں کریں گے، **چوں** أَنْوَرُ وَأَزْيَنُ، اسی طرح أَضْرَبُ۔ کیا معنی أَضْرَبُ کا؟ زیادہ پٹائی کرنے والا۔

و یا از أَفْعَلِ **صفت چوں** أَسْوَدُ وَأَبْيَضُ یا کس سے ہو وہ؟ افعل صفت سے ہو۔ یہ یاد رکھیے أَفْعَلُ وزن جو پہلا آیا نا افعل تعجب یہ فعل ہوتا ہے۔ مَا أَفْعَلَهُ، یہ کیا ہے أَفْعَلَ؟ فعل ہے بھئی۔ اور یہ جو افعل تفضیل اور افعل صفت یہ اسم ہیں بھئی۔ تو یہ أَفْعَلُ وزن اسم تفضیل کا جیسے آتا ہے اسی طرح صفت مشبہ کے لیے بھی آتا ہے۔ اسے افعل الصفتی کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ افعل الصفتی۔ یہ ہے أَفْعَلُ اسم تفضیل کا اور وہ ہے افعل الصفتی۔ اسم تفضیل کے اندر زیادہ ہونے کے معنی ہوتے ہیں اور افعل الصفتی کے اندر زیادہ ہونے کے معنی نہیں ہوتے۔ جیسے دیکھیے بھئی أَضْرَبُ یہ اسم تفضیل ہے تو اس کا کیا معنی ہوا؟ زیادہ پٹائی کرنے والا۔ اور ایک ہے افعل الصفتی جیسے أَبْيَضُ، أَبْيَضُ کا یہ معنی نہیں زیادہ سفید بلکہ اس کا معنی ہے سفید۔ اس لیے کیونکہ یہ اسم تفضیل نہیں ہے، ہاں وزن وہی ہے لیکن یہ اسم تفضیل نہیں، یہ افعل الصفتی ہے یعنی صفت مشبہ ہے، جیسے شَرِيفٌ كَرِيمٌ یہ کیا ہے صفت مشبہ، اسی طرح یہ أَفْعَلُ بھی صفت مشبہ ہے۔ تو اسی طرح أَبْيَضُ ہے، أَحْمَرُ، أَحْمَرُ کا کیا معنی؟ سرخ، اس کا معنی زیادہ سرخ نہیں بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اسی طرح أَعْمَى، أَعْمَى کا معنی اندھا، زیادہ اندھا نہیں بھئی کیونکہ یہ اسم تفضیل نہیں ہے بلکہ کیا ہے؟ صفت مشبہ ہے، افعل الصفتی ہے۔ تو بتلایا تو جی، تو میں نے بتلایا یہ بھی پہلا افعل تعجب یہ فعل ہے اور افعل تفضیل اور افعل صفت یہ اسم ہیں۔ تو کلمہ اگر ان میں سے ہو تو پھر اس صورت میں یہ والا قانون جاری نہیں ہو گا، یہ مانع ہے۔ تو کہتے ہیں **یا از** أَفْعَلِ **صفت چوں** أَسْوَدُ وَأَبْيَضُ۔

مانع چہارم۔ چوتھا مانع جو ہے **بودن کلمہ ملحق برباعی چوں** جَهْوَرَ وَشَرْيَفَ۔ چوتھا مانع کلمے کا ملحق برباعی ہونا جیسے جَهْوَرَ وَشَرْيَفَ۔ یاد رکھیے یہ آپ اگلی کتاب علم الصیغہ وغیرہ میں ابواب پڑھ لیں گے ملحق برباعی۔ بعض اوقات کیا کیا جاتا ہے، بھئی یاد رکھیے یہ جو ابواب ہیں ان کی خاصیات ہوتی ہیں۔ ان کی کیا ہوتی ہیں؟ یعنی خاص خاص جو ابواب ہیں ان کی خاص خاص خاصیات ہیں یعنی ان میں خاص قسم کے معنی آتے ہیں۔ خاص قسم کے معنی آتے ہیں۔ تو لہذا جو بھی افعال

ان ابواب سے آئیں اکثر میں آپ دیکھیں گے وہ معانی ملحوظ ہیں بھئی۔ ان معنی کی رعایت ملحوظ ہے وہاں پر بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ ان کی رعایت ملحوظ ہے۔ تو بعض اوقات کوئی خاص معنی مطلوب ہوتا ہے تو پھر کیا کرتے ہیں؟ ثلاثی مجرد کو، ثلاثی مجرد تو وہ ہے جس کے اندر تین حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو، اس ثلاثی مجرد کے اندر ایک خاص معنی ہمیں مطلوب ہے جو مثلاً رباعی مجرد یا رباعی مزید فیہ میں آتا ہے، تو پھر اس ثلاثی مجرد کو اس رباعی مجرد یا رباعی مزید فیہ میں لے جاتے ہیں۔ کیسے لے کر جاتے ہیں بھئی اس کے تو تین حروف ہیں اس کے چار، بھئی کچھ حروف اس میں بڑھا دیتے ہیں۔ کیا کر دیتے ہیں؟ بڑھا دیتے ہیں اور وہ والا وزن بنا لیتے ہیں جو رباعی مجرد یا رباعی مزید فیہ کا ہے بھئی۔ اب یہ جو باب ہے جس کو ہم رباعی کے وزن پر لے گئے یہ ملحق برباعی کہلاتا ہے، رباعی کے ساتھ ملایا ہوا یا رباعی کے ساتھ ملا ہوا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو یہ جو ہے اب یہ رباعی نہیں بنا کیونکہ رباعی تو اس کو کہتے ہیں جس میں چار حرف اصلی ہوں، اس میں چار حرف اصلی نہیں ہیں حرف اصلی تو تین ہی ہیں، البتہ ایک آدھ حرف بڑھا کر یا دو حرف بڑھا کر ہم نے کون سا وزن بنا لیا؟ رباعی والا وزن بنا لیا۔ تو اس کو تو گردان بھی اسی کے مطابق پڑھیں گے، البتہ یہ کہلائے گا کیا؟ ملحق برباعی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

تو کہتے ہیں کلمے کا ملحق برباعی ہونا جیسے جَهْوَرَ اور شَرْيَفَ یہ بھی مانع ہے بھئی۔ اگر کلمہ ملحق برباعی ہو تو اس صورت میں بھی یہ قانون اس کے اندر نہیں لگے گا بھئی۔ جیسے جَهْوَرَ دیکھو واو متحرک ہے اس پر فتحہ ہے اور ماقبل ساکن ہے، لیکن پھر بھی اس واو کو الف سے نہیں بدلا گیا۔ کیوں نہیں بدلا گیا؟ کیونکہ یہ کون سا کلمہ ہے؟ ملحق برباعی ہے بھئی، یہ رباعی نہیں۔ جَهْوَرَ، فَعْلَلَ وزن تو ہے

فَعْلَلَ	يُفَعْلِلُ	فَعْلَلَةً

کی طرح، لیکن یہ جَهَرَ مادہ ہے جیم ہارا، یہ واو کیا ہے؟ بڑھا دیا گیا۔ کس لیے بڑھایا گیا؟ رباعی کا وزن حاصل کرنے کے لیے۔ اسی طرح شَرْيَفَ اس کا مادہ شین رافا ہے اور یہ جو یا بڑھائی گئی کس لیے بڑھائی گئی؟ شَرْيَفَ، فَعْلَلَ وزن بنانے کے لیے بھئی یہ یا بڑھا دی گئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

جی۔ ودر خَلْوَةٌ وَحِلْيَةٌ **نیز اعلال نہ کردند** اور کہتے ہیں خَلْوَةٌ کہ اس کے اندر بھی قانون لگنا چاہیے تھا، واو آیا ہے اور لام ماقبل میں ساکن ہے، اسی طرح حِلْيَةٌ میں یا پر فتحہ ہے ماقبل میں لام ساکن ہے اس میں بھی قانون لگنا چاہیے۔ کہتے ہیں نہیں، نیز ان میں بھی **اعلال نہ کردند** ان میں بھی اعلال نہیں کیا، **از آں کہ** اس وجہ سے کہ **واو و یا بجائے عین کلمہ نیست** کیونکہ واو اور یا عین کلمہ کی جگہ نہیں ہیں اور ہم نے کیا قید لگائی تھی قانون میں کہ وہ واو اور یا کس کی جگہ آنے چاہئیں؟ عین کلمے کی جگہ۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ بھئی یہ چوتھا مانع بھی ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی، بس تین مانع کہہ دیتے تو کافی تھا۔ چوتھا مانع انہوں نے کیا ذکر کیا؟ کہ کلمے کا کس میں سے ہونا؟ ملحق برباعی ہونا۔ بھئی یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ جَهْوَرَ اور شَرْيَفَ میں بھی جو واو اور یا آئے وہ عین کلمے کی جگہ نہیں آئے بھئی۔ عین کلمے کی جگہ، اور قانون تو کیا ذکر کیا تھا وہ واو اور یا کس کی جگہ پر آنے چاہئیں؟ عین کلمے کی جگہ۔ جب وہ عین کلمے کی جگہ پر نہیں ہیں تو پھر ظاہر سی بات ہے پھر قانون لگے گا ہی نہیں، لہٰذا مانع ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

و تصحیح

اِسْتَحْوَذَ	وَاسْتَصْوَبَ	وَأَخْيَلَتْ	وَأَغْيَلَتْ

۔جی یہ

اِسْتَحْوَذَ	يَسْتَحْوِذُ	اِسْتِحْوَاذاً

بھئی،

اِسْتَصْوَبَ	يَسْتَصْوِبُ	اِسْتِصْوَاباً

،اسی طرح أَخْيَلَتْ، أَغْيَلَتْ یہ ان کے جو باب ہیں ان کے اندر ان کو صحیح رکھا گیا، صحیح برقرار رکھا گیا، حالانکہ ان میں یہ قانون لگنا چاہیے تھا کوئی بھی مانع نہیں ہے بھئی۔ واو اور یا مفتوح آرہے ہیں کس کی جگہ آرہے ہیں عین کی جگہ پر اور ماقبل ان کا ساکن ہے قانون لگنا چاہیے لیکن قانون نہیں لگا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب دے رہے ہیں کہ ان کو جو صحیح برقرار رکھا گیا باوجود علت اعلال، علت اعلال کے پائے جانے کے باوجود، **شاذ است** یہ کیا ہے؟ شاذ ہے بھئی، یہ قانون لگنا چاہیے تھا لیکن نہیں لگا تو یہ خلاف القیاس آئے ہیں، اسی طرح استعمال کیے ہیں عربوں نے۔ **یا آنکہ** یا یہ کہ **تا دلیل شود بر اصل اخوات خود** تا کہ یہ دلیل ہو جائیں اپنے جیسے دوسروں کی اصل پر۔ بھئی سارے کلمات بدل دیں گے پھر تو اصل کا پتہ ہی، تو چند ایک کو تو ان کی اصل پر بھی باقی رکھنا چاہیے تا کہ باقیوں کی اصل کا اس سے ہم پتہ چلا سکیں بھئی، اس لیے ان کو باقی رکھا گیا۔

دیگر، جی اگلا قانون بتلا رہے ہیں بھئی۔ **دیگر ہر واو و یا کہ بجائے عین کلمہ در مصدر باب** إِفْعَال وَاِسْتِفْعَال **باشد قلب کردہ شود بالف برائے موافقت ماضی**۔ دوسرا یہ کہ ہر وہ واو اور یا کہ **بجائے عین کلمہ**، کہ کس کی جگہ پر آئیں عین کلمہ کی جگہ پر، **در مصدر باب** إِفْعَال وَاِسْتِفْعَال اور کس کے اندر آئیں باب إِفْعَال یا اِسْتِفْعَال کے مصدر میں آئیں، جی اس میں ہو، **قلب کردہ شود بالف**، اس کو کس سے بدلا جائے گا؟ الف سے بدلا جائے گا **برائے موافقت ماضی**، کس کی موافقت کے لیے؟ ماضی کی موافقت کے لیے۔ جیسے ماضی کے اندر بھئی وہ واو اور یا الف سے بدلے تھے تو اسی طرح باب اِسْتِفْعَال اور إِفْعَال کے اندر بھی الف سے بدلیں گے۔ **پس حذف کردہ شود الف از جہت اجتماع ساکنین**، پھر جب الف سے بدل جائے گا کس کی جگہ آیا عین کلمے کی جگہ، إِفْعَال عین کی جگہ کیا آیا واو یا یا، اس کو کس سے بدلا الف سے، تو ایک الف تو پہلے ہی موجود ہے عین کے بعد، ایک عین بھی کیا بن گیا الف بن گیا، تو دو الف آئے اجتماع سَاكِنَيْنِ عَلَى غَيْرِ حَدِّهِ آیا تو ایک الف کو کیا کر دیں گے گرا دیں گے۔ اسی طرح اِسْتِفْعَال میں بھی عین جب الف بنا تو ایک تو الف پہلے ہی موجود ہے تو دو الف ہوئے، پھر یہاں پر بھی ایک الف کو کیا کریں گے گرا دیں گے۔ یہی بات بتلا رہے ہیں کہ **حذف کردہ شود الف از جہت اجتماع ساکنین** اور پھر پس وہ الف کیا حذف کر دیا جائے گا کس وجہ سے؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ **وتاء عوض او در آخر کلمہ آوردہ شود** اور تا اس کے عوض میں آخر کلمہ میں لائی جائے گی **چوں** إِقَامَةٌ وَاِسْتِقَامَةٌ، إِقَامَةٌ اور اِسْتِقَامَةٌ، **کہ در اصل** إِقْوَاماً وَاِسْتِقْوَاماً **بودہ است** کہ اصل میں إِقَامَةٌ کیا تھا؟ إِقْوَاماً اور اِسْتِقَامَةٌ کیا تھا؟ اِسْتِقْوَاماً تھا۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو واو کو الف کیا، پھر یہ الف اجتماع ساکنین سے گر گیا اور اس کے عوض میں آخر میں کیا لے آئے تا لے آئے تو إِقْوَامٌ سے کیا بنا إِقَامَةٌ اور اِسْتِقْوَامٌ سے کیا بنا اِسْتِقَامَةٌ۔

ونزدیک سیبویہ ترک تعویض ایں جا جائز است اور امام سیبویہ کے نزدیک یہاں پر عوض کو ترک کر دینا بھی یہاں پر جائز ہے۔ کہ اس کے عوض میں الف کو حذف کر کے اس کے عوض کیا لائے تھے؟ تا، تو یہاں عوض میں تا کو نہ لانا بھی جائز ہے، یعنی إِقَامَةٌ کو إِقَامٌ پڑھنا بھی جائز، تا لائی نہیں عوض میں، تا نہ لائی جائے عوض میں بھئی، تو إِقَامَةٌ میں کیا پڑھنا جائز؟ إِقَامٌ پڑھنا بھی جائز۔ تا عوض میں لاؤ تو بھی ٹھیک، نہ لاؤ تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح اِسْتِقَامَةٌ کہنا بھی جائز اور اِسْتِقَامٌ کہنا بھی جائز ہے۔ یہ امام سیبویہ کے نزدیک ہے۔ **ونزد یک فراء ترک تعویض جائز نیست** اور امام فراء کے نزدیک عوض میں لانا لانے کو چھوڑنا یہ جائز نہیں ہے بھئی، یعنی تا کو ہر حال میں کیا کرنا پڑے گا؟ عوض میں لانا پڑے گا۔ **مگر آنکہ اضافت کنند** مگر وہ جو کہ جس کی اضافت کریں، جب اس کی اضافت کریں یعنی جب یہ مضاف بن رہا ہو إِقَامَةٌ یا اِسْتِقَامَةٌ، اس وقت تا کو نہ لانا بھی جائز ہے۔ كَقَوْلِهِ تَعَالَى جیسے الله تعالیٰ کا قول ہے وَإِقَامَ الصَّلَاةِ۔ تو دیکھیے یہاں پر عوض میں تا نہیں لائی گئی۔ تعویض کو یعنی عوض میں تا کے لانے کو ترک کر دیا گیا، کیوں ترک کیا گیا؟ کیونکہ یہاں پر إِقَامَ کا لفظ کیا واقع ہو رہا ہے؟ مضاف واقع ہو رہا ہے۔

جی اگلا قانون۔ **دیگر ہر واو و یا کہ بعد از الف اسم فاعل افتد** دوسرا یہ کہ ہر وہ واو اور یا جو کہ اسم فاعل کے الف کے بعد آئے **و در ماضی آں واو و یا را بالف بدل کردہ باشند** اور ماضی کے اندر اس واو اور یا کو الف کے ساتھ بدلا گیا ہو، **واجب مطرد است** واجب ہے اور عام ہے یعنی ہر جگہ پر ایسا ہو گا، **کہ آں واو و یا را در اسم فاعل بہمزہ بدل کنند** کہ اس واو اور یا کو اسم فاعل کے اندر ہمزہ سے بدل دیں، **چوں** قَائِلٌ وَبَائِعٌ جیسے قَائِلٌ اور بَائِعٌ، **کہ در اصل** قَاوِلٌ وَبَايِعٌ **بودہ است** کہ اصل میں قَائِلٌ اصل میں کیا تھا؟ قَاوِلٌ اور بَائِعٌ اصل میں کیا تھا؟ بَايِعٌ تھا۔ تو دیکھو قانون کیا ہوا؟ الف اسم فاعل کے بعد کیا آجائے؟ واو یا یا۔ اور اس کے ماضی کے اندر وہ واو اور یا کیا ہوں الف سے بدلے ہوں۔ تو اسم فاعل کے اندر اس واو اور یا کو پھر کس سے بدلیں گے؟ ہمزہ سے بدلیں گے۔ تو قَاوِلٌ تھا پھر اس واو کو کس سے بدلا؟ ہمزہ سے قَائِلٌ ہوا۔ بَايِعٌ تھا یا تھی الف کے بعد، اس یا کو کس سے بدلا؟ ہمزہ سے، کیونکہ ان کے ماضی کے اندر اعلال ہوا ہے، قَالَ، قول تھا واو کس سے بدلا تھا؟ الف سے، اسی طرح بَاعَ اصل میں کیا تھا؟ بَيَعَ، تو یہاں یا بھی الف سے بدلی اس لیے یہاں بھی اعلال کریں گے۔

و در عَاوِرٌ وَصَايِدٌ **ہمزہ نگشت** اور عَاوِرٌ اور صَايِدٌ کے اندر یہ واو اور یا ہمزہ نہیں ہوئے، **از آں کہ** اس وجہ سے کہ **در** عَوِرَ وَصَيِدَ **الف نشدہ**

است کیونکہ عَوِرَ اور صَیِدَ کے اندر الف نہیں ہوئے بھئی۔ بھئی عَاوِرٌ میں دیکھو عَاوِرٌ فاعل وزن ہے، صَایِدٌ یہ بھی فاعل وزن ہے لیکن یہاں پر الف اسم فاعل کے بعد واو اور یا آئے لیکن ان کو ہمزہ سے نہیں بدلا۔ کیوں نہیں بدلا گیا؟ کیونکہ قانون میں ہم نے شرط لگائی تھی کہ ماضی میں وہ واو یا یا کس سے بدلے ہوں؟ الف سے۔ لیکن ان کے فعل میں بھئی ماضی کے اندر وہ واو یا الف سے نہیں بدلے جیسے عَوِرَ، عَوِرَ میں واو موجود ہے بھئی وہ الف سے نہیں بدلا، صَیِدَ میں یا موجود ہے الف سے نہیں بدلی تو اس لیے ان کے اسم میں بھی نہیں بدلے گی۔

ہم چنیں در

مُقَاوِلٌ	وَمُقَاوِمٌ	وَمُبَایِعٌ
وَمُعَایِنٌ	وَمُبَایِنٌ	

ہمزہ نگشت اور اسی طرح

مُقَاوِلٌ	مُقَاوِمٌ	مُبَایِعٌ	مُعَایِنٌ

اور مُبَایِنٌ کے اندر بھی واو اور یا **ہمزہ نگشت** ہمزہ نہیں ہوئے، **از آں کہ** اس وجہ سے کہ **در**

قَاوَلَ	وَقَاوَمَ	وَبَایَعَ
وَعَایَنَ	وَبَایَنَ	

الف نشدہ است، اس لیے کیونکہ ان کے اندر یہ واو ان کے دیکھو ماضی کے اندر یہ واو اور یا الف سے نہیں بدلے، صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو اس لیے ان کے اسم فاعل کے اندر بھی یہ واو اور یا الف سے نہیں بدلیں گے۔ **وہم چنیں در**

مُقَاوِلٌ	وَمُقَاوِمٌ	وَمُبَایِعٌ
وَمُعَایِنٌ	وَرَوَی	

الف نشدہ است۔ یہ مولانا کتابت کی غلطی ہے یہ ساری عبارت بھئی، یہ زائد عبارت ہے اس کو نہیں ہونا چاہیے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ وہی اوپر بات گزر نہیں چکی بھئی، در مُقَاوِلٌ بھی گزرا، مُقَاوِمٌ بھی گزرا، مُبَایِعٌ، مُعَایِنٌ وہی بات ہو رہی ہے، کسی کے لکھنے والے کی غلطی ہے تو اسی طرح پھر نقل ہوتا چلا آیا بھئی۔

اگلا قانون۔ **دیگر ہر مصدرے کہ از اجوف واوی بکسر فاکلمہ بود**، ہر وہ مصدر کہ اجوف واوی سے فا کلمے کے کسرے کے ساتھ ہو۔ مصدر ہو اور کس سے ہو ہفت اقسام میں سے؟ اجوف ہو اور اجوف بھی کون سا ہو؟ واوی ہو۔ جی، **بکسر فاکلمہ بود** اور کس کے ساتھ ہو؟ فا کلمے کے کسرہ کے ساتھ اور واو کہاں آیا ہے؟ اجوف ہے، عین کی جگہ، تو واو ہے عین کی جگہ اور ما قبل کا جو فا ہے اس پر کیا ہے؟ کسرہ ہے، **و در فعل او تعلیل شدہ باشد** اور اس کے فعل میں کیا ہوئی ہو؟ تعلیل ہو چکی ہو، **واجب است** واجب ہے **کہ** اور **از جہت کسرہ ما قبل** کہ اس کو ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے **و موافقت فعل** اور فعل کی موافقت کی اس کی وجہ سے **بیابدل کنند** کس کے ساتھ بدل دیں؟ یا کے ساتھ بدل دیں **چوں** قَامَ قِیَاماً۔ قَامَ کا مادہ کیا ہے بھئی؟ قَامَ اصل میں کیا تھا؟ قَوَمَ، قاف واو میم، تو قَامَ میں چونکہ تعلیل ہوئی ہے واو الف سے بدلا ہے تو لہٰذا قِوَاماً مصدر آیا، کیا آیا؟ قِوَامٌ، اجوف ہے، کون سا اجوف ہے؟ واوی ہے اور مصدر صیغہ مصدر کا ہے قِوَامٌ اور فا کلمہ پر کیا آیا؟ کسرہ، تو لہٰذا چونکہ ماضی میں اعلال ہوا تھا لہٰذا اب مصدر میں بھی کیا کریں گے؟ اعلال کریں گے اور اس واو کو ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے کس سے بدل دیں گے؟ یا سے تو قِیَاماً ہوا بھئی۔ وصَامَ صِیَاماً اسی طرح یہ صِیَاماً اصل میں کیا تھا؟ صِوَاماً تو یہاں بھی اسی طرح یہ واو یا سے بدل گیا۔ **چوں**

قَامَ	قِيَاماً	وَصَامَ	صِيَاماً

کہ در اصل قِوَاماً وَصِوَاماً **بود** کہ اصل کے اندر یہ قِوَاماً اور صِوَاماً تھے۔

ودر

قَالَ	قَوْلاً	وَصَامَ	صَوْماً

واویانشد۔ بھئی سوال، قَوْلاً اور صَوْماً کے اندر بھئی یہاں پر واو کو الف سے کیوں نہیں بدلا حالانکہ ان کی ماضی میں اعلال ہوا ہے قَالَ، صَامَ؟ کہتے ہیں بھئی ہم نے صرف یہ دو قیدیں لگائی تھیں ماضی میں بھی اعلال ہوا ہو اور اس واو اور یا سے ماقبل کیا ہو؟ کسرہ ہو اور قَوْلاً اور صَوْماً میں تو ماقبل میں کسرہ ہی نہیں۔ تو کہتے ہیں **ودر**

قَالَ	قَوْلاً	وَصَامَ	صَوْماً

واویانشد ان کے اندر واو یا نہیں ہوا **از آں کہ فاکلمہ مکسور نیست** اس وجہ سے کہ فاکلمہ مکسور نہیں ہے۔ **ودر**

قَاوَمَ	قِوَاماً	وَجَاوَزَ

جوازاواویانشد۔ اچھا بھئی قِوَاماً میں تو ماقبل میں کسرہ ہے، جوازا میں تو ماقبل میں کسرہ ہے تو یہاں تو اس کو یا سے بدلنا چاہیے؟ کہتے ہیں نہیں بھئی دوسری شرط نہیں پوری کہ ماضی میں اعلال نہیں ہوا بھئی تو لہذا اس میں بھی نہیں کریں گے۔ تو کہتے ہیں در قَاوَمَ اور قِوَاماً کے اندر اور جَاوَزَ جوازا کے اندر واو یا نہیں ہوا **از آں کہ در فعل او تعلیل نشدہ است** اس لیے کیونکہ اس کے فعل کے اندر تعلیل نہیں ہوئی ہے۔

و تصحیح حال جِوَلاً۔ سوال بھئی۔ جِوَلاً، جِوَلاً یہ مصدر بھی ہے اور اجوف واوی ہے اور واو سے ماقبل کیا آیا عین سے ماقبل کیا آیا؟ کسرہ۔ شرط پوری ہے اور نیز اس کے ماضی کے اندر بھی اعلال ہوا ہے، ماضی ہے حال، حال، تو وہاں پر بھی واو الف سے بدلا ہے تو لہذا اس کو کس سے بدلنا چاہیے واو کو، جِوَلاً کے بجائے کیا پڑھنا چاہیے؟ جِيَلاً پڑھنا چاہیے۔ تو کہتے ہیں **و تصحیح حال** جِوَلاً **باوجود کسرہ فا و اعلال** اور حال جِوَلاً کو صحیح برقرار رکھنا باوجود فا کے کسرے کے اور فعل کے اعلال کے **شاذ است** یہ کیا ہے؟ شاذ ہے، قانون لگنا چاہیے تھا لیکن لگا نہیں بھئی تو یہ شاذ ہے۔ **و بعضے گفتند** اور بعض علماء نے کہا ہے، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ **تصحیح** جِوَلٌ **موافق قیاس است**، جی بعض علماء فرماتے ہیں کہ جِوَلٌ کو صحیح رکھا گیا اس میں اعلال نہیں کیا، کیوں؟ کہتے ہیں اس لیے اس میں اگر اعلال کرتے تو جِوَلٌ سے کیا بن جاتا؟ جِيَلٌ اور جِيَلٌ تو ایک اور کلمہ بھی آتا ہے عربی کے اندر جو کہ جِيلَةٌ کی جمع ہے۔ کس کی جمع ہے؟ جِيلَةٌ کی جمع جِيَلٌ آتی ہے، تو اگر یہ بھی جِيَلٌ ہو جاتا، یہ مصدر بھی جِيَلٌ، وہ جمع بھی جِيَلٌ، تو ان دونوں کا آپس میں پتہ ہی نہ چلتا التباس لازم آتا جِيَلٌ کہنے سے، صورت سمجھ میں آگئی؟ اس لیے بھئی التباس چونکہ لازم آرہا تھا اور التباس جہاں آئے وہ مانع تعلیل ہوتا ہے اس لیے ان میں اعلال نہیں کیا گیا۔ تو **بعضے گفتند** بعض علماء نے فرمایا ہے کہ **تصحیح** جِوَلٌ **موافق قیاس است** کہ جِوَلٌ کو جو صحیح برقرار رکھا گیا یہ قیاس کے مطابق ہے، **زیرا کہ اگر واو را بیابدل کنند** اس لیے کیونکہ اگر واو کو یا کے ساتھ بدلتے **التباس بجِيَلٌ می آید** تو جِيَلٌ کے ساتھ التباس لازم آتا، **کہ جمع جِيلَةٌ است** جو کس کی جمع ہے؟ جِيلَةٌ کی۔ **و التباس مانع تعلیل است** اور التباس کیا ہے مانع تعلیل ہوتا ہے۔

و بعضے گفتند اور بعضوں نے کہا بعض علماء نے اور وجہ بیان کی، **بعضے گفتند** بعض علماء کہتے ہیں **کہ وجود الف بعد واو شرط ایں تعلیل است** کہ واو کے بعد الف کا پایا جانا اس تعلیل کی شرط ہے، کیا آنا چاہیے بھئی اس واو کے بعد الف آنا چاہیے اور جِوَلٌ میں واو کے بعد الف نہیں ہے اس لیے۔ تو کہتے ہیں وجود الف کہ الف کا وجود بعد واو، واو کے بعد **شرط ایں تعلیل است** وہ اس تعلیل کی شرط ہے، **و ایں قول مختار زمخشری است** اور یہ قول مختار ہے علامہ زمخشری کا بھئی۔ **پس در**

حِوَلاً **سوال وارد نہ شود** پس حِوَلاً کے اندر سوال وارد نہ ہو گا، حِوَلاً میں سوال اس پر وارد کیونکہ اس میں شرط ہی نہیں پوری، کیونکہ شرط کیا تھی؟ کہ واو کے بعد کیا آنا چاہیے الف اور اس میں الف ہی نہیں ہے، لہذا اس میں واو کو بدلنا بھی نہیں چاہیے یہ اسی طرح رہنا چاہیے۔ تو اس پر کوئی سوال وارد نہیں ہوتا یعنی اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ دیکھا بھئی، سوال کو کاتب نے بڑا لکھ دیا ہے بھئی حالانکہ یہ سوال نہیں ہو رہا ویسے عبارت میں لفظ سوال آیا تو کاتب نے سمجھا شاید ہر جگہ سوال جو آرہا ہے اس کو موٹا لکھنا ہے اس کو بھی خوب موٹا کر کے لکھ دیا بھئی۔

اچھا تو کہتے ہیں بھئی اس حِوَلاً پر تو اعتراض وارد نہیں ہوتا لیکن بر قِیَاماً لیکن کس پر؟ قِیَاماً پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ در اصل قِوَماً بودہ است کہ اصل میں کیا تھا؟ قِوَماً تھا۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے، قِوَماً یہ اصل ہے اور پھر کیا بن گیا؟ قِیَاماً، اس پر اعتراض ہوتا ہے، بھئی یہاں پر واو کو یا سے کیوں بدلا حالانکہ اس کے لیے شرط تھی کہ اس واو کے بعد الف آنا چاہیے اور یہاں پر واو کے بعد الف نہیں ہے۔ **مگر بر** قِیَاماً لیکن قِیَاماً پر **کہ در اصل** قِوَماً **بودہ است** کہ اصل کے اندر وہ قِوَماً تھا **وارد خواہد شد** اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے **از آں کہ تعلیل شدہ است** اس وجہ سے کہ اس میں تعلیل ہوئی ہے، جی اس وجہ سے کہ اس کے اندر تعلیل ہوئی ہے، **وبعد واو الف نیست** اور حالانکہ واو کے بعد الف نہیں ہے۔ **مگر آنکہ گویند** مگر وہ جو کہتے ہیں کہ واو الف، **و آنکہ گوید بعد واو**، بعد واو یہاں بعد کا لفظ ہونا چاہیے بھئی کہ واو کے بعد **الف** لفظاً **باشد یا تقدیراً**، الف لفظاً ہو یا تقدیراً ہو بھئی۔ **وایں جا الف تقدیری است** یہاں پر الف تقدیری ہے تقدیراً الف موجود ہے، **از آں کہ در اصل** قِوَاماً **بودہ است** اس وجہ سے کہ یہ اصل قِوَماً اصل میں کیا تھا؟ قِوَاماً تھا۔ **بعدہ قصر کردند** اس کے بعد اس نے قصر کیا بھئی اور الف کو کیا کر دیا تخفیف کے لیے حذف کر دیا بھئی، تو یہ قصر کیا اس نے۔

چلیے بس کریں مولانا۔ هَذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

اجوفِ واوی کی جمع، اسمِ فاعل اور ہمزہ سے ابدال کے مسائل

سبق نمبر ۱۲۶—تاریخِ درس: ۲۰ مئی ۲۰۰۹ء

دیکھیے بھئی سبق آگے۔وَهَمْ چنیں ہر جمع کہ از اجوف وَاوِي بَكَسْرِ فَا کلمہ بود وَدَرْ واحد او تعلیل شدہ باشد وَاجِبْ است کہ آں وَاوْرَا از جہت کسرہ مَا قَبْلْ وَمُوَافَقَتِ واحد او بَيَا بدل کنند۔ اور اسی طرح ہر جمع، کہ از اجوف واوی بکسر فا کلمہ بود، ہر وہ جمع جو کہ اجوف واوی سے فا کلمے کے کسرہ کے ساتھ ہو، و در واحد او تعلیل شدہ باشد، اور اس کے واحد یعنی مفرد کے اندر تعلیل ہوئی ہو، واجب است، واجب ہے، کہ آں واؤ را از جہت کسرہ ما قبل، کہ اس واؤ کو ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے، و موافقت واحد او، اور اس کے مفرد کی موافقت کی وجہ سے، بیا بدل کنند، کس سے بدلیں، یا سے بدلیں۔

کیا ضابطہ بیان ہوا؟ کہ جمع آئے اور کس سے ہو؟ اجوف واوی سے، اور اس کا فا کلمہ، فا کلمے پر کسرہ ہو، اور اس کے مفرد میں تعلیل ہوئی ہو بھئی۔ کئی شرطیں دیکھو آ گئیں۔ جمع ہو، اجوف واوی سے ہو، اور فا کلمے پر کسرہ ہو، اور اس کے مفرد میں تعلیل ہوئی ہو۔ تو پھر واجب ہے کہ اس واؤ کو ما قبل کسرہ کی وجہ سے اور مفرد کی موافقت کے لیے، کیونکہ مفرد میں تعلیل ہوئی ہے تو لہٰذا یہاں بھی کیا ہونی چاہیے؟ تعلیل۔ تو اس واؤ کو پھر ما قبل کے کسرہ اور مفرد کی موافقت کے لیے یا سے بدلتے ہیں۔

چوں جِيَادٌ جمع جَيِّدٌ، جیسے جِيَادٌ جمع ہے جَيِّدٌ کی، وَ دِيَارٌ جمع دَارٌ، اور دِيَارٌ جمع ہے دَارٌ کی، وَ رِيَاحٌ جمع رِيْحٌ، اور رِيَاحٌ جمع ہے رِيْحٌ کی۔ کہ در اَصْلْ جِوَادٌ وَ دِوَارٌ وَ رِوَاحٌ بودہ است، کہ اصل کے اندر جِوَادٌ، دِوَارٌ اور رِوَاحٌ تھے۔ جِيَادٌ اصل میں کیا تھا؟ جِوَادٌ۔ تو دیکھیے جمع ہے یہ جَيِّدٌ کی، اور اجوف واوی ہے، اور واؤ سے ما قبل جیم جو ہے یعنی فا کلمہ وہ مکسور ہے، اور اس کے مفرد میں بھی تعلیل ہوئی ہے، جَيِّدٌ میں کیا ہوئی ہے؟ تعلیل۔ آگے بتائیں گے آپ کو کہ جَيِّدٌ اصل میں جَيْوِدٌ تھا بھئی۔ پھر بھی، تو واؤ اور یا جمع ہوئے تو واؤ کو یا کر کے یا میں ادغام کیا گیا تو جَيِّدٌ ہوا۔ تو تمام شرائط پوری ہیں۔ تو لہٰذا جِوَادٌ کے واؤ کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے، جِيَادٌ ہوا۔

اسی طرح دِيَارٌ اصل میں کیا تھا؟ دِوَارٌ۔ تو یہاں پر بھی واؤ کو یا سے بدلا دِيَارٌ ہوا۔ اسی طرح رِيَاحٌ یہ اصل میں کیا تھا؟ رِوَاحٌ۔ بھئی یہاں پر بھی واؤ کو یا سے بدلا گیا تو کیا بن گیا؟ رِيَاحٌ۔ تو ان کی یہ اصل تھی۔ وَاوْرَا از جہت کسرہ مَا قَبْلْ، واؤ کو ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے، وَمُوَافَقَتِ واحد، اور واحد یعنی مفرد کی موافقت کی وجہ سے، بَيَا بدل کردند، کس کے ساتھ بدل دیا؟ یا کے ساتھ بدل دیا۔ زیرا کہ

جَيِّدٌ	دَارٌ	رِيْحٌ

، اس لیے کیونکہ جَيِّدٌ اور دَارٌ اور رِيْحٌ، کہ در اَصْلْ جَيْوِدٌ وَ دور وَ رِوَحٌ بود، اصل میں یہ کیا تھے؟ جَيِّدٌ اصل میں کیا تھا؟ جَيْوِدٌ۔ جَيْوِدٌ تھا بھئی۔ یا اور واؤ اکٹھے آ جائیں اور اول ان میں ساکن ہو، جہاں پر بھی واؤ اور یا کیا ہوں؟ اکٹھے آ جائیں اور پہلا حرف ان میں ساکن ہو، ساکن ہو، تو واؤ کو بھی یا کر کے اس کا یا میں ادغام کرتے ہیں۔ تو جَيْوِدٌ میں بھی دیکھیے یا اور واؤ اکٹھے آئے اور اول ساکن تھا، تو ان دونوں، واؤ کو یا کر کے پھر یا میں، یا کا یا میں ادغام ہوا تو جَيِّدٌ ہوا۔ وَ دور واؤ متحرک ما قبل فتحہ، اس کو کس سے بدل دیا؟ الف سے تو دَارٌ ہوا۔ رِوَحٌ دیکھیے واؤ ما قبل کسرہ ہے، تو اس کو کس سے بدل دیا؟ یا ساکن کر کے یا سے بدل دیا جی، تو رِيْحٌ ہوا۔

وَ در نِوَاءٌ جمع نَاوٍ یا نگشت بھئی۔ سوال پیدا ہوا کہ نِوَاءٌ اس میں بھی دیکھیے واؤ ہے، اجوف واوی ہے، اور فا کلمے پر کسرہ ہے، تو لہٰذا اس کو بھی کس سے بدلنا چاہیے؟ یا سے، نِيَاءٌ ہونا چاہیے۔ کہتے ہیں نہیں بھئی۔ نِوَاءٌ جمع نَاوٍ یا نگشت، نِوَاءٌ جو جمع ہے نَاوٍ کی اس کے اندر یہ واؤ یا نہ ہوا۔ یاد رکھیے یہ نَاوٍ یہ اصل میں تھا نَاوِيٌ، مادہ اس کا نون واؤ یا ہے، نَاوِيٌ۔ پھر یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا، کیا ہو گیا؟ نَاوِيْنْ، وہ نون تنوین بھی تو ہے، نَاوِيْنْ۔ پھر اجتماع ساکنین علی غیر حدہ آیا دو ساکن جمع ہو گئے، یا کو گرا دیا کیا بن گیا؟ نَاوٍ ہو گیا۔ تو کہتے ہیں نِوَاءٌ جو جمع ہے نَاوٍ کی اس کے اندر یہ واؤ یا نگشت یا نہیں ہوا۔ از آں کہ، اس

وجہ سے کہ، **واو در وحدان او سلامت است**، واؤ اس کے واحد مفردوں میں سلامت ہے۔ وحدان جمع ہے واحد کی بھئی۔ اس لیے کیونکہ واؤ ان کے واحد میں سلامت ہے۔ تو پھر دیکھو نَاوٍ میں واؤ میں تعلیل نہیں ہوئی بھئی۔ ہم نے شرط لگائی تھی کہ واحد میں واؤ میں کیا ہوئی ہو؟ تعلیل۔

وَ **در** رِوَاءٌ **جمع** رَيَّانٌ، اور رِوَاءٌ جو جمع ہے رَيَّانٌ کی، **واو یا نگشت**، واؤ یا نہیں ہوا، **با آں کہ** مَا قَبْلِ **واو کسرہ است**، باوجود اس کے کہ واؤ سے ماقبل کیا ہے؟ رِوَاءٌ میں واؤ سے ماقبل کسرہ ہے لیکن پھر بھی اس واؤ کو یا سے نہیں بدلا۔ وَ **در واحد او تعلیل شدہ است**، اور نیز اس کے واحد کے اندر بھی کیا ہوئی ہے؟ تعلیل ہوئی ہے بھئی۔ رَيَّانٌ ان کے اندر تعلیل ہو چکی ہے، پھر بھی یہاں پر تعلیل نہیں کی گئی۔ **از آں کہ ہمزہ بدل است از** يَا، اس وجہ سے کہ رِوَاءٌ کے اندر جو ہمزہ آرہا ہے یہ کس سے بدل ہے؟ یا سے۔ کس سے بدل ہے؟ یا سے بدل ہے۔ معلوم ہوا رَيَّانٌ اصل میں تھا رَوْيَانٌ۔ کیا تھا؟ رَوْيَانٌ۔ دیکھو پھر واؤ اور یا جمع ہوئے۔ پہلے پچھلے جَيْوِدٌ میں یا پہلے تھی واؤ بعد میں، اور اب کیا ہے؟ رَوْيَانٌ۔ کیا ہے؟ رَوْيَانٌ۔ ہاں رو، رَوْيَانٌ، یہاں واؤ پہلے ہے اور یا بعد میں۔ لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ پہلے کون ہو پہلے بعد میں، بس واؤ اور یا کیا ہو جائیں؟ اکٹھے ہو جائیں اور ان میں اول کیا ہو؟ ساکن ہو، تو پھر واؤ کو یا کرتے ہیں اور پھر یا کا یا میں ادغام، تو لہٰذا رَيَّانٌ ہوا۔ تو لہٰذا یہاں پر تو شرائط پوری ہیں اس کے باوجود رِوَاءٌ کے اندر واؤ کو یا سے نہیں بدلا۔ کہتے ہیں **از آں کہ ہمزہ بدل است از** يَا، اس لیے کیونکہ رِوَاءٌ کے اندر جو ہمزہ آرہی ہے یہ یا سے بدل ہے۔ اصل میں تھا رِوَايٌ، رِوَايٌ۔ تو الف کے بعد، الف زائد کے بعد بھئی ہمزہ، یا، یا واؤ آئے تو اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ ہمزہ سے بھئی۔ تو یہ ہمزہ ہوئی بھئی۔ **زیرا کہ در** اَصْلْ رِوَايٌ **بودہ است**، اس لیے کیونکہ رِوَاءٌ اصل میں کیا تھا؟ رِوَايٌ تھا۔ **پس اگر** وَاوْرَا يَا **کنند**، پس اگر واؤ کو بھی یا کر دیں۔ تو دیکھو رِوَايٌ میں یا کے اندر یعنی لام کلمے میں کیا ہو چکی؟ اعلال ہو چکا، تعلیل ہو چکی۔ تو اب اگر واؤ کے اندر بھی اعلال کرتے تو کیا خرابی لازم آتی؟ تو الی اعلالین، دو اعلال مسلسل آجاتے۔ **پس اگر** وَاوْرَا يَا **کنند** پس اگر واؤ کو یا کر دیتے، **تو الی** اِعْلَالَيْنْ **لازم آید**، تو دو اعلالوں کا پے در پے ہونا لازم آتا۔ بھئی درمیان میں الف فاصل تو موجود ہے۔ کہتے ہیں نہیں بھئی الف کا کوئی اعتبار نہیں ہے بھئی۔ فاصل ہونے کا اعتبار نہیں ہے بھئی۔ **از آں کہ الف** فَاصِلْ مَانِعِ **تعلیل نیست**، اس وجہ سے کہ وہ الف جو فاصل ہے وہ تعلیل سے مانع نہیں ہے، **در** حُكْمِ مَيِّتْ **است**، وہ کس کے حکم میں ہے؟ مردے کے حکم میں ہے، کیونکہ ساکن ہے بھئی اس کا کوئی اعتبار نہیں، زائد ہے اور ساکن ہے۔ وَ **وجود او در** حُكْمِ **عدم است**، اور اس کا وجود کس کے حکم میں ہے؟ عدم کے حکم میں یعنی ہونا بھی نہ ہونے کے حکم میں ہے گویا ہے ہی نہیں۔ بات سمجھ میں آگئی بھئی؟

وَ **اعلال** طِيَالٌ، آپ کی کتابوں میں کیا ہے؟ طَيَالٌ، طا پر فتحہ؟ نہیں بھئی، طا پر کسرہ ہونا چاہیے، طِيَالٌ۔ وَ **اعلال** طِيَالٌ **جمع طویل**، اچھا بھئی۔ بھئی طویل کی جمع آتی ہے طِيَالٌ، اور اسی طرح ایک جمع اس کی ہے طِوَالٌ۔ طویل کی جمع طِيَالٌ بھی آتی ہے اور طِوَالٌ۔ تو ایک میں دیکھو واؤ کو یا سے بدلا گیا ہے، یہ بھی استعمال ہوتی ہے طِيَالٌ، اور ایک میں واؤ کو برقرار رکھتے ہیں طِوَالٌ، یہ بھی استعمال ہوتی ہے۔ تو کہتے ہیں وَ **اعلال** طِيَالٌ **جمع طویل**، طِيَالٌ کا اعلال جو کہ جمع ہے طویل کی، **باوجود آں کہ واو در وحدان سلامت است**، بھئی اس کے اندر کیوں اعلال ہوا طِيَالٌ میں؟ آپ نے تو ایک شرط یہ بھی لگائی تھی کہ واحد میں کیا ہوئی ہو؟ تعلیل ہوئی ہو۔ اور طویل ہے مفرد، اس کے اندر تو واؤ کے اندر تعلیل نہیں ہوئی۔ تو طِيَالٌ میں واؤ کو پھر کیوں یا سے بدلا گیا؟ تو کہتے ہیں **باوجود آں**، اس کے اندر جو اعلال ہوا ہے، **باوجود آں کہ واؤ در وحدان سلامت است**، باوجود اس کے کہ واؤ ان کے واحدوں میں، واحد میں سلامت ہے، شَاذْ **است**، یہ کیا ہے؟ شاذ ہے۔ یہ شاذ ہے۔

وَ **کسے کہ وجود الف بعد واو در اعلال مصدر** شَرْطْ **مے گوید**، اور وہ جو کہ، وہ علما جو کہ وجود الف، الف کے پائے جانے کا، بعد واؤ، واؤ کے بعد، واؤ کے بعد الف کے وجود کو، **در اعلال مصدر شرط مے گوید**، مصدر کے اعلال میں شرط کہتے ہیں۔ بھئی گزشتہ سبق میں آپ نے پڑھا تھا کہ علامہ زمخشری کے نزدیک بھئی واؤ کے بعد جو گزشتہ قانون بیان ہوا تھا مصدر سے متعلق، کہ مصدر ہو اجوف واوی سے ہو اور فا کلمے کے کسرہ کے ساتھ ہو اور اس کے فعل میں کیا ہوئی ہو؟ تعلیل ہوئی ہو، تو اس کے ماقبل کے کسرہ اور موافقت فعل کی وجہ سے اس واؤ کو کس سے بدلنا واجب ہے؟ یا سے بدلنا واجب ہے۔ لیکن علامہ زمخشری کے نزدیک بتایا تھا ان کے نزدیک اس واؤ کے بعد الف کا آنا شرط ہے، الف کا آنا شرط۔ تو جن علما نے الف کے بعد، کسے وکسے کہ، اور وہ جو کہ یعنی کہ مراد وہ علما یعنی علامہ زمخشری وغیرہ، علامہ زمخشری جو کہ، **کسے کہ وجود الف بعد واؤ**، واؤ کے بعد الف کے ہونے پائے جانے کے، **در اعلال مصدر شرط مے گوید**، وہ مصدر کے اعلال میں اس کو شرط کہتے ہیں کہ واؤ کے بعد الف آنا چاہیے، **در اعلال جمع نیز** شَرْطْ **مے گوید**، وہ جمع کے اعلال کے اندر بھی یہ شرط کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جمع کے اعلال، وہ کیا کہتے تھے بھئی؟ مصدر کے اندر اس واؤ کو کسرہ، واؤ کو یا سے تب بدلیں گے جب اس واؤ کے بعد کیا آئے؟ الف۔ تو جمع کے اندر بھی وہ شرط لگاتے ہیں کہ اس واؤ کو یا سے تب بدلیں گے جب اس کے بعد کیا آئے؟ الف آئے۔

تو کہتے ہیں **بر او** وَارِدْ **مے شود**، ان پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے، ان پر یہ اعتراض پڑتا ہے، **کہ** تِيَرٌ **جمع** تَارَةٌ، تِيَرٌ کس کی جمع ہے؟ تَارَةٌ کی، وَ دِيَمٌ **جمع** دِيْمَةٌ، اور دِيَمٌ کس کی جمع ہے؟ دِيْمَةٌ کی۔ **کہ در** اَصْلْ تِوَرٌ وَ **دوم بود**، تِيَرٌ اصل میں کیا تھا؟ تِوَرٌ، اور دِيَمٌ اصل میں کیا تھا؟ دوم۔ تو تِوَرٌ **و دوم بود** بھئی،

تِوَرٌ اور دوم تھے۔ **از آں کہ تعلیل شدہ است**، اس وجہ سے کہ تعلیل ہوئی ہے بھئی ان میں۔ اور انہوں نے تو کیا شرط لگائی تھی؟ کہ واؤ کے بعد کیا آنا چاہیے؟ الف، حالانکہ ان کے بعد الف نہیں آیا۔ وَ **بعد واو الف نیست**، تو **از آں کہ تعلیل شدہ است** اس وجہ سے کہ ان میں تعلیل ہوئی ہے **و بعد واؤ الف نیست** اور واؤ کے بعد الف نہیں۔ **مگر آں کہ گویند**، مگر وہ یہ کہتے ہیں، **کہ ایں** قَلِیلٌ **است**، کہ یہ بہت کم ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے، بغیر الف کے بھی پائے جانے کے، بغیر الف کے پائے جانے کے بھی واؤ کو کس سے بدلا گیا ہے؟ یا سے بدلا گیا ہے، لیکن بہت کم ہے، اکثر کیا ہے کہ واؤ کے بعد کیا ہوتا ہے؟ الف ہوتا ہے۔

دیگر ہر واوے کہ در وحدان ساکن باشد، دوسرا یہ ہر وہ واؤ جو کہ واحد کے اندر ساکن ہو، مفرد میں کیا ہو؟ ساکن، وَ **در جمع** مَیَانِ **کسرہ** وَ **الف افتد**، اور جمع کے اندر کسرہ اور الف کے بیچ آ جائے۔ واؤ تھا، واحد میں تو کیا تھا؟ ساکن، لیکن جمع کے اندر وہ واؤ کس کے بیچ آ گیا؟ کسرہ اور الف، ما قبل میں کسرہ اور ما بعد میں الف ہے۔ **آں واو** یَا **گردد**، وہ واؤ یا ہو جاتا ہے۔ **چوں** حَوْضٌ وَ حِیَاضٌ، یہ حَوْضٌ کی جمع کیا آئی؟ حِیَاضٌ، وَ **ریاض**، اور اسی طرح ریاض، **کہ در** اَصْلْ حِوَاضٌ وَ رِوَاضٌ **بودہ است** بھئی، کہ اصل کے اندر کیا تھا؟ حِیَاضٌ اصل میں کیا تھا؟ حِوَاضٌ، اور ریاض اصل میں کیا تھا؟ رِوَاضٌ تھے۔ تو دیکھو یہاں پر بھی۔ حَوْضٌ ہے بھئی حَوْضٌ۔ حَوَضٌ غلط ہے بھئی، مفرد میں واؤ ساکن ہے بھئی، مفرد میں واؤ، انہوں نے کہا مفرد میں واؤ ساکن ہو اور جمع کے اندر وہ واؤ کسرہ اور الف کے بیچ آ جائے۔ جی تو یہ **چوں** حَوْضٌ و حِیَاضٌ، حَوْضٌ کی جمع کیا ہے؟ حِیَاضٌ، اور اسی طرح رَوْضٌ یا رَوْضَۃٌ کی جمع ریاض ہے۔ تو ریاض اصل میں کیا تھا؟ حِوَاضٌ۔ تو واؤ کس کے بیچ آیا؟ مفرد میں ساکن تھا اور جمع میں کسرہ اور الف کے بیچ آ گیا حِوَاضٌ، تو اس کو کس سے بدل دیا؟ یا سے تو حِیَاضٌ ہوا۔ اسی طرح رِوَاضٌ میں بھی واؤ کسرہ اور الف کے بیچ آیا تو اس کو بھی کس سے بدلا؟ یا سے تو ریاض ہوا۔

وَ **در** طِوَالٌ **جمع طویل** یَا نَشُدْ۔ بھئی طِوَالٌ کے اندر بھی واؤ جو ہے کسرہ اور الف کے بیچ آیا، اس کو کیوں نہیں یا سے بدلا؟ کہتے ہیں اس لیے کیونکہ شرط پوری نہیں۔ ہم نے کیا شرط ذکر کی تھی؟ کہ واحد میں واؤ ساکن ہو، اور طِوَالٌ کا واحد کیا ہے؟ طویل، اس میں واؤ ساکن نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں **و در** طِوَالٌ **جمع طویل یا نشد** طِوَالٌ جو جمع ہے طویل کی اس کے اندر واؤ یا نہیں ہوا۔ **از آں کہ واو در وحدان ساکن نیست**، اس لیے کیونکہ واؤ جو ہے واحد کے اندر ساکن نہیں۔

وَ **اعلال** جِیَادٌ **کہ در** اَصْلْ جِوَادٌ بِالْکَسْرِ **جمع** جَوَادٌ بِالْفَتْحِ **بود**، اور اعلال جِیَادٌ کا کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ جِوَادٌ بِالْکَسْرِ کسرے کے ساتھ تھا، جو جمع ہے جَوَادٌ بِالْفَتْحِ، کس کے ساتھ ہے جَوَادٌ؟ فتحے کے ساتھ ہے، **با آں کہ واو در وحدان ساکن نیست**، باوجود اس کے کہ واؤ اس کے واحد کے اندر ساکن نہیں۔ جِیَادٌ کس کی جمع ہے؟ جَوَادٌ۔ اور جِیَادٌ اصل میں کیا تھا؟ جِوَادٌ۔ تو یہاں پر بھی واؤ کس کے بیچ آیا؟ کسرے اور الف، اس کو یا سے بدل دیا گیا، حالانکہ کہتے ہیں شرط پوری نہیں۔ شرط تو کیا تھی؟ واؤ مفرد میں ساکن ہونا چاہیے، لیکن جَوَادٌ میں تو واؤ پر کیا ہے؟ فتحہ ہے۔ کہتے ہیں بِسَبَبِ **آں کہ** مَا قَبْلِ **الف نباشد مگر مفتوح**، کہتے ہیں اس وجہ سے کہ **ما قبل الف نباشد مگر مفتوح**، کہ الف سے ما قبل نہیں ہو گا مگر مفتوح ہی۔ بھئی جَوَادٌ میں دراصل واؤ کے بعد الف آ رہا تھا اور الف سے ما قبل تو ہمیشہ کیا آئے گا؟ مفتوح ہی آئے گا۔ تو وہاں پر جو فتحہ آیا کس کی وجہ سے آیا؟ الف کی وجہ سے آیا۔ تو کہتے ہیں **پس ایں فتحہ جزو الف بود**، پس یہ فتحہ کس کا جز تھا یہ؟ الف کا جز تھا۔ وَ **الف ہمیشہ ساکن باشد**، اور الف تو ہمیشہ کیا ہوتا ہے؟ ساکن ہوتا ہے۔ **پس ایں فتحہ واو ہم در حُکْمِ سکون است**، پس یہ واؤ کا فتحہ جو ہے یہ بھی کس کے حکم میں ہے؟ سکون۔ علت سمجھ میں آئی بھئی؟ کہ جَوَادٌ میں واؤ پر تو فتحہ ہے پھر یہ جِوَادٌ کو جِیَادٌ سے کیوں بدلا؟ تو بتلایا بھئی یہ کیونکہ واؤ کے بعد الف آ رہا ہے اور الف اپنے سے ما قبل ہمیشہ کیا چاہتا ہے؟ فتحہ، فتحہ ہی آ سکتا ہے اور کچھ بھی نہیں الف سے پہلے آ سکتا، اور الف تو ہوتا ہے ساکن، تو یہ فتحہ بھی الف کے جز کی طرح ہوا، اور الف ہے ساکن، تو یہ فتحہ بھی کس کے حکم میں ہوا؟ سکون کے حکم میں ہوا۔

وَ **در** عِوَدَۃٌ **جمع** عُوْدٌ، اور عِوَدَۃٌ جو جمع ہے عُوْدٌ کی، وَ کِوَزَۃٌ، بھئی کاف کے نیچے کسرہ ہونا چاہیے، فتحہ غلط ہے بھئی کتابت کی غلطی ہے۔ وَ کِوَزَۃٌ **جمع**

کُوْزٌ	یَا	نَشُدْ

بھئی۔ بھئی عِوَدَۃٌ اس کے اندر واؤ کو یا نہیں کیا، اور اسی طرح کِوَزَۃٌ جو جمع ہے کُوْزٌ کی اس کے اندر بھی واؤ کو یا نہیں کیا۔ تو کہتے ہیں عِوَدَۃٌ جو جمع ہے عُوْدٌ کی اور کِوَزَۃٌ جو جمع ہے کُوْزٌ کی، ان کے اندر واؤ **یا نشد** وہ یا نہیں ہوا۔ **از آں کہ بعد واو الف نیست**، اس وجہ سے کہ واؤ کے بعد الف نہیں ہے، اور ہم نے تو شرط کیا لگائی تھی؟ واؤ کو کسرے اور الف کے بیچ آنا چاہیے یہاں ایسا نہیں ہے۔

وَ **اعلال** ثِیَرَۃٌ **جمع** ثَوْرٌ شَاذْ **است**، اور ثِیَرَۃٌ جمع ہے ثَوْرٌ کی، ٹھیک ہے مفرد کے اندر تو واؤ ساکن ہے اور جمع کے اندر ثِوَرَۃٌ تھا، تو لہٰذا واؤ کے بعد، اس سے ما قبل کسرہ تو ہے لیکن واؤ کے بعد الف نہیں ہے تو اس کو تو نہیں بدلنا چاہیے تھا، لیکن اس کے باوجود اس واؤ کو یا سے بدلا اور کیا بن گیا؟ ثِیَرَۃٌ بن گیا۔

کہتے ہیں شَاذٌ **است**، یہ کیا ہے اس ثِیَرَۃٌ کا اعلال؟ شاذ ہے۔ **با آں کہ**، ساتھ اس کے یہ، **کہ** ثِیَرَۃٌ **مقصور است**، کہ ثِیَرَۃٌ کیا ہے دراصل؟ مقصور ہے یعنی اس میں قصر کیا گیا ہے، کمی کی گئی ہے الف اس کے اندر تھا اس الف کو تخفیفا کیا کر دیا گیا؟ حذف کر دیا گیا۔ کہ **مقصور است**، ثِیَرَۃٌ یہ مقصور ہے کس سے؟ ثِیَارَۃٌ۔ تو ثِیَرَۃٌ ثِیَارَۃٌ سے مقصور ہے۔ معلوم ہوا یہ اصل میں کیا تھا؟ ثِوَارَۃٌ، کیا تھا؟ ثِوَارَۃٌ۔ تو دیکھو واوٗ آ گیا ما قبل کسرہ اور ما بعد الف، تو اس کو، یہ قانون کے مطابق ہی ہے۔ **چناں کہ** هُدَبِدٌ وَ عُلَبِطٌ، جیسے کہ هُدَبِدٌ اور عُلَبِطٌ، **کہ در** اَصْلْ هُدَابِدٌ وَ عُلَابِطٌ **بود**، کہ اصل میں کیا تھے؟ هُدَابِدٌ اور عُلَابِطٌ تھے۔ **الف را حذف کردند از جہت تخفیف**، ان کے اندر الف کو حذف کر دیا گیا تخفیف کی وجہ سے۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

واو و یا مکسور ما قبل مضموم اور ماضی اجوف متصل بضمیرِ مرفوع متحرک

سبق نمبر ۱۲۷—تاریخِ درس: ۲۵ مئی ۲۰۰۹ء

دیگر ہر واو و یا کہ مکسور باشد و ما قبل او مضموم، کسرہ بر آنہا دشوار دارند و حرکت واو و یا نقل کردہ بما قبل دہند، واو ساکن از جہت کسرہ ما قبل یا شود، و یائے ساکن سلامت ماند، چوں قِیلَ و بِیعَ، **کہ در اصل قول و بُیِعَ بود است۔**

جی، اجوف کے قوانین چل رہے ہیں۔ آج نیا قانون ذکر کریں گے۔ کہتے ہیں **دیگر ہر واو و یا کہ مکسور باشد**، دوسرا یہ کہ ہر وہ واو اور یَا جو کہ مکسور ہو، **و ما قبل او مضموم**، اور ان کا ما قبل کیا ہو؟ مضموم۔ واو اور یَا اجوف میں ہیں، واو اور یَا، اور ان پر کسرہ ہے اور ان سے ما قبل والے حرف پر ضمہ ہے۔ تو کہتے ہیں **کسرہ بر آنہا دشوار دارند**، کسرہ ان پر دشوار سمجھتے ہیں، **و حرکت واو و یا نقل کردہ بما قبل دہند**، اور واو اور یَا کی حرکت نقل کر کے **بما قبل دہند**، کس کو دے دیتے ہیں؟ ما قبل کو۔ یعنی ان کا کسرہ نقل کر کے کس کو دے دیا؟ ما قبل کو۔ واو اور یَا پر کیا تھا؟ کسرہ۔ اور ما قبل پر کیا تھا؟ ضمہ۔ تو اس واو اور یَا پر کسرہ ثقیل ہے، دشوار ہے، تو اس کو نقل کر کے ما قبل کو دے دیا۔

اس کے بعد **واو ساکن**، بھئی واو اور یَا ساکن ہو گئے، تو **واو ساکن از جہت کسرہ ما قبل**، واو ساکن ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے **یا شود**، کیا ہو جائے گا؟ یَا ہو جائے گا۔ **و یائے ساکن سلامت ماند**، اور یائے ساکن سلامت رہے گی بھئی۔ واو سے ما قبل بھی کسرہ آیا، یَا سے ما قبل بھی کسرہ، واو کو پھر ما قبل کسرہ کی وجہ سے کس طرح، کیا کر دیں گے؟ یَا کر دیں گے اور یَا اسی طرح برقرار رہے گی۔ **چوں** قِیلَ و بِیعَ، جیسے قِیلَ اور بِیعَ کہ اصل کے اندر قول اور بُیِعَ **بود است**، یہ تھے مولانا، قول اور بُیِعَ تھے بھئی۔ دیکھیے قول کے اندر اور بُیِعَ کے اندر، واو اور یَا پر کسرہ ہے، اور ان سے ما قبل والے حرف پر ضمہ ہے۔ تو لہٰذا ان کا کسرہ نقل کر کے ما قبل کو دیا، کیا بن گیا؟ قول، واو ہے ابھی بھی، قول، اور بِیعَ، بِیعَ۔ تو یَا سے ما قبل تو کسرہ آ سکتا ہے، لہٰذا یَا اسی طرح برقرار رہی، جبکہ واو سے ما قبل کسرہ تھا تو اس واو کو کس سے بدل دیا؟ یَا سے، تو قِیلَ ہوا۔

و بعضے واو و یا را بغیر نقل ساکن کنند، اور بعض جو ہیں واو اور یَا کو بغیر نقل کے ہی ساکن کرتے ہیں، **و قول و بُوعَ گویند**، اور قول اور بُوعَ کہتے ہیں بھئی۔ بھئی قول تھا، واو کو کیا کر دیا؟ صرف حرکت گرا دی، ساکن کر دیا، کیا بن گیا؟ قول۔ بُیِعَ تھا، یَا کو ساکن کر دیا، بُیْعَ ہوا، پھر یَا کو ما قبل ضمے کی وجہ سے کس سے بدل دیا؟ واو سے، تو بُوعَ ہوا بھئی۔ تو بعض عرب کہتے ہیں اس طرح پڑھتے ہیں۔

و بعضے ضمہ را اشمام کنند، اور بعض ضمے کو اشمام کرتے ہیں بھئی۔ اشمام کہتے ہیں ایک حرکت کے اندر دوسری حرکت معمولی سی ادا کرنا۔ ایک حرکت کے ساتھ دوسری حرکت بھی معمولی سی ادا کرنا۔ دیکھیے، کیا تعریف خود کر رہے ہیں: **یعنی ضمہ را بوئے کسرہ دہند**، یعنی ضمے کو کسرے کی بو دے دیتے ہیں۔ ضمے کو کسرے کی بو دے دیتے ہیں۔ کیسے؟ قول میں کیسے ہو گا؟ قول، میں نے تو واضح کر کے پڑھا آپ کو سمجھانے کے لیے، ہم معمولی سا دیں گے، قُیْلَ۔ قول تھا، معمولی سا کسرے کا اثر بھی دے دو بھئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تو عرب اس طرح بعض ادا کرتے ہیں۔ اور بُوعَ کو بُیْعَ۔ اچھا، یہ تو مولانا صاحب دستور المبتدی نے یہ لکھا، جبکہ صاحب علم الصیغہ بتلاتے ہیں کہ کسرے کو ضمے کی بو دینی ہے۔ کس کو؟ یعنی قِیلَ اور بِیعَ کی صورت میں۔ کیسے پڑھیں گے؟ قِیْلَ، قِیْلَ، معمولی سا ضمے کا، کسرہ پڑھنا کسرہ ہے، معمولی سا اثر کس کا دے دینا ہے؟ ضمے کا۔

اچھا جی۔ **لیکن اسکان بنقل مشہور و افصح است**، لیکن ساکن کر دینا نقل کے ساتھ یہ مشہور و افصح ہے، یعنی یہ زیادہ نقل ہوا، منقول یہ ہے زیادہ بھئی، کہ کیا کیا جائے؟ اسکان کے ساتھ بھئی۔ کون سی اسکان والی صورت بھئی؟ یہ جو قِیلَ اور بِیعَ والی صورت ہے، یہ مشہور اور افصح ہے، زیادہ فصیح ہے، یہی کثیر الاستعمال ہے بھئی۔

و ہمچنیں

أُغِيثَ	أُسْتُغِيثَ	مُغِيثٌ	مُسْتَغِيثٌ

،اور اسی طرح ہے أُغِيثَ اور أُسْتُغِيثَ، مُغِيثٌ اور مُسْتَغِيثٌ، **کہ دراصل** کہ اصل کے اندر یہ

أُغْوِثَ	أُسْتُغْوِثَ	مُغْوِثٌ	مُسْتَغْوِثٌ

بوداست بھئی۔ تو أُغِيثَ اصل میں کیا تھا؟ أُغْوِثَ۔ واو کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ غین کو دیا، اور پھر واو کو کس سے بدل دیا؟ یَا سے، أُغِيثَ، اسی طرح سب میں بھئی۔ **کسرہ بر واو دشوار داشتند**، تو ان سب کے اندر کسرہ واو پر دشوار سمجھا، **نقل کردہ بما قبل دادند**، نقل کر کے کس کو دے دیا؟ ما قبل کو، **واو ساکن از باعث کسرہ ما قبل یاگشت**، واو ساکن ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے یَا ہو گیا۔

ودر أُخْتِيرَ و أُنْقِيدَ **نیز ہمیں سہ وجہ رواست**، أُخْتِيرَ اور أُنْقِيدَ کے اندر بھی یہی تین وجہیں جائز ہیں۔ أُخْتِيرَ، أُنْقِيدَ۔ یعنی کیا کیا پڑھ سکتے ہیں؟ ایک تو أُخْتِيرَ اور أُنْقِيدَ، ایک یوں پڑھنا جائز۔ ایک قول اور بُوعَ کی طرح أُخْتُورَ، أُنْقُودَ، یہ پڑھنا بھی جائز۔ اور تیسری صورت کیا ہے؟ اشمام کے ساتھ بھئی۔ کس کے ساتھ؟ اشمام کے ساتھ، کہ وہی ضمے کو کسرے کی بو دے دو، أُنْقُيْدَ، معمولی سا ادا ہو گا جی، أُخْتُيْرَ۔ **بخلاف** أُقِيمَ و أُسْتُقِيمَ، بخلاف أُقِيمَ اور أُسْتُقِيمَ کے، **کہ در ایشاں جز وجہ اول روانیست**، کہ ان کے اندر علاوہ پہلی وجہ کے جائز نہیں ہے بھئی۔ ان میں صرف پہلی وجہ یعنی أُقِيمَ کو أُقِيمَ ہی پڑھ سکتے ہیں اور أُسْتُقِيمَ کو أُسْتُقِيمَ ہی پڑھ سکتے ہیں بھئی۔ بھئی یہ کیا وجہ ہے؟ کہتے ہیں **زیرا کہ ما قبل حرف علت ساکن است نہ مضموم**، اس وجہ سے کہ حرف علت سے ما قبل جو ہے وہ ساکن ہے، مضموم نہیں۔

أُخْتِيرَ تو اصل میں کیا تھا؟ أُخْتُيِرَ، يَائي ہے، أُخْتُيِرَ۔ تو دیکھو وہی صورت بن گئی جو قول میں تھی، أُخْتُيِرَ۔ ثُيِرَ، قول، یا بُيِعَ۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تو أُخْتُيِرَ کے آخری تین حرف جو ہیں، ان کی صورت بعینہ وہی بن گئی جو کس کی طرح ہے؟ قول اور بُيِعَ کی طرح بن گئی۔ اور قول اور بُيِعَ اس کے اندر آپ نے پڑھا تین صورتیں پڑھنا جائز ہیں بھئی۔ کیا کیا تین صورتیں؟ قِيلَ اور بِيعَ پڑھنا بھی جائز، قول اور بُوعَ پڑھنا بھی جائز، اور قُيْلَ، بُيْعَ، وہ اشمام کے ساتھ معمولی سا کسرے کا اثر دے دیں ضمے کو بھئی، وہ بھی جائز ہے بھئی۔ تو یہاں بھی وہی صورت چونکہ بن گئی، اس لیے یہاں بھی وہ تین صورتیں جائز ہیں بھئی۔ بات سمجھ میں آ گئی بھئی؟

اسی طرح أُنْقِيدَ اصل میں کیا تھا؟ جی؟ یہ يَائي ہے یا وَاوِي ہے؟

اِنْقَادَ	يَنْقَادُ	اِنْقِيَاداً

۔قَادَ، وَاوِي ہے بھئی۔ اچھا جی۔ تو یہ اصل میں کیا تھا؟ أُنْقُودَ، قُودَ، قول۔ دیکھا قول جیسی صورت بن گئی یا نہیں؟ ان کے آخر میں قول والی صورت تھی، فعل جیسی صورت تھی، تو اس لیے ان کی طرح ان میں بھی تین وجہیں ہیں۔ جبکہ أُقِيمَ، أُقِيمَ اصل میں کیا تھا؟ أُقْوِمَ۔ تو دیکھو یہاں پر وہ صورت نہیں ہے، أُقْوِمَ، واو پر تو کسرہ ہے لیکن واو سے ما قبل کیا ہے؟ قاف ساکن ہے۔ أُسْتُقِيمَ اصل میں کیا تھا؟ أُسْتُقْوِمَ، یہاں بھی واو پر کسرہ ہے لیکن ما قبل میں قاف ساکن ہے۔ یہی بات بیان کر رہے ہیں **زیرا کہ ما قبل حرف علت ساکن است نہ مضموم**، اس لیے کہ حرف علت سے ما قبل ساکن ہے نہ کہ مضموم۔

سوال: **در** طُوِيَ و رُوِيَ **چرا تعلیل نہ کردند**، کہ طُوِيَ اور رُوِيَ میں کیوں تعلیل نہیں کی، **با آنکہ قانون مذکور موجود است**، باوجود اس کے کہ قانون مذکور موجود ہے بھئی؟ دیکھو طُوِيَ اور رُوِيَ میں واو پر کسرہ ہے بھئی، اور ما قبل میں کیا ہے؟ ضمہ ہے، تو لہٰذا قانون لگنا چاہیے تھا بھئی۔ قانون کیوں نہیں لگا؟ جواب: جواب پہلا یہ ذکر کریں گے بھئی کہ اگر ان کے اندر تعلیل کرتے، یعنی عین کلمے میں کیا کرتے؟ تعلیل۔ تو جب ماضی میں عین کلمے میں تعلیل ہو تو مضارع میں بھی عین کلمے میں تعلیل کرتے ہیں۔ اور مضارع کے اندر لام کلمے میں پہلے ہی تعلیل کریں گے، پھر اس کے بعد ماضی کی وجہ سے عین میں بھی کیا کرنا پڑے گی؟ تعلیل کرنا پڑے گی، تو لام میں بھی تعلیل، عین میں بھی تعلیل، تو کیا خرابی لازم آئی؟ تو الی اعلالین، دو اعلال پے در پے مسلسل جمع ہو جائیں اور یہ جائز نہیں۔

جواب از آنکہ، جواب اس وجہ سے کہ **اگر در ایشاں تعلیل شود** کہ اگر ان کے اندر بھی تعلیل ہو جائے، **در مضارع ایشاں**، ان کے مضارع کے اندر **یعنی در** يُطْوٰى و يُرْوٰى **دو تعلیل جمع شوند**، يُطْوٰى اور يُرْوٰى کے اندر دو تعلیلیں جمع ہو جائیں گی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ يُطْوٰى دیکھا، يَا پہلے ہی الف ہو چکی ہے، يُرْوٰى میں بھی يَا کیا ہو چکی؟ الف، تو لام میں اعلال ہوا ہے، ساتھ عین میں بھی ہو گا تو توالی اعلالین کی خرابی لازم آئے گی۔

و بعضے شارحاں جواب گفتہ اند، اور بعض شارحین نے جواب دیا ہے، **کہ اگر در میان ایشاں کسرہ واو نقل کنند**، کہ اگر ان میں کیا کریں؟ واو کا کسرہ نقل کریں، **وبما قبل دہند**، اور ما قبل کو دے دیں، **واو یا شود**، تو واو کیا ہو جائے گا؟ يَا ہو جائے گا، **توالی کسرات لازم آید**، تو پے در پے کسرے لازم آئیں گے۔ کیسے؟ طِيِّ ہو جائے گا، طِيِّ، دِيِّ۔ تو طا پر بھی کسرہ، آگے يَا کتنے کسروں کے قائم مقام ہے؟ دو کسروں، تو کتنے کسرے آ گئے؟ تین کسرے گویا کہ اکٹھے آ گئے، اور توالی کسرات درست نہیں۔ **تو توالی کسرات لازم آید، و آں موجب ثقل است**، اور وہ موجب ثقل ہے، ثقیل ہونے کا سبب ہے، **و تعلیل برائے تخفیف است**، اور تعلیل تو کس لیے کی جاتی ہے؟ تخفیف کے لیے، اور اگر ہم، تو تعلیل کرتے تو پھر ثقیل ہو جانا تھا کلمے نے۔

وفیہ نظر، اور اس جواب کے اندر اشکال ہے بھئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ یہ مصنفین کا طریقہ ہے بھئی، جب کوئی رد کرتے ہیں کسی اعتراض، کوئی اعتراض وغیرہ ہو کسی قول پر تو وَفِيهِ نَظَرٌ کے ساتھ بھئی اس میں اشکال ہے بھئی۔ اشکال یہ ذکر کر رہے ہیں بھئی کہ بھئی دیکھیے طُوِيَ، یہاں پر کیا کیا گیا؟ طا پر کیا ہے؟ ضمہ، اور واو پر کیا ہے؟ کسرہ۔ تو ضمہ سے خروج ہوا کس کی طرف؟ کسرہ کی طرف، طُوِيَ، ضمہ کے بعد کیا آیا؟ کسرہ۔ تو ضمہ سے خروج ہوا کس کی طرف؟ کسرہ کی طرف خروج ہوا۔ ایک اس کا ثقل ہے اور ایک کس کا؟ توالی کسرات کا ثقل ہے۔ طُوِيَ پڑھیں تو اس وقت کیا ثقل ہے؟ یا جیسے قول لے لو قول، دیکھیے قول کے اندر قاف پر ضمہ ہے اور واو پر کسرہ ہے، تو ضمے کے فوراً بعد کیا آیا؟ کسرہ، تو ضمے سے خروج ہوا کس کی طرف؟ کسرہ کی طرف۔ تو ضمے سے کسرہ کی طرف یہ خروج یہ ثقیل ہے، اس سے لفظ کیا ہو جاتا ہے؟ ثقیل ہو جاتا ہے۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ جی ثقیل۔

تو دیکھیے طُوِيَ اور رُوِيَ کے اندر بھی کیا ہے؟ ضمے سے کس کی طرف خروج ہو رہا ہے؟ کسرہ کی طرف۔ اور اس سے بھی ثقل آتا ہے۔ اور دوسرا ثقل کس سے آیا؟ اگر ہم کسرہ نقل کر دیں تو پھر کون سا ثقل آئے گا؟ توالی کسرات والا۔ تو مصنف رحمہ اللہ، بعض علماء نے جو کہا نا کہ اگر ہم طُوِيَ کے اندر تعلیل کر دیتے تو کیا خرابی لازم آتی؟ توالی کسرات۔ بھئی توالی کسرات آسان ہے بمقابلہ خروج ضمہ الی الکسرہ کے، یہ آسان ہے، یہ ہلکا ہے کس کی بنسبت؟ توالی کسرات کیا ہیں؟ آسان ہیں کس کی بنسبت؟ ضمہ سے خروج ہو کس کی طرف؟ کسرہ۔ اسی لیے تو قول کے اندر اس کو کیا کر دیا گیا؟ قِيلَ کر دیا گیا۔ تو وہاں بھی توالی کسرات ہے، لیکن معلوم ہوا توالی کسرات کیا ہیں؟ قول کو باقی نہیں رکھا گیا بلکہ کیا کر دیا گیا؟ بُيِعَ کو باقی نہیں رکھا گیا بلکہ بِيعَ کر دیا گیا۔ تو بُيِعَ رکھتے تو خروج ضمہ الی الکسرہ لازم آتا، اور بِيعَ کیا تو توالی کسرات لازم آئے، اور کس کو اختیار کیا گیا؟ توالی کسرات کو۔ معلوم ہوا توالی کسرات زیادہ آسان ہیں۔ تو لہٰذا آپ کہہ رہے ہیں کہ طُوِيَ میں اگر ہم اعلال کر دیتے تو کیا خرابی لازم آتی؟ توالی کسرات۔ بھئی توالی کسرات زیادہ آسان ہے، اور اس وقت کیا ہو رہا ہے؟ خروج ضمہ الی الکسرہ ہو رہا ہے، وہ کیا ہے؟ ثقیل ہے، لہٰذا اس جواب کو پسند نہیں کیا معلوم، مصنف نے بھئی۔

تو کہتے ہیں اس صورت میں توالی کسرات کے لازم آتے، تو وفیہ نظر، کہتے ہیں اس جواب کے اندر اشکال ہے، **زیرا چہ توالی کسرات اہون است از خروج ضمہ بسوئے کسرہ**، اس لیے کہ پے در پے کسروں کا آنا أَهْوَن **است**، یہ ہلکا ہے، زیادہ آسان ہے **از خروج ضمہ بسوئے کسرہ**، خروج ضمہ کسرہ کی جانب اس سے بھئی، خروج ضمہ وہ کسرہ کی جانب اس سے زیادہ آسان ہے۔ **وہم ازیں جہت**، اور اسی وجہ سے **در** قِيلَ و بِيعَ **توالی کسرات اختیار افتاد**، قِيلَ اور بِيعَ کے اندر توالی کسرات کو اختیار کیا، اختیار ہوا، **نہ خروج ضمہ بسوئے کسرہ**، نہ کہ خروج ضمہ بسوئے کسرہ کو اختیار کیا گیا۔

دیگر ہر ماضی اجوف کہ بفتح عین کلمہ باشد و ضمیر مرفوع متحرک بدو متصل شود، کہتے ہیں ہر ماضی اجوف کی ہر وہ ماضی، **کہ بفتح عین کلمہ باشد**، کہ اس کے عین کلمے پر کیا ہو؟ فتحہ ہو، یعنی حرف علت پر فتحہ ہو۔ **و ضمیر مرفوع متحرک بدو متصل شود**، اور ضمیر مرفوع متحرک اس کے ساتھ مل جائے۔ عین پر کیا تھا؟ فتحہ، اور ضمیر مرفوع متحرک اس کے ساتھ مل گئی۔ ضمیر مرفوع کون سی ہوتی ہے؟ فاعل کی ضمیر، کون سی؟ فاعل۔ اور انہوں نے کہا متحرک، متحرک ہو وہ فاعل کی ضمیر۔ جیسے دیکھو بھئی ضَرَبَ، تثنیہ کا صیغہ کیا ہے؟ ضَرَبَا، یہ الف کون سی ضمیر ہے؟ فاعل کی ضمیر ہے، ضمیر مرفوع ہے، لیکن متحرک ہے؟ نہیں، یہ ساکن ہے، اس کو نکال دیا۔ اچھا، آگے کیا آیا؟ ضَرَبُوْا، یہ واو کیا ہے؟ ضمیر مرفوع ہے، فاعل کی ضمیر ہے، لیکن ساکن ہے، یہ بھی خارج۔ ضَرَبَتْ، یہ تا تو صرف تانیث کی علامت ہے، یہ فاعل کی ضمیر ہی نہیں۔ اچھا، آگے کیا ہے؟ ضَرَبَتَا، اس کے اندر یہ الف کیا ہے؟ فاعل کی ضمیر ہے لیکن یہ ساکن ہے۔ آگے کیا ہے؟ ضَرَبْنَ، یہاں پر دیکھو یہ جو نون آیا، یہ فاعل کی ضمیر ہے اور اس پر حرکت بھی ہے، تو ضمیر مرفوع متحرک بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟ اسی طرح آگے کیا صیغہ آئے گا؟ ضَرَبْتَ، دیکھو یہ تا بھی کیا ہے؟ ضمیر مرفوع متحرک،

ضَرَبْتُمَا	ضَرَبْتُمْ	ضَرَبْتِ

، آگے اس طرح ہیں بھئی۔

بات سمجھ میں آگئی؟ کون سا صیغہ ہو؟ اجوف کا، اور عین کلمے پر کون سی حرکت ہو؟ فتحہ ہو، اور اس کے ساتھ کون سی ضمیر مل جائے؟ مرفوع متحرک، یعنی فاعل کی متحرک ضمیر مل جائے۔ کہتے ہیں **اگر واوی باشد**، پس اگر وہ وَاوِي ہو، **آں فتحہ را بضمہ بدل کنند**، اس فتحہ کو کس سے بدل دیں گے؟ اس عین کلمے کے فتحہ کو ضمہ سے بدل دیں گے۔ **واگر یائی باشد**، اور اگر وہ اجوف یَائي تھا، **بکسرہ بدل کنند**، تو اس عین کے فتحہ کو کس سے بدل دیں گے؟ کسرے سے بدل دیں گے۔ **پس آں ضمہ و کسرہ عین را نقل کنند**، پس اس ضمہ اور کسرہ عین کو نقل کریں گے **وبما قبل دہند** اور کس کو دے دیں گے؟ ما قبل کو دے دیں گے۔ اگر وَاوِي تھا تو عین کے فتحہ کو کس سے بدلیں گے؟ ضمہ سے، اور اگر یَائي تھا تو عین کے فتحہ کو کس سے بدلیں گے؟ کسرہ سے، پھر اس ضمہ اور کسرہ کو نقل کر کے کس کو دے دیں گے؟ ما قبل کو دے دیں گے۔ تو اب وَاوِي میں واو سے ما قبل کیا آیا؟ ضمہ۔ یَائي میں یَا سے ما قبل کیا آیا؟ کسرہ۔ پھر کہتے ہیں **و آں واو و یا از جہت اجتماع ساکنین بیفتد**، وہ واو اور یَا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیں گے، **چوں** قُلْتُ و بِعْتُ، جیسے قُلْتُ اور بِعْتُ۔

قُلْتُ بھئی، قُلْتُ کی اصل نکالو ذرا بھئی۔ کس باب سے ہے یہ؟ باب نَصَرَ سے، فوراً وہی صیغہ نکالو بھئی۔ متکلم کا ماضی کا واحد متکلم: نَصَرْتُ۔ بناؤ: قَوَلْتُ، شاباش بھئی، نَصَرْتُ، قَوَلْتُ۔ دیکھیے ماضی میں ہے اور واو پر کون سی حرکت ہے عین پر؟ فتحہ ہے، اور کون سی ضمیر ساتھ ملی ہے؟ مرفوع متحرک۔ تو اس واو کو کیا کریں گے؟ فتحہ کو کس سے بدل دیا؟ ضمہ سے، کیا بن گیا؟ قَوُلْتُ، قَوُلْتَ۔ پھر واو کا ضمہ نقل کر کے کس کو دے دیا؟ قاف کو دیا، کیا بن گیا؟ قُوْلْتَ، واو بھی ساکن، لام بھی ساکن، قُوْلْتَ۔ پھر واو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا، کیا بن گیا؟ قُلْتَ۔ قُلْتُ تھا؟ اچھا چلیے، مخاطب کا صیغہ بنالیں یا متکلم کا بنالیں، تو قُلْتُ ہو گیا، کیا بن گیا؟ قُلْتُ ہوا بھئی۔ قَوَلْتُ سے قُلْتُ ہوا بھئی۔

اسی طرح بِعْتُ بھئی۔ اصل میں کیا تھا؟ بَيَعْتُ، ضَرَبْتُ۔ جی، پھر کیا کیا؟ یَا اجوف ہے، ماضی ہے اور عین کلمے پر فتحہ ہے، اور یَائي ہے، تو اس فتحہ کو کس سے بدل دیا؟ کسرہ سے بدل دیا، کیا بن گیا؟ بَيِعْتُ۔ پھر یَا کا کسرہ نقل کر کے کس کو دے دیا؟ با کو دیا، یَا ساکن ہوئی، کیا بن گیا؟ بِيْعْتُ۔ کیا بنا؟ بِيْعْتُ۔ پھر یَا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی، کیا رہ گیا؟ بِعْتُ رہ گیا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

آپ نے کیسے پڑھا تھا یہ قانون؟ قُلْتُ کیسے بنا ہے؟ قَوَلْتُ سے، واو متحرک ما قبل فتحہ، واو کو کس سے بدلا؟ الف سے بدلا، کیا بن گیا؟ قَالْتُ۔ پھر الف کیا ہوا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا، کیا رہ گیا؟ قَلْتُ۔ پھر چونکہ یہاں وہ الف اصل میں واو تھا، واو گرا ہے تو اس واو پر علامت ہم نے کیا، یہاں لگا دی؟ ضمہ کی علامت لگا دی، قُلْتُ، یہ ضمہ کتبہ ہے، یہ بتلاتا ہے کہ یہاں کون دفن ہوا؟ واو دفن ہوا۔ اسی طرح بَيَعْتُ تھا بھئی، یَا متحرک ما قبل فتحہ، اس کو کس سے بدلا؟ الف سے بدلا، کیا بن گیا؟ بَاعْتُ۔ پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا، کیا رہ گیا؟ بَعْتُ۔ پھر یہاں سے وہ الف اصل میں یَا تھا، تو یَا گری ہے یہاں سے، اس لیے اس کی علامت لگا دی کہ یہاں سے یَا حذف ہوئی ہے، کسرہ یَا کے مناسب ہے تو کسرہ دے دیا، تو کیا بن گیا؟ بِعْتُ ہوا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو بعض علماء نے وہ طریقہ اختیار کیا جو کتاب میں ذکر ہے، بعضوں نے یہ طریقہ جو میں نے ابھی ذکر کیا جو ہم نے ابواب کے اندر پڑھا تھا بھئی، سمجھ میں آیا بھئی؟

چوں قُلْتُ و بِعْتُ، جیسے قُلْتُ اور بِعْتُ، **واخوات ایشاں**، اور جو ان کے مشابہ ہیں، **کہ در اصل** قَوَلْتُ و بَيَعْتُ **بود**، کہ اصل کے اندر یہ قَوَلْتُ اور بَيَعْتُ تھے، **ایں قول اکثر صرفیان است**، یہ قول اکثر صرفیوں کا ہے، اکثر صرفیوں نے یہ قول اختیار کیا ہے۔ **وزمخشری نیز ہمیں قول اختیار کردہ است**، اور علامہ زمخشری نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے، اسی کو پسند کیا ہے۔ سمجھ میں آیا بھئی؟

سوال: **ایں فتحہ را چرا در واوی بضمہ و در یائی بکسرہ بدل کردند**؟ کہتے ہیں بھئی اس فتحہ کو وَاوِي کے اندر ضمہ کے ساتھ کیوں بدلا اور یَائي کے اندر کسرہ کے ساتھ کیوں بدلا؟ دیکھیے سوال: **ایں فتحہ را چرا در واوی بضمہ**، اس فتحہ کو کیوں وَاوِي کے اندر ضمہ کے ساتھ، **و در یائی بکسرہ بدل کردند**، اور یَائي کے اندر کسرہ کے ساتھ بدل دیا؟ جواب: **زیرا کہ واو و یا از جہت تحرک و انفتاح ما قبل خواست**، اس لیے کیونکہ واو اور یَا جو ہیں **از جہت تحرک**، متحرک ہونے کی وجہ سے، **و انفتاح ما قبل**، اور ما قبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے، **خواست**، انہوں نے چاہا، واو اور یَا دونوں متحرک تھے اور ان کا ما قبل پر کیا تھا؟ فتحہ تھا، تو اس وجہ سے انہوں نے چاہا کہ **الف گردد**، کیا ہو جائیں؟ الف ہو جائیں۔ **و ایں الف از جہت اجتماع ساکنین خواست کہ بیفتد**، اور یہ الف چاہتا ہے کہ اجتماع ساکنین کی وجہ

سے گر جائے، **ودلالت نہ بود بر حذف واو ویا**، تو لہٰذا دلالت نہ ہوتی واو اور یَا کے حذف پر، واو اور یَا گر جاتے اور ان پر کوئی دلالت ہی نہ ہوتی، **از آنکہ ما قبل واو ضمہ وما قبل یا کسرہ نہ بود**، اس وجہ سے کہ واو سے ما قبل ضمہ اور یَا سے ما قبل کسرہ نہ ہوتے۔

صورت سمجھ میں آگئی؟ ہاں، تو اعتراض یہ ہوا کہ آپ نے وَاوِي میں واو کو ضمہ دیا اور یَائي میں یَا کو کسرہ، یہ وَاوِي میں واو کو ضمہ پہلے کیوں دیتے ہو؟ پھر اس کے بعد ضمے کو نقل کر کے ما قبل کو دیتے ہو، اور یَائي میں پہلے کسرہ دیتے ہو پھر کسرے کو نقل کر کے کس کو دے دیتے ہو؟ ما قبل کو۔ جواب وہی دے رہے ہیں بھئی، وہ جو ہم نے تعلیل کی تھی: قَوَلْتُ، واو متحرک ما قبل فتحہ، یہ واو کیا چاہتا ہے؟ کس سے بدل جائے؟ الف سے، تو کہتے ہیں اس نے الف سے بدل جانا تھا، اور بَيَعْتُ میں یَا نے بھی کس سے بدل جانا تھا؟ الف سے، اور پھر یہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا، تو قَوَلْتُ سے کیا بنتا؟ قَلْتُ، تو واو یہاں حذف ہوا اور کوئی دلیل بھی نہیں۔ اسی طرح بَيَعْتُ میں یَا گر جاتی اور بَعْتُ رہ جاتا اور کوئی دلیل بھی نہیں ہے کہ یہاں سے یَا گری ہے۔ تو اس کا کہتے ہیں اس لیے پہلے سے ہی کیا کر دیا گیا؟ واو کو ضمہ اور یَا کو کسرہ، تاکہ گرنے کے بعد بھی یہاں پر ایک دلیل رہے، یہ واو جہاں حذف ہوا ہے وہاں پر یہ ضمہ بتلائے گا کہ واو حذف ہوا ہے اور بِعْتُ کے اندر یہ کسرہ بتلائے گا کہ یہاں سے کیا گری ہے؟ یَا گری ہے۔

تو کہتے ہیں **ودلالت نہ بود بر حذف واو ویا**، دلالت نہ ہوتی حذف واو اور یَا پر، **از آنکہ ما قبل واو ضمہ وما قبل یا کسرہ نہ بود**، اس لیے کیونکہ واو سے ما قبل ضمہ اور یَا سے ما قبل کسرہ نہیں تھا بھئی، سمجھ میں آیا بھئی؟ یَا سے ما قبل کسرہ اور واو سے ما قبل ضمہ نہیں تھا۔ تقریر بھی دونوں میں خلط تو نہیں آیا؟ ایک صاحب کتاب کی تقریر ہے، ایک میں نے ویسے ابواب والے جو ہم نے طریقہ اختیار کیا تھا وہ بتلایا تھا، سمجھ میں آیا بھئی؟ وہ زیادہ آسان طریقہ ہے بھئی۔

پس ضمہ در واوی و کسرہ در یائی آوردند، پس ضمہ وَاوِي کے اندر اور کسرہ یَائي کے اندر لے آئے، **تا دلیل باشد بر حذف واو ویا**، تاکہ دلیل ہو جائے حذف واو اور یَا پر، **ومشتبہ نگردد بنائے واوی بیائی وبنائے یائی بواوی**، اور تاکہ مشتبہ نہ ہو جائے وَاوِي کی بنا یَائي کے ساتھ اور یَائي کی بنا وَاوِي کے ساتھ۔ دونوں میں وَاوِي میں ضمہ لاتے ہیں، یَائي میں کسرہ تاکہ دونوں آپس میں التباس لازم نہ آئے بھئی۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هو الْمَرَامُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

قُلْتُ وبِعْتُ میں رعایتِ باب ورعایتِ اصل کے دلائل

سبق نمبر ۱۲۸—تاریخ درس: ۲۶ مئی ۲۰۰۹ء

سوال: واو ویا در قُلْتُ و بِعْتُ نمی خواهد که الف گردد، از آن که وقوع حرف ساکن بعد واو ویا مانع تعلیل است۔

اچھا بھئی گزشتہ سبق میں آپ نے قانون پڑھا تھا کہ اجوف کی ہر وہ ماضی جس کے اندر عین کلمے پر فتحہ ہو اور اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک مل جائے، ماضی ہو کس کی؟ اجوف کی، اور عین کلمے پر کیا ہو؟ فتحہ ہو، اور اس کے ساتھ کیا مل جائے؟ ضمیر مرفوع متحرک ساتھ مل جائے، تو اگر واوی ہو تو پھر اس فتحہ کو، عین کے فتحہ کو کس سے بدلیں گے؟ ضمہ سے، اور اگر یائی ہو تو پھر اس عین کے فتحہ کو کس سے بدلیں گے؟ کسرہ سے، پھر اس کے بعد اس ضمہ یا کسرہ کو نقل کر کے ماقبل کو دے دیں گے، اور واو اور یا جو ہیں وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائیں گے بھئی۔

اس پر پھر سوال ہوا تھا کہ بھئی یہ واوی کے اندر فتحہ کو ضمہ کے ساتھ کیوں بدلا، اور یائی کے اندر فتحہ کو کسرہ کے ساتھ کیوں بدلا؟ تو جواب دیا تھا کہ بھئی یہ واو اور یا متحرک تھے، اور واو اور یا متحرک اور ماقبل فتحہ ہو تو اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے، تو انہوں نے الف سے بدلنا تھا اور پھر اس الف نے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جانا تھا، تو چنانچہ واو اور یا کے حذف پر کوئی دلیل نہ ہوتی۔ چنانچہ اس کے لیے پہلے ہی سے کیا کر لیا گیا انتظام کہ واو کے فتحہ کو کس سے بدل دیا؟ ضمہ سے، اور یا کے فتحہ کو کسرہ سے، تاکہ بعد میں دلیل رہے اس بات پر کہ یہاں پر واو حذف ہوا ہے یا یا حذف ہوئی ہے، تاکہ واوی اور یائی کا آپس میں التباس لازم نہ آئے۔

اب آگے آج کا سبق دیکھیے۔ کہتے ہیں سوال: واو ویا در قُلْتُ و بِعْتُ نمی خواهد۔ بھئی آپ نے کہا کہ واوی میں فتحہ کو کس سے بدلا، واو کے فتحہ کو؟ ضمہ سے۔ اور یائی میں یا کے فتحہ کو کس سے بدلا؟ کسرہ سے۔ کہتے ہیں بھئی آپ نے کہا اس لیے بدلا کہ اگر ہم نہ بدلتے تو انہوں نے الف سے بدل جانا تھا، واو اور یا نے کس سے بدل جانا تھا؟ الف سے بدلنا تھا اور پھر الف نے گر جانا تھا اور ہمارے پاس کوئی دلیل نہ رہتی کہ یہاں واو گرا ہے یا یا گری ہے۔ کہتے ہیں نہیں بھئی یہ بات ہمیں تسلیم نہیں کہ واو اور یا نے الف سے بدل جانا تھا، اس لیے کیونکہ واو اور یا متحرک اور ماقبل فتحہ ہو تو اس کو اس وقت الف سے بدلتے ہیں، واو اور یا کیا ہوں؟ متحرک ہوں اور ماقبل فتحہ ہو تو ان کو الف سے کب بدلتے ہیں؟ جب کہ مانع کوئی نہ ہو، اور یہاں پر مانع موجود ہے۔ کیا مانع ہے کہ ان کے بعد حرف ساکن آ رہا ہے۔

جیسے دیکھیے قَوَلْتُ، قَوَلْتُ، واو کے بعد لام آ رہا ہے ساکن ہے، اسی طرح بَیَعْتُ، یا کے بعد کیا آ رہا ہے عین، اور وہ عین کیا ہے؟ ساکن ہے۔ تو یہاں مانع موجود ہے، جب مانع موجود ہے تو اس واو اور یا نے، یہ الف سے نہیں بدلیں گے بھئی۔ اعتراض سمجھ میں آیا؟ آپ نے کہا کہ واو اور یا الف سے بدلیں گے اور پھر

جدولِ اجوف: ماضی متصل بضمیر مرفوع متحرک (رعایتِ باب بمقابلہ رعایتِ اصل)

صیغہ	اصل	فاء کی حرکت	صرفی توجیہ
قُلْتُ	قَوَلْتُ	ضمہ (پیش)	مضموم العین (نَصَرَ) سے ہونے پر دلالت کے لیے ضمہ دیا
بِعْتُ	بَیَعْتُ	کسرہ (زیر)	مکسور العین (ضَرَبَ) اور یائی ہونے پر دلالت کے لیے کسرہ دیا
خِفْتُ	خَوِفْتُ	کسرہ (زیر)	مکسور العین (سَمِعَ) سے ہونے اور التباسِ باب نہ ہونے کی وجہ سے کسرہ دیا
طُلْتُ	طَوُلْتُ	ضمہ (پیش)	بابِ کَرُمَ (مضموم العین) سے ہونے کی وجہ سے ضمہ دیا

اجتماع ساکنین سے الف گر جائے گا تو ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں رہے گی کہ یہاں سے واو گرا ہے یا یا گری ہے، تو اس پر اب اعتراض کر رہے ہیں نہیں بھئی ہمیں آپ کی یہ بات تسلیم نہیں، یہ واو اور یا الف سے نہیں بدلیں گے۔ کیوں نہیں بدلیں گے؟ کیونکہ یہاں مانع موجود ہے اور وہ مانع کیا ہے کہ ان کے بعد حرف ساکن آرہا ہے۔

تو دیکھیے کہتے ہیں سوال: **واو و یا در** قُلْتُ و بِعْتُ **نمی خواهد که الف گردد**، واو اور یا قُلْتُ اور بِعْتُ کے اندر **نمی خواهد** نہیں چاہتے **که الف گردد** کہ وہ الف ہو جائیں، **از آن که** اس وجہ سے کہ **وقوع حرف ساکن**، حرف ساکن کا واقع ہونا **بعد واو و یا**، واو اور یا کے بعد **مانع تعلیل است** یہ تعلیل سے مانع ہے۔

جواب دے رہے ہیں، کہتے ہیں جواب: **این سکون عارض است نه لازم**، کہ یہ سکون عارضی ہے لازم نہیں ہے، **از آن که بلحوق ضمیر پیدا شده است**، اس وجہ سے کہ ضمیر کے ساتھ، لحوق کا معنی ساتھ ملنا، ضمیر کے ساتھ ملنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ بھئی دیکھیے قَوَلْتُ، قَوَلْتُ یہاں پر لام ساکن ہے، بَیَعْتُ عین بھی ساکن ہے، لیکن کہتے ہیں یہ سکون لازمی نہیں ہے بلکہ ساتھ جو ضمیر مرفوع متحرک ملی اس لیے ان کو ساکن کر دیا گیا بھئی۔

جیسے قَالَ اصل میں کیا تھا؟ قول، تو دیکھو یہ لام متحرک ہے بھئی۔ اسی طرح بَاعَ اصل میں کیا تھا؟ بَیَعَ، تو دیکھو یہی قول صیغے کے اندر آپ دیکھ لیں تو لام متحرک ہے، بَیَعَ کے اندر آپ دیکھیں عین کیا ہے؟ متحرک۔ اور پھر یہی قول کے اندر جو لام متحرک تھا، قَوَلْتُ کے اندر یہ لام کیا کر دیا گیا؟ ساکن۔ تو دیکھو قول میں متحرک تھا اور قَوَلْتُ میں ساکن۔ معلوم ہوا یہ سکون لازمی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے، اور کیوں آیا؟ کیونکہ اصل میں یہ اس کے ساتھ جب یہ ضمیر ملی، ضمیر مرفوع متحرک، تو یہ بن گیا قَوَلَتْ، کیا بن گیا؟ وہی قول کے ساتھ تاء ضمیر ملی ہے نا تو کیا بن گیا؟ قَوَلَتْ۔ تو لہٰذا چار حرکتیں آرہی تھیں تو اس کی وجہ سے ثقل پیدا ہو رہا تھا اس لیے کیا کر دیا گیا لام کو ساکن۔ اسی طرح بَیَعْتُ، یہ بھی اصل میں کیا تھا؟ بَیَعَتْ، عین پر فتحہ تھا، پھر چونکہ ساتھ ضمیر ملی تھی متحرک اور چار حرکتیں مسلسل اس کی وجہ سے ثقل پیدا ہو رہا تھا اس لیے عین کو کیا کر دیا گیا؟ ساکن۔

تو یہ جو سکون ہے یہ عارضی ہے لازمی نہیں، اور ہم نے جو مانع ذکر کیا تھا کہ واو اور یا متحرک ہوں ماقبل فتحہ ہو تو یہ الف سے بدلیں گے بشرطیکہ ان کے بعد کوئی ساکن نہ آئے، ہم نے کون سا ساکن ذکر کیا تھا وہاں؟ کہ وہ سکون لازمی ہونا چاہیے، اور یہ سکون کون سا ہے؟ عارضی، لہٰذا یہ مانع نہیں بنے گا۔ بات سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو جواب دیتے ہیں کہتے ہیں **این سکون عارض است** یہ سکون عارض ہے **نه لازم** نہ کہ لازم، **از آن که** اس وجہ سے کہ **بلحوق ضمیر پیدا شده است** ضمیر کے ساتھ ملنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

سوال: **بعد آوردن ضمه در واوی و کسره در یائی نیز واو و یا از جهت تحرک و انفتاح ماقبل خواست که الف گردد**۔ اچھا، اب پھر اعتراض کر رہے ہیں۔ آپ نے کیا کہا کہ قَوَلْتُ کے واو پر کیا لے آئے؟ ضمہ لے آئے، کیا بن گیا؟ قَوُلْتُ۔ اسی طرح بَیَعْتُ کی یا پر کیا لے آئے؟ کسرہ، کیا بن گئی؟ بَیِعْتُ۔ کہتے ہیں اس ضمہ اور کسرہ کے لانے کا کیا فائدہ ہے؟ اب بھی وہی صورت ہے۔ قَوُلْتُ دیکھو واو متحرک ماقبل فتحہ ہے، اور واو متحرک ماقبل فتحہ ہو تو کس سے بدلتا ہے؟ الف سے، اور یہ الف کیا ہو جائے گا؟ پھر اجتماع ساکنین سے گر جائے گا، تو کیا بن جائے گا؟ قَلْتُ۔ تو اب بھی کوئی دلیل نہیں ہے حذف واو پر۔ اسی طرح بَیِعْتُ سے آپ نے کیا کر دیا یا کو کسرہ دیا کیا بن گیا؟ بَیِعْتُ، اب بھی وہی صورت ہے یا متحرک ہے ماقبل فتحہ ہے، اور یا متحرک ماقبل فتحہ ہو اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے، تو یہ یا الف ہو جائے گی اور پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائے گا تو کیا بن جائے گا؟ بَعْتُ، بَعْتُ۔ تو اب بھی دیکھو یہاں پر یا حذف ہوئی ہے اس کے حذف پر کوئی دلیل موجود نہیں، تو بدلنے کا کیا فائدہ؟ واوی میں فتحہ کو ضمہ سے اور یائی میں فتحہ کو کسرہ سے بدلنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بھئی۔

اعتراض سمجھ میں آیا بھئی؟ سوال: **بعد آوردن ضمه در واوی** ضمہ لانے کے بعد واوی میں، **و کسره در یائی** اور کسرہ یائی کے اندر، یعنی واوی میں ضمہ لانے کے بعد اور یائی میں کسرہ لانے کے بعد، **نیز واو و یا از جهت تحرک و انفتاح ماقبل**، نیز واو اور یا متحرک ہونے کی وجہ سے **و انفتاح ماقبل** اور ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے **خواست** یہ چاہتے ہیں **که الف گردد** کہ یہ کیا ہو جائے الف، یہ واو اور یا چاہتے ہیں کہ الف ہو جائیں۔ **و آن الف از جهت اجتماع ساکنین خواست**، اور وہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے **خواست** چاہتا ہے **که** کہ **بیفتد** کیا ہو جائے؟ گر جائے۔ **و دلیل نه بود بر حذف واو و یا** اور دلیل نہیں نہ رہے گی **بر حذف واو و یا**، یا اور واو کے حذف پر کوئی دلیل نہ ہو گی۔ **پس در آوردن ضمه و کسره فائده چیست** پس ضمہ اور کسرہ کے لانے کے اندر کیا فائدہ ہے؟

جواب: جواب دے رہے ہیں کہتے ہیں لَا نُسَلِّمُ **واو و یا خواستند که الف شوند**۔ بھئی آپ نے کیا کہا کہ ضمہ لے آؤ واوی میں پھر بھی واو متحرک ماقبل فتحہ یہ واو کیا چاہتا ہے الف ہو جائے، یائی کے اندر کسرہ لے آؤ پھر بھی یا متحرک ماقبل فتحہ یہ یا کیا چاہتی ہے کیا بن جائے الف ہو جائے؟ کہتے ہیں نہیں یہ ہمیں بات تسلیم نہیں، اس لیے کیونکہ اب واوی کے اندر جب ہم ضمہ لے آئے بتائیے یہ ضمہ لازمی ہے یا عارضی؟ یہ عارضی ہے۔ اسی طرح بَیِعْتُ کے اندر ہم کسرہ لے

آئے یہ کسرہ عارضی ہے یا لازمی؟ عارضی ہے۔ کسرہ کیا ہے؟ عارضی۔ تو واوی کے اندر ضمہ عارضی ہوا اور یائی کے اندر کسرہ عارضی ہوا، اور وہ جو تعلیل آپ نے ذکر کی واو یا یا متحرک ہوں تو اور ما قبل کیا ہو؟ فتحہ ہو، تو اس واو اور یا کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف۔ کہتے ہیں جہاں یہ قانون ہم نے ذکر کیا تھا وہاں بتلایا تھا کہ واو اور یا متحرک ہوں حرکت لازمی کے ساتھ، واو اور یا کیا ہوں متحرک ہوں حرکت لازمی کے ساتھ، تو پھر اس واو اور یا کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے۔ اور اس وقت جب ہم ضمہ اور کسرہ لے آئے تو یہ واو اور یا متحرک تو ہیں لیکن کون سی حرکت کے ساتھ؟ عارضی حرکت کے ساتھ، لہذا یہ الف بنیں گے ہی نہیں بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

جواب یہ کہ لَا نُسَلِّمُ ہمیں یہ بات تسلیم نہیں ہے کہ **واو و یا خواستند** کہ واو اور یا چاہتے ہیں **کہ الف شوند** کہ کیا ہو جائیں الف ہو جائیں، **زیرا کہ شرط ایں تعلیل آں است** اس لیے کیونکہ شرط اس تعلیل کی یہ ہے **کہ واو و یا متحرک باشند بحرکت لازم** کہ واو اور یا متحرک ہوں حرکت لازمی کے ساتھ، **وایں ضمہ و کسرہ عارض است** اور یہ ضمہ اور کسرہ عارضی ہے۔ **وسرّ دریں آں است**، سرّ سِرٌّ یہ راز کو کہتے ہیں بھئی۔ بھئی یہ کیا وجہ ہے؟ وجہ ذکر کر رہے ہیں کہ حرکت لازمی کی قید کیوں لگاتے ہیں اس قانون کے اندر اس میں راز کیا ہے بھئی اس میں نکتہ کیا ہے؟ تو بتلائیں گے آپ کو کہ بھئی جو حرکت لازمی ہوتی ہے وہ ثقیل ہوتی ہے کیونکہ اس نے ہر وقت رہنا ہے تو وہ کیا ہو گئی؟ ثقیل، اس کی ادائیگی مشکل ہے۔ اور وہ حرکت جو عارضی طور پر آئی ہے وہ ثقیل نہیں ہے کیونکہ اس نے ہمیشہ نہیں رہنا۔ تو لہذا جہاں پر حرکت لازمی تھی وہاں ثقل آئے گا، اور جب ثقل آئے گا تو کلمے کو خفیف بنانا ہے تو اس واو اور یا کو کس سے بدلیں گے؟ الف سے۔ لیکن جب حرکت عارضی آئے گی تو اس کی وجہ سے تو کوئی ثقل نہیں آیا، جب ثقل نہیں آیا تو اب لہذا کلمے اس واو یا یا کو بھی الف سے نہیں بدلیں گے۔ بات سمجھ میں آگئی؟ کہتے ہیں **وسرّ دریں آں است** اور راز جو ہے اس کے اندر یہ ہے **کہ حرکت لازم ثقیل است** کہ حرکت لازمی جو ہے وہ ثقیل ہے **و حرکت عارض ثقیل نیست** اور عارضی حرکت جو ہے وہ ثقیل نہیں ہے، **وابدال از جہت ثقل است نہ از جہت خفت** اور یہ جو ابدال ہے یعنی کون سا ابدال؟ واو یا یا متحرک ہے اور ما قبل فتحہ ہے تو پھر اس واو اور یا کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے، تو یہ واو اور یا کو الف سے بدلنا یہ والا ابدال جو ہے **از جہت ثقل است** یہ کس وجہ سے ہے؟ ثقل کی، ثقیل ہونے کی وجہ سے ہے **نہ از جہت خفت** خفیف ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بھئی۔

سوال: اب پھر اس پر اشکال کر رہے ہیں۔ آپ نے کیا کہا کہ یہ جو واو اور یا پر ضمہ آیا کسرہ آئے یہ ثقیل نہیں ہے، جب ثقیل نہیں ہے تو پھر ان کو نقل کر کے ما قبل کو کیوں دیتے ہو؟ ان کو بر قرار کیوں نہیں رکھتے؟ آپ نے قَوَلْتُ سے کیا بنالیا؟ قَوُلْتُ اور بَیَعْتُ سے کیا بنالیا؟ بَیِعْتُ اور آپ کہہ رہے ہیں یہ عارضی حرکت آئی اور عارضی حرکت ثقیل نہیں جب ثقیل نہیں ہے تو اس کو بر قرار رکھو، اس کو نقل کر کے ما قبل کو کیوں دیتے ہو؟ اشکال سمجھ میں آیا بھئی؟

سوال: **چوں ایں ضمہ و کسرہ عارض ثقیل نیست** جب یہ ضمہ اور کسرہ عارضی جو ہے ثقیل نہیں ہے **پس نقل بسوئے ما قبل برائے چہ باشد** پس یہ ما قبل کی طرف نقل جو ہے کس لیے ہے پھر؟ جب یہ ثقیل نہیں ہے تو ما قبل کی طرف نقل کس لیے ہے پھر؟ تو یہ خفیف ہے اسی طرح رہے۔

جواب: جواب دے رہے ہیں کہتے ہیں **شرط نقل تحقق حرکت بر واو و یا مطلق است، خواہ لازم باشد۔** کہتے ہیں بھئی یہ جو واو اور یا کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دیتے ہیں اس قانون میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حرکت عارضی ہونی چاہیے یا کیا ہونی چاہیے لازمی، مطلق حرکت چاہے حرکت کیا ہو؟ باقی شرائط جو اس قانون کی شرائط اگر پوری ہوں، پھر اس کے بعد واو اور یا متحرک ہوں چاہے حرکت لازمی کے ساتھ متحرک ہوں چاہے حرکت عارضی کے ساتھ ان کی حرکت کو کیا کر دیا جاتا ہے نقل کر کے ما قبل کو دیا جاتا ہے۔

جواب: **شرط نقل تحقق حرکت بر واو و یا مطلق است۔** نقل کی شرط جو ہے تحقق کا معنی پایا جانا، تحقق حرکت حرکت کا پایا جانا بر واو و یا واو اور یا پر مطلق است بھئی، نقل کی شرط کیا ہے کہ مطلقا واو اور یا پر حرکت پائی جائے، **خواہ لازم باشد خواہ عارض** خواہ وہ حرکت لازم ہو خواہ عارض۔ **بخلاف ابدال**، بخلاف کس کے؟ ابدال کے۔ ہاں بھئی یہ نقل حرکت کے لیے لازمی حرکت نہیں ضروری، چاہے لازمی حرکت ہو چاہے عارضی، لیکن ابدال کے لیے کیا ضروری تھا کہ واو اور یا کو جب الف سے بدلتے تھے وہاں کون سی حرکت ضروری تھی؟ لازمی۔ تو کہتے ہیں **بخلاف ابدال** بخلاف ابدال کے **کہ شرط او تحقق حرکت بر واو و یا لازم است** کہ اس کی شرط جو ہے وہ حرکت کا پایا جانا ہے واو اور یا پر کون سی حرکت؟ حرکت لازم، وہ لازمی حرکت کا پایا جانا ہے واو اور یا پر، **زیرا کہ نقل اسہل است از ابدال** اس لیے کیونکہ نقل آسان ہے ابدال کی بنسبت بھئی۔ ابدال کے مقابلے میں نقل کیا ہے؟ آسان ہے بھئی، حرکت نقل کی اور ما قبل والے حرف کو دے دی۔ جب کہ ابدال میں تو کیا کیا جاتا ہے باقاعدہ ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو لے آتے ہیں، تو کون سا کام آسان ہے؟ نقل آسان ہے کس کی بنسبت؟ ابدال کی بنسبت۔ تو ابدال میں حرکت لازمی کی شرط لگائی اور نقل کے اندر حرکت لازمی کی شرط نہیں ہے بھئی۔

سوال: **درخفت کہ دراصل** خَوِفْتُ **بود چرا کسرہ عین کلمہ رابضمہ بدل نہ کردند تادلیل بودے بر حذف واو ومشتبہ نہ شدے بنائے واوی بیائی۔** بھئی آپ نے خَافَ کا باب پڑھا ہے،

خَافَ	يَخَافُ	خَوْفًا

۔ماضی کی گردان کس طرح ہے؟

خَافَ	خَافَا	خَافُوْا
خَافَتْ	خَافَتَا	خِفْنَ

۔تو دیکھو یہاں اصل میں کیا تھا خِفْنَ؟ خَوِفْنَ۔ اچھا چلو متکلم والا صیغہ لے آؤ بھئی، خَوِفْنَا، اچھا خِفْنَ خفت خِفْتُمَا خِفْتُمْ خفت خِفْتُمَا خِفْتُنَّ خفت خِفْنَا۔ تو خفت اصل میں کیا تھا؟ خَوِفْتُ بروزن سَمِعْتُ، ہاں سَمِعْتُ، تو خَوِفْتُ تھا۔ تو یہاں پر کیا کیا گیا؟ کہتے ہیں بھئی یہاں پر آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ کیا کرتے؟ کہ واو یہاں یہ بھی واوی ہے، آپ نے کہا نا قَوَلْتُ کے اندر ہم نے واو کو ضمہ کیوں دیا تھا؟ تاکہ واو گر جائے ختم ہو واو الف بنے گا اور پھر گر جائے گا اور پھر واو پر دلیل ہو گی کہ یہ ضمہ قُلْتُ، قُلْتُ یہ قاف کا ضمہ کیا بتلاتا ہے کہ یہاں سے کیا گرا ہے؟ واو گرا ہے۔ تو آپ نے اتنی لمبی تقریر کی کہ اس لیے ہم ضمہ لاتے ہیں تاکہ بعد میں حذف واو پر دلالت ہو سکے۔ تو خَوِفْتُ میں ایسا کیوں نہیں کرتے؟ خَوِفْتُ بھی تو واوی ہے، لیکن یہاں پر آپ جب ضمیر مرفوع متحرک ساتھ ملتی ہے تو خفت نہیں پڑھتے بلکہ کیا پڑھتے ہیں؟ خفت۔ اب دیکھو یہاں پر حذف واو پر کوئی دلیل موجود نہیں۔

اعتراض سمجھ میں آیا بھئی؟ تو کہتے ہیں سوال: **درخفت**، خفت کے اندر **کہ دراصل** خَوِفْتُ **بود** کہ اصل کے اندر خَوِفْتُ تھا، **چرا کسرہ عین کلمہ رابضمہ بدل نہ کردند** کیوں عین کلمے کے کسرے کو ضمہ کے ساتھ نہیں بدلا **تادلیل بودے بر حذف واو** تاکہ دلیل ہو جاتا کس پر؟ واو، تاکہ دلیل ہو جاتا واو کے حذف پر، **ومشتبہ نہ شدے بنائے واوی بیائی** اور مشتبہ نہ ہوتی واوی کی بنا یائی کے ساتھ۔ تو اب تو ہمیں پتا ہی نہیں چل رہا، خفت سے تو پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ واوی ہے، بظاہر کیا لگتا ہے یہ؟ یائی، بِعْتُ کی طرح بن گیا تو لگتا ہے یہ یائی ہے، تو واوی کا التباس کس کے ساتھ آرہا ہے؟ یائی کے ساتھ۔

جواب: کہتے ہیں جواب: **ایں جا کسرہ رابضمہ بدل نہ کردند از جہت رعایت باب**، یہاں پر کسرہ کو ضمہ کے ساتھ نہیں بدلا رعایت باب کی وجہ سے، کس کی وجہ سے؟ رعایت باب۔ **زیرا کہ اصل رعایت باب است**، کہتے ہیں اس لیے کیونکہ اصل رعایت باب ہے۔ **از آن کہ رعایت باب تعلق بمعنی دارد**، اس وجہ سے کہ باب کی رعایت معنی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

بھئی دیکھیے جواب یہ دے رہے ہیں، خفت اصل میں کیا تھا؟ خَوِفْتُ۔ یہاں پر ہم نے واو کو ضمہ نہیں دیا۔ اگر واو کو ضمہ دیتے تو کیا پڑھتے؟ خفت۔ لیکن ہم نے ضمہ نہیں دیا، واو کا کسرہ نقل کر کے ماقبل خاء کو دے دیا اور واو کیا ہوا پھر؟ یا سے بدلا، اور پھر یا کیا ہوئی اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ تو اب یہ خفت ہوا۔ کیوں کیا ایسا؟ کہتے ہیں بھئی تاکہ باب پر دلالت ہو جائے، پتا چلے یہ باب سَمِعَ سے ہے، اس کا عین کلمہ مکسور تھا۔ یہ جو خاء پر کسرہ آیا یہ کون سا کسرہ ہے؟ عین کلمے کا کسرہ نقل ہو کر ادھر آیا ہے۔ تو خفت سنتے ہی پتا چل جاتا ہے یہ کون سے باب سے ہے؟ باب سَمِعَ سے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ کہ اس کا عین مکسور تھا یہ سنتے ہی پتا چل جاتا ہے۔ اگر ہم اس کو خفت کر دیتے یعنی واو کو ضمہ دیتے اور پھر قُلْتُ کی طرح اس میں تعلیل کرتے تو پھر خفت تو بن جاتا لیکن یہ پتا نہ چلتا یہ باب سَمِعَ سے ہے، یہ کس سے ہے؟ سَمِعَ سے ہے۔

تو لہٰذا اگر ہم خفت کرتے تو لفظ کی رعایت تو ہو جاتی، پتا چل جاتا یہ واوی ہے، لیکن باب کی رعایت نہ ہوتی۔ تو خفت کرنے میں کس کی رعایت تھی؟ لفظ کی، پتا لگ جاتا یہ کیا ہے اجوف واوی ہے۔ اور خفت میں ہم نے کس کی رعایت رکھی؟ باب کی رعایت رکھی۔ تو خفت میں رعایت تھی واوی ہونے کی یعنی لفظ کی رعایت ہے، اور خفت کے اندر باب کی رعایت ہے بھئی۔ اور کہتے ہیں باب کی رعایت اہم ہے۔ اس لیے کیونکہ باب کا تعلق کس سے ہوتا ہے؟ معنی سے ہوا کرتا ہے۔ بھئی خاص خاص معانی خاص خاص ابواب سے آتے ہیں، جیسے علماء لکھتے ہیں کہ خوشی اور یہ خوف وغیرہ کے معانی جو ہیں باب سَمِعَ سے آتے ہیں، جیسے فَرِحَ يَفْرَحُ بھئی، یہ بھی کس سے آتا ہے؟ باب سَمِعَ۔ تو یہ خوشی خوف وغیرہ کے جو معانی ہیں یہ باب سَمِعَ سے آتے ہیں۔ اور تو یہاں پر اگر ہم خفت کہتے ہیں تو

باب کی رعایت ہوتی ہے، اور خفت کہتے ہیں تو لفظ کی رعایت ہوتی ہے، یا یوں کہو خفت کہتے ہیں تو معنی کی رعایت ہوتی ہے اور خفت کہتے ہیں تو لفظ کی رعایت ہوتی ہے کہ پتا چل جاتا ہے یہ واوی ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ معنی کی رعایت کیا ہے زیادہ اہم ہے بنسبت لفظ کی رعایت کے۔ اس لیے یہاں پر باب کی رعایت رکھی یعنی معنی کی رعایت رکھی لفظ کی رعایت نہیں رکھی۔ جواب سمجھ میں آیا بھئی؟

تو کہتے ہیں جواب: **ایں جا کسرہ را بضمہ بدل نہ کردند** یہاں پر کسرہ کو ضمہ کے ساتھ نہیں بدلا **از جہت رعایت باب** رعایت باب کی وجہ سے، **زیرا کہ اصل رعایت باب است** اس وجہ سے کہ اصل جو ہے وہ باب کی رعایت ہے، **از آن کہ رعایت باب تعلق بمعنی دارد** اس لیے کیونکہ باب کی رعایت جو ہے وہ معنی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، **ورعایت واوی ویائی تعلق بلفظ** اور واوی اور یائی کی جو رعایت ہے یہ لفظ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ سمجھ میں آیا؟ واوی اور یائی ہونے کی رعایت کس کے ساتھ تعلق ہے اس کا؟ لفظ کے ساتھ تعلق ہے۔ **ورعایت معنی اہم است از رعایت لفظ** اور معنی کی رعایت وہ اہم ہے لفظ کی رعایت سے، **پس التباس واوی بیائی اسہل است از اشتباہ باب بباب**، پس واوی کا یائی کے ساتھ التباس ہو جائے یہ زیادہ آسان ہے کس کی بنسبت؟ کہ ایک باب کا اشتباہ ہو جائے کس کے ساتھ؟ دوسرے باب کے ساتھ۔ بات سمجھ میں آگئی بھئی؟ چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

خِفّتُ وطُلْتُ میں حرکتِ فاء اور التباسِ ابواب سے بچاؤ کے قواعد

سبق نمبر ۱۲۹—تاریخِ درس: ۲۷ مئی ۲۰۰۹ء

سوال: می بایست کہ رعایت باب در قُلْتُ و بِعْتُ می کردند و رعایت واوی در خفت، از آں کہ بہ ضمہ دادن در خفت التباس بہ باب دیگر نمی آید۔

بھئی گزشتہ سبق میں ایک قانون پڑھا تھا کہ اجوف کی ہر وہ ماضی جو کہ عین کے فتحہ کے ساتھ آئے اور اس کے ساتھ کون سی ضمیر مل جائے؟ ضمیر مرفوع متحرک اس کے ساتھ مل جائے تو اگر وہ اجوف واوی تھا تو اس واو کے فتحہ کو ضمہ سے بدل دیں گے اور اگر وہ اجوف یائی تھا تو اس یا کے فتحہ کو کسرہ سے بدل دیں گے۔ پھر یہ کسرہ اور ضمہ جو ہے نقل کر کے ماقبل کو دے دیں گے اور واو اور یا کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں گے، چنانچہ بھئی قَوَلْتُ سے قُلْتُ ہو جائے گا اور بَیَعْتُ سے بِعْتُ ہو جائے گا بھئی بِعْتُ۔

اس پر اشکال ہوا تھا کہ بھئی واوی میں یہ ضمہ کیوں دیا اور یائی میں یہ کسرہ کیوں دیا؟ جواب یہ دیا تھا کہ بھئی اس لیے کیونکہ یہاں پر واو اور یا متحرک ہیں اور ماقبل فتحہ ہے تو یہ اپنے متحرک ہونے اور ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے چاہتے تھے کہ کس سے بدل جائیں؟ الف سے بدل جائیں، اور جب الف سے بدلیں گے تو پھر الف اجتماع ساکنین سے گر جائے گا تو قَوَلْتُ سے قَلْتُ ہو جائے گا اور بَیَعْتُ سے بَعْتُ ہو جائے گا تو پھر یہاں پر کوئی دلیل نہیں ہو گی جو ہمیں یہ بتلائے کہ قَلْتُ کے اندر کیا حذف ہوا ہے؟ واو، اور بَعْتُ کے اندر کیا حذف ہوئی ہے؟ یا، اس پر کوئی دلیل نہ رہتی اس لیے ہم نے پہلے سے اس کا انتظام کیا اور واو کے فتحہ کو کس سے بدلا؟ ضمہ سے، اور یا کے فتحہ کو کسرہ سے۔

اس پر پھر اشکال کیا تھا کہ بھئی آپ نے کہا کہ واو اور یا جو ہیں ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے الف بننا چاہتے ہیں، کہتے ہیں نہیں بھئی ایسا نہیں ہے، اس لیے کیونکہ اس واو اور یا کے بعد ساکن آرہا ہے۔ قَوَلْتُ دیکھیے واو کے بعد کیا ہے؟ لام ساکن ہے، اسی طرح بَیَعْتُ یا کے بعد عین کیا ہے؟ ساکن ہے، اور اس قانون کی شرائط میں سے ایک یہ تھا کہ مانع کوئی نہ پایا جائے، مانع، اور ان موانع میں سے ایک مانع کیا تھا کہ اس واو یا یا کے بعد کیا آجائے؟ حرف ساکن آجائے، تو یہاں ان کے بعد حرف ساکن آرہا ہے اس وجہ سے اس واو اور یا کو الف سے نہیں بدلا جا سکتا بھئی۔ تو پھر اس کا جواب دیا تھا کہ نہیں بھئی یہ سکون عارضی ہے، یہ سکون کیا ہے؟ عارضی ہے۔ ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے اس لام کو کیا کر دیا گیا؟ ساکن کر دیا گیا بھئی، اور عارضی سکون مانع نہیں بھئی، عارضی سکون مانع نہیں یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔

پھر اس پر اشکال کیا کہ بھئی اس واو کے فتحہ کو ضمہ سے بدل دیں، قَوَلْتُ سے کیا بنا دیں؟ قَوُلْتُ، اور بَیَعْتُ سے کیا بنا دیں؟ بَیِعْتُ، یا کو کسرہ بھی دے دیں پھر بھی وہی صورت ہے، واو متحرک ماقبل فتحہ، یا متحرک ماقبل فتحہ، تو اب بھی یہ چاہتے ہیں کس سے بدل جائیں؟ الف سے بدل جائیں، تو ضمہ اور کسرہ لانے کا کیا فائدہ ہوا؟ جواب دیتے ہیں کہ جواب دیا بھئی کہ نہیں بھئی اب نہیں بدل سکتے اس لیے کیونکہ یہ فتحہ اور کسرہ عارضی ہیں، یہ فتحہ اور کسرہ کیا ہیں؟ عارضی ہیں، اور ہم نے قید لگائی تھی کہ واو اور یا متحرک ہوں کس کے ساتھ؟ حرکت لازمی کے ساتھ پھر ان کو ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف بنائیں گے اور یہ تو حرکت لازمی نہیں اب کون سی حرکت آگئی؟ حرکت عارضی، اب یہ نہیں چاہتے کہ الف سے بدل جائیں۔

اچھا اور پھر اس میں راز ذکر کیا تھا کہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو حرکت لازمی ہوتی ہے وہ ثقیل ہوتی ہے اور جو حرکت عارضی ہوتی ہے وہ غیر ثقیل ہوتی ہے، تو چونکہ یہ عارضی حرکت ہے اس لیے یہ اب ابدال کا تقاضا نہیں کر رہی کہ اس کو الف سے بدل دیں۔ اس پر پھر اشکال کیا کہ بھئی یہ عارضی حرکت ہے اور آپ نے کہا عارضی حرکت ثقیل نہیں، جب ثقیل نہیں ہے تو پھر اس کو ماقبل کو نقل کر کے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کو اسی طرح برقرار رکھتے۔ جواب دیا تھا کہ بھئی نقل حرکت کے لیے حرکت لازمی کا ہونا ضروری نہیں تھا بلکہ نقل حرکت کے لیے مطلق حرکت کا ہونا ضروری تھا، چاہے حرکت لازمی ہو اور چاہے حرکت عارضی ہو۔

پھر اس پر اشکال کیا تھا کہ اچھا بھئی قُلْتُ میں آپ نے قَوَلْتُ تھا، پھر اس کو آپ نے کیا بنایا؟ قَوُلْتُ۔ کیوں بنایا قَوُلْتُ؟ تاکہ واو جب گر جائے تو بعد میں قُلْتُ کی قاف کا ضمہ بتلادے کہ یہاں پر کیا گرا ہے؟ واو گرا ہے، اور بَیَعْتُ میں یا کو آپ نے کیا دیا تھا؟ کسرہ، تاکہ بِعْتُ کے اندر جب یہ کسرہ آئے گا تو یہ ہمیں بتلادے گا کہ یہ با کے بعد کیا گری ہے؟ یا گری ہے۔ کہتے ہیں پھر تو خَوِفْتُ کے اندر جو خفت آپ پڑھتے ہیں، خفت اصل میں کیا تھا؟ خَوِفْتُ، تو یہاں بھی کیا کرنا چاہیے؟ یہاں بھی خفت پڑھنا چاہیے تاکہ یہ ضمہ بتلادے کہ یہاں سے کیا گرا ہے؟ واو گرا ہے۔ لیکن یہاں پر تو ضمہ نہیں دیا آپ نے بلکہ اسی کسرہ کو نقل کرکے آگے دیا اور پھر واو یا ہوا اور پھر اجتماع ساکنین سے گر گیا تو خفت ہو گیا۔ تو خفت سے تو پتہ نہیں چل رہا کہ یہاں کیا گرا ہے؟ واو گرا ہے۔ اشکال سمجھ میں آیا؟

اس کا جواب دیا تھا، کہتے ہیں یہاں پر کسرہ کو ضمہ سے اس لیے نہیں بدلا تاکہ باب کی رعایت ہو جائے۔ یہ باب سَمِعَ ہے، ماضی کے عین پر کسرہ ہے۔ اگر ہم اس کو خفت پڑھ دیتے تو پھر یہ پتہ نہ چلتا کہ دراصل یہ کیا تھا؟ خَوِفْتُ تھا، باب سَمِعَ سے ہے بھئی۔ کس سے ہے؟ باب سَمِعَ سے۔ تو یہاں دو چیزیں ہیں بھئی: ایک ہے باب کی رعایت، ایک ہے لفظ کی رعایت۔ اگر ہم خفت پڑھیں تو لفظ کی رعایت ہوتی ہے، پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں سے واو گرا ہے، اور خفت پڑھیں تو باب کی رعایت ہوتی ہے اور پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس باب سے ہے؟ باب سَمِعَ سے ہے۔ تو ہم نے باب کی رعایت کی بھئی۔ کس کی؟ اس لیے کیونکہ باب کا تعلق معنی سے ہوتا ہے۔ میں نے بتلایا ہر ہر باب سے خاص خاص معنی کا تعلق ہوا کرتا ہے اور اسی طرح خوشی اور غم کے جو معنی ہیں وہ زیادہ تر کس باب سے آتے ہیں؟ باب سَمِعَ سے، خوشی خوف وغیرہ کے معنی۔ تو یہاں پر بھی خوف کا معنی ہے تو یہ باب سَمِعَ سے ہے تو لہٰذا باب کی رعایت رکھی، یعنی یوں کہیں معنی کی ہم نے رعایت رکھی۔ کس کی رعایت رکھی؟ معنی کی رعایت رکھی۔

اچھا آگے دیکھیے بھئی۔ سوال: **می بایست کہ رعایت باب در** قُلْتُ و بِعْتُ **می کردند و رعایت واوی در خفت**، چاہیے تھا کہ باب کی رعایت قُلْتُ اور بِعْتُ کے اندر کرتے **و رعایت واوی در خفت** اور واوی کی رعایت کس میں کرتے؟ خفت میں۔ بھئی آپ نے قُلْتُ اور بِعْتُ میں لفظ کی رعایت رکھی، قُلْتُ میں قاف کا ضمہ بتلاتا ہے کہ یہ واوی ہے، بِعْتُ میں بھی آپ نے لفظ کی رعایت رکھی، با کا کسرہ بتلاتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ اجوف یائی ہے، اور خفت کے اندر آپ نے باب کی رعایت رکھی۔ کہتے ہیں اس کا عکس کرنا چاہیے تھا، کیا کرنا چاہیے تھا؟ عکس کرنا چاہیے تھا، قُلْتُ اور بِعْتُ میں باب کی رعایت رکھنا چاہیے تھی اور خفت کے اندر لفظ کی رعایت رکھنا چاہیے تھی۔ صورت سمجھ میں آگئی اشکال؟

تو یہ اشکال ہوا ہمارا، تو کہتے ہیں **می بایست کہ رعایت باب در** قُلْتُ و بِعْتُ **می کردند** چاہیے تھا کہ بھئی باب کی رعایت قُلْتُ اور بِعْتُ کے اندر کرتے **و رعایت واوی در خفت** اور واوی ہونے کی رعایت خفت کے اندر کرتے۔ بھئی کیوں؟ ابھی سوال چل رہا ہے، کہتے ہیں **از آں کہ** اس وجہ سے کہ **بہ ضم دادن در خفت التباس بہ باب دیگر نمی آید**، اس لیے کہ ضمہ دے دینے سے خفت کے اندر، یعنی خفت کو کیا دے دیتے؟ ضمہ، اور کیا پڑھتے؟ خفت، **تو التباس بہ باب دیگر نمی آید**، تو التباس کسی دوسرے باب کے ساتھ نہیں آتا۔ کسی دوسرے باب کے ساتھ التباس نہیں آتا۔ **زیرا کہ مضارع او** یَخَافُ **می آید**، اس لیے کیونکہ اس کا مضارع کیا ہے؟ یَخَافُ۔ تو کیا ہو جاتا؟ سمجھ میں آیا؟ ماضی خفت ہے اور مضارع کے اندر عین پر فتحہ، تو مضارع اس کا یَخَافُ آتا۔ **پس معلوم شد**، پس معلوم ہو جاتا **کہ ماضی او بہ کسرہ عین است**، کہ اس کی ماضی کس کے ساتھ ہے؟ عین کے کسرہ کے ساتھ۔ بھئی اس کا مضارع یَخَافُ آتا ہے، یہ یَخَافُ ہی بتلا دیتا کہ اس کی ماضی کس کے ساتھ ہے؟ عین کے کسرہ کے ساتھ، **نہ بہ ضمہ عین و نہ بہ فتحہ عین**، نہ تو اس کی ماضی عین کے ضمہ کے ساتھ ہے اور نہ عین کے فتحہ کے ساتھ ہے بلکہ کس کے ساتھ ہے؟ عین کے کسرہ کے ساتھ۔ یہ کون بتلاتا؟ یَخَافُ۔

بھئی یَخَافُ کیسے بتلاتا؟ دیکھیے تقریر کر رہے ہیں ابھی، کہتے ہیں **زیرا کہ باب فعل** یَفْعَلُ بِضَمِّ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَفَتْحِهَا فِي الْغَابِرِ **در کلام عرب نیامدست**، اس لیے کیونکہ باب فعل یَفْعَلُ بِضَمِّ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي، ماضی میں کیا ہے؟ عین کے ضمہ کے ساتھ، فعل دیکھو عین پر ضمہ ہے، وَفَتْحِهَا فِي الْغَابِرِ اور مستقبل کے اندر مضارع کے اندر فتحہ کے ساتھ، یَفْعَلُ دیکھو عین پر فتحہ ہے۔ اس قسم کا باب کہ ماضی میں عین پر ضمہ ہو اور مضارع میں عین پر فتحہ ہو **در کلام عرب نیامدست** یہ کلام عرب میں نہیں آیا ہے **مگر بر سبیل قلت** مگر نہایت انتہائی کم بھئی، انتہائی کم آیا ہے **چوں** کُدْتَ تَکَادُ، کُدْتَ تَکَادُ۔ **و باب فعل** یَفْعَلُ بِفَتْحِ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَالْمُضَارِعِ، اور باب فعل یَفْعَلُ عین کے فتحہ کے ساتھ ماضی اور مضارع دونوں میں، فعل دیکھو ماضی میں بھی عین پر فتحہ اور یَفْعَلُ یہاں پر بھی یَفْعَلُ عین پر کیا ہے؟ فتحہ ہے۔ **در اجوف نیامدست** یہ اجوف کے اندر نہیں آیا ہے بھئی، اجوف میں نہیں آیا۔

بخلاف قُلْتُ، بخلاف قُلْتُ کے **کہ بہ ضم دادن و او التباس بہ باب فعل** یَفْعُلُ بِضَمِّ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَالْمُضَارِعِ **می آید**، کہ واو کو ضمہ دینے سے التباس کس باب کے ساتھ آتا ہے؟ فعل یَفْعُلُ بِضَمِّ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَالْمُضَارِعِ، ماضی میں بھی عین کے ضمہ ہو اور مضارع میں بھی عین

کے ضمہ کے ساتھ جو ہے، فعل دیکھو ماضی میں بھی عین پر ضمہ یَفْعُلُ مضارع میں بھی عین پر کیا ہے؟ ضمہ، اس کے ساتھ التباس آتا ہے۔ **وباب فعل یَفْعُلُ در کلام عرب مطرد است**، اور باب فعل یَفْعُلُ جس میں ماضی اور مضارع دونوں کے اندر عین پر ضمہ ہو یہ کلام عرب کے اندر عام ہے، عام استعمال ہوتا ہے بھئی، باب شَرُفَ باب کَرُمَ جو آپ نے پڑھا ہے۔ **ودر اجوف نیز آمدست**، اور نیز یہ اجوف کے اندر بھی آیا ہے **چوں**

طَالَ	یَطُولُ	طُولًا	فَهُوَ
طَوِيلٌ	جَادَ	یَجُودُ	جُودًا
فَهُوَ	جَوَادٌ		

بھئی، دیکھو یہ باب شَرُفَ سے ہیں دونوں بھئی۔

اشکال سنو بھئی اشکال کی تقریر بھئی۔ کہتے ہیں آپ نے قُلْتُ اور بِعْتُ کے اندر لفظوں کی رعایت کی، قُلْتُ کا ضمہ بتلاتا ہے یہ واوی ہے، بِعْتُ کے اندر بھی لفظ کی رعایت کی، با کا کسرہ بتلاتا ہے کہ یہ یائی ہے، اور خفت کے اندر آپ نے باب کی رعایت کی۔ لیکن اس کا عکس کرنا چاہیے تھا آپ کو۔ خفت کے اندر کیا کرنا چاہیے؟ لفظ کی رعایت کرتے ہوئے خفت پڑھنا چاہیے تاکہ یہ خفت خا کا ضمہ بتلادے کہ یہ اجوف واوی ہے، اور قُلْتُ اور بِعْتُ کے اندر کس کی رعایت کرنا چاہیے تھی؟ باب کی رعایت کرنا چاہیے تھی۔

اچھا خفت میں کیا کرنا چاہیے تھا؟ کیا پڑھنا چاہیے تھا؟ خفت۔ کس کی رعایت کرتے ہوئے؟ لفظ کی۔ بھئی لفظ کی رعایت کر دیتے تو پھر بھی کسی دوسرے باب کے ساتھ التباس لازم نہ آتا بھئی، کسی دوسرے باب کے ساتھ التباس لازم نہ آتا۔ کیوں نہ آتا؟ کہتے ہیں اس لیے کیونکہ اس کا مضارع یَخَافُ آرہا ہے تو کیسے بن جاتا؟ خفت یَخَافُ۔ یَخَافُ جو آگے مضارع ہے وہ بتلادیتا کہ اس کی ماضی وہ کیا ہے؟ عین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ یعنی خفت اصل میں کیا تھا؟ خَوِفْتُ، یہ کس سے پتہ چل جاتا؟ یَخَافُ سے۔ تو اس کی ماضی کیا تھی اصل میں؟ یَخَافُ کیا بتلادیتا کہ خفت اصل میں کیا تھا؟ خَوِفْتُ تھا، یہ کون بتلاتا؟ یَخَافُ۔ تو خَوِفْتُ یَخَافُ سے ہی پتہ چل جاتا اور یَخَافُ بتلادیتا کہ اس کی ماضی نہ تو خَوَفْتُ ہے نہ خَوُفْتُ ہے، نہ خَوَفْتُ ہے اور نہ خَوُفْتُ ہے۔ بھئی ان دونوں کی نفی ہو جاتی خود بخود۔ بھئی کیسے نفی ہوتی؟ کہتے ہیں اس لیے کہ اگر خَوُفْتُ کہیں تو کہتے ہیں خَوُفْتُ یَخَافُ بن جاتا، باب کیا بنتا؟ یعنی فعل یَفْعَلُ بن جاتا نا، یَخَافُ اصل میں کیا تھا؟ یَخْوَفُ، مضارع پر تو عین کا فتحہ ہے۔ ماضی پر اب تین صورتیں ممکن تھیں: عین پر فتحہ بھی ہو سکتا تھا، ضمہ بھی اور کسرہ بھی۔ لیکن یَخْوَفُ یَفْعَلُ یہ مضارع کا عین کا فتحہ بتلا رہا ہے کہ ماضی کے اندر عین پر کسرہ ہے۔ بھئی کیسے پتہ چلتا؟ کہتے ہیں اس لیے کہ اگر ماضی پر کیا پڑھتے؟ عین پر ضمہ، کیا بن جاتا باب؟ فعل یَفْعَلُ، کیا بنتا باب؟ فعل یَفْعَلُ، اور فعل یَفْعَلُ باب تو کلام عرب میں نہیں آیا، انتہائی قلیل آیا ہے، انتہائی قلیل، تو لہٰذا یَخَافُ سے پتہ چل جاتا کہ اس کی ماضی جو ہے عین کے ضمہ کے ساتھ نہیں۔ نیز عین کے فتحہ کے ساتھ نہیں ہے یہ بھی پتہ چل جاتا، کیوں؟ کیونکہ یَخَافُ صیغہ کون سا ہے؟ ہفت اقسام میں یہ کیا ہے؟ اجوف ہے، اور اجوف آپ کیا کہہ رہے ہیں ماضی پر کیا ہوتا؟ ماضی میں بھی عین پر فتحہ ہوتا تو کیا بن جاتا باب؟ فعل یَفْعَلُ۔ بھئی اجوف سے فعل یَفْعَلُ سے آیا ہی نہیں۔

تو اجوف ہونے سے پتہ چل جاتا کہ اس کی ماضی میں عین پر فتحہ نہیں اور یَخَافُ کے اندر عین کا فتحہ بتلادیتا کہ ماضی میں عین پر ضمہ نہیں۔ تو فتحہ کی بھی نفی ہو گئی، ضمہ کی بھی نفی ہو گئی، کیا رہ گیا؟ کسرہ ہی رہ گیا بس، تو لہٰذا یَخَافُ سے ہی پتہ چل جاتا کہ اس کی ماضی کیا ہے؟ عین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو لہٰذا اس کے اندر کیا کرنا چاہیے تھا؟ لفظ کی رعایت رکھنی چاہیے تھی کیونکہ پھر بھی کسی اور دوسرے باب کے ساتھ التباس لازم نہیں آتا۔

جبکہ قُلْتُ میں آپ نے اور بِعْتُ میں کس کی رعایت رکھی؟ لفظ کی رعایت رکھی، کہتے ہیں حالانکہ وہاں پھر بھی کیا ہے التباس لازم آرہا ہے۔ قُلْتُ، اب مضارع کیا ہے اس کا؟ یَقُولُ۔ یَقُولُ کیا بتلاتا ہے؟ مضارع میں عین پر کیا ہے؟ ضمہ ہے، تو مضارع میں تو عین پر ضمہ ہوا۔ اور قُلْتُ کے ضمہ سے شبہ پڑ رہا ہے کہ شاید ماضی میں بھی عین پر ضمہ ہے۔ کیا پڑ رہا ہے شبہ؟ قُلْتُ ماضی ہے نا تو اس سے کیا شبہ پڑ رہا ہے کہ ماضی میں بھی عین پر ضمہ۔ تو یَقُولُ نے بتلایا کہ مضارع میں عین پر ضمہ ہے یہ بات تو طے ہو گئی، اور قُلْتُ کا ضمہ یہ جو ماضی ہے اس کے قاف کا ضمہ یہ بتلا رہا ہے کہ ماضی میں بھی عین پر کیا ہے؟ ضمہ۔ تو کون سا باب ہوا؟ فعل یَفْعُلُ، کون سا باب؟ فعل یَفْعُلُ، تو فعل یَفْعُلُ کا باب تو عام استعمال ہوتا ہے اور اس سے اجوف بھی آتا ہے تو دیکھو قُلْتُ کا التباس کس کے ساتھ لازم آیا؟ باب شَرُفَ کے ساتھ لازم آیا، حالانکہ یہ شَرُفَ باب تو نہیں ہے، یہ تو کون سا باب ہے؟ یہ تو باب نَصَرَ ہے بھئی، تو اس کا التباس کس

سے آیا؟ باب شَرُفَ اور باب کَرُمَ سے آیا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو خفت پڑھ دیتے تو وہاں لفظ کی رعایت رکھتے تو کسی اور باب کے ساتھ التباس نہیں آنا تھا اور یہاں پر آپ نے لفظ کی رعایت رکھی ہے تو پھر بھی کیا ہے اس کا التباس دوسرے ابواب کے ساتھ آرہا ہے۔ اشکال سمجھ میں آگیا بھئی؟

جواب دے رہے ہیں جواب، کہتے ہیں: **رعایت باب در خفت بہ نقل حرکت ممکن است از آں جہت کہ حرکت فاکلمہ مثل حرکت عین کلمہ نیست و در** قُلْتُ **ممکن نیست**۔ بھئی ہم نے باب کی رعایت خفت میں رکھی اس لیے کیونکہ خفت کے اندر حرکت کو نقل کر دینے سے باب کی رعایت ہو سکتی تھی۔ خفت اصل میں کیا تھا؟ خَوِفْتُ۔ خَوِفْتُ میں واو کا کسرہ نقل کر کے خا کو دیا اور پھر واو ما قبل کسرہ کی وجہ سے یا ہوا اور پھر یا کیا ہوئی؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی، کیا رہ گیا؟ خفت۔ تو یہ خا کا کسرہ بتلا رہا ہے کہ ماضی اس کی کیا ہے؟ عین کے کسرہ کے ساتھ۔ صرف ہم نے حرکت نقل کی ہے اور اس نقل حرکت سے کیا پتہ چل گیا؟ باب پر دلالت ہو گئی، دلالت ہوئی یا نہیں ہوئی؟ باب پر دلالت ہو گئی۔ لیکن قَوَلْتُ کے اندر یہ ہو ہی نہیں سکتا، نقل حرکت سے باب کی رعایت نہیں ہو سکتی کیونکہ قَوَلْتُ قاف پر بھی فتحہ واو پر بھی فتحہ تو واو کا فتحہ نقل کر کے کس کو دینا پڑے گا؟ قاف کو، تو اس صورت میں تو وہ ایک چیز پہلے ہی مفتوح ہے اس کو فتحہ دینا لازم آئے گا، باب پر دلالت نہیں ہو سکتی بھئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟

تو کہتے ہیں **رعایت باب در خفت بہ نقل حرکت ممکن است** خفت کے اندر باب کی رعایت نقل حرکت کے ذریعے ممکن ہے **از آں جہت کہ حرکت فاکلمہ مثل حرکت عین کلمہ نیست** اس وجہ سے کہ فاکلمہ کی جو حرکت ہے وہ عین کلمہ کی حرکت جیسی نہیں ہے۔ خَوِفْتُ، فا پر کون سی حرکت؟ فتحہ اور عین پر کون سی حرکت؟ کسرہ، تو دیکھو دونوں کی حرکتیں الگ الگ ہیں اس لیے پتہ لگ جائے گا کہ یہ حرکت نقل ہو کر آئی ہے اس کی اپنی حرکت نہیں۔ **و در** قُلْتُ **ممکن نیست** اور قُلْتُ کے اندر نقل حرکت کے ذریعے باب کی رعایت ممکن نہیں، **زیرا کہ حرکت فاکلمہ مثل عین کلمہ است**۔ یہاں کتابت کی غلطی ہے بھئی، یہ دو تین لفظ رہ گئے ہیں بھئی۔ حرکت عین، حرکت اور عین کے درمیان میں بھئی یہاں لکھیں فاکلمہ مثل، فاکلمہ مثل، حرکت کے بعد اور عین سے پہلے کیا لکھنا ہے؟ فاکلمہ مثل، لکھ لیا بھئی؟ تو کہتے ہیں قُلْتُ کے اندر نقل حرکت کے ذریعے باب کی رعایت ممکن نہیں ہے، **زیرا کہ حرکت فاکلمہ مثل عین کلمہ است**، اس لیے کیونکہ فا کلمہ کی حرکت کس کی مثل ہے؟ عین کلمہ جیسی ہے، قَوَلْتُ قاف پر بھی فتحہ واو پر بھی فتحہ دونوں کی حرکت ایک جیسی ہے، **پس اگر نقل کنیم فتحہ مفتوح لازم آید** پس اگر ہم نقل کریں تو مفتوح کا فتحہ لازم آئے گا۔ **پس بہ ضرورت رعایت واوی کردہ شد**، پس ضرورت کی وجہ سے واوی ہونے کی رعایت کی گئی یعنی لفظ کی رعایت کی گئی اور باب کی رعایت نہیں کی گئی **تا اہم و مھم ہر دو فوت نہ شود**، تاکہ اہم اور مھم دونوں فوت نہ ہو جائیں بھئی۔ اہم اور مھم بھئی، مھم کا بھی وہی معنی ہے جو اہم کا ہے بھئی، سمجھ میں آیا اہم اور مھم دونوں فوت نہ ہو جائیں، یعنی کہ خفت کے اندر جو باب کی رعایت ہے اور قُلْتُ کے اندر جو لفظ کی رعایت ہے یہ دونوں فوت نہ ہو جائیں۔ تو خفت میں باب کی رعایت کی اور قُلْتُ میں لفظ کی رعایت کی بھئی۔

مصنف آگے فرماتے ہیں: **و ایں جواب ضعیف است**، یہ جواب کیا ہے؟ ضعیف۔ انہوں نے کیا کہا کہ خفت میں نقل حرکت کے ذریعے باب کی رعایت ہو سکتی تھی لیکن قَوَلْتُ کے اندر نقل حرکت کے ذریعے باب کی رعایت نہیں۔ کہتے ہیں یہ جواب ضعیف ہے، **زیرا کہ سائل رامی رسد**، اس لیے کہ سوال کرنے والا یعنی اعتراض کرنے والے کو یہ بات پہنچتی ہے یعنی وہ یہ کہہ سکتا ہے **کہ بگوید** کہ وہ یوں کہے، یعنی وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ **رعایت باب در** قُلْتُ کہ باب کی رعایت قُلْتُ کے اندر **بہ ابدال واو بہ الف**، واو کو الف کے ساتھ بدلتے ہوئے **و حذف آں** اور پھر اس الف کو حذف کرتے ہوئے **از جہت اجتماع ساکنین ممکن است**، اجتماع ساکنین کی وجہ سے ممکن ہے۔ بھئی انہوں نے کیا کہا کہ خفت میں نقل حرکت کی وجہ سے باب کی رعایت ممکن ہے اور قَوَلْتُ میں چونکہ دونوں پر ایک جیسی حرکت ہے فا اور عین پر لہذا یہاں پر نقل حرکت کی وجہ سے باب کی رعایت ممکن نہیں۔ کہتے ہیں یہ جواب ضعیف ہے، اس لیے کیونکہ اعتراض کرنے والا یہ کہہ سکتا ہے، وہ یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بھئی حرکت کو نقل کرو ہی نا، حرکت کو نقل کرو ہی نا بلکہ واو متحرک ما قبل فتحہ ہے اس کو کس سے بدل دو؟ الف سے، پھر الف اور لام بھی ساکن الف بھی ساکن اجتماع ساکنین آیا عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ، الف کیا ہو جائے گا؟ گر جائے گا، کیا رہ گیا؟ قَلْتُ، کیا رہ گیا؟ قَلْتُ رہ گیا۔ تو قاف پر ابھی بھی فتحہ ہے یا نہیں؟ جی، تو نقل حرکت کے بغیر ہی کس کی رعایت ہو گئی؟ باب کی رعایت ہو گئی۔ آپ نے کہا تھا نقل حرکت کے ذریعے باب کی رعایت نہیں ہو سکتی، بھئی نقل حرکت کرو ہی نا اس کے بغیر ہی کیا ہو جاتی ہے باب کی رعایت ہو سکتی ہے۔ اعتراض سمجھ میں آیا بھئی؟ اس کے بغیر ہی ہو سکتی ہے۔ دوبارہ دیکھو کہتے ہیں **ایں جواب ضعیف است** یہ جواب ضعیف ہے **زیرا کہ سائل رامی رسد کہ بگوید** کہ سائل کو یہ بات پہنچتی ہے کہ وہ یہ کہے **رعایت باب در** قُلْتُ **بہ ابدال واو بہ الف** کہ باب کی رعایت قُلْتُ کے اندر واو کو الف کے ساتھ بدل کر **و حذف آں الف از جہت اجتماع ساکنین** اور پھر اس الف کو حذف کرتے ہوئے کس وجہ سے؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے، اس طریقے پر بھی **ممکن است** کیا ہے؟ ممکن ہے۔

بلکہ جواب باصواب ایں است بلکہ درست جواب یہ ہے **کہ بگوئیم** کہ ہم کہتے ہیں **رعایت باب در خفت بہ نقل حرکت ممکن است** کہ باب کی رعایت خفت

کے اندر حرکت کی نقل کے ذریعے ممکن ہے، خفت میں کیا کرو حرکت کو نقل کرو تو کس کی رعایت ہو جائے گی؟ باب کی رعایت، **زیرا کہ کسرہ فاکلمہ دروے بعد نقل دلالت می کند**۔ بھئی دیکھیے، جواب یہ دیں گے خلاصہ جواب یہ: کہتے ہیں خفت کے اندر تو نقل حرکت کے ذریعے باب کی رعایت ہو سکتی ہے، کیسے؟ اصل میں کیا تھا خَوِفْتُ، پھر خَوِفْتُ میں واو کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ خا کو، چنانچہ خفت بن گیا کیا بن گیا؟ خفت۔ اس خفت میں خا کا کسرہ بتلا رہا ہے کہ یہ کسرہ عین سے نقل ہو کر آیا ہے۔ خا کا کسرہ کیا بتلا رہا ہے کہ یہ کسرہ کہاں سے آیا ہے؟ عین سے نقل ہو کر آیا ہے، کیوں؟ کہتے ہیں اس لیے کہ ماضی میں کبھی بھی فا پر کسرہ نہیں آتا۔ ماضی میں کوئی بھی ماضی فا کے کسرہ کے ساتھ نہیں، تو جب فا کے کسرہ کے ساتھ ماضی نہیں ہے اور یہاں پر تو کسرہ آیا، معلوم ہوا یہ کہیں سے نقل ہو کر آیا ہے اس کا اپنا کسرہ نہیں، تو نقل حرکت کے ذریعے کس کا پتہ چل جاتا ہے؟ باب کا پتہ، نقل حرکت سے باب کی رعایت ہو گئی بھئی۔ جبکہ قَوَلْتُ کے اندر اگر کیا کریں؟ حرکت کو نقل بھی کر دیں تو بھی باب کا پتہ نہیں چلے گا۔ بھئی دیکھو حرکت نقل کرو یا نہ کرو بالآخر کیا بن جائے گا قَوَلْتُ سے کیا بنے گا؟ قَلْتُ بنے گا۔ اب قَلْتُ میں باب پر رعایت نہیں ہو سکتی، قَلْتُ کی باب پر رعایت نہیں، کیوں؟ اس لیے کیونکہ اس قَلْتُ میں قاف پر فتحہ آیا، اس فتحہ میں دو احتمال ہیں: ہو سکتا ہے یہ قاف کا اپنا فتحہ ہو کیونکہ ماضی میں فا پر کیا آتا ہے؟ فتحہ آتا ہے، تو ہو سکتا ہے یہ فا کا اپنا فتحہ ہو یعنی قاف کا جو فا کلمہ ہے، اور ہو سکتا ہے یہ فتحہ کہاں سے نقل ہو کر آیا ہو؟ عین سے۔ تو دو احتمال آ گئے یا نہیں آ گئے؟ تو کیا قطعی طور پر پتہ چلا کہ اس کی ماضی عین کے فتحہ کے ساتھ ہے یا نہیں؟ قطعی طور پر پتہ؟ اگر عین سے نقل ہو کر آیا ہے پھر تو اس کی ماضی میں عین پر کیا تھا؟ فتحہ تھا اور اگر یہ قاف کا اپنا فتحہ ہے پھر تو پتہ نہیں عین پر کون سی حرکت تھی یہ پتہ ہی نہیں۔ تو قاف کے فتحہ سے قطعی طور پر کچھ بھی نہیں علم ہو سکتا کہ یہ عین کا فتحہ تھا یا یہ اس کا اپنا فتحہ ہے، تو لہٰذا اس وجہ سے یہاں پر رعایت نہیں ہو سکتی۔ تو خفت میں نقل حرکت سے کیا ہو گئی؟ باب کا پتہ چل گیا لیکن قَلْتُ میں حرکت کو نقل کرنے سے بھی باب کا پتہ نہیں چلتا۔

تو کہتے ہیں **جواب باصواب ایں است**، درست جواب یہ ہے **کہ بگویم** کہ ہم کہتے ہیں **رعایت باب در خفت بہ نقل حرکت ممکن است** کہ باب کی رعایت خفت کے اندر حرکت کو نقل کرنے کے ذریعے ممکن ہے، **زیرا کہ کسرہ فاکلمہ دروے بعد نقل دلالت می کند بر باب** اس لیے کیونکہ فا کلمہ کا کسرہ اس لفظ میں نقل کے بعد یہ دلالت کرتا ہے **بر باب** کس پر؟ باب پر دلالت کرتا ہے، **از آں جہت** اس وجہ سے **کہ ہیچ ماضی بہ کسرہ فاکلمہ نیامدست** اس لیے کیونکہ کوئی بھی ماضی فا کلمہ کے کسرہ کے ساتھ نہیں آئی ہے، **پس قطعا معلوم می شود** پس قطعی طور پر یہ بات معلوم ہو جائے گی یعنی یقینی طور پر یہ بات معلوم ہو جائے گی **کہ ایں کسرہ عین کلمہ است** کہ یہ کسرہ عین کلمہ کا ہے **کہ نقل کردند** کہ جسے نقل کیا ہے۔ **بخلاف فتحہ فاکلمہ در** قُلْتُ، بخلاف فا کلمہ کے فتحہ کے ساتھ کس کے اندر؟ قُلْتُ کے اندر **کہ او را دلالتی نیست بر باب** کہ اس کی باب پر دلالت نہیں ہے، **زیرا کہ احتمال دارد کہ ایں فتحہ اصلی باشد** اس لیے کیونکہ یہ فتحہ احتمال رکھتا ہے کہ یہ فتحہ کیا ہو؟ اصلی ہو یعنی فا کا ہی فتحہ ہو **و احتمال دارد کہ ایں فتحہ عین کلمہ است کہ نقل کردند** اور یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ یہ فتحہ یہ عین کلمہ کا فتحہ ہو کہ جسے نقل کیا ہے، **پس قطعا معلوم نمی شود کہ فتحہ عین کلمہ است** پس قطعی اور یقینی طور پر یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ یہ کس کا فتحہ ہے؟ عین کلمہ کا ہے، **پس بہ ضرورت رعایت واوی کردہ شد**، پس ضرورت کی وجہ سے کس کی رعایت کی گئی قُلْتُ میں؟ واوی کی رعایت کی گئی **تا اہم و مہم ہر دو فوت نہ شوند**، تاکہ اہم اور مہم دونوں چیزیں فوت نہ ہو جائیں یعنی خفت میں باب کی رعایت اور قُلْتُ میں لفظ کی رعایت فوت نہ ہو جائے۔ **پس در** قُلْتُ و بِعْتُ **حرکت عین کلمہ نقل کردند** پس قُلْتُ اور بِعْتُ کے اندر عین کلمہ کی حرکت نقل کی **از جہت رعایت واوی** کس وجہ سے؟ واوی کی رعایت کی وجہ سے **و در خفت از جہت رعایت باب** اور خفت کے اندر رعایت باب کی وجہ سے۔ **و در** طُلْتُ و ہِبْتُ اور طُلْتُ اور ہِبْتُ میں **از جہت رعایت ہر دو چیز**، دونوں چیزوں کی رعایت کرتے ہوئے طُلْتُ اور ہِبْتُ میں **زیرا کہ در اصل** طَوُلْتُ و ہَیِبْتُ **بود** کیونکہ اصل میں طُلْتُ کیا تھا؟ طَوُلْتُ تھا کون سا باب؟ باب شَرُفَ، تو کیا بن گیا طَوُلْتُ سے؟ طُلْتُ۔ تو طا کا ضمہ کیا بتلا رہا ہے؟ کیا گرا ہے یہاں سے؟ واو، نیز طا کا ضمہ کیا بتلا رہا ہے؟ کہ اس کا عین کیا تھا؟ مضموم تھا یعنی باب شَرُفَ سے ہے، دونوں چیزوں کی رعایت ہو گئی۔ اسی طرح ہِبْتُ اصل میں کیا تھا؟ ہَیِبْتُ۔ اچھا ہَیِبْتُ، پھر اس سے کیا بن گیا؟ ہِبْتُ۔ تو ہا کا کسرہ کیا بتلا رہا ہے؟ یہاں سے کیا گری ہے؟ یا، نیز ہا کا کسرہ کیا بتلا رہا ہے؟ کہ اس کا عین کیا تھا؟ عین پر کسرہ تھا، تو دونوں کی رعایت ہو گئی۔ بات سمجھ میں آئی بھئی؟ تو کہتے ہیں **و در** طُلْتُ و ہِبْتُ **از جہت رعایت ہر دو چیز** طُلْتُ اور ہِبْتُ کے اندر دونوں چیزوں کی رعایت کی وجہ سے **زیرا کہ در اصل** طَوُلْتُ و ہَیِبْتُ **بود** اس لیے کیونکہ یہ اصل کے اندر طَوُلْتُ اور ہَیِبْتُ تھے **بہ ضم واو و کسرہ یا** واو کے ضمہ اور یا کے کسرہ کے ساتھ۔ چلیے بس هَذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

لَسْتُ میں عدمِ نقل اور فعلِ اجوف کے متفرق صرفی سوالات

سبق نمبر ۱۳۰—تاریخِ درس: ۳ جون ۲۰۰۹ء

سوال: درلست کہ دراصل لیست بکسر یَاء بود، چرا حرکت عَیْن کلمہ را نقل نکردند تا دلیل بودے بر حذف یَاء وباب، چنانکہ درھِبْتُ؟

اچھا بھئی، یہاں سے سوال کر رہے ہیں کہ لست بھی جو ہے، اصل میں کیا تھا؟ لیست، جیسے ھِبْتُ اصل میں کیا تھا؟ ھَیِبْتُ۔ تو ھَیِبْتُ میں کیا کیا؟ یَاء کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیا، اور پھر یَاء کو التقاءِ سَاکِنَیْن کی وجہ سے گرا دیا تو ھِبْتُ ہوا۔ اب یہ ہاء کا کسرہ یہ عَیْن کے مکسور ہونے پر بھی دلالت کر رہا ہے کہ اس فعل کا عَیْن کیا تھا؟ یَاء جو تھی وہ مکسور تھی، نیز باب کے کسرے پر بھی دلالت کر رہا ہے بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟

تو لست بھی اسی طرح ہے، اصل میں تھا لیست۔ اس کے اندر بھی کیا کرنا چاہیے تھا؟ یَاء کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دے دیتے تو لست ہو جاتا، جس سے اس کے عَیْن کلمے یعنی یَاء جو حذف ہوئی اس کے کسرے پر بھی دلالت ہو جاتی اور باب کے کسرے پر بھی دلالت ہو جاتی۔

تو کہتے ہیں: سوال، **درلست کہ دراصل لیست بکسر** یَاء **بود**۔ کہتے ہیں لست کے اندر جو کہ دراصل لیست یَاء کے کسرے کے ساتھ تھا، **چرا حرکت** عَیْن **کلمہ را نقل نکردند**، کیوں عَیْن کلمہ کی حرکت نقل نہیں کی؟ **تا دلیل بودے بر حذف** یَاء **وباب**، تاکہ دلیل ہوتی یَاء کے حذف پر اور باب پر، **چنانکہ درھِبْتُ**، جیسے کس کے اندر تھی؟ جیسے کہ ھِبْتُ میں۔

جواب: جواب یہ کہ **لست فعل است جاری مجرائے حرف**۔ کہ لست فعل ہے اور قائم مقام حرف کے ہے، جاری مجریٰ کا کیا معنی؟ قائم مقام۔ کہ لست فعل ہے لیکن یہ جاری مجرائے حرف ہے بھئی۔

چوں خواستند کہ تصرف افعال ازوے نفی کنند۔ بھئی آپ نے پڑھا تھا لست کے بارے میں چار پانچ صفحات یا آٹھ دس صفحات قبل غالباً یہ بات گزری تھی کہ لست جو ہے یہ عام افعال سے مختلف ہے، کہ ایک تو اس کی گردان نہیں ہوتی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ جیسے باقی افعال میں مضارع، امر وغیرہ کی ساری گردانیں ہوتی ہیں، اس کے اندر ساری گردانیں نہیں ہیں بھئی۔ ماضی کے صیغے تو آئیں گے لیکن مضارع وغیرہ کے نہیں آتے۔ اور نیز اس کے اوپر مشابہت غالب ہے حرف کے ساتھ۔ جیسے حرف جو ہے اپنے معنی پر خود دلالت نہیں کرتا، حرف کے اندر زمانہ نہیں ہوتا، اسی طرح حرف جو ہے وہ معنی مصدری پر دلالت نہیں کرتا، اسی طرح لست بھی ہے۔ تو اس پر حرف کے ساتھ مشابہت غالب ہے، یہ بات تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے بھئی۔

تو کہتے ہیں لست جو ہے فعل ہے، جاری مجرائے حرف اور حرف کے قائم مقام ہے، **چوں خواستند کہ تصرف افعال ازوے نفی کنند**، جب چاہا کہ اس سے افعال کے تصرف کی نفی کر دیں، **از جہت غلبۂ مشابہت او بحرف**، اس وجہ سے کہ اس کی مشابہت کس کے ساتھ ہے؟ حرف کے ساتھ۔ تو جب انہوں نے چاہا کہ اس سے افعال کے تصرف کی، افعال میں جو تصرفات کیے جاتے ہیں بھئی، جو اس کی گردانیں ہوتی ہیں مضارع، امر وغیرہ سب کی، جب چاہا اس سے ان کی نفی کر دیں اس وجہ سے کہ اس کے اوپر حرف کے ساتھ مشابہت غالب ہے، **بدیں سبب فاء را مفتوح داشتند**، اسی وجہ سے فاء کو مفتوح رکھا۔ یَاء کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو نہیں دیا بلکہ لام جو ہے یعنی فاء کلمہ اس کو اسی طرح مفتوح رکھا۔ وعَیْن **کلمہ را ساکن کردند**، اور عَیْن کلمہ یعنی یَاء کو کیا کر دیا؟ ساکن کر دیا، **تا یَاء الف نگردد**، تاکہ وہ یَاء الف نہ ہو جائے بھئی۔ **وبعد اتصال ضمیر متحرک**، اور ضمیر متحرک کے مل جانے کے بعد، عَیْن، یہ جوتُ، تُم ضمیر آخر میں مل گئی ہے بھئی، تو ضمیر متحرک کے مل جانے کے بعد عَیْن **کلمہ را از جہت التقاءِ سَاکِنَیْن حذف کردند**، تو عَیْن کلمہ کو التقاءِ سَاکِنَیْن کی وجہ سے کیا کر دیا؟ حذف کر دیا۔ یَاء بھی ساکن تھی، اس کے بعد ضمیر متحرک ساتھ ملی تو سین بھی ساکن ہوا بھئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تو یہ اجتماعِ سَاکِنَیْنِ عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ آیا تو یَاء کو گرا دیا، تو کیا رہ گیا؟ لست۔

جی، آگے دیکھیے۔ سوال: **چرا نگویند کہ دراصل** قُلْتُ، قَوُلْتُ **بود بضم** عَیْن، **واصل** بِعْتُ، بَیِعْتُ **بود بکسر** عَیْن، **تا حاجت بدل کردن فتحہ بضمہ وکسرہ نباشد**۔

جی، یہاں سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ بھئی آپ نے ہمیں اس قانون کی ابتدا میں بتلایا تھا کہ قُلْتُ اصل میں کیا تھا؟ قَوَلْتُ۔ اور بِعْتُ اصل میں کیا تھا؟ بَیَعْتُ۔ پھر کیا کیا گیا؟ واوی کے اندر واو کو ضمہ دیا تو قَوَلْتُ سے کیا بن گیا؟ قَوُلْتُ۔ اور بَیَعْتُ یائی تھا اس میں کیا دے دیا یَاء کو؟ کسرہ۔ تو بَیَعْتُ سے بَیِعْتُ ہوا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو اعتراض کر رہے ہیں بھئی آپ سیدھی طرح یوں ہی کہہ دیں کہ قُلْتُ اصل میں قَوَلْتُ نہیں تھا بلکہ قَوُلْتُ تھا۔ کیا تھا؟ قَوُلْتُ تھا، واو پر شروع سے ہی ضمہ تھا۔ تو اس لیے لہٰذا بدلنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ بدل کر آپ نے ضمہ ہی لانا ہے نا؟ جی۔ تو آپ پہلے ہی کہہ دیں اس پر تھا ہی ضمہ، قَوُلْتُ تھا۔ بَیِعْتُ، بَیَعْتُ۔ بَیِعْتُ میں آپ نے کہا پہلے بَیَعْتُ تھا پھر یَاء پر کسرہ لے آئے، بھئی آپ سیدھا کہہ دیں بَیَعْتُ تھا ہی نہیں بلکہ کیا تھا؟ بَیِعْتُ تھا، بِعْتُ اصل میں بَیِعْتُ تھا۔ تو لہٰذا ضمہ اور کسرے، او فتحہ کو بدلنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی بھئی۔ اعتراض سمجھ میں آیا بھئی؟

سوال: **چرا نگویند کہ دراصل** قُلْتُ، قَوُلْتُ **بود**۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ قُلْتُ اصل کے اندر قَوُلْتُ تھا **بضم** عَیْن، عَیْن کے ضمے کے ساتھ، **واصل** بِعْتُ، بَیِعْتُ **بود بکسر** عَیْن، اور بِعْتُ کی اصل جو تھی بَیِعْتُ تھی عَیْن کے کسرے کے ساتھ، **تا حاجت بدل کردن فتحہ بضمہ و کسرہ نباشد**، تاکہ فتحہ و ضمہ کو، نہیں، تاکہ فتحہ کو، تاکہ فتحہ کو بدلنے کی ضرورت پیش نہ آتی ضمہ اور کسرہ کی طرف۔ واوی میں فتحہ کو کس سے بدلا؟ ضمہ سے۔ اور یائی میں فتحہ کو کس سے بدلا؟ کسرہ سے۔ تو اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔

جواب دے رہے ہیں۔ جواب: **زیرا کہ باب فعل** یَفْعُلُ بِضَمِّ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَالْمُضَارِعِ **متعدی نیامدہ است**۔ کہتے ہیں اس لیے کیونکہ باب فعل یَفْعُلُ۔ بھئی اگر ہم یہ کہتے کہ قُلْتُ اصل میں کیا تھا؟ قَوُلْتُ، تو ماضی ہوئی عَیْن کے ضمے کے ساتھ، اور مضارع تو اس کا ہے ہی عَیْن کے ضمے کے ساتھ، تو کیا باب بن جاتا؟ فعل یَفْعُلُ، یعنی باب شَرُفَ بن جاتا۔ اور اس وقت ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ باب کون سا ہے؟ باب نَصَرَ ہے۔ یعنی ماضی میں عَیْن پر فتحہ ہے، مضارع کے اندر عَیْن پر ضمہ۔ اور آپ کی بات اگر مان لی جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ باب شَرُفَ سے ہے یعنی ماضی میں بھی عَیْن پر ضمہ، مضارع میں بھی عَیْن پر ضمہ۔ تو اسے باب شَرُفَ سے ماننا پڑے گا۔ لیکن باب شَرُفَ جو ہے اس سے وہ متعدی نہیں آتا بھئی، وہ تو اس سے فعل لازمی آتے ہیں بھئی۔ کون سے افعال آتے ہیں؟ اور قَالَ جو ہے قُلْتُ، یہ تو متعدی ہے بھئی۔ قُلْتُ لِزَیْدٍ، میں نے زید سے کہا، کیا کہا؟ آگے مفعول چاہیے، مَقُولَه چاہیے اس کے لیے، جو اس کا مَقُولَه ہوتا ہے وہ دراصل کیا ہوتا ہے؟ مفعول ہوا کرتا ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو یہ فعل متعدی آیا، مثلاً میں نے کہا

قُلْتُ	لِزَیْدٍ	اِئْتِ	بِالْمَاءِ

، پانی لے کر آؤ۔ تو یہ اِئْتِ بِالْمَاءِ یہ کیا ہے؟ مفعول ہے، مَقُولَه ہے، قول کے لیے ہمیشہ کیا چاہیے ہوتا ہے؟ مَقُولَه۔ قُلْتُ، میں نے کہا، بھئی کیا کہا؟ کچھ نہ کچھ تو ضرور چاہیے، سمجھ میں آیا بھئی؟ تو یہ فعل متعدی ہے۔ اور حالانکہ باب شَرُفَ اگر ماننا پڑے، باب شَرُفَ تو ہمیشہ کیا آتا ہے؟ لازمی آتا ہے۔ تو یہ خرابی آرہی تھی، اس لیے ہمیں کیا کہنا پڑا کہ یہ باب شَرُفَ سے نہیں ہے بلکہ کس سے ہے؟ باب نَصَرَ سے ہے، یعنی قُلْتُ اصل میں قَوَلْتُ تھا، قَوُلْتُ نہیں تھا۔

تو کہتے ہیں **زیرا کہ باب فعل** یَفْعُلُ، اس لیے کیونکہ باب فعل یَفْعُلُ بِضَمِّ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَالْمُضَارِعِ عَیْن کے ضمے کے ساتھ ماضی اور مضارع کے اندر، **متعدی نیامدہ است**، یہ متعدی نہیں آیا ہے، **وقُلْتُ متعدی است**، اور قُلْتُ کیا ہے؟ خود قُلْتُ متعدی ہے۔

وباب فعل یَفْعِلُ بِکَسْرِ الْعَیْنِ، جی۔ دوسری بات آپ نے یہ کی کہ بَیَعْتُ کے بجائے بِعْتُ کی اصل آپ نے کہا بَیَعْتُ بلکہ اس کو بَیِعْتُ نہ کہیں بلکہ کیا کہنا چاہیے آپ کو؟ بَیِعْتُ کہیں۔ تو بھئی دیکھیے بَاعَ یَبِیعُ ہے باب۔ کون سا باب ہے یہ؟ باب ضَرَبَ سے۔ باب ضَرَبَ میں ماضی میں عَیْن پر فتحہ ہوتا ہے اور مضارع میں عَیْن پر کسرہ، ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ اگر آپ کی بات مان لیں کہ بِعْتُ اصل میں کیا تھا؟ بَیِعْتُ، معلوم ہوا اس کی ماضی میں بھی عَیْن پر کیا ہے؟ کسرہ۔ تو یہ کون سا ہو گیا؟ مضارع میں بھی عَیْن پر کسرہ، ماضی میں بھی عَیْن پر کسرہ، فعل یَفْعِلُ، کون سا باب بن گیا؟ باب حسب بن گیا۔ باب حسب۔ تو یہ باب باب فعل یَفْعِلُ بن جائے گا، اور حالانکہ یہ تو اجوف ہے، بَاعَ یَبِیعُ کیا ہے؟ اجوف، اور باب فعل سے اجوف نہیں آتا۔ تو اس میں یہ خرابی لازم آرہی تھی۔ جواب سمجھ میں آیا بھئی؟

تو کہتے ہیں **وباب فعل** یَفْعِلُ بِکَسْرِ الْعَیْنِ فِي الْمَاضِي وَالْمُضَارِعِ **در اجوف نیامدہ است**، اور باب فعل یَفْعِلُ عَیْن کے کسرے کے ساتھ ماضی اور مضارع میں اجوف کے اندر نہیں آیا ہے، **وبِعْتُ اجوف است**، اور بِعْتُ تو اجوف ہے۔

و بعض صرفیاں فتحہ را در واوی بضمہ و در یائی بکسرہ بدل نمے کنند، جی یہ اب وہ تقریر آگئی جو ابواب میں ہم نے پڑھی تھی۔ انہوں نے تو کیا کہا؟ قُلْتُ اصل میں کیا تھا؟ قَوَلْتُ تھا، قُلْتُ کیا تھا؟ قَوَلْتُ۔ پھر واو اور فتحہ کو کس سے بدل دیا؟ ضمہ سے، قَوُلْتُ ہوا، پھر واو کے ضمہ کو نقل کر کے کس کو دے دیا؟ قاف کو، اور واو کو اجتماعِ سَاکِنَیْن کی وجہ سے گرا دیا تو قُلْتُ ہوا۔ اور بِعْتُ کی اصل کیا بتلائی انہوں نے؟ بَیَعْتُ تھی، پھر یَاء، یائی تھا اس لیے یَاء کے فتحہ کو کس سے بدل دیا؟ کسرہ سے بدل دیا، بَیِعْتُ ہوا، پھر یَاء کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ بَاء کو دیا، اور یَاء ساکن ہوئی، پھر یَاء اجتماعِ سَاکِنَیْن کی وجہ سے گر گئی تو کیا بن گیا؟ بِعْتُ۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ یہ ایک قول تھا۔ دوسرا قول جو میں نے آپ کو ابواب کی گردانوں کے اندر بتلایا تھا کہ قُلْتُ اصل میں تھا قَوَلْتُ، واو متحرک ماقبل فتحہ، اس واو کو کس سے بدل دیا؟ الف سے۔ اسی طرح بِعْتُ اصل میں کیا؟ اچھا چلیے پہلے قُلْتُ کی بات پوری کر لیں۔ پھر الف سے بدل دیا، کیا بن گیا؟ قَالْتُ۔ قَالْتُ، پھر الف اجتماعِ سَاکِنَیْن سے گر گیا، کیا رہ گیا؟ قَلْتُ۔ پھر چونکہ یہ جو الف گرا یہ دراصل واو تھا، تو یہاں سے گویا کہ واو گرا ہے تو اس واو پر دلالت کرنے کے لیے قاف کو کیا دے دیا گیا؟ ضمہ، تو قُلْتُ ہوا۔ اسی طرح بَیَعْتُ، بِعْتُ اصل میں کیا تھا؟ بَیَعْتُ۔ یَاء متحرک ماقبل فتحہ تھا، اس یَاء کو کس سے بدلا؟ الف سے، کیا بن گیا؟ بَاعْتُ۔ پھر الف اجتماعِ سَاکِنَیْن سے گر گیا، بَعْتُ ہوا۔ پھر یہاں پر وہ جو الف گرا وہ دراصل یَاء تھی، تو یہاں سے یَاء گری ہے، اس یَاء پر دلالت کرنے کے لیے بَاء کو کیا دے دیا؟ کسرہ، تو بِعْتُ ہوا۔ صورت سمجھ میں آئی؟ تو اب وہ قول ذکر کرنے لگے ہیں۔

کہتے ہیں **و بعض صرفیاں فتحہ را در واوی بضمہ و در یائی بکسرہ بدل نمے کنند**، اور بعض صرفی جو ہیں فتحہ کو واوی کے اندر بضمہ، ضمہ کے ساتھ اور یائی میں کسرہ کے ساتھ نہیں بدلتے۔ انہوں نے تو جو قانون بتایا واوی میں فتحہ کو کس سے بدلا؟ ضمہ سے، اور یائی میں فتحہ کو کسرہ سے بدلا۔ لیکن کہتے ہیں بعض صرفی اس طرح نہیں کرتے۔ **وے گویند کہ واو و یَاء را در مثل** قُلْتُ و بِعْتُ، اور وہ کہتے ہیں کہ واو اور یَاء کو قُلْتُ اور بِعْتُ کے مثل میں، **کہ در اصل** قَوَلْتُ و بَیَعْتُ **بود**، جو کہ دراصل کیا تھے؟ قَوَلْتُ اور بَیَعْتُ، **از جہت تحرک و انفتاح ماقبل بالف بدل کردند**، بوجہ ان کے متحرک ہونے اور ان کے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے کس سے بدل دیا؟ الف سے بدل دیا۔ واو اور یَاء متحرک تھے، ماقبل فتحہ تھا، ان کو کس سے بدل دیا؟ الف سے بدل دیا۔ **و آں الف از جہت التقاء** سَاکِنَیْن **حذف کردند**، اور اس الف کو التقاءِ سَاکِنَیْن کی وجہ سے کیا کر دیا؟ حذف کر دیا۔ **پس فاء کلمہ را در واوی ضمہ دادند**، پس پھر فاء کلمہ کو کیا کیا؟ واوی کے اندر ضمہ دے دیا، تو قَلْتُ سے قُلْتُ ہوا، **و در یائی کسرہ دادند**، اور یائی کے اندر کسرہ دے دیا، یعنی بَعْتُ سے کیا کر دیا؟ بِعْتُ۔ **تا ضمہ دلالت کند بر حذف واو**، تاکہ ضمہ دلالت کرے حذف واو پر، **و کسرہ دلالت کند بر حذف** یَاء، اور کسرہ دلالت کرے کس پر؟ حذف یَاء پر۔ **و ایں قول** سِیْبَوَیْہ **است و** اِبْنِ حَاجِب **ہم ایں قول اختیار کردہ**۔ اور یہ قول امام سِیْبَوَیْہ کا ہے اور علامہ اِبْنِ حَاجِب جنہوں نے کافیہ لکھی ہے بھئی، انہوں نے بھی **ہم ایں قول اختیار کردہ**، اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ بات سمجھ میں آگئی بھئی؟

تو صاحب کتاب نے بتلایا تھا اپنا ایک طریقہ، بعض صرفی وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں، بعض صرفی یہ طریقہ۔ صاحب کتاب نے کہا تھا کہ اکثر صرفیوں نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے، لیکن محشی کہتے ہیں نہیں، اکثر صرفیوں کے نزدیک یہ طریقہ ہے اور یہ آسان بھی ہے اور عقل کے بھی مطابق ہے۔ وہاں دیکھو فتحہ کو پہلے ہی ضمہ سے بدل رہے ہیں، یہاں سیدھا سیدھا قانون لگ رہا ہے بھئی، واو متحرک یا یَاء متحرک ماقبل فتحہ اس کو کس سے بدل دو؟ الف سے، پھر وہ گر جائے گا اجتماعِ سَاکِنَیْن سے، پھر اس کے بعد واو یا یَاء گرے ہیں تو ان کے مطابق ضمہ یا کسرہ لے آئیں گے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو یہ زیادہ آسان ہے بھئی۔

جی، اگلا قانون بس دیکھیے بھئی۔ کہتے ہیں **دیگر ہر واو و یَاء کہ در فعل مضارع مانند آں**، دوسرا ہر وہ واو اور یَاء کہ فعل مضارع اور اس جیسے، اس جیسے جو لفظ ہیں ان میں، فعل مضارع میں آئے یا فعل مضارع جیسے ہیں یعنی جن کی وزن وغیرہ کس کی طرح ہو؟ فعل مضارع وغیرہ کی طرح ہو بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ خاصہ لمبا تفصیلی قانون ہے حاشیے میں دیا لیکن بڑا مفصل ہے، بس آپ اتنا ہی یاد رکھیے۔ فعل مضارع اور اس جیسے لفظوں میں آئے، ہر وہ واو اور یَاء، کس کے اندر آئے؟ **فعل مضارع مانند آں**، اور جو فعل مضارع جیسے ہیں، **بجائے** عَیْن **کلمہ**، اور کس کی جگہ پر وہ واو اور یَاء آئیں؟ عَیْن کلمے کی جگہ آئیں، **مضموم یا مکسور باشد**، اور کیا ہوں؟ وہ واو اور یَاء مضموم یا مکسور ہوں بھئی۔ کیا بات ہوئی؟ واو اور یَاء آئیں، فعل مضارع یا اس جیسے جو لفظ ہیں ان میں آئیں، اور کہاں پر آئیں؟ عَیْن کلمہ کی جگہ آئیں یعنی اجوف ہو، اور وہ عَیْن کلمہ کیا ہو یا وہ واو اور یَاء کیا ہوں؟ مضموم یا مکسور ہوں۔ **و ماقبل او ساکن**، اور ان کا ماقبل کیا ہو؟ ساکن ہو، **واجب بود**، تو واجب ہے **کہ ضمہ و کسرۂ** عَیْن **کلمہ را نقل کنند**، کہ عَیْن کلمہ کے ضمہ اور کسرہ کو نقل کریں **و بفاء دہند**، اور کس کو دے دیں؟ فاء کو دے دیں۔ **برائے موافقت ماضی**، کس کی موافقت کے لیے؟ ماضی کی موافقت کے لیے۔ بھئی دیکھیے ماضی کے اندر اعلال ہوا ہے، تو لہٰذا اب مضارع چونکہ فرع ہے ماضی کی تو مضارع کے اندر بھی کیا ہونا چاہیے؟ اعلال۔ اب یہ قانون جو انہوں نے ذکر کیا جیسے دیکھیے یَقُوْلُ، یَقُوْلُ۔ یَقُوْلُ اصل میں کیا تھا؟ یَقْوُلُ، یَنْصُرُ، سمجھ میں آیا بھئی؟ دیکھیے واو آیا، کس میں آیا؟ فعل مضارع میں آیا، اور کس کی جگہ آیا؟ عَیْن کلمے کی جگہ آیا، اور اس پر کیا ہے؟ ضمہ ہے، اور اس کا ماقبل کیا ہے؟ ساکن ہے، تو واجب ہے کہ اس ضمے کو نقل کر کے کس کو دے دیں؟ ماقبل کو دے دیں، کیا بن گیا؟ یَقُوْلُ، یَقْوُلُ سے یَقُوْلُ بن گیا۔ صورت سمجھ

میں آ گئی بھئی؟

اچھا، اور کس لیے کیا؟ کہتے ہیں ماضی کی موافقت کے لیے بھئی۔ ماضی اصل میں کیا قَالَ، قَالَ اصل میں کیا تھا؟ قول، تو وہاں دیکھو حرف عِلَّت کے اندر اعلال ہوا، تو لہٰذا یہاں بھی ہم نے اس کی حرکت، حرف عِلَّت میں جو بھی تبدیلی کی جائے وہ کیا کہلاتا ہے؟ اعلال۔ تو یہاں بھی اعلال کیا بھئی۔

تو کہتے ہیں **برائے موافقت ماضی**، ماضی کی موافقت کے لیے، **از آں کہ بنائے فعل مضارع از فعل ماضی است**، اس لیے کیونکہ فعل مضارع کی بناء جو ہے وہ فعل ماضی سے ہے یعنی فعل مضارع فعل ماضی سے بنا ہے، **اگرچہ ضمہ و کسرہ بر واو و یَاء بعد سکون ثقیل نیست**، اگرچہ ضمہ اور کسرہ واو اور یَاء پر سکون کے بعد ثقیل نہیں ہے۔ یَقُوْلُ اصل میں کیا تھا؟ یَقْوُلُ، تو واو پر ضمہ آیا۔ کہتے ہیں بھئی واو اور یَاء پر ضمہ اور کسرہ ثقیل ہوتے ہیں، لیکن اگر ان سے ماقبل ساکن آ جائے پھر ان پر ضمہ اور کسرہ ثقیل نہیں، جیسے آپ نحو کے اندر بھی آپ نے پڑھا ہے بھئی جاری مجرائے صحیح پڑھا ہے یا نہیں پڑھا؟ جی۔

ظَبْيٌ	دَلْوٌ	جَاءَنِي	ظَبْيٌ
رَأَيْتُ	ظَبْيًا	مَرَرْتُ	بِظَبْيٍ

۔ اب دیکھو یَاء پر ضمہ بھی آ رہا ہے اور کسرہ بھی، کیوں؟ کیونکہ یَاء سے ماقبل بَاء کیا ہے؟ ساکن ہے۔ تو ان پر ضمہ اور کسرہ ثقیل تب، جب ان سے ماقبل ساکن ہو پھر ان پر ثقیل نہیں، ویسے ثقیل ہوتا ہے۔ تو یہاں پر بھی یَقُوْلُ کی اصل کیا تھی؟ یَقْوُلُ۔ تو یہاں پر بھی واو کے اوپر ضمہ تو آیا وہ ثقیل تھا، لیکن ماقبل میں جو ساکن آ گیا اس کی وجہ سے وہ ثقل کیا ہو جاتا ہے؟ ختم، وہ ثقل پھر رہتا ہی نہیں ہے۔ تو کہتے ہیں یہاں بھی یہاں ثقیل نہیں تھا اس کو برقرار رکھنا چاہیے تھا، لیکن کس لیے بدلا گیا؟ ماضی کی موافقت کے لیے۔ ماضی میں چونکہ اعلال ہوا تھا اس لیے یہاں پر مضارع کے اندر بھی کیا کیا گیا؟ اعلال۔

تو کہتے ہیں اگرچہ ضمہ اور کسرہ بر واو و یَاء، اگرچہ ضمہ اور کسرہ واو اور یَاء پر **بعد سکون**، سکون کے بعد **ثقیل نیست**، ثقیل نہیں ہے، **چوں** یَقُوْلُ و یَبِيْعُ، جیسے یَقُوْلُ اور یَبِيْعُ، **کہ در اصل** یَقْوُلُ و یَبْيِعُ **بودہ است**۔ یہ کہ یَقُوْلُ اصل میں کیا تھا؟ یَقْوُلُ، اور یَبِيْعُ اصل میں؟ یَبْيِعُ، بھئی باب ضَرَبَ ہے، آپ کے یَاء پر فتحہ ہے بھئی؟ ہاں باب ضَرَبَ ہے بھئی، یَبْيِعُ، یَضْرِبُ۔ سمجھ میں آیا؟ یہ کتابت کی غلطی ہے بھئی، یَاء پر کسرہ لگائیں، یَبْيِعُ اور قاف سے۔

سوال: سوال، **موافقت ماضی ابدال واو و یَاء بالف تقاضا ے کند**، آگے کیا ہے بھئی؟ **با نقل حرکت از ایشاں**؟ جی؟ با نقل نہیں ہے، نہ نقل، نون ہا، نہ لکھیں درمیان میں بھئی۔ یہ با کاٹ دیں، با نقل کو صرف نقل کر دیں اور نقل سے پہلے نہ کا لفظ، نون اور ہا، نہ۔ لکھ لیا بھئی؟ جی۔

کہتے ہیں سوال، کہتے ہیں موافقت ماضی ابدال واو، اچھا اعتراض یہ کر رہے ہیں بھئی ماضی کے اندر کیا اعلال ہوا تھا؟ قَالَ اور بَاعَ، کیا اعلال ہوا؟ واو اور یَاء کو الف سے بدلا گیا ہے۔ اور مضارع میں آپ کہہ رہے ہیں ماضی کی موافقت کے لیے ہم اعلال کر رہے ہیں، اور وہاں اعلال کیا کرتے ہیں؟ حرکت کو نقل کر رہے ہیں، یَقُوْلُ میں واو کا ضمہ کس کو دے دیا؟ قاف کو۔ یَبْيِعُ، یَاء کا کسرہ کس کو دے دیا؟ بَاء کو نقل کر کے دے دیا۔ بھئی اگر ماضی کی موافقت کرنی ہے پھر تو صرف حرکت نہیں نقل کرنی چاہیے بلکہ کیا کرنا چاہیے؟ اس واو یا یَاء کو الف سے بدلنا چاہیے، کیا کرنا چاہیے؟ الف سے۔ موافقت تبھی ہو گی نا بھئی آپ نے کہا ماضی کی موافقت کے لیے۔ اعتراض سمجھ میں آیا بھئی؟

تو کہتے ہیں **موافقت ماضی ابدال واو و یَاء**، کہ ماضی کی موافقت واو اور یَاء کے بدلنے کا، **بالف** کس کے ساتھ بدلنے کا؟ الف کے ساتھ بدلنے کا **تقاضا ے کند**، تقاضا کرتی ہے، **نہ نقل حرکت از ایشاں**، نہ کہ ان سے نقل کی حرکت کا۔ ماضی کی موافقت ان سے حرکت کی نقل کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ کس چیز کا تقاضا کرتی ہے؟ اس واو اور یَاء کو کس سے بدلا جائے؟ الف سے۔

جواب دے رہے ہیں۔ جواب: **آرے**، ہاں، **موافقت ماضی ہمیں، آرے** کا معنی جی ہاں۔ **موافقت ماضی ہمیں تقاضا ے کند**، ماضی کی موافقت یہی تقاضا کرتی ہے۔ ماضی کی موافقت کیا ہے؟ یہ واقعی آپ کی بات ٹھیک ہے، ماضی کی موافقت یہی تقاضا کرتی ہے۔ **ولیکن اگر** یَقَالُ، بھئی یہاں پر یَا یُقَالُ ہے؟ یُقَالُ نہیں، یَقَالُ ہونا چاہیے بھئی۔ اسی طرح آگے یُبَاعُ ہے، وہاں بھی یَاء پر فتحہ ڈالیں مولانا۔ **لیکن اگر** یَقَالُ و یَبَاعُ **بفتحہ ے گفتندے**۔ لکھ لیا بھئی؟ جی، اصلاح کر لی۔

کہتے ہیں **اگر** یَقَالُ و یَبَاعُ، بھئی اگر ہم اسی طرح کرتے، آپ کی بات مان لیتے، اس واو کو کس سے بدلتے؟ الف سے، تو یَقُوْلُ تو نہ پڑھتے پھر کیا پڑھنا پڑتا؟ یَقَالُ، سمجھ میں آیا؟ اور یَبِیعُ تو نہ پڑھتے پھر کیا پڑھتے؟ یَبَاعُ۔ کہتے ہیں **لیکن اگر** یَقَالُ و یَبَاعُ **بفتحہ مے گفتندے**، لیکن اگر یَقَالُ اور یَبَاعُ فتحہ کے ساتھ کہتے، **التباس بباب** یَخَافُ و یَهَابُ **مے آمدے**، تو التباس باب یَخَافُ اور یَهَابُ کے ساتھ آتا۔ کس کے ساتھ التباس لازم آتا؟ یَخَافُ اور یَهَابُ کے ساتھ۔

سمجھ میں آیا بھئی؟ پتہ نہ چلتا یہ باب نَصَرَ ہے یا یہ وہی باب یَخَافُ کی، اسی کی طرح کیسے تھا؟ خَافَ یَخَافُ، یہ بھی کیا بن جاتا؟

قَالَ	یَقَالُ	یَقَالُ

، ابھی بتایا نا اگر یَقَالُ پڑھتے تو قَالَ یَقَالُ، پتہ ہی نہ چلتا یہ باب نَصَرَ سے ہے۔ اب تو یہ قَالَ یَقُوْلُ، یَقُوْلُ بتلاتا ہے یہ کس باب سے ہے؟ نَصَرَ سے۔ اسی طرح اگر بَاعَ یَبَاعُ پڑھتے تو کیا بن جاتا؟ هَابَ یَهَابُ جیسی صورت بن جاتی بھئی، سمجھ میں آیا؟ تو ایک باب کا دوسرے باب کے ساتھ التباس لازم آتا۔

پس بضرورت تعلیل بنقل اختیار افتاد، پس ضرورت کی وجہ سے تعلیل بنقل، نقل کی تعلیل کو اختیار ہوئی مولانا، نقل کی تعلیل کیا ہوئی؟ یعنی ہم نے پھر اسی وجہ سے واو اور یاء کو الف نہیں کیا گیا بلکہ کون سی تعلیل اختیار کی گئی؟ نقل، نقل حرکت والی تعلیل کو اختیار کیا گیا ضرورت کی وجہ سے، **نہ بإبدال** نہ کہ ابدال کی۔ **تا در وے نیز تغیر و تصرفے باشد**، تاکہ اس مضارع کے اندر بھی کیا ہو جائے؟ تغیر اور، **نیز تغیر و تصرفے باشد**، تاکہ اس کے اندر بھی تغیر اور، جیسے ماضی میں تغیر اور تصرف ہوا ہے۔ بھئی اس میں ہم الف کرتے ہیں تو کیا التباس دوسرے بابوں کے ساتھ؟ التباس لازم آتا ہے۔ تو لہٰذا ہم نے کون سی تعلیل اختیار کی اس میں؟ نقل حرکت والی، تاکہ ان میں بھی تغیر اور تصرف ہو جائے جیسے کس کے اندر ہوا تھا؟ ماضی کے اندر۔

با آنکہ در ماضی در بعض محل، ساتھ اس کے کہ ماضی کے اندر بعض جگہ پر **بنقل نیز تعلیل شدہ است**، نقل کے ساتھ تعلیل ہوئی ہے، ماضی کے اندر بھی بعض جگہ کس کے ساتھ تعلیل ہوئی ہے؟ آپ نے ابھی جو مثالیں ہم نے ذکر کیں اس کے اندر تو کیا ہوا تھا؟ قَالَ اور بَاعَ میں تو کیا ہوا ہے؟ قَالَ اور بَاعَ میں واو اور یاء کس سے بدلے ہیں؟ الف سے، ماضی کے اندر۔ لیکن ماضی کے بعض صیغوں میں نقل حرکت والی تعلیل بھی ہوئی ہے، تو اب اس کے ساتھ کیا ہو گئی؟ موافقت آ گئی یا نہیں آ گئی ماضی کے ساتھ؟ کن میں آئی ہے؟ کن میں وہ ماضی میں نقل حرکت ہوئی ہے؟ وہ آگے ذکر کر رہے ہیں۔

تو کہتے ہیں **و در بعض محل بنقل نیز تعلیل شدہ است**، ماضی کے اندر بھی بعض جگہ پر نقل کے ساتھ تعلیل ہوئی ہے، **چنانکہ در** قُلْتُ، جیسے کس کے اندر؟ قُلْتُ کے اندر۔ بھئی انہوں نے بتایا تھا کہ نہیں قُلْتُ اصل میں کیا تھا؟ قَوَلْتُ۔ پھر واو کو کیا فتحہ کو کس سے بدلا؟ ضمہ سے، پھر اس ضمہ کو نقل کر کے کس کو دیا؟ قاف کو، تو دیکھو نقل حرکت کے ساتھ تعلیل ہوئی یا نہیں ماضی میں؟ جی۔ **و در** بِعْتُ، اور بِعْتُ میں، **و** قِیلَ، اور اسی طرح قِیلَ کے اندر اصل میں کیا تھا؟ قول۔ جی، واو کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ قاف کو دیا، دیکھا یہاں بھی نقل حرکت ہے۔ اور بِیعَ اصل میں کیا تھا؟ بُیِعَ، یہاں بھی یاء کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ باء کو۔

و جز آں، اور ان کے علاوہ میں۔ **و در** یَقُلْنَ، اور یَقُلْنَ **کہ در اصل** یَقُوْلْنَ **بود**، یَقُلْنَ اصل میں کیا تھا؟ یَقُوْلْنَ، کہ اصل میں یہ یَقُوْلْنَ تھا، **چوں عمل بقانون مذکور کردند**، جب اس مذکورہ قانون پر عمل کیا۔ یَقُوْلْنَ، مذکورہ قانون کیا پڑھا آپ نے؟ واو کا ضمہ یا یاء کا کسرہ نقل کر کے کس کو دے دیتے ہیں؟ ماقبل کو۔ تو یہاں پر بھی یَقُوْلْنَ واو کا ضمہ نقل کر کے کس کو دیا؟ قاف کو، کیا ہوا؟ یَقُوْلْنَ، کیا ہوا؟ یَقُوْلْنَ، تو دو ساکن واو اور لام دو ساکن اکٹھے آ گئے، اجتماع سَاکِنَیْن آیا مولانا عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ تو واو کو گرا دیا، تو کیا بن گیا؟ یَقُلْنَ۔

تو کہتے ہیں **و در** یَقُلْنَ **کہ در اصل** یَقُوْلْنَ **بود**، کہ اصل میں یہ یَقُوْلْنَ تھا، **چوں عمل بقانون مذکور کردند**، جب مذکورہ قانون پر عمل کیا، **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، **یکے واو دوم لام**، پہلا، ایک واو اور دوسرا لام، **واو را بیفکنند**، واو کو گرا دیا، یَقُلْنَ **شد**، تو یَقُلْنَ ہوا۔ **و ہمچنیں در** قُلْ، اور اسی طرح قُلْ کے اندر **کہ در اصل** أُقْوُلْ **بودہ است**، کہ اصل قُلْ اصل میں کیا تھا؟ أُقْوُلْ، أُنْصُرْ بھئی أُنْصُرْ۔ **چوں بدیں قانون عمل کردند**، جب اس قانون پر عمل کیا، بھئی کیا، کیسے کیا؟ أُقْوُلْ، واو کا ضمہ نقل کر کے کس کو دیا؟ قاف کو دیا، تو واو اور لام دو ساکن آ گئے، پھر اجتماع سَاکِنَیْن کی وجہ سے کیا کیا؟ واو کو گرا دیا، کیا ہوا؟ أُقُلْ، پھر شروع میں جو ہمزۂ وصل تھا یہ کس لیے لایا گیا تھا؟ کیونکہ قاف ساکن تھا اور ساکن کے ذریعے تو ابتدا، أُقْوُلْ تھا نا قاف ساکن تھا، اور قاف سے

تو ابتدا نہیں ہو سکتی تھی، شروع میں ہمزۂ وصل مضموم لے آئے۔ اب جب قاف متحرک ہو گیا ہے تو ہمزۂ وصل کی ضرورت نہیں، تو اس کو بھی گرا دیا، تو کیا رہ گیا؟ قُلْ رہ گیا۔

تو کہتے ہیں قُلْ **کہ در اصل** أُقْوُلْ **بودہ است**، قُلْ کہ اصل کے اندر أُقْوُلْ تھا، **چوں بدیں قانون عمل کردند**، جب اس قانون پر عمل کیا، **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، **یکے را حذف کردند**، ایک کو حذف کر دیا، أُقُلْ **ماند**، کیا رہ گیا؟ أُقُلْ رہ گیا، بعدهٗ **ہمزۂ وصل را از جہت استغنا حذف کردند**، اس کے بعد ہمزۂ وصل کو استغنا، استغنا کا معنی بے پرواہونا حاجت نہ رہنا، اس کو حاجت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا، قُلْ **شد**، تو قُلْ ہوا۔ **و ایں اصل باعتبار وضع است**، کہتے ہیں یہ اصل وضع کے اعتبار سے ہے۔ باب نَصَرَ ہے نا، باب نَصَرَ کے بغیر، اس کا امر کیا آتا ہے؟ أُنْصُرْ، تو اس اعتبار سے ہم نے قُلْ کی اصل کیا نکالی؟ أُقْوُلْ نکالی۔ ورنہ کہتے ہیں اگر یہ دیکھا جائے کہ امر تو بنتا ہے مضارع سے، کس سے بنتا ہے؟ مضارع سے۔ تو مضارع اس کا کیا تھا؟ یَقُولُ، مخاطب کا صیغہ بنانا ہے امر کا، تَقُولُ، کس سے بنائیں گے؟ تَقُولُ سے قُلْ کا صیغہ بنائیں گے کیونکہ قُلْ مخاطب کا صیغہ ہے تو مضارع میں بھی کون سا صیغہ نکال لو؟ مخاطب والا، وہ تَقُولُ ہے۔ اچھا، تَقُولُ سے اب بنائیں، کیسے بنائیں گے؟ شروع سے علامت مضارع تاء گرا دی، آخر سے لام کو کیا کر دیا؟ ساکن، کیا رہ گیا؟ قول، قول، پھر اجتماعِ سَاكِنَيْن کی وجہ سے واو کو گرا دیا تو کیا ہوا؟ قُلْ۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تو مضارع سے یہ اس طرح بنا ہے، باقی کہتے ہیں وہ جو ہم نے أُقْوُلْ نکالی تھی وہ اصل وضع کے اعتبار سے نکالی تھی اصل۔ سمجھ میں آئی بات بھئی؟

تو کہتے ہیں **و ایں اصل باعتبار وضع است**، یہ اصل جو ہے وضع کے اعتبار سے ہے، **اما باعتبار آں کہ بنائے امر بعد تعلیل مضارع است**، باقی بایں اعتبار کہ امر کی بناء جو ہے یعنی امر کا بنانا جو ہے **بعد تعلیل مضارع است**، کس کے بعد ہے؟ مضارع کی تعلیل کے بعد ہے، **در اصل قول بود**، تو قُلْ اصل میں کیا تھا؟ قول تھا **بضم لام**، لام کے ضمے کے ساتھ، بعدهٗ **لام ساکن شد از جہت امر**، اس کے بعد لام ساکن ہوا امر کی وجہ سے، کہ امر کا آخر ساکن ہوتا ہے، **و واو افتاد از جہت التقاء** سَاكِنَيْن، اور واو گر گیا التقاءِ سَاكِنَيْن کی وجہ سے، قُلْ **شد**، تو قُلْ ہوا۔ **و ہمچنیں در** مَقُولٌ، اور اسی طرح کس کے اندر؟ مَقُولٌ کے اندر، **کہ در اصل** مَقْوُولٌ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ مَقْوُولٌ تھا، مَقْوُولٌ بھئی۔ مَقُولٌ اصل میں کیا تھا؟ بھئی گردان کیسے ہو گی؟

قَالَ يَقُولُ قَوْلًا	فَهُوَ قَائِلٌ	وَقِيلَ يُقَالُ قَوْلًا	فَذَاكَ مَقُولٌ

۔ تو یہ مَقُولٌ اسم مفعول اصل میں کیا تھا؟ مَقْوُولٌ، کیسے، کس وزن پر آپ لے گئے؟ نَصَرَ سے ہے تو مَنْصُورٌ، مَقْوُولٌ بروزن مَنْصُورٌ۔ پھر اس کے بعد کیا کیا؟ اسی قانون پر عمل کیا، واو پر ضمہ تھا اور ما قبل ساکن تھا، اس کو نقل کر کے کس کو دے دیا؟ قاف کو دیا، تو کیا ہوا؟ مَقْوُولٌ، اب دو واو ہیں درمیان میں، ایک واو پہلے ہی تھا اور ایک یہ دوسرا واو بھی ساکن ہوا، تو اجتماعِ سَاكِنَيْن آیا تو ایک واو کو گرا دیا، کیا رہ گیا؟ مَقُولٌ ہو گیا بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ اب اس میں اختلاف ہے پہلا واو گرا ہے یا دوسرا واو گرا ہے، مَقُولٌ میں۔ یہ مَقُولٌ میں ایک واو گرا ہے، کون سا واو گرا؟ پہلا یا دوسرا؟ بعض صرفی کیا کہتے ہیں؟ پہلا واو گرا۔ کیوں؟ کہتے ہیں اس لیے کہ، نہیں، بعض، پہلے دوسرے کا قول لے لیں۔ بعض کہتے ہیں دوسرا واو گرا ہے، کیوں؟ دوسرا واو، دوسرا واو گرا ہے کیونکہ پہلا واو اصلی ہے، مَقْوُولٌ، مفعول، دیکھا؟ پہلا، پہلا واو کیا ہے؟ عَيْن کلمہ ہے، تو دوسرا واو زائد ہے اور زائد زیادہ لائق ہے کہ اس کو گرایا جائے، اصل کو برقرار رکھنا چاہیے اور زائد کو کیا کرنا چاہیے؟ گرانا چاہیے۔ تو لہٰذا مَقُولٌ میں جو واو باقی ہے وہ عَيْن کلمہ ہے، وہ کیا ہے؟ اور وہ جو زائد تھا وہ گر گیا۔ تو مَقْوُولٌ بروزن مفعول، کون، پھر کیا گرا ہے؟ کون سا واو گرا ہے؟ جو زائد تھا، تو معلوم ہوا اب جو مَقُولٌ رہ گیا اس کا وزن کیا ہے؟ مَفْعُلٌ، یہ واو عَيْن کلمہ ہے وہ زائد کو گرایا ہے، مفعول تھا نا مفعول، وہ واو زائد گر گیا، کیا رہ گیا؟ مَفْعُلٌ، مَقُولٌ بروزن مَفْعُلٌ، سمجھ میں آیا بھئی؟ یہ عَيْن ساکن ہوا اس کا ضمہ نقل کر کے ما قبل کو دیا تھا۔ جبکہ دوسرے نحوی کہتے ہیں نہیں، وہ جو دوسرا واو ہے وہ نہیں گرے گا، پہلا واو گرے گا۔ کیوں؟ کہتے ہیں اس لیے کیونکہ دوسرا واو علامت ہے مفعول، اسم مفعول کی علامت ہے، اور علامت کو نہیں گرایا جاتا۔ لہٰذا پہلے واو کو گرائیں گے۔ تو جب پہلا واو گرا وہ تو تھا حرف اصلی یعنی عَيْن کلمہ، تو عَيْن کلمہ گر گیا۔ تو مَقُولٌ کا وزن کیا ہے؟ مَفُولٌ، عَيْن گر چکا ہے۔ پہلے قول کے مطابق کیا گرا تھا؟ واو گرا تھا تو کیا مَقُولٌ کا وزن کیا تھا؟ مَفْعُلٌ، یہ جو واو ہے یہ عَيْن ہے تو عَيْن کو رکھو وزن میں۔ اور دوسرے کے قول کے مطابق کون سا واو گرا ہے؟ عَيْن گر گیا، تو مَقُولٌ ادھر، کیا بناؤ؟ عَيْن کے بغیر وزن پڑھو، مَفُولٌ، کیا بن گیا؟ مَفُولٌ۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟

تو کہتے ہیں **و ہمچنیں در** مَقُولٌ، اور اسی طرح مَقُولٌ کے اندر **کہ در اصل** مَقْوُولٌ **بود**، کہ اصل میں یہ مَقْوُولٌ تھا، **چوں عمل بدیں قانون مذکور کردند**، جب عمل اس مذکورہ قانون پر کیا، **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، **نزدیک** سِيْبَوَيْه **واو دوم افتاد**، امام سِيْبَوَيْه کے نزدیک دوسرا واو گرا۔ کیوں

دوسرا واو گرا؟ کیونکہ پہلا اصلی ہے اور دوسرا زائد ہے، اور زائد زیادہ لائق ہے کہ اس کو کیا کر دیا جائے؟ گرایا جائے، زائد کو ہی گرانا چاہیے۔ **ونزدیک** اَخْفَش **واو اول افتاد**، اور امام اَخْفَش کے نزدیک پہلا واو گرا ہے۔ کیوں پہلا کیوں گرا؟ دوسرا علامت ہے اور علامت کو کیا کیا جاتا ہے؟ اس کو نہیں گرایا جاتا۔

تو کہتے ہیں **ومَقُوْلٌ شد**، مَقُوْلٌ ہو گیا۔ **وہمچنیں** مَبِیعٌ، اور اسی طرح مَبِیعٌ، **کہ در اصل** مَبْیُوعٌ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ مَبْیُوعٌ تھا مَبْیُوعٌ، مفعول۔ **چوں بدیں قانون عمل کردند**، جب اس قانون پر عمل کیا، **دو ساکن**، یعنی یَاء کا ضمہ نقل کر کے کس کو دے دیا؟ بَاء کو، تو **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، ایک یَاء اور ایک واو۔ **واورا حذف کردند نزدیک** سِیْبَوَیْہ، واو کو حذف کر دیا امام سِیْبَوَیْہ کے نزدیک، **زیرا کہ** یَاء **اصلی است وواو زائدہ است**، اس لیے کیونکہ یَاء اصلی ہے اور واو زائدہ ہے۔ **وضمہ ما قبل** یَاء **را بکسرہ بدل کردند**، اور یَاء کے ماقبل کے ضمہ کو کس سے بدل دیا؟ کسرہ سے بدل دیا، **تا** یَاء **سلامت ماند**، تاکہ یَاء سلامت رہے، تو مَبِیعٌ **شد**، کیا ہوا؟ مَبِیعٌ ہوا۔ **ونزدیک** اَخْفَش یَاء **را حذف کردند**، اور امام اَخْفَش کے نزدیک یَاء کو حذف کیا، **زیرا کہ واو علامت مفعول است**، اس لیے کیونکہ واو کیا ہے؟ مفعول کی علامت ہے۔ **وضمہ ما قبل** یَاء **را بکسرہ بدل کردند**، تو اور یَاء کے ماقبل کے ضمہ کو کس سے بدل دیا؟ کسرہ سے بدل دیا، **واو ساکن از جہت کسرۂ ما قبل** یَاء **گردد**، بھئی یَاء کو گرا دیا تھا واو ابھی بھی باقی تھا۔ پھر کیا بنا تھا؟ مَبُوْعٌ، کیا بن گیا؟ مَبُوْعٌ، پھر اس بَاء کے ضمہ کو کس سے بدل دیا؟ کسرہ سے، کیا بن گیا؟ مَبِوْعٌ، پھر ماقبل کسرے کی وجہ سے واو کو کس سے بدل دیا؟ یَاء سے تو مَبِیعٌ ہوا۔ یہی بات کر رہے ہیں۔

تو کہتے ہیں **واو ساکن از جہت کسرۂ ما قبل** یَاء **گردد**، تو واو ساکن ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یَاء ہو گیا، مَبِیعٌ **شد**، تو مَبِیعٌ ہوا۔ **و بعض صرفیاں پیش از اعلال تحویل مے کنند**، اور بعض صرفی جو ہیں اعلال سے پہلے، **پیش از اعلال** اعلال سے پہلے **تحویل مے کنند**، وہ کیا کرتے ہیں؟ تحویل کرتے ہیں، بدلتے ہیں، **کہ از** مَبْیُوْعٌ مَبْیِوْعٌ **آورند**، کیا لے آتے ہیں؟ مَبْیِوْعٌ، یعنی دیکھو مَبْیُوْعٌ ہے، یَاء کے ضمے کو وہ پہلے ہی اس میں تحویل کر دیتے ہیں، ضمے کو کس سے بدل دیتے ہیں؟ کسرے سے، تو مَبْیِوْعٌ ہوا۔ **واورا از جہت کسرہ**، پھر تو دیکھو واو سے ماقبل کیا آیا؟ کسرہ، تو **واورا از جہت کسرۂ ما قبل** بیَاء **بدل کنند**، پھر واو کو ماقبل کسرے کی وجہ سے یَاء کے ساتھ بدلتے ہیں، **وبعدہٗ بقانون مذکور کسرہ از** یَاء **نقل مے کنند**، اور اس کے بعد مذکورہ قانون سے کسرہ کو یَاء سے نقل کر، کیا بن گیا تھا بھئی؟ مَبْیِوْعٌ تھا پھر واو کو بھی کس سے بدل گیا؟ یَاء سے، کیا بن گیا؟ مَبْیِیْعٌ، پھر یَاء کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ بَاء کو دیا، تو دو یَاء اکٹھی ہوئیں دونوں ساکن ہیں اجتماعِ سَاکِنَیْن آیا، ایک یَاء گر گئی تو کیا بن گیا؟ مَبِیعٌ۔

تو کہتے ہیں **بعدہٗ بقانون مذکور**، اس کے بعد مذکورہ قانون کے مطابق جو ہے **کسرہ از** یَاء **نقل مے کنند**، کسرہ کو یَاء سے نقل کرتے ہیں، **وبما قبل مے دہند**، اور ماقبل کو دے دیتے ہیں، **و یک** یَاء **از جہت اجتماع** سَاکِنَیْن **حذف مے کنند**، اور ایک یَاء کو اجتماعِ سَاکِنَیْن کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں۔ بات سمجھ میں آئی بھئی؟ تو بعض صرفیوں کا یہ طریقہ ہے، امام سِیْبَوَیْہ کا وہ طریقہ، اور امام اَخْفَش کا وہ طریقہ مولانا، سمجھ میں آیا؟

بداں کہ، جان لے تو کہ۔ یہاں سے ایک اور فائدہ بتلا رہے ہیں، **بداں کہ** جان لے تو کہ، **استعمال اصل در یائی بسیار آمدہ است**، بھئی دیکھیے کہتے ہیں یہاں تعلیل ہاں انہوں نے کی بھئی، مَبْیُوْعٌ میں تعلیل کی، سمجھ میں آیا؟ مَقْوُوْلٌ میں کیا کی؟ تعلیل کی۔ مَبْیُوْعٌ سے کیا بنا دیا؟ مَبِیعٌ، مَقْوُوْلٌ سے کیا بنایا؟ مَقُوْلٌ، اعلال کیا۔ کہتے ہیں بعضوں میں اعلال نہیں کرتے، بعض لفظ عربی میں ایسے آئے ہیں کہ ان میں اکثر اعلال نہیں کرتے، اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وزن بنتا ہے بھئی۔

تو کہتے ہیں **استعمال اصل در یائی بسیار آمدہ است**، یائی کے اندر اصل کا استعمال زیادہ آیا ہے، جو اجوف یائی ہے اس میں اصل کے مطابق استعمال زیادہ ہے، **اگرچہ شاذ است**، اگرچہ یہ کیا ہے؟ شاذ ہے، یعنی خلاف قانون ہے، قانون کے مطابق اعلال ہونا چاہیے تھا لیکن اصل کے مطابق ہی رکھتے، عرب میں استعمال انہیں کرتے ہیں اور کس میں کرتے ہیں؟ اجوف یائی میں۔ **چوں** مَعْیُوْبٌ، جیسے مَعْیُوْبٌ، حالانکہ اس میں اعلال ہونا چاہیے تھا، یَاء کا ضمہ نقل کر کے کس کو دینا چاہیے تھا؟ عَیْن کو۔ **ومَدْیُوْنٌ**، یہاں پر بھی کیا ہونا چاہیے تھا؟ یَاء کا ضمہ نقل کر کے ماقبل کو، اسی طرح مَبْیُوْعٌ وغیرہ۔ **ودر واوی اندک**، اور واوی کے اندر کم، تھوڑا، اندک کا معنی تھوڑا۔ یائی میں زیادہ، اصل کا استعمال زیادہ آیا ہے اور واوی میں تھوڑا، **چوں** مَصْوُوْنٌ، جیسے مَصْوُوْنٌ **ومَقْوُوْلٌ**۔

وہمچنیں، جی، اب پھر وہی قانون سے متعلقہ اور بحث ذکر کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں **وہمچنیں در**

أُغِیثَ	أُسْتُغِیثَ	مُغِیثٌ	مُسْتَغِیثٌ

، اور اسی طرح ہے أُغِیثَ اور أُسْتُغِیثَ اور مُغِیثٌ اور مُسْتَغِیثٌ کے اندر، **کہ در اصل**، کہ اصل کے اندر یہ

أُغْوِثَ	أُسْتُغْوِثَ	مُغْوِثٌ	مُسْتَغْوِثٌ

بود، اصل میں یہ الفاظ تھے۔ أُغِيثَ اصل میں کیا تھا؟ أُغْوِثَ، دیکھو واو کا کسرہ نقل کر کے ماقبل غَيْن کو دیا اور پھر واو کو کس سے بدل دیا؟ ماقبل کسرہ کی وجہ سے یَاء سے بدلا، تو أُغِيثَ ہوا۔ أُسْتُغْوِثَ، واو کا کسرہ نقل کر کے کس کو دیا؟ غَيْن کو دیا اور پھر ماقبل کسرہ کی وجہ سے اس واو کو کس سے بدل دیا؟ یَاء سے، تو أُسْتُغِيثَ ہوا۔ اسی طرح مُغْوِثٌ، مُسْتَغْوِثٌ ان سے مُغِيثٌ اور مُسْتَغِيثٌ بنا دیے۔

تو کہتے ہیں یہ ان کی اصل تھی، **چوں بقانون مذکور عمل کردند**، جب مذکورہ قانون پر عمل کیا، **کسرہ از واو نقل کردہ بما قبل دادند**، کسرہ واو سے نقل کر کے ماقبل کو دے دیا، ان سب کے اندر واو سے کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دے دیا، **وواو ساکن از جہت کسرۂ ما قبل** یَاء **گشت**، اور وہ واو ساکن جو ہے ماقبل کسرہ کی وجہ سے یَاء ہو گیا۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ: فِي قَوَانِينِ إِعْلَالِ النَّاقِصِ

ناقص کے طرف، جزم ووقف، بابِ تفعیل اور ضمیرِ غائب کے قوانین (اسباق ۱۳۱ تا ۱۳۵)

فصلِ چہارم (ناقص): واو و یا در طرفِ کلمہ بعد از الفِ زائدہ

سبق نمبر ۱۳۱—تاریخِ درس: ۶ جون ۲۰۰۹ء

فصل چہارم در بیان قوانین اعلال ناقص۔ چوتھی فصل ناقص کے اعلال کے قوانین کے بیان میں۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ اجوف سے متعلقہ قوانین ختم ہوئے، اب ناقص کے اندر جو اعلالات ہوتے ہیں ان سے متعلقہ قوانین ہم پڑھیں گے بھئی۔[1]

یکے آنکہ ہر واو و یا کہ در طرف افتد۔ ایک تو یہ قانون ہے کہ ہر وہ واو اور یا کہ **در طرف افتد**، جو کہ طرف میں واقع ہو بھئی۔ ایک جانب میں واقع ہو، واو اور یا جانب میں واقع ہو۔ **یا در حکم طرف**، یا طرف میں تو نہیں ہے لیکن طرف کے حکم، یعنی ایک جانب میں ہونے کے حکم میں ہیں۔ بھئی ایک جانب میں ہونے کے حکم میں کس وجہ سے ہیں؟ کہتے ہیں **بسبب اتصال چیزے کہ لازم نباشد**، بوجہ مل جانے ایسی چیز کے جو کہ لازم نہ ہو بھئی۔ ایسی چیز کلمے کے ساتھ مل گئی جو اس کے ساتھ لازم نہیں۔ تو اس چیز کے ساتھ ملنے کی وجہ سے واو اور یا اب طرف میں نہیں رہے، بیچ میں آ گئے۔ آخر میں وہ چیز مثلاً تاء ساتھ مل گئی بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ جیسے آگے مثالیں آ رہی ہیں بھئی، جیسے عَدَّاءَةٌ بھئی، سَقَّاءَةٌ بھئی۔

چلیے پہلے قانون تو ہم پہلے پورا پڑھ لیں بھئی۔ تو آخر میں کوئی تاء وغیرہ ساتھ مل گئی، جس کی وجہ سے وہ واو اور یا طرف میں تو نہ رہے لیکن وہ چیز عارضی ہے، اس لیے یہ کیا کہا جائے گا کہ طرف میں تو نہیں لیکن طرف کے حکم میں ہے۔ اس کا اب بھی وہی حکم ہو گا جو کس کا حکم تھا؟ جو طرف میں ہونے کا تھا۔ **چوں تائے عارض**، جیسے تائے عارض بھئی، جیسے عارضی تاء۔ وہ تاء جو پھر عارض ہو جائے۔ عارضی تاء بھئی جو کبھی کلمے کے ساتھ جڑتی ہے، کبھی الگ ہو جاتی ہے۔ مثلاً بھئی ضَارِبٌ مذکر کے لیے ہے تو ضَارِبَةٌ مؤنث کے لیے ہے۔ تو دیکھو یہ تاء مؤنث کے لیے ساتھ جڑی اور مذکر کے لیے کیا ہو گئی؟ الگ ہو گئی۔ تو یہ تاء کیا ہے؟ تائے عارض ہے۔ اس طرح کا کوئی کلمہ ہو جس میں واو اور یا آخر میں آ رہا ہو بھئی۔ **و پیش از وے الف زائدہ باشد**، اور اس واو یا یا سے پہلے کیا ہو؟ الف زائدہ ہو۔ قانون کیا ہوا؟ واو اور یا طرف میں ہوں یا طرف کے حکم میں ہوں اس وجہ سے کہ کوئی ایسی چیز ساتھ ملی ہے جو لازمی نہیں ہے، اور اس واو اور یا سے پہلے کیا ہو؟ الف زائدہ ہو، تو **ہمزہ گردد**، وہ واو اور یا ہمزہ ہو جائیں گے۔

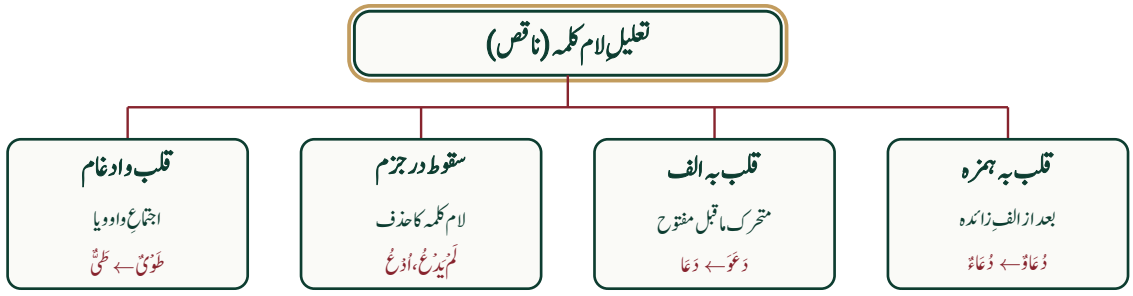
چوں

كِسَاءٌ	رِدَاءٌ	عَدَّاءَةٌ	سَقَّاءَةٌ

، کہ در اصل

---

[1] ویکٹر نقشہ: اعلالِ ناقص کے اہم قواعد



كِسَاوٌ	رِدَايٌ	عَدَّاوَةٌ	سَقَّايَةٌ

بود۔ تو دیکھو كِسَاءٌ اصل میں كِسَاوٌ تھا۔ واو طرف میں آیا اور اس واو سے پہلے الف زائدہ ہے، تو یہ واو کس سے بدل گیا؟ ہمزہ سے، تو كِسَاءٌ ہوا۔ اسی طرح بھئی رِدَايٌ تھا۔ یا طرف میں آئی، اس سے ماقبل الف زائدہ تھا، تو یہ یا ہمزہ سے بدل گئی، تو کیا بن گیا؟ رِدَاءٌ بن گیا۔ اسی طرح عَدَّاءَةٌ اصل میں کیا تھا؟ عَدَّاوَةٌ بھئی۔ تو یہ تاء ساتھ تو مل گئی لیکن یہ تاء لازمی نہیں۔ یہ تاء لازمی نہیں۔ کیسے؟ بھئی جیسے عَدَّاءَةٌ عربی میں استعمال ہوتا ہے، اسی طرح عَدَّاءٌ بھی استعمال ہوتا ہے۔ تاء کے بغیر بھی استعمال ہوتا ہے اور تاء کے ساتھ بھی۔ اگر تاء کے بغیر استعمال ہوتا ہی نہ، ہمیشہ عَدَّاءَةٌ استعمال ہوتا، تو ہم کہتے یہ تاء لازمی ہے۔ کبھی جدائی ہی نہیں ہوتی بھئی، اس کے بغیر یہ عَدَّاءٌ کبھی پڑھا ہی نہیں جاتا، تو پھر کیا کہنا تھا؟ یہ تاء عارضی ہے یا لازمی ہے؟ پھر تو کہتے یہ تاء لازمی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کلام عرب میں تاء کے ساتھ بھی یہ استعمال اور تاء کے بغیر بھی۔ معلوم ہوا یہ تاء جو ساتھ اس کے مل گئی یہ عارضی ہے، لازمی نہیں۔ جب یہ عارضی ہے تو اس تاء سے پہلے جو واو آیا، عَدَّاوَةٌ، تو یہ واو طرف میں تو نہیں لیکن طرف کے حکم میں ہے، اور اس سے ماقبل الف زائدہ ہے، تو یہ واو کس سے بدل گیا؟ ہمزہ سے بھئی، تو عَدَّاءَةٌ ہوا، عَدَّاءَةٌ۔ اسی طرح سَقَّايَةٌ بھئی۔ یا آئی اور یہ تاء اس کے ساتھ لازم نہیں، تو یہ یا جو ہے طرف کے حکم میں ہوئی، اور اس سے پہلے الف زائدہ ہے، تو یہ یا کس سے بدل گئی؟ ہمزہ سے، تو سَقَّاءَةٌ ہوا۔

بخلاف

هِدَايَةٌ	عَدَاوَةٌ	سِقَايَةٌ	شَقَاوَةٌ

، کہ تاء لازم است۔ دیکھیے

هِدَايَةٌ	عَدَاوَةٌ	سِقَايَةٌ	شَقَاوَةٌ

، ان سب میں الف زائدہ کے بعد یا ہے یا واو۔ لیکن ان کے ساتھ جو تاء ملی ہے وہ لازم ہے۔ یعنی هِدَايَةٌ لفظ تو استعمال ہے، تاء کے بغیر هِدَايٌ استعمال نہیں، معلوم ہوا یہ تاء لازم ہے، عارضی نہیں۔ اسی طرح عَدَاوَةٌ کے اندر بھی یہ تاء لازمی ہے۔ تو یہ تاء لازم ہے۔ **وبخلاف** ثَايٌ و رَايٌ **کہ الف اصلی است**۔ نیز قانون میں شرط بتلائی تھی کہ وہ واو یا یا کس کے بعد ہوں؟ الف زائدہ کے بعد۔ لہٰذا ثَايٌ اور رَايٌ پر آپ اعتراض نہیں کر سکتے، اس لیے کیونکہ اس میں جو الف آیا وہ زائد نہیں بلکہ اصلی ہے۔ تو کہتے ہیں **وبخلاف** ثَايٌ و رَايٌ، بخلاف ثَايٌ اور رَايٌ کے، **کہ الف اصلی است**، کہ الف کیا ہے؟ اصلی ہے۔ یہاں تک بات سمجھ میں آگئی بھئی؟

سوال۔ اب اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں **بالا گذشت است**، اوپر گزرا ہے **کہ ضمہ و کسرہ بر واو و یا**، کہ ضمہ اور کسرہ واو اور یا پر، **بعد سکون ثقیل نیست**، سکون کے بعد ثقیل نہیں ہے۔ آپ نے ہمیں اوپر بتلایا تھا کہ واو اور یا پر ضمہ اور کسرہ کس کے بعد آئے؟ سکون کے بعد آئے، تو یہ ثقیل نہیں ہے۔ **پس بایستی کہ واو در كِسَاءٌ و یا در رِدَاءٌ سلامت ماندے**، پس چاہیے تھا کہ واو جو كِسَاءٌ میں ہے اور یا جو رِدَاءٌ میں ہے **سلامت ماندے**، سلامت باقی رہے، **و اعلال نشدے**، اور اعلال نہ ہو۔ **ہم چنیں در** قَائِلٌ و بَائِعٌ، اسی طرح قَائِلٌ اور بَائِعٌ میں بھی بھئی۔ قَائِلٌ اصل میں کیا تھا؟ قَاوِلٌ، اور بَائِعٌ اصل میں کیا تھا؟ بَايِعٌ۔ تو اس میں اعلال نہیں ہونا چاہیے تھا۔ واو کو واو اور رکھتے، یا کو یا رکھتے۔ کیوں؟ کیونکہ ان سے ماقبل کیا آیا؟ ساکن آیا ہے بھئی، کیا آیا؟ ساکن آیا، جیسے كِسَاءٌ اور رِدَاءٌ میں بھئی۔

جواب بھئی۔ جواب، **ضمہ و کسرہ بر واو و یا بعد سکون وقتے ثقیل نیست، کہ ساکن ماقبل واو و یا الف زائدہ نباشد**۔ کہتے ہیں ضمہ اور کسرہ **بر واو و یا**، واو اور یا پر ضمہ اور کسرہ، **بعد سکون**، کس کے بعد؟ سکون کے بعد، **وقتے ثقیل نیست**، یہ اس وقت ثقیل نہیں ہے **کہ ساکن ماقبل واو و یا الف زائدہ نباشد**، کہ وہ ساکن جو واو اور یا سے ماقبل ہے وہ الف زائدہ نہ ہو بھئی۔ ان سے ماقبل کوئی الف کے علاوہ کوئی اور ساکن آجائے تو پھر ہم کہیں گے کہ واو اور یا پر ضمہ اور کسرہ ثقیل نہیں ہے، اور اگر ماقبل میں ساکن کون سا آجائے؟ الف آجائے، تو اس کی بات الگ ہے جو آگے ذکر کر رہے ہیں۔ **و این جا ساکن ماقبل ایشاں الف زائدہ است**، اور

یہاں پر ساکن ان سے ماقبل جو ہے وہ الف زائدہ ہے۔ **از آنکہ الف زائدہ در حکم عدم است**، اس وجہ سے کہ الف زائدہ عدم کے حکم میں ہے، نہ ہونے کے حکم میں ہے۔ اس کا ہونا بھی کس کی طرح ہے؟ نہ ہونے کی طرح ہے۔ **پس چناں است کہ واو و یا بعد حرف متحرک است**، پس ایسا ہی ہے کہ گویا کہ واو اور یا حرف متحرک کے بعد ہیں۔ کس کے بعد ہیں؟ متحرک کے۔ بھئی ان سے ماقبل اگر ساکن آجائے پھر تو ان پر ضمہ اور کسرہ ثقیل نہیں ہوتا، لیکن یہ الف زائدہ کس کے حکم میں ہے؟ عدم کے حکم میں۔ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ تو یہ جب موجود بھی ہے تو گویا کہ نہیں ہے، اور جب نہیں ہے تو واو اور یا جس پر ضمہ اور کسرہ تھا، ان سے ماقبل ساکن نہ رہا، ساکن نہیں ہے۔ جب ساکن کوئی نہیں ہے تو ان پر ضمہ اور کسرہ ثقیل ہے، تو اعلال کریں گے۔

دیگر ہر واو کہ در طرف افتد یا در حکم طرف۔ کہتے ہیں دوسرا قانون یہ کہ ہر وہ واو جو کہ طرف میں ہو، طرف میں واقع ہو، **یا در حکم طرف**، یا کیا ہو، کہاں ہو؟ طرف کے حکم میں ہو، **بسبب اتصال چیزے کہ لازم نباشد**، بوجہ مل جانے ایسی چیز کے جو کہ لازم نہ ہو، **چوں الف ضمیر**، جیسے الف ضمیر، ضَرَبَا۔ یہ الف جو آیا، یہ کیا ہے ضَرَبَا کے اندر؟ یہ ضمیر ہے۔ اچھا تو **و تائے تانیث**، یا ایسی چیز، کیا کہہ رہے ہیں، ایسی چیز مل جائے ساتھ جو لازم نہ ہو، جیسے الف ضمیر ہے، **و تائے تانیث**، اور تانیث کی تاء ہے۔ **و ما قبل او مکسور باشد**، اور اس واو کا ماقبل کیا ہو؟ مکسور ہو، **آں واو یا گردد**، وہ واو یا ہو جاتا ہے۔ **چوں** دُعِيَ، جیسے دُعِيَ، **و** رَضِيَ، **و قوی**، **و**

دُعِيَا	رَضِيَا	قَوِيَا	يُغْزِيَانِ
يُرْضِيَانِ	دَاعِيَةٌ	رَاضِيَةٌ	

۔جی، اب آگے **کہ در اصل**، کہ اصل میں، سب کی اصل بتا رہے ہیں: دُعِيَ کی اصل کیا ہے؟ دُعِوَ۔ رَضِيَ کی اصل کیا ہے؟ رَضِوَ۔ قوی کی اصل کیا ہے؟ قَوِوَ۔ جی، دُعِيَا کی اصل کیا ہے؟ دُعِوَا۔ اچھا جی، رَضِيَا کی اصل کیا ہے؟ رَضِوَا۔ جی، قَوِيَا کی اصل قَوِوَا۔ جی، يُغْزِيَانِ کی اصل يُغْزِوَانِ۔ اسی طرح جی

يُرْضِوَانِ	دَاعِوَةٌ	رَاضِوَةٌ

بود بھئی۔ یہ ان سب کی اصل بتا دی۔

جی، اوپر والے صیغوں میں دیکھیے ان سب میں واو جو تھا کہاں تھا؟ طرف میں تھا یا طرف کے حکم میں تھا، اور اس سے ماقبل کسرہ تھا، تو وہ واو کس سے بدل گیا؟ یا سے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ یہ جی، تو الف ضمیر کبھی ساتھ ہو گا کبھی نہیں بھئی۔ قَالَ میں الف ضمیر نہیں ہے، قَالَا اس میں دیکھو کیا آگیا؟ الف ضمیر آگئی۔ تو دیکھو الف یہ ضمیر لازمی نہیں ہے۔ قانون سمجھ میں آگیا بھئی؟

و در دُعُوْا کہ در اصل دُعِوُوْا **بود**، اور دُعُوْا میں کہ اصل کے اندر دُعِوُوْا تھا۔ جی،

دُعِيَ	دُعِيَا	دُعُوْا

بھئی، جمع کا صیغہ، جمع مذکر غائب کا۔ کہتے ہیں دُعُوْا اصل میں دُعِوُوْا تھا۔ باب کون سا ہے بھئی؟ نَصَرَ ہے۔ جی

نَصَرَ	نَصَرَا	نَصَرُوْا

۔ مجہول کا صیغہ ہے نا۔ جی مجہول کا۔

نُصِرَ	نُصِرَا	نُصِرُوْا

۔تو یہاں بھی دُعِوُوْا واو کے ساتھ بھئی۔ تو کہتے ہیں دُعُوْا اصل میں دُعِوُوْا تھا۔ **چوں بقانون مذکور عمل کردند**، جب مذکورہ قانون پر عمل کیا، **دُعِیُوْا شد** بھئی۔ وہ جو واو تھا بھئی طرف میں تھا، طرف کے حکم میں تھا، ماقبل کسرہ تھا، وہ کس سے بدل گیا؟ یا سے، تو دُعِیُوْا شد، دُعِیُوْا ہو گیا۔ **ضمہ بر یا دشوار داشتند**، ضمہ کو یا پر دشوار سمجھتے ہیں، **نقل کردہ بما قبل دادند**، تو نقل کر کے ماقبل کو دے دیا، **دو ساکن باہم آمدند** بھئی۔ دُعِیُوْا تھا، اب ضمہ کہاں چلا گیا؟ عین پہ چلا گیا، یا بھی ساکن واو بھی ساکن۔ تو **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، **یکے یا**، ایک یا، **دوم واو**، دوسرا واو۔ **یا افتاد**، یا گر گئی، دُعُوْا **شد**، کیا ہوا؟ دُعُوْا ہو گیا۔

ایں اصل باعتبار وضع است۔ کہتے ہیں یہ جو ہم نے دُعُوْا کی اصل کیا بتائی؟ دُعِوُوْا بتائی واو کے ساتھ۔ کہتے ہیں یہ اصل باعتبار وضع کے ہے بھئی، یہ اصل کس اعتبار سے ہے؟ وضع کے اعتبار سے ہے۔ **اما باعتبار آنکہ بنائے جمع بعد تعلیل واحد است، در اصل** دُعِیُوْا **بود**۔ باقی بایں اعتبار کہ جمع کی بناء **بعد تعلیل واحد است**، واحد کی تعلیل کے بعد ہے۔ جمع کب بنے گی؟ واحد کے بعد۔ پہلے مفرد کا صیغہ بنے گا، پھر اس کے بعد جا کر آگے جمع کا صیغہ بنے گا۔ تو جب مفرد کے اندر وہ واو پہلے ہی یا بن چکا ہے، تو جمع میں بھی یا ہی کہیں گے، واو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مفرد کیا تھا؟ دُعِوَ، پھر کیا بن گیا؟ دُعِیَ، وہ واو کیا بن گیا؟ یا ہو گئی۔ اب اسی کے، اسی دُعِیَ سے آگے کیا بنے گا؟ جمع کا صیغہ دُعِیُوْا، اسی یا کے ساتھ کیا لگ گیا؟ واو ضمیر لگ گئی۔ سمجھ میں آیا؟

تو کہتے ہیں بایں اعتبار کہ جمع کی بناء جو ہوتی ہے وہ مفرد کی بناء کے بعد ہوتی ہے، **در اصل** دُعِیُوْا **بود**۔ تو دُعُوْا اصل میں کیا تھا؟ دُعِیُوْا تھا۔ **ضمہ بر یا ثقیل داشتند**، ضمہ کو یا پر ثقیل سمجھا، **نقل کردہ بما قبل دادند**، نقل کر کے ماقبل کو دے دیا، **بعد ازالۂ حرکت ماقبل**، ماقبل کی حرکت کو گرا دینے کے بعد بھئی۔ عین کی اپنی حرکت گرا دی جو اس پر کسرہ تھا، پھر ضمہ نقل کر کے اسے دے دیا، **تو التقائے ساکنین شد**، تو اجتماع ساکنین ہوا، **در میان یا و واو**، کس کے درمیان؟ واو اور یا کے درمیان، **یا افتاد**، یا گر گئی، دُعُوْا **شد**، تو دُعُوْا ہو گیا۔

و در دَاعٍ **کہ در اصل** دَاعِوٌ **بودہ است**، دَاعٍ کے اندر بھئی، اسم فاعل جو ہے کہ اصل میں دَاعِوٌ تھا۔ **چوں بقانون مذکور عمل کردند**، جب مذکورہ قانون پر عمل کیا، **تو داعی شد**، کہ وہ واو کس سے بدل گیا؟ یا سے بدلا، تو داعی ہوا۔ **در حالت رفعی و جری**، کس حالت میں؟ حالت رفعی اور جری میں۔ **چوں**

جَاءَنِيْ	دَاعٍ	مَرَرْتُ	بِدَاعٍ

۔جی، **ضمہ و کسرہ بر یا دشوار داشتند**، ضمہ اور کسرہ کو یا پر دشوار رکھا، دشوار سمجھا، **ساکن کردند**، اس کو کیا کر دیا؟ ساکن کر دیا۔ **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، **یا و تنوین**، ایک یا اور ایک تنوین۔ **یا افتاد**، یا گر گئی، دَاعٍ **شد**، تو دَاعٍ ہوا۔ بھئی داعی تھا، داعی۔ داعی بھی اصل میں کیا تھا؟ دَاعِوٌ تھا۔ واو طرف میں تھا اور ماقبل کیا تھا؟ کسرہ تھا، اس واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے، داعی ہوا۔ پھر یا پر ضمہ ثقیل تھا، گرا دیا، کیا ہوا؟ وہ نون تنوین والا نون بھی موجود ہے، دَاعِيْنْ ہو گیا دَاعِيْنْ۔ اجتماع ساکنین آیا یا اور نون میں، یا گر گئی، کیا ہوا؟ دَاعٍ، دَاعٍ بھئی۔

تو کہتے ہیں سوال، **از جہت اجتماع ساکنین تنوین چرا نیفتاد**؟ کہتے ہیں اجتماع ساکنین کی وجہ سے تنوین کیوں نہیں گری بھئی؟ آپ نے یا کو گرایا، کیا کر دیتے آپ؟ آپ کو چاہیے تھا تنوین گرا دیتے بھئی۔ کہتے ہیں جواب دے رہے ہیں، **زیرا چہ تنوین حرف صحیح است**، اس لیے کیونکہ تنوین حرف صحیح ہے، **و یا حرف علت**، اور یا کیا ہے حرف علت ہے، **و حذف حرف علت اولیٰ تر است**، اور حرف علت کا حذف اولیٰ ہے، زیادہ بہتر ہے۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ **از حذف حرف صحیح**، کس کے مقابلے میں؟ حرف صحیح کے حذف سے حرف علت کا حذف یہ اولیٰ ہے، بہتر ہے۔

و در عوض و عِوَجٌ واو یا نگشت، اور کہتے ہیں عوض اور عِوَجٌ کے اندر واو دیکھیے اور ماقبل کسرہ ہے، لیکن یہ **واو یا نگشت**، یہ یا نہیں ہوا، **با آنکہ ماقبل واو مکسور است**، باوجود اس کے کہ واو سے ماقبل مکسور ہے، **از آنکہ در طرف و حکم طرف نیست**، اس وجہ سے کہ یہ طرف میں یا طرف کے حکم میں نہیں ہے۔

و اعلال قِنْيَةٌ، جی اشکال ہوتا ہے کہ قِنْيَةٌ بھی اصل میں قِنْوَةٌ تھا۔ تو یہاں پر بھی بھئی واو سے ماقبل کسرہ نہیں ہے، نون ساکن ہے، تو اس کو تو واو کو یا سے نہیں بدلنا چاہیے تھا، پھر کیوں بدلا گیا؟ کہتے ہیں یہ شاذ ہے معانی میں۔ کہتے ہیں **و اعلال** قِنْيَةٌ **کہ در اصل** قِنْوَةٌ **بود**، کہ قِنْيَةٌ کا اعلال کہ اصل میں یہ قِنْوَةٌ تھا، **با آنکہ ماقبل واو مکسور نیست**، باوجود اس کے کہ واو کا ماقبل مکسور نہیں ہے بھئی۔ واو سے ماقبل کیا ہے؟ مکسور ہے یا نون ساکن ہے؟ یہاں تو نون ساکن ہے، تو اس کو پھر یا سے نہیں بدلنا چاہیے۔ کہتے ہیں اس میں اعلال کیا گیا جو، یہ اعلال جو ہے **شاذ است**، کیا ہے؟ شاذ ہے۔ **و بعضے گویند**، اور بعض علماء کہتے ہیں، بعض صرفی کہتے ہیں، **کہ حرف ساکن را اعتبار نیست**، کہ حرف ساکن کا اعتبار نہیں ہے، **و حکم او حکم معدوم است**، اور اس کا حکم بھی کس کا حکم ہے؟ معدوم، نہ ہونے والا، جو چیز ہو ہی نہ اسی کی طرح ہے۔ تو دیکھو قِنْوَةٌ میں نون کیا آیا؟ ساکن، اور ساکن کا کوئی اعتبار نہیں، تو یہ کس کے، نہ ہونے کی طرح ہوا۔ تو یوں سمجھو نون ہے ہی

نہیں یہاں۔ جب نون ہے ہی نہیں تو واو سے ما قبل کیا ہوا؟ قاف کا کسرہ ہوا، تو اب اس واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے۔ تو کہتے ہیں اس کا حکم معدوم کا حکم ہے، **پس ما قبل واو در حکم مکسور است**، پس واو کا ما قبل جو ہے مکسور کے حکم میں ہے۔

سوال، **اگر حرف ساکن در حکم معدوم بودے، بایستی کہ در** قَاوَلَ و بَايَعَ **واو و یا را با الف بدل می کردند، زیرا کہ واو و یا متحرک است و ما قبل در حکم مفتوح است**۔ اچھا، آپ نے کیا کہا کہ حرف ساکن کیا ہے؟ اس کا کوئی اعتبار نہیں، وہ معدوم کے حکم میں ہے۔ اچھا تو پھر قَاوَلَ اور بَايَعَ، قَاوَلَ اور بَايَعَ اس میں بھی الف کا اعتبار کیوں کرتے ہو؟ قَاوَلَ ذرا، الف تو کیا ہے حرف ساکن، اور حرف ساکن کا تو کوئی اعتبار نہیں۔ تو گویا واو متحرک، ما قبل قاف پر فتحہ، اور واو متحرک ما قبل فتحہ اس کو کس سے بدلتے ہیں؟ الف سے، تو اس واو کو الف سے بدلنا چاہیے تھا۔ بَايَعَ میں بھی یا متحرک اور ما قبل کا الف گویا ہے ہی نہیں، ما قبل میں با بھی مفتوح ہے، تو یا متحرک ما قبل فتحہ، اس یا کو بھی کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے بدلنا چاہیے۔ اشکال سمجھ میں آیا بھئی؟ کہتے ہیں **اگر حرف ساکن در حکم معدوم بودے**، اگر حرف ساکن معدوم کے حکم میں تھا، **بایستی کہ در** قَاوَلَ و بَايَعَ، چاہیے تھا کہ قَاوَلَ اور بَايَعَ کے اندر **واو و یا را با الف بدل می کردند**، واو اور یا کو الف کے ساتھ بدل دیتے، **زیرا کہ واو و یا متحرک است**، اس لیے کیونکہ واو اور یا کیا ہیں؟ متحرک ہیں، **و ما قبل در حکم مفتوح است**، اور ان کا ما قبل کس کے حکم میں ہے؟ مفتوح کے حکم میں ہے۔

جواب دے رہے ہیں۔ جواب یہ کہ بھئی ٹھیک ہے، اگر ہم آپ کی بات مان لیتے اور اس قَاوَلَ کے واو کو بھی کس سے بدل دیتے؟ الف سے، تو ایک الف پہلے موجود، ایک دوسرا الف آ جاتا، تو اجتماع ساکنین آتا، ایک الف کو کیا کرنا پڑتا؟ گرا دیتے، کیا رہ جاتا؟ قَالَ رہ جاتا، قَالَ۔ تو قَالَ ہے ثلاثی، قَاوَلَ ہے ثلاثی مزید فیہ، تو ثلاثی مزید فیہ کا التباس کس سے ہو جاتا؟ ثلاثی مجرد سے ہو جاتا۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ اسی طرح بَايَعَ ہے، اگر اس میں اس یا کو الف کر کے پھر گرا دیتے، تو کیا ہوتا؟ بَاعَ۔ حالانکہ بَاعَ ہے ثلاثی مجرد اور بَايَعَ ہے ثلاثی مزید فیہ، تو دونوں میں کا فرق ہی نہ ہوتا، پتا ہی نہ چلتا کون ثلاثی مجرد سے ہے اور کون سا ثلاثی مزید فیہ سے، تو التباس، تو التباس کی وجہ سے یہ اعلال نہیں کیا گیا۔

جواب دے رہے ہیں، **کہ اگر واو و یا را با الف بدل می کردند**، اگر واو اور یا کو الف کے ساتھ بدل دیتے، **یک الف از جہت اجتماع ساکنین بیفتادے**، تو ایک الف جو ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا، **التباس ثلاثی مزید فیہ بثلاثی مجرد آمدے**، تو التباس ثلاثی مزید فیہ کا ثلاثی مجرد کے ساتھ آتا۔

دیگر۔ دوسرا، ایک اور یہ قانون یہ ہے **کہ ہر واو و یا کہ در لام کلمہ مضموم باشد**، ہر وہ واو اور یا کہ کہاں پر ہوں؟ لام کلمے میں، **مضموم باشد**، کیا ہو؟ وہ واو یا یا مضموم ہو، **و ما قبل او نیز مکسور یا مضموم بود**، اور ان سے ما قبل بھی کیا ہو؟ مکسور یا مضموم۔ اس واو اور یا جو لام کلمے کی جگہ آئے ہیں اور خود کیا ہیں؟ مضموم ہیں، اور ما قبل کیا ہے؟ مکسور یا مضموم۔ **آں واو و یا را ساکن کنند**، تو اس واو اور یا کو ساکن کرتے ہیں، **بغیر نقل حرکت**، حرکت نقل کیے بغیر ہی ان کو ساکن کر دیتے ہیں۔ **چوں** يَدْعُوْ و يَرْمِيْ، **کہ در اصل** يَدْعُوُ و يَرْمِيُ **بودہ است**۔ يَدْعُوْ اصل میں کیا تھا؟ يَدْعُوُ۔ دیکھو واو آیا، کہاں آیا؟ لام کلمے کی جگہ آیا، اور اس پر کیا ہے؟ ضمہ ہے، اور ما قبل پر عین پر بھی کیا ہے؟ ضمہ، تو اس واو کو کیا کر دیں گے؟ ساکن، اور کیا اس کی حرکت نقل کی؟ نہیں، حرکت نہیں نقل کی، ویسے ہی ساکن کر دیا۔ اسی طرح يَرْمِيْ اصل میں کیا تھا؟ يَرْمِيُ۔ یا کہاں پر آئی؟ لام کلمے کی جگہ آئی اور مضموم ہے اور ما قبل پر کیا ہے؟ کسرہ ہے، تو اس یا پر کے ضمہ کو گرا دیا، حرکت اس کی نقل نہیں کی بھئی، تو يَرْمِيْ ہو گیا۔

تو کہتے ہیں، **و یا بنقل حرکت**۔ تو یا اور واو کو ساکن کرتے ہیں، اوپر بتایا بغیر نقل حرکت، یا بنقل حرکت، بغیر نقل حرکت کے ساکن کر دیں گے یا کس کے ساتھ ساکن کریں گے؟ نقل حرکت، یعنی ان کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دے دیں گے۔ **چوں** تَدْعِيْنَ و تَرْمِيْنَ **کہ در اصل** تَدْعُوِيْنَ و تَرْمِيِيْنَ **بود**، کہ تَدْعِيْنَ اور تَرْمِيْنَ کے اصل میں تَدْعُوِيْنَ اور تَرْمِيِيْنَ تھے۔ تَدْعِيْنَ، جی کون سا صیغہ ہے؟ واحد مؤنث حاضر۔ باب کون سا ہے؟ نَصَرَ سے۔ صیغہ نَصَرَ سے کیا آیا؟ تَنْصُرِيْنَ۔ اور یہاں کیا پڑھتے ہیں آپ؟ تَدْعِيْنَ۔ تو اس کی اصل نکالی تَدْعِيْنَ کی، کیا اصل بنی؟ تَنْصُرِيْنَ کے وزن پر، تَدْعُوِيْنَ، بر وزن تَنْصُرِيْنَ۔ پھر تَدْعُوِيْنَ، واو کہاں پر آیا؟ لام کلمے کی جگہ، سمجھ میں آیا بھئی؟ اور اس پر کیا آیا؟ کسرہ، اور ما قبل پر بھی کیا ہے؟ ضمہ یا کسرہ، اس وقت کیا ہے ما قبل پر؟ ضمہ ہے۔ تو اس واو کی حرکت نقل کر کے کس کو دے دی؟ عین کو دے دی، کیا ہوا؟ عین مکسور ہوا، واو بھی ساکن، آگے یا بھی ساکن۔ اچھا جی، پھر اس واو کو کس سے بدلا؟ ما قبل کسرے کی وجہ سے یا سے بدل دیا، اور پھر ایک یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی تو تَدْعِيْنَ ہوا۔ اعلال سمجھ میں آ گیا بھئی؟

تو کہتے ہیں تَدْعِيْنَ اور تَرْمِيْنَ اصل میں تَدْعُوِيْنَ اور تَرْمِيِيْنَ تھے۔ **بعد نقل حرکت**، حرکت کو نقل کرنے کے **بعد یا در** تَرْمِيِيْنَ، یا تَرْمِيِيْنَ کے اندر جو ہے، **از جہت اجتماع ساکنین بیفتاد**، اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی، **و واو در** تَدْعُوِيْنَ، اور واو تَدْعُوِيْنَ کے اندر جو ہے، **از جہت کسرۂ ما قبل یا گشت**، ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے یا ہو گیا، **و آں یا از جہت اجتماع ساکنین بیفتاد**، اور وہ یا جو ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔

و در یَدْعُوْنَ **جمع مذکر غائب** و تَدْعُوْنَ **جمع مذکر حاضر**، یہ دو صیغے جو ہیں **کہ در اصل** یَدْعُوُوْنَ، جی یَدْعُوْنَ کی اصل اب آپ نکالو بھئی۔ یَدْعُوْنَ کس باب سے ہے؟ نَصَرَ سے، کون سا صیغہ ہے؟ پہلا، دوسرا، تیسرا۔ تیسرا صیغہ ہے؟

یَدْعُوْ	یَدْعُوَانِ	یَدْعُوْنَ

۔جی تیسرا صیغہ ہے۔ اب اس کی اصل نکالو۔ نَصَرَ سے ہے، یَنْصُرُوْنَ۔ جی اس وزن پر لے جاؤ، واوی ہے: یَدْعُوُوْنَ، عین پر بھی ضمہ، واو پر بھی۔ جی، ادھر کاتب نے کیا کیا ہے؟ یَدْعَوُوْنَ ہے؟ جی، عین پر بھی ضمہ ڈالو، واو پر بھی پہلے واو پر بھی ضمہ ڈالو، اور یا پر فتحہ ڈالو، یا پر، یَدْعُوُوْنَ۔ اسی طرح اگلے صیغے کو بھی صحیح کرو بھئی۔ تَدْعُوُوْنَ، تاء پر فتحہ کرو، عین پر ضمہ کرو بھئی۔ کر لی اصلاح؟ اچھا۔ تو یَدْعُوْنَ اصل میں کیا تھا؟ یَدْعُوُوْنَ، اور تَدْعُوْنَ اصل میں تَدْعُوُوْنَ۔ **چوں بقانون مذکور عمل کردند**، جب مذکورہ قانون پر عمل کیا، **دو ساکن باہم آمدند**، دو ساکن کیا ہوئے؟ اکٹھے آئے، **یکے را حذف کردند**، ایک کو حذف کر دیا، تو یَدْعُوْنَ و تَدْعُوْنَ **شد**، تو یَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ ہو گئے۔

اما یَدْعُوْنَ **جمع مؤنث غائب**، باقی یَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ بھی آتا ہے بھئی۔

یَدْعُوْ	یَدْعُوَانِ	یَدْعُوْنَ
تَدْعُوْ	تَدْعُوَانِ	یَدْعُوْنَ

۔اس کی ذرا اصل نکالو بھئی۔

یَدْعُوْنَ	یَنْصُرْنَ	یَنْصُرْنَ	یَدْعُوْنَ

۔معلوم ہوا اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ اس میں کوئی اعلال نہیں ہوا۔ تو کہتے ہیں **اما** یَدْعُوْنَ **جمع مؤنث غائب** و تَدْعُوْنَ **جمع مؤنث حاضر بر اصل خود است**، یہ اپنی اصل پر ہیں۔ چلیے بس مولانا، ھٰذا ہو المرام واللہ اعلم بحقیقۃ الکلام۔

حالتِ جزم ووقف میں حرفِ علت کا سقوط اور واو کو یا سے بدلنے کے قوانین

سبق نمبر ۱۳۲—تاریخِ درس: ۷ جون ۲۰۰۹ء

آگے سبق دیکھیے بھئی۔

دیگر ہر حرف علت کہ لام کلمہ باشد در حالت جزم ووقف ساقط شود از جہت علامت سکون، چوں

لَمْ يَخْشَ	لَمْ يَدْعُ	لَمْ يَرْمِ
اخْشَ	ادْعُ	ارْمِ

ناقص کے اعلالات جو ہیں، وہ ان کا بیان ہو رہا ہے۔ بتلا رہے ہیں آج آپ کو کہ بھئی حالت جزم اور حالت وقف کے اندر اگر آخر میں حرف علت ہو تو وہ ساقط ہو جائے گا۔ الف ہے، واو ہے یا یا آخر میں، تو حالت جزم اور حالت وقف میں ساقط ہو جائے گی۔ تو الف، واو اور یا گر جائیں گے۔

تو کہتے ہیں **دیگر ہر حرف علت**، دوسرا یہ کہ ہر وہ حرف علت **کہ لام کلمہ باشد** کہ جو لام کلمہ ہو، **در حالت جزم ووقف**، جزم اور وقف کی حالت میں **ساقط شود** ساقط ہو جاتا ہے **از جہت علامت سکون**، ساقط ہو جائے گا **از جہت علامت سکون**، کس وجہ سے؟ علامت سکون کی وجہ سے بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ علامت سکون یہی ہے ان کے اندر کہ یہ آخر سے حرف علت گر جائے بھئی۔

چوں لَمْ يَخْشَ، اصل میں کیا تھا؟

خَشِيَ	يَخْشَى	يَخْشَى

تھا بھئی، الف تھا آخر میں۔ پھر لَمْ نے جزم دیا تو آخر سے حرف علت جو الف تھا وہ گر گیا تو لَمْ يَخْشَ رہ گیا۔ لَمْ يَدْعُ، اصل میں کیا تھا؟ يَدْعُو، واو تھا آخر میں بھئی۔ لَمْ نے جزم دیا تو واو گر گیا، لَمْ يَدْعُ ہوا۔ لَمْ يَرْمِ، اصل میں کیا تھا بھئی؟ يَرْمِيْ تھا، اس يَرْمِيْ بھئی آخر میں یا تھی۔ پھر لَمْ داخل ہوا، اس نے جزم دیا تو آخر سے حرف علت یا گر گئی، لَمْ يَرْمِ۔ وَ اخْشَ، امر ہے مولانا۔ تو حالت وقف کے اندر یہاں بھی دیکھو اصل میں کیا تھا؟ الف تھا بھئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تَخْشَى سے بنا ہے نا، حاضر کے صیغے سے حاضر کا صیغہ امر کا بنا ہے۔ تو تَخْشَى تھا بھئی، تا گر گئی، شروع سے علامت مضارع گرائی تو خا ساکن تھی تو شروع میں کیا لے آئے؟ ہمزہ وصل۔ اور آخر سے الف کو گرایا تو اِخْشَ ہوا۔ اسی طرح اُدْعُ، اِرْمِ۔

و ہچنیں اگر در عین کلمہ باشد در حالت جزم ووقف بیفتد، اور اسی طرح اگر حرف علت جو ہے عین کلمہ میں ہو تو حالت جزم اور وقف کے اندر **بیفتد** گر جاتا ہے، **از جہت اجتماع ساکنین**، اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ **چوں** لَمْ يَقُلْ۔ لَمْ يَقُلْ، جی اصل میں کیا تھا؟ يَقُوْلُ، يَقُوْلُ۔ لَمْ داخل ہوا تو لام کیا ہوا؟ ساکن ہوا، تو لَمْ يَقُوْلْ ہوا۔ واو اور لام دونوں ساکن ہوئے، اجتماع ساکنین علی غیر حدّہ آیا۔ اول حرف مدہ تھا یعنی واو، وہ گر گیا تو کیا رہ گیا؟ لَمْ يَقُلْ بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ تو حالت جزم اور وقف میں اگر آخر میں حرف علت ہو یعنی لام کلمے کی جگہ، وہ بھی گر جاتا ہے کیونکہ علامت سکون ہے۔ اور اگر عین کلمے کی جگہ حرف علت ہو تو وہ بھی گر جاتا ہے، اور کس وجہ سے گرتا ہے؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔

لَمْ يَبِعْ	لَمْ يَخَفْ	قُلْ
بِعْ	خَفْ	

، بھئی سب میں اسی طرح ہے۔

دیگر ہر واوے کہ در کلمہ ثالث جا باشد، دوسرا یہ قانون کہ ہر وہ واو کہ **کلمے** میں **ثالث جا باشد** تیسری جگہ ہو، **ساکن یا متحرک**، چاہے ساکن ہو یا متحرک، **در طرف یا در حکم طرف**، طرف میں ہو یا حکم طرف میں ہو، **در فعل یا در اسم**، فعل میں ہو یا اسم میں۔ تو تیسری جگہ واو تھا، ساکن ہو یا متحرک، طرف میں ہو یا حکم طرف میں، فعل میں ہو یا اسم میں۔ **چوں رابع گردد** جب یہ واو چوتھا بن جاتا ہے یعنی چوتھی جگہ چلا جاتا ہے، **یا زیادہ از رابع** یا چوتھی سے بھی زیادہ یعنی پانچویں جگہ چلا جاتا ہے، **وما قبل او مفتوح بود** اور اس کا ما قبل کیا ہو؟ مفتوح ہو، **یا گردد** بھئی۔ تو یہ واو کیا ہو جائے گا؟ یا ہو جائے گا۔ واو تھا تیسری جگہ پر تھا، اور پھر چوتھی یا چوتھی سے زیادہ یعنی پانچویں چھٹی جگہ پر چلا گیا تو یہ واو کیا بن جائے گا؟ یا بن جائے گا، بشرطیکہ اس سے ما قبل کیا ہو؟ مفتوح ہو۔

چوں

أَعْلَيْتُ	اسْتَعْلَيْتُ	غَازَيْتُ
تَرَجَّيْتُ	تَغَازَيْتُ	

، کہ در اصل، کہ یہ اصل کے اندر جو تھے، یہ تھے اصل میں،

أَعْلَوْتُ	اسْتَعْلَوْتُ	غَازَوْتُ
تَرَجَّوْتُ	تَغَازَوْتُ	

بودہ است بھئی۔ أَعْلَيْتُ اصل میں کیا تھا؟ أَعْلَوْتُ، جی۔ دیکھو واو ہے بھئی اور چوتھی جگہ چلا گیا۔ کہاں چلا گیا؟ عَلاَ يَعْلُو بھئی عَلاَ، واو کتنی، پہلے کہاں پر تھا؟ عَلاَ۔ جی، عَلاَ مادہ یہ واوی ہے نا؟ جی۔ تو یہ واو، ما قبل، واو متحرک ما قبل فتحہ تھا الف بن گیا، عَلاَ۔ پھر أَعْلَوْتُ، یہاں پر واو کہاں چلا گیا؟ چوتھی، دیکھو شروع ہمزہ ہے، عین ہے، لام ہے اور واو چوتھی جگہ چلا گیا۔ پہلے تیسری جگہ تھا اب چوتھی جگہ، اور ما قبل میں اس کے کیا ہے؟ فتحہ ہے، تو یہ واو کس سے بدل گیا؟ یا سے، تو أَعْلَيْتُ پڑھیں گے۔ اسی طرح اِسْتَعْلَوْتُ، یہاں پر بھی یہ واو ما قبل فتحہ ہے اور کون سی جگہ چلا گیا؟ چھٹی جگہ چلا گیا۔ سمجھ میں آیا؟ چھٹی جگہ ہے تو یہ بھی یا ہو اتو اِسْتَعْلَيْتُ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اگلے سارے صیغوں میں ہے۔ غَازَيْتُ اصل میں غَازَوْتُ تھا، تَرَجَّيْتُ اصل میں تَرَجَّوْتُ تھا، تَغَازَيْتُ اصل میں تَغَازَوْتُ تھا۔

وہچنیں اور اسی طرح جو ہیں

مُعْلَيَانِ	مُسْتَدْعَيَانِ	مُصْطَفَيَانِ

، کہ در اصل

مُعْلَوَانِ	مُسْتَدْعَوَانِ	مُصْطَفَوَانِ

بود، اصل میں یہ لفظ تھے بھئی۔ مُعْلَيَانِ اصل میں کیا تھا؟ مُعْلَوَانِ۔ تو دیکھو وہی مادہ ہے، عَلاَ بھئی عین لام واو بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ تو یہ واو چوتھی جگہ، کہاں چلا گیا مُعْلَوَانِ میں؟ چوتھی جگہ، تو یا بن گیا مُعْلَيَانِ۔ مُسْتَدْعَيَانِ اصل میں کیا تھا؟ مُسْتَدْعَوَانِ بھئی، یہاں پر یہ چھٹی جگہ چلا گیا تو یہ واو یا اور ما قبل میں فتحہ تھا تو یا ہوا مُسْتَدْعَيَانِ۔ اسی طرح مُصْطَفَيَانِ اصل میں کیا تھا؟ مُصْطَفَوَانِ۔

وہچنیں اور اسی طرح

يُدْعَيَانِ	يُغْزَيَانِ	يُرْضَيَانِ

، کہ یہ **دراصل**، کہ یہ اصل کے اندر

يُدْعَوَانِ	يُغْزَوَانِ	يُرْضَوَانِ

بودہ است، اصل میں یہ يُدْعَوَانِ، يُغْزَوَانِ، اور يُرْضَوَانِ تھے بھئی۔ قانون سمجھ میں آ گیا بھئی؟ بہت سی مثالیں ذکر کر دیں۔ سب میں اسی طرح ہے، دیکھو رَضِيَ۔ رَضِيَ، یہ واو کہاں تھا؟ اصل میں رَضِوَ تھا، یہ واو تیسری جگہ، تو پھر چوتھی، آگے رَضِيَ میں تو ما قبل میں کسرہ ہے اس لیے واو یا ہوا۔ اور يُرْضَوَانِ میں یہ واو یا سے بدلا اور يُرْضَيَانِ ہوا۔ کوئی کہے گا بھئی یہاں پر تو ما قبل میں کسرہ نہیں، یہ واو یا کیوں ہوا؟ آپ کیا جواب دیں گے کہ یہ واو کیا ہے؟ تیسری جگہ تھا اور کہاں چلا گیا؟ چوتھی یا اس سے اگلی جگہ چلا گیا اور ما قبل میں فتحہ ہے اس لیے یا سے بدل گیا۔

تو کہتے ہیں **بقانون مذکور واو یا شد**، مذکورہ قانون سے یہ جو واو ہے یا ہوا۔ **وہچنیں** اور اسی طرح يُدْعَوْنَ **کہ دراصل** يُدْعَوُوْنَ **بودہ است**، يُدْعَوْنَ کہ اصل میں يُدْعَوُوْنَ تھا بھئی، **بدیں قانون واو یا شد**، اسی قانون سے واو یا ہوا۔ اسی قانون سے، يُدْعَوُوْنَ۔ دَعَا يَدْعُو ہے نامادہ، دَعَوَ تھا، دیکھو واو کہاں پر تھا؟ دَعَوَ، تیسری جگہ۔ جی، پھر کہاں چلا گیا يُدْعَوُوْنَ؟ چوتھی جگہ چلا گیا اور ما قبل عین پر فتحہ ہے تو یہ واو کیا ہوا؟ یا سے بدل گیا۔ جی، تو کیا بن گیا؟ يُدْعَيُوْنَ۔ تو یہ **واو یا شد، بعدہ یا از جہت تحرک و انفتاح ما قبل الف گشت**، اس کے بعد یا جو ہے متحرک ہونے اور ما قبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف ہو گئی۔ يُدْعَيُوْنَ، یا متحرک ما قبل عین پر فتحہ، اس یا کو کس سے بدلا؟ الف سے بدلا۔ **دو ساکن فراہم آمدند**، دو ساکن اکٹھے آ گئے، **الف افتاد**، الف کیا ہوا؟ گر گیا۔ ويُدْعَوْنَ **شد**، اور يُدْعَوْنَ ہو گیا۔

وہچنیں در يُدْعٰى، اور اسی طرح يُدْعٰى کے اندر، ويَرْضٰى اور يَرْضٰى کے اندر **کہ دراصل** يُدْعَوُ و يَرْضَوُ **بود**، یہ اصل میں، يُدْعٰى اصل میں کیا تھا؟ يُدْعَوُ۔ يَرْضٰى اصل میں کیا تھا؟ يَرْضَوُ۔ تو یہ تھے، **بدیں قانون عمل کردند**، اسی قانون پر عمل کیا، **واو یا شد**، واو یا ہوا، **و یا از جہت تحرک و انفتاح ما قبل الف گشت**، اور یا جو ہے **از جہت تحرک** متحرک ہونے کی وجہ سے **و انفتاح ما قبل** اور ما قبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے **الف گشت**، الف ہو گئی، يُدْعٰى و يَرْضٰى **شد** بھئی۔ تو یہ يُدْعٰى اور يَرْضٰى ہو گئے۔

سوال: **در** يُدْعٰى و يَرْضٰى **چوں واو متحرک ما قبل او مفتوح بود، ابتدا او را چرا بالف بدل نہ کردند؟** کہتے ہیں يُدْعٰى اور يَرْضٰى میں جب واو متحرک، يُدْعٰى اصل میں کیا بتلایا آپ کو، کیا تھا؟ يُدْعَوُ۔ واو متحرک ما قبل فتحہ، تو اس الف، اس واو کو کس سے بدلنا چاہیے؟ الف سے۔ لیکن آپ نے اس واو کو پہلے کس سے بدلا؟ یا سے، يُدْعَيُ ہوا، پھر یا متحرک ما قبل فتحہ تھا اس یا کو کس سے بدلا؟ الف سے تو يُدْعٰى ہوا۔ بھئی آپ براہ راست کر لیتے، واو کو براہ راست ہی کس سے بدل دیتے؟ الف سے، کیونکہ واو متحرک ما قبل فتحہ ہے اور قانون ہے اس صورت میں وہ الف بن جاتا ہے۔ اشکال سمجھ میں آیا بھئی؟ تو کہتے ہیں وہ **چوں واو متحرک ما قبل او مفتوح بود**، کہ واو متحرک اور اس کا ما قبل مفتوح تھا، **ابتدا او را چرا بالف بدل نہ کردند**، شروع ہی سے واو کو کیوں الف سے نہیں بدل دیا؟

جواب: کہتے ہیں جواب یہ، **ایجاد دو دلیل است**، یہاں پر دو دلیلیں ہیں۔ **یکے مقتضی ابدال واو بالف، و دوم مقتضی ابدال واو بیا**۔ ایک جو ہے وہ تقاضا کرنے والی ہے واو کے بدلنے کا بالف، کس کے ساتھ؟ الف کے ساتھ۔ ایک دلیل تقاضا کر رہی ہے واو کو الف سے بدلا جائے اور وہ کیا ہے؟ واو متحرک اور ما قبل فتحہ۔ يُدْعَوُ واو متحرک، اور اسی طرح يَرْضَوُ واو متحرک ما قبل فتحہ، یہ کیا تقاضا کرتا ہے اس واو کو کس سے بدلا جائے؟ الف سے۔ **و دوم** اور دوسری دلیل جو ہے

مقتضی ابدال واو بیا، وہ جو تقاضا کرنے والی ہے واو کے بدلنے کا یا کے ساتھ، اور وہ کیا؟ کہ واو تیسری جگہ تھا، کہاں چلا گیا؟ چوتھی یا اس سے اگلی جگہ چلا گیا، تو اس کو یا سے بدلنا چاہیے۔ تو دو چیزیں آئیں بھئی۔ ایک دلیل تقاضا کر رہی ہے اس واو کو الف سے بدلا جائے، دوسری دلیل تقاضا کر رہی ہے اس واو کو یا سے بدلا جائے۔ **واصل در دلائل اعمال است نہ اہمال**، اور اصل دلائل کے اندر کیا ہے؟ اعمال ہے کہ ان کو عمل دیا جائے، ان پر عمل کیا جائے، **نہ اہمال**، نہ کہ یہ ان کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے۔ **پس اول واو را بیا بدل کردند**، پس پہلے واو کو یا کے ساتھ بدل دیا، **بعدہ بالف**، اس کے بعد الف کیا، **تا ترک عمل باحد الدلیلین لازم نیاید**، تاکہ **ترک عمل**، عمل کا چھوڑنا **باحد الدلیلین** دو دلیلوں میں سے کسی ایک پر، دو دلیلوں میں سے کسی ایک پر عمل کا چھوڑنا **لازم نیاید**، یہ لازم نہ آئے۔ دونوں پر عمل ہو جائے بھئی۔ ایک دلیل تقاضا کر رہی تھی واو کو کس سے بدلا جائے؟ الف سے، دوسری دلیل تقاضا کر رہی تھی واو کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے، تو ہم نے پہلے اس کو یا میں بدلا، پھر اس کو الف میں بدل دیا تو دونوں پر عمل ہوا۔

سوال: کہ سوال اب اعتراض کریں، **بایستی کہ در اِتَّقَدَ و اِتَّصَلَ کہ در اصل اِوْتَقَدَ و اِوْتَصَلَ بودہ است**، چاہیے تھا کہ در اِتَّقَدَ و اِتَّصَلَ، کہ اِتَّقَدَ اور اِتَّصَلَ کے اندر، **کہ در اصل** کہ یہ اصل کے اندر اِوْتَقَدَ اور اِوْتَصَلَ **بودہ است** بھئی، اصل میں یہ اِوْتَقَدَ اور اِوْتَصَلَ تھے۔ **اول واو را یا کردندے**، پہلے واو کو یا کر دیتے، **بعدہ یا را تا**، اس کے بعد یا کو کیا کر دیتے؟ تا کر دیتے، **تا ترک عمل باحد الدلیلین لازم نیامدے**، تاکہ دو دلیلوں میں سے کسی ایک پر عمل کا چھوڑ دینا لازم نہ آئے۔ بھئی اِتَّقَدَ اور اِتَّصَلَ اصل میں، اِتَّقَدَ کیا تھا اصل میں؟ اِوْتَقَدَ۔ تو لہٰذا کہتے ہیں، آپ نے ہمیں بتایا تھا واو کو تا کر کے تا میں ادغام کریں گے، اِتَّقَدَ ہوا۔ اور اسی طرح اِتَّصَلَ اصل میں کیا تھا؟ اِوْتَصَلَ۔ آپ نے ہمیں بتایا تھا واو کو تا کر کے تا میں کیا کریں گے؟ ادغام کریں گے۔ حالانکہ ایک قانون تو تقاضا کر رہا ہے واو کو تا کر کے تا میں ادغام کرو، اور ما قبل کا کسرہ تقاضا کر رہا ہے اس واو کو کس سے بدل دو؟ یا سے۔ تو دونوں پر عمل کرنا چاہیے تھا، پہلے واو کو یا سے بدلتے، اور پھر یا کو تا کر کے تا میں ادغام کرتے۔ لیکن آپ نے یہاں پر کیا کیا؟ واو کو براہ راست تا میں بدل دیا۔ تو ابھی آپ نے ہمیں بتایا کہ دو دلیلوں میں سے دونوں پر عمل کرنا چاہیے، کسی ایک کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ تو یہاں آپ نے کیوں ایک پر عمل کیا اور ایک کو چھوڑ دیا؟ واو کو براہ راست تا میں بدلا اور یا میں اس کو بدلا ہی نہیں بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟

جواب دے رہے ہیں مولانا کہ **ایں بر سبیل استقصا**، استقصا کہتے ہیں حصر، پورے ساروں کا احاطہ کر لینا بھئی۔ جواب دے رہے ہیں، کہتے ہیں **ایں بر سبیل استقصا**، یہ جو بات ہے استقصا کے طریقے پر یعنی پورے طور پر **در فصل قوانین مثال یاد کردہ شدہ است**، یہ مثال کے قوانین کی فصل کے اندر ذکر کی گئی ہے بھئی۔ وہاں پر کیا ہے؟ ذکر کی گئی ہے، یاد کر لی گئی ہے، تو لہٰذا اب اس کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں، وہاں مفصل بحث ہوئی تھی بھئی اِتَّقَدَ اور اِتَّصَلَ کے بارے میں اور مصنف نے چھ سات جوابات ذکر کیے تھے اس بات کے بھئی۔

آگے دیکھیے کہتے ہیں **و در** عَدَاوَۃٌ و یَدْعُو۔ اچھا بھئی، عَدَاوَۃٌ کے اندر بھی دیکھو بھئی واو چوتھی جگہ چلا گیا، اور یَدْعُو کے اندر بھی واو کہاں چلا گیا؟ چوتھی جگہ۔ تو اس کو کس سے بدلنا چاہیے تھا؟ یا سے، کیوں نہیں بدلا؟ کہتے ہیں بھئی ہم نے آپ کو کہا تھا کہ ما قبل اس کا مفتوح ہو، اور عَدَاوَۃٌ میں واو کا ما قبل الف ہے، مفتوح نہیں۔ اور یَدْعُو میں واو کا ما قبل مضموم ہے، مفتوح نہیں، تو شرط ہی نہیں پوری۔ تو کہتے ہیں **و در** عَدَاوَۃٌ و یَدْعُو، عَدَاوَۃٌ اور یَدْعُو کے اندر **واو را بیا بدل نہ کردند**، واو کو یا کے ساتھ نہیں بدلا، **اگرچہ واو در کلمہ ثالث بود رابع گشتہ است**، اگرچہ واو کلمے کے اندر تیسرا تھا چوتھا ہو گیا ہے۔ پہلے تیسرے نمبر پر تھا اب چوتھے پر ہو گیا ہے، تو پھر بھی یہ واو یا سے نہیں بدلا۔ **از آنکہ ما قبل واو مفتوح نیست**، اس وجہ سے کہ واو کا ما قبل مفتوح نہیں ہے۔

اما در شِکَایَۃٌ **کہ در اصل** شِکَاوَۃٌ **بود**۔ اچھا، اشکال پھر ہو رہا ہے، اشکال یہ کہ شِکَایَۃٌ اصل میں تھا شِکَاوَۃٌ۔ تو یہاں پر بھی واو کا ما قبل مفتوح نہیں ہے پھر اس کو یا کے ساتھ کیوں بدلا گیا؟ شِکَایَۃٌ کی اصل کیا تھی؟ شِکَاوَۃٌ۔ تو واو کو برقرار رکھو بھئی یہ بھی عَدَاوَۃٌ کی طرح ہے، اس میں واو کو یا سے نہیں بدلا تو اس میں بھی واو کو یا سے نہیں بدلنا چاہیے۔ تو کہتے ہیں **اما در** شِکَایَۃٌ باقی شِکَایَۃٌ کے اندر، **کہ در اصل** شِکَاوَۃٌ **بود** کہ اصل میں یہ شِکَاوَۃٌ تھا، **واو را بدیں قانون بیا بدل کردند**، واو کو اسی قانون سے یا کے ساتھ بدل دیا، **با آنکہ ما قبل واو مفتوح نیست** باوجود اس کے کہ واو کا ما قبل یہاں پر مفتوح نہیں ہے۔ تو یہاں پر واو کو یا سے بدلا، **از جہت موافقت مصادر ناقص یائی**، ناقص یائی کے جو مصادر ہیں ان کی موافقت کی وجہ سے۔ ناقص، ناقص یائی، یعنی ناقص کا صیغہ ہو اور کون سا ناقص ہو؟ ناقص یائی، ان کے جو مصادر ہیں ان کی موافقت کرنے کے لیے کیا کر دیا گیا؟ واو کو یا سے بدل دیا گیا۔ تو کہتے ہیں **از جہت موافقت مصادر ناقص یائی**، ناقص یائی کے مصادر کی موافقت کی وجہ سے **کہ بریں وزن آید**، کہ جو اس وزن پر آتے ہیں، آئے ہیں۔ **از آنکہ** اس وجہ سے کہ **ایں وزن در مصادر ناقص یائی غالب است**، اس لیے کیونکہ یہ جو وزن ہے شِکَاوَۃٌ والا، یہ وزن کیا ہے کس میں زیادہ آیا ہے؟ ناقص یائی کے اندر غالب ہے یہ وزن۔ **چناں چہ**، چناں چہ جو ہے وِلَایَۃٌ و حِکَایَۃٌ **و ہدایۃ و** دِرَایَۃٌ و رِعَایَۃٌ۔ دیکھا، وہی وزن ہے مولانا، کس میں آ رہا ہے؟ ناقص یائی میں کثرت سے آ رہا ہے، اس میں زیادہ تر آتا

ہے۔ تو چناں چہ واوی ایک آیا، تو اس واوی کو بھی کیا کیا؟ واو کو یا سے بدل دیا تا کہ اس کی صورت بھی ان جیسی ہو جائے بھئی۔ اکثر تو یہ یائی میں آتا ہے، تو واوی میں بھی اگر کہیں آگیا تو اس کو بھی کیا کر دیا گیا؟ یائی والی صورت دے دی گئی تا کہ ان جیسا ہو جائے۔ بات سمجھ میں آگئی بھئی؟ تو کہتے ہیں **چناں چہ** کئی مثالیں ذکر کیں یائی کی، وِلَايَةٌ دیکھو، حِكَايَةٌ، ہدایۃ، دِرَايَةٌ، رِعَايَةٌ، سب کا وہی وزن ہے جو شِكَاوَةٌ کا ہے۔ **پس آنچہ واوی آید**، پس وہ جو واوی آئے، **آں واورا بیا بدل کنند**، اس کو، اس واو کو یا کے ساتھ بدل دیا، **تا در صورت مخالف نباشد**، تا کہ صورت میں ان سے، باقیوں سے مخالف نہ ہو۔

چناں کہ بعضے گفتہ اند، جیسا کہ بعض علما نے، بعض صرفیوں نے کہا ہے **در** كَيْنُوْنَةٌ، كَيْنُوْنَةٌ **کہ در اصل** كَوْنُوْنَةٌ **بود**، کہ یہ اصل میں کیا تھا؟ كَوْنُوْنَةٌ تھا۔ **واورا بیا بدل کنند**، واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے بدل دیا، **از جہت موافقت مصادر اجوف یائی**، اجوف یائی کے مصادر کی موافقت کی وجہ سے۔ **از آنکہ** اس وجہ سے کہ **ایں وزن در مصادر اجوف یائی غالب است**، کہ یہ جو وزن ہے اجوف یائی کے مصادر میں غالب آتا ہے، اکثر یہ مصدر کا یہ والا وزن کس میں آتا ہے؟ اجوف یائی میں۔ تو كَوْنُوْنَةٌ تو واوی ہے، لیکن پھر اس میں بھی موافقت کرنے کے لیے واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے، كَيْنُوْنَةٌ کر دیا تا کہ اس کی صورت بھی ان یائی کے جو اجوف یائی ہیں ان جیسی صورت ہو جائے۔ **چناں کہ** جیسے کہ، دیکھو اب اجوف یائی میں یہ مصدر اکثر، غالب آتا ہے اس کی کئی مثالیں ذکر کر رہے ہیں، جیسے کہ

قَيْلُوْلَةٌ	بَيْتُوْتَةٌ	صَيْرُوْرَةٌ	غَيْبُوْبَةٌ

بھئی۔ دیکھا، یہ اجوف یائی میں یہ وزن آتا رہتا ہے۔ **پس آنچہ بواو آید**، پس وہ جو واو کے ساتھ آئے، **آں رابدل کنند بیا**، اس کو بھی یا کے ساتھ بدل دیتے ہیں، **تا در صورت مخالفت نباشد**، تا کہ صورت کے اندر مخالفت نہ ہو۔

دیگر ہر جا کہ واو و یا جمع شوند با اجتماع لازم، دوسرا قانون یہ، ہر وہ جگہ کہ واو اور یا جمع ہو جائیں، **با اجتماع لازم**، کس کے ساتھ؟ اجتماع لازم۔ واو اور یا جمع ہوں اور ان کا جمع ہونا بھی لازم ہو، ان کا جمع ہونا بھی ایسی جگہ کہ ان کا جمع ہونا لازم ہے۔ **واول ایشاں ساکن باشد**، اور ان میں سے پہلا جو ہے وہ ساکن ہو، تو **آں واورا یا کنند**، تو اس واو کو یا کریں۔ بھئی دیکھو، واو اور یا جمع ہو جائیں اور پہلا ان میں ساکن ہو، چاہے پہلے واو آئے بعد میں یا، یا پہلے یا ہو اور بعد میں واو، جیسے بھی ہوں، ہوں دونوں اکٹھے اور ان میں سے پہلا کیا ہو؟ ساکن ہو، تو اس واو کو یا کرتے ہیں۔ واو چاہے پہلے آیا ہو تو اس کو یا کر دیں گے، واو چاہے بعد میں آیا ہے اس کو کیا کر دیں گے؟ یا کر دیں گے۔ **و یا در یا ادغام کنند**، اور یا کا یا کے اندر ادغام کریں گے۔ **واگر ما قبل ایشاں مضموم باشد، ضمہ را بکسرہ بدل کنند**، اور اگر ان کا ما قبل جو ہے مضموم ہو، تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیں گے۔ **چوں** سَيِّدٌ، جیسے کہ سَيِّدٌ۔

جی آگے بتا رہے ہیں، سَيِّدٌ کی اصل کیا بتلا رہے ہیں؟ سَيْوِدٌ۔ دیکھو یا اور واو اکٹھے آئے بھئی، اور پہلے کیا ہے؟ یا، واو بعد میں ہے۔ لیکن پہلا جو بھی ہے اس سے بحث نہیں، پہلے کو ساکن ہونا چاہیے اور یا کیا ہے؟ ساکن، تو اگلے واو کو بھی کیا کیا؟ یا کیا اور یا کا یا کے اندر ادغام کیا بھئی تو سَيِّدٌ ہوا بھئی۔ جی آگے کیا آیا؟ عَلِيٌّ۔ عَلِيٌّ اصل میں کیا تھا؟ عَلِيْوٌ، یہ بھی اسی طرح ہے، واو کو یا کیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کیا تو عَلِيٌّ ہوا۔ جی آگے کیا ہے؟ مَرْمِيٌّ، اصل میں کیا ہے؟ مَرْمُوْيٌ۔ بھئی

رَمٰى يَرْمِيْ رَمْيًا	فَهُوَ رَامٍ وَ رُمِيَ يُرْمٰى رَمْيًا	فَذَاكَ مَرْمِيٌّ

۔ یہ مَرْمِيٌّ بھئی وہ گردانوں میں آپ پڑھ چکے ہیں، یہ اسم مفعول ہے۔ مَرْمِيٌّ اصل میں کیا تھا؟ مَرْمُوْيٌ۔ اصل کیسے نکالی آپ نے؟ رَمٰى يَرْمِيْ کس باب سے ہے؟ ضَرَبَ سے۔ وہی صیغہ نکالا مَضْرُوْبٌ، مَرْمُوْيٌ۔ دیکھو آخر میں واو اور یا اکٹھے آئے، اور پہلا واو ساکن ہے، تو اس واو کو یا کر کے یا میں ادغام کیا، کیا ہوا؟ مَرْمُيٌّ۔ ابھی میم پر ضمہ ہے، لیکن ابھی بتایا اگر ما قبل میں ضمہ ہو اس کو پھر کس سے بدلیں گے؟ کسرہ سے، تو مَرْمِيٌّ ہوا۔ ومَهْدِيٌّ بھئی، اصل میں یہ کیا تھا؟ مَهْدُوْيٌ، یہاں بھی واو کو یا کر کے یا میں ادغام کیا اور پھر ما قبل کو کسرہ دے دیا تو مَهْدِيٌّ ہوا۔ تو کہتے ہیں **چوں** سَيِّدٌ وَ عَلِيٌّ وَ مَرْمِيٌّ وَ مَهْدِيٌّ **کہ در اصل**

سَيْوِدٌ	عَلِيْوٌ	مَرْمُوْيٌ	مَهْدُوْيٌ

بود، یہ تھے اصل میں۔

مگر آنکہ اعلال مذکور موجب التباس باشد، مگر وہ کہ مذکورہ اعلال جو ہے التباس کا باعث ہو۔ہاں، اگر اس، یہ اعلال کرنے سے کسی دوسرے صیغے کے ساتھ التباس آتا ہو پھر اعلال نہیں کریں گے۔ واو اور یا اکٹھے آئیں اور اجتماع لازم کے ساتھ آئیں اور ما قبل ساکن ہو، تو واو کو یا سے بدل کر یا میں ادغام کریں گے، لیکن اگر اس وجہ سے کسی اور صیغے کے ساتھ کیا آتا ہو؟ التباس آتا ہو، تو پھر اس صورت میں، التباس یعنی اشتباہ آتا ہو، ایک اور صیغہ بھی اس جیسا ہے یہ بھی اس جیسا ہو جائے گا پھر تو پتہ ہی نہیں چلے گا کون سا صیغہ ہے، تو لہذا اس وقت پھر یہ اعلال نہیں کریں گے۔

چوں أَيْوَمٌ کہ ادغام او موجب التباس است بھئی۔ جیسے أَيْوَمٌ کہ اس کا ادغام جو ہے موجب التباس ہے بھئی۔أَيْوَمٌ بھئی، یہ میم پر فتحہ نہیں ہونا، اسم ہے بھئی۔ اچھا بھئی۔ تو أَيْوَمٌ **کہ ادغام او موجب التباس است**، کہ بھئی دیکھو ابھی أَيْوَمٌ کے اندر بھی یا اور واو آئے اور اجتماع لازم ہے اور اول ان میں یا جو ہے وہ ساکن ہے، تو اس واو کو بھی یا کر کے یا میں کیا کرنا چاہیے؟ ادغام۔ کہتے ہیں لیکن ہم ادغام کریں گے تو یہ بن جائے گا أَيَّمٌ، کیا بن جائے گا؟ أَيَّمٌ۔ اور أَيَّمٌ تو ایک لفظ پہلے سے ہی موجود ہے، تو پھر یہ بھی أَيَّمٌ ہوا وہ بھی أَيَّمٌ ہوا، جب تکلم کیا جائے گا تو پتہ ہی نہیں چلے گا کون سا لفظ مراد ہے بھئی۔ تو لہذا اس لیے أَيْوَمٌ کے اندر یہ اعلال نہیں کریں گے۔ کہ جیسے أَيْوَمٌ **کہ ادغام او موجب التباس است** کہ اس کا ادغام جو ہے وہ التباس کا باعث ہے، التباس کا سبب ہے، بأَيَّمٌ، کس کے ساتھ التباس کا سبب ہے؟ أَيَّمٌ کے ساتھ۔ جی، اور دونوں کا معنی الگ الگ ہے بھئی۔ أَيْوَمٌ **روز روشن را گویند**، أَيْوَمٌ جو ہے روشن دن کو کہتے ہیں۔ وَ أَيَّمٌ **مرد بے زن وزن بے شوہر را گویند**، اور أَيَّمٌ جو ہے **مرد بے زن**، وہ مرد جو بغیر بیوی کے ہو، اور **وزن بے شوہر** اور وہ عورت جو بغیر شوہر کے ہو، **را گویند**، ان کو کہتے ہیں۔

جی؟ کیا ہے؟ آپ کی کتابوں میں بھئی یہ أَيَّعَدَ ہے، **موجب التباس است** بأَيَّعَدَ؟ أَيَّعَدَ نہیں بھئی، **موجب التباس است** بأَيَّمٌ۔ کس کے ساتھ موجب التباس ہے؟ أَيَّمٌ میں اگر ادغام کریں تو یہ **موجب التباس** ہے بأَيَّمٌ، کس کے ساتھ؟ أَيَّمٌ کے ساتھ بھئی۔ اچھا، بات سمجھ میں آگئی سب کو بھئی؟ چلیے بس کریں مولانا، بس بھئی۔ هٰذَا هوالْمَرَامُ وَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

طَیٌّ وبُوْلِغَ میں ادغام والتباس کے مسائل اور قلبِ واو بہ یا

سبق نمبر ۱۳۳—تاریخ درس: ۸ جون ۲۰۰۹ء

سوال: طَيٌّ **کہ دراصل** طَوْيٌ **بودہ است ادغام او نیز از التباس ایمن نیست، ازاں کہ** طَيٌّ **مشترک است میان اسم قبیلہ ومصدر، پس بایستی کہ ادغام نمی کردند۔**

بھئی گزشتہ سبق میں آپ نے قانون پڑھا تھا کہ جہاں پر بھی واو اور یا جمع ہو جائیں اجتماع لازم کے ساتھ اور ان میں سے پہلا ساکن ہو تو اس واو کو یا کر کے یا میں ادغام کرتے ہیں اور اگر ان سے ماقبل ضمہ ہو تو اسے کسرہ سے بدل دیتے ہیں۔ پھر اس پر اشکال کیا تھا کہ بھئی أَيْوَمُ کے اندر یا اور واو جمع ہیں اور یہ اجتماع لازم ہے اور ان میں سے پہلا ساکن ہے تو ادغام کرنا چاہیے تھا۔ جواب دیا کہ بھئی اگر اس میں ادغام کرتے ہیں تو أَيْوَمُ کا التباس لازم آتا ہے أَيَّمُ کے ساتھ بھئی۔ أَيْوَمُ بھی کیا بن جائے گا؟ أَيَّمُ ہی بن جائے گا پھر تو پتہ ہی نہیں چلے گا حالانکہ دونوں الگ الگ لفظ ہیں، الگ الگ معنی ہے دونوں کا۔

اب اس پر اشکال کر رہے ہیں۔ سوال طَيٌّ **کہ دراصل** طَوْيٌ **بودہ است**، طَيٌّ کہ یہ اصل کے اندر طَوْيٌ تھا، **ادغام او نیز از التباس ایمن نیست**، اس کا ادغام بھی التباس سے محفوظ نہیں ہے بھئی، التباس سے مامون نہیں۔ ایمن کا معنی مامون بھئی، محفوظ بھئی۔ **ازاں کہ** طَيٌّ **مشترک است**، اس وجہ سے کہ طَيٌّ مشترک ہے **میان اسم قبیلہ**، قبیلے کے نام میں **ومصدر** اور مصدر کے اندر۔ یاد رکھیے طَيٌّ ایک قبیلے کا بھی نام ہے بھئی، سمجھ میں آیا بھئی؟ طَيٌّ، اسی سے حاتم طائی ہے بھئی، جس قبیلہ طے جس سے حاتم مشہور سخی گزرا ہے، وہ حاتم طائی اس کا اس قبیلہ طے سے تعلق ہے بھئی۔ تو حاتم طائی کے بیٹے بھئی اسلام لے آئے تھے بھئی، اور صحابی رسول ہیں بھئی۔ تو کہتے ہیں یہ طَيٌّ کا لفظ جو ہے مشترک ہے قبیلے کا بھی نام ہے اور طَيٌّ مصدر بھی ہے۔ تو یہ جو طَيٌّ ایک تو قبیلے کا نام ہوا، اور ایک طَيٌّ طَوْيٌ سے بنا ہے جو مصدر ہے۔ تو اب اس مصدر میں بھی ادغام کیا طَيٌّ ہوا، قبیلے کا نام بھی طَيٌّ تھا مصدر بھی طَيٌّ ہو گیا تو کیا لازم آیا؟ التباس آ رہا ہے، تو دونوں میں التباس آ رہا ہے۔ **پس بایستی کہ ادغام نمی کردند**، پس چاہیے تھا کہ ادغام نہ کرتے بھئی۔ اشکال سمجھ میں آیا بھئی؟

جواب دے رہے ہیں۔ جواب دے رہے ہیں بھئی کہ یہ جو قبیلے کا نام ہے یہ دراصل وہی مصدر تھا، یہ اصل میں مصدر تھا پھر بعد میں قبیلے کا نام ہو گیا۔ سمجھ میں آیا تو مصدر کے طور پر بھی اب استعمال ہے اور قبیلے کا نام بھی بن گیا۔ تو یہ قبیلے کا نام کوئی پہلے نہیں تھا، سمجھ میں آیا یہ وہی مصدر کس کا نام ہو گیا؟ قبیلے کا نام ہو گیا۔ یعنی کلمے کو مصدر سے نقل کر کے نام بنا دیا گیا۔ مصدر تھا، اس کو نقل کر کے کیا بنا دیا گیا؟ قبیلے کا نام۔ اور التباس کے اندر کہتے ہیں وہ جس چیز کا اعتبار ہے وہ یہ کہ پہلے سے ایک چیز موجود ہو، دوسرے کلمے کو بھی اگر تعلیل کرتے ہیں تو وہ اس جیسا بن جاتا ہو، جبکہ یہاں قبیلے کا نام پہلے نہیں تھا بلکہ پہلے تو صرف کیا تھا؟ یہی مصدر تھا پھر بعد میں کیا کیا گیا قبیلے کا نام۔ اگر وہ نام پہلے سے ہوتا تو پھر آپ کہتے کہ اب التباس لازم آ رہا ہے۔ سمجھ میں آیا؟ تو اعلال پہلے ہے قبیلے کا نام بعد میں۔

تو جواب دے رہے ہیں: طَيٌّ **بعد ادغام اسم قبیلہ شدہ است**، کہ طَيٌّ جو ہے ادغام کے بعد قبیلے کا نام ہوا ہے، **ومنقول از مصدر است**، اور یہ مصدر سے ہی منقول ہے۔ وَنَقْلُ الْكَلِمَةِ مِنْ محل إِلَى اٰخَرَ لَا يُفْضِيْ إِلَى الْاِلْتِبَاسِ، اور کلمے کو نقل کرنا مِنْ محل ایک جگہ سے إِلَى اٰخَرَ دوسری جگہ کی طرف، لَا يُفْضِيْ إِلَى الْاِلْتِبَاسِ یہ التباس تک لے جانے والا نہیں ہے بھئی۔ سمجھ میں آیا کلمہ پہلے ایک مصدر تھا پھر اس کو نقل کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ یعنی بعد میں نقل کر کے قبیلے کا نام بنا دیا گیا یہ التباس نہیں ہے بھئی۔

تو کہتے ہیں: **و معتبر در التباس وجود نظیر است**، اور التباس کے اندر معتبر یعنی جس کا اعتبار کیا جائے وہ نظیر کا وجود ہے، یعنی مثال، پہلے اس جیسا کوئی لفظ پایا جائے، اس کی نظیر، اس کی کوئی مثال پہلے موجود ہو، اور یہ قبیلے کا نام تو پہلے موجود نہیں تھا۔ تو کہتے ہیں **معتبر در التباس وجود نظیر است** وہ معتبر جو ہے التباس کے اندر وہ مثال نظیر کا پایا جانا ہے، **پیش از تعلیل** تعلیل سے پہلے ہی، **بر صفتے** اسی صفت پر **کہ بعد از تعلیل بر آں صفت موجود خواہد شد** کہ تعلیل کے بعد اس صفت پر وہ لفظ موجود ہو گا بھئی۔ سمجھ میں آیا اگر طَيٌّ کیا ہوتا پہلے سے ہی موجود ہوتا اسی طرح، پھر ہم طَوْيٌ کے اندر کیا کرتے ادغام کرتے تو پھر آپ کا اشکال صحیح تھا کہ دیکھو التباس لازم آیا۔ تو التباس کے اندر کس چیز کا اعتبار ہے؟ کہ اس کی نظیر پہلے سے پائی جائے۔ یعنی تعلیل سے پہلے ہی کوئی کلمہ اس وزن پر پایا جائے کہ دوسرے کلمے میں تعلیل کرو گے تو وہی وزن بن جائے گا، وہی صورت بن جائے گی۔ بات سمجھ میں آ گئی؟ جی۔

تو کہتے ہیں **معتبر در التباس وجود نظیر است** التباس کے اندر معتبر یعنی جس کا اعتبار ہے وہ نظیر کا پایا جانا ہے **پیش از تعلیل** تعلیل سے پہلے ہی، **بر صفتے** اسی صفت پر یعنی اسی صورت پر **کہ بعد از تعلیل** کہ تعلیل کے **بعد بر آں صفت موجود خواہد شد** کہ تعلیل کے بعد اس صفت پر کلمہ پایا جائے گا۔ ایک کلمہ پہلے سے اس صفت پر اس صورت پر موجود ہے دوسرا کلمہ تعلیل کے بعد اس صورت پر چلا جائے گا تو یہ ہے التباس، اور یہاں ایسا نہیں۔ طَيٌّ قبیلے کا نام پہلے سے تھا ہی نہیں۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ ہاں اگر وہ پہلے ہوتا پھر مصدر کے اندر ہم تعلیل نہ کرتے کیونکہ التباس تھا بھئی۔

و در بُوْیِعَ واویا نشد اور بُوْیِعَ کے اندر کہتے ہیں واو یا نہیں ہوا۔ بھئی دیکھو بُوْیِعَ، واو اور یا جمع ہوئے اور پہلا ساکن ہے یہاں بھئی۔ کہتے ہیں یہاں پر **واو یا نشد** یہاں پر واو یا نہیں ہوا، **زیرا کہ اجتماع لازم نیست** اس لیے کیونکہ یہ اجتماع لازم نہیں ہے۔ **زیرا کہ واو بدل است از الف** بَايَعَ اس لیے کیونکہ واو جو ہے وہ بدل ہے بَايَعَ کے الف سے۔ بھئی بُوْیِعَ وہی مجہول ہے ماضی مجہول، بَايَعَ تھا۔ ماضی مجہول کیسے بناتے ہیں؟ شروع کو ضمہ دیتے ہیں اور آخر سے ماقبل کو کسرہ دیتے ہیں۔ تو پھر جب با کو ضمہ دیا تو اس کے بعد الف تھا وہ الف کس سے بدل گیا؟ واو سے۔ تو یہ واو لازم نہیں ہے بلکہ الف سے بدل کر آیا ہے بَايَعَ کے الف سے بھئی۔

و ہمچنیں در دِیْوَانٌ واویا نگشت اور اسی طرح دِیْوَانٌ کے اندر بھی واو یا نہیں ہوا۔ دِیْوَانٌ میں دیکھیے یا اور واو جمع ہیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہے لیکن پھر بھی واو کو یا کر کے یا کا یا میں اس کا ادغام نہیں ہوا۔ کیوں؟ کہتے ہیں **ازاں کہ یا بدل است از واو** اس لیے کیونکہ یہ دِیْوَانٌ میں جو یا ہے وہ واو سے بدل ہے، **زیرا کہ در اصل** دِوْوَانٌ **بودہ است** کیونکہ اصل میں یہ کیا تھا؟ دِوْوَانٌ تھا۔ دلیل کیا ہے اس کی کہ بھئی اصل میں دِوْوَانٌ تھا؟ کہتے ہیں **بدلیل آں کہ جمع او** دَوَاوِيْنُ **می آید** کہ اس کی جمع جو ہے وہ دَوَاوِيْنُ آتی ہے بھئی۔

بھئی دِیْوَانٌ کی جمع کیا آتی ہے؟ دَوَاوِيْنُ۔ یاد رکھیے کسی بھی کلمے کی اصل معلوم کرنے کے لیے اس کی جمع مکسر سے پتہ چلاتے ہیں یا اس کی تصغیر کے ذریعے پتہ چلاتے ہیں۔ جمع مکسر وہ جس میں مفرد کا وزن جمع میں آ کر ٹوٹ جائے، مفرد والی صورت نہ رہے۔ ایک جمع سالم ہے جس میں مفرد کا وزن برقرار رہتا ہے، جیسے مُسْلِمٌ اس کی جمع سالم ہے مُسْلِمُوْنَ۔ تو دیکھو مُسْلِمُوْنَ میں سے ذرا واو اور نون ہٹاؤ پورا کا پورا مُسْلِمٌ اسی طرح موجود ہے شروع میں، وزن کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو یہ جمع سلامت ہے یعنی جس کے اندر مفرد کا وزن برقرار رہتا ہے۔ اور ایک جمع مکسر، مکسر کا معنی توڑا ہوا، جس میں مفرد کا وزن توڑ دیا جاتا ہے۔ تو دِیْوَانٌ دیکھو دِیْوَانٌ میں کیا ہے شروع میں کسرہ ہے اور دَوَاوِيْنُ میں شروع میں فتحہ ہے۔ پھر اس کے بعد دِیْوَانٌ میں یا ہے، دَوَاوِيْنُ میں تو یا نہیں بھئی واو ہے، پوری صورت ہی بدل گئی ہے بھئی اس جیسا وزن ہی نہیں رہا بھئی، ایک ایک حرف پر آپ دیکھتے چلے جائیں آگے۔ تو یہ جمع مکسر ہے۔

تو جس کلمے کی بھی اصل کا پتہ چلانا ہو اس کو جمع مکسر بنا لیتے ہیں، اس کی جمع مکسر کو دیکھ لیتے ہیں یا اس کی تصغیر کو دیکھ لیتے ہیں۔ جیسے أَرْضٌ، زمین کو کہتے ہیں أَرْضٌ ضاد کے ساتھ بھئی۔ یہ جو لفظ ہے أَرْضٌ یہ عربی میں مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ جب بھی استعمال کرتے ہیں اسے کیا کرتے ہیں؟ مؤنث۔ بھئی مؤنث کیوں استعمال کرتے ہیں؟ نہ تو اس کے ساتھ تانیث کی تاگی ہوئی ہے، نہ الف مقصورہ ہے، نہ الف ممدودہ جو تانیث کے لیے آتے ہیں دونوں، تو تانیث کی تو تین ہی علامتیں ہیں ایک تائے تانیث ہے، ایک الف مقصورہ ہے اور ایک الف ممدودہ، کوئی بھی نہیں ہے۔ تو پھر اس کی اصل ہم نے نکالنی چاہی اصل کیا ہے؟ تو اس کی اصل تصغیر نکالی، اس کی تصغیر آتی ہے أُرَيْضَةٌ۔ أَرْضٌ کی تصغیر کیا آتی ہے؟ أُرَيْضَةٌ بھئی۔ أَرْضٌ کا معنی زمین، أُرَيْضَةٌ چھوٹی زمین بھئی۔ تو یہ تصغیر ہے بھئی۔ تو اس میں دیکھیے تا موجود ہے، معلوم ہوا یہ کیا ہے یہاں تا موجود ہے اس میں تا تو یہ کلمہ مؤنث استعمال ہے۔

اسی طرح جب کسی کلمے کی اصل معلوم کرنا ہو تو اس میں جمع مکسر کے ذریعے بھی نکالتے ہیں اس کی اصل۔ جیسے دِیْوَانٌ، اس کی اصل معلوم کرنا ہے تو اس کی جمع مکسر دیکھ لو، اس کی جمع مکسر دَوَاوِيْنُ آتی ہے۔ بھئی دِیْوَانٌ میں تو ایک یا ہے ایک واو ہے دِیْوَانٌ، دَوَاوِيْنُ میں آپ دیکھیں دو واو ہیں یا کہیں نہیں۔ معلوم ہوا یہ جو یا تھی دراصل کیا ہے؟ واو، یہ دراصل واو تھی بھئی، دَوَاوِيْنُ سے اصل کا پتہ چلا، معلوم ہوا دو واو ہیں اس کے اندر بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی بھئی؟

اسی طرح دِيْنَارٌ ہے دِيْنَارٌ۔ دِيْنَارٌ کی اصل معلوم کرنی ہے تو اس کی جمع مکسر دَنَانِيْرُ آتی ہے دَنَانِيْرُ۔ اب دیکھیے دِيْنَارٌ میں ایک یا ہے ایک نون دِيْنَارٌ، لیکن جمع مکسر میں دیکھو دَنَانِيْرُ یا کوئی نہیں نون دو ہیں۔ معلوم ہوا یہ یا بھی دراصل نون تھی، دِيْنَارٌ میں جو یا تھی دراصل کیا تھی؟ نون۔ تو یہ اصل میں کیا تھا؟ دِنَّارٌ۔ پھر عربی میں یوں کرتے ہیں دو کلمے ایک جیسے آ جائیں تو بعض اوقات کیا کرتے ہیں ایک کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں یا کبھی حذف کر لیتے ہیں تو یہاں پر ایک نون کو یا کر دیا تو دِيْنَارٌ ہوا۔ تو دیکھا جمع مکسر سے کسی کلمے کی اصل کا پتہ چلتا ہے۔ تو یہاں بھی کہہ رہے ہیں بھئی دِیْوَانٌ کے اندر کیوں نہیں یہ دو یا اور واو جمع ہوئے یا ساکن ہے تو اول ان میں ساکن ہے تو ان دونوں کا واو کو یا کر کے یا کا یا میں کیا کرنا چاہیے تھا؟ ادغام۔ کہتے ہیں بھئی ہم نے کہا تھا اجتماع لازم

ہونا چاہیے اور یہ اجتماع لازم نہیں کیونکہ یہ جو یا ہے یہ کس سے بدل کر آئی ہے؟ واو سے بدل کر آئی ہے۔ اور دلیل: **بدلیل آں کہ جمع اودَوَاوِیْنُ می آید** کہ اس کی جمع جو ہے وہ دَوَاوِیْنُ آتی ہے۔

باآں کہ ادغام دربُوْیِعَ موجب التباس ماضی مجہول، ساتھ اس کے کہ۔ اوپر بتایا بھئی کہ بُوْیِعَ میں کیوں نہیں تعلیل کی گئی؟ کیونکہ وہ اجتماع لازم نہیں وہ واو کس سے بدل کر آیا ہے؟ الف سے۔ آگے مزید بتلا رہے ہیں کہ اگر ہم ادغام بُوْیِعَ میں کر دیتے تو کیا بن جاتا؟ بُیِّعَ۔ واو کو یا کر کے یا میں ادغام کریں گے تو کیا بن جائے گا؟ بُیِّعَ۔ تو بُیِّعَ یہ تو باب تفعیل کی ماضی مجہول بن گئی بھئی۔ اور بُوْیِعَ بَایَعَ یہ کون سا باب ہے؟ یہ باب مفاعلہ ہے۔ تو بَایَعَ اور بُوْیِعَ ہے باب مفاعلہ، اور بُیِّعَ جب بن جائے گا تو کیا بن جائے گا؟ باب تفعیل۔ تو باب تفعیل اور باب مفاعلہ میں التباس لازم آئے گا، باب تفعیل تو ہے ہی بُیِّعَ اور باب مفاعلہ کی ماضی بھی کیا بن جاتی؟ بُیِّعَ بن جاتی تو پتہ ہی نہ چلتا بُیِّعَ کہنے سے یہ کون سے باب کی ماضی ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ یہ دوسری وجہ ہے جواب ذکر کرنے لگے ہیں۔ کہتے ہیں **باآں کہ ادغام دربُوْیِعَ موجب التباس ماضی مجہول باب مفاعلہ بماضی مجہول باب تفعیل است**، ساتھ اس کے کہ **ادغام دربُوْیِعَ** بُوْیِعَ کے اندر ادغام جو ہے **موجب التباس ماضی مجہول باب مفاعلہ** وہ التباس کا باعث ہے باب مفاعلہ کی ماضی مجہول کے، کس کے ساتھ التباس کا باعث ہے؟ **بماضی مجہول باب تفعیل** باب تفعیل کی ماضی مجہول کے ساتھ۔

وادغام دردِیْوَانٌ موجب التباس مصدر، جی دِیْوَانٌ کی ایک وجہ ذکر کر دی کہ اس کے اندر تعلیل کیوں نہیں کی کیونکہ وہ اجتماع لازم نہیں یہ یا کس سے بدل کر آئی ہے دِیْوَانٌ میں؟ واو سے بدل کر آئی ہے۔ اب آگے مزید ذکر کر رہے ہیں کہتے ہیں اگر، اگر ہم اس کے اندر کیا کر دیتے ادغام کر دیتے تو پھر اس کا التباس لازم آتا مصدر کے ساتھ جو کہ فِعَالٌ وزن پر آتا ہے۔ کس وزن پر؟ فَعَّالٌ۔ آپ کی کتابوں میں فَعَّالٌ ہے بھئی، فِعَّالٌ ہونا چاہیے فا کے نیچے کسرہ چاہیے کیونکہ دِیْوَّانٌ ہو جاتا اگر ہم اس کرتے بھئی۔ تو کہتے ہیں **وادغام دردِیْوَانٌ موجب التباس مصدر است** اور کہتے ہیں دِیْوَانٌ کے اندر ادغام جو ہے وہ **موجب التباس مصدر است** وہ مصدر کے ساتھ التباس کا باعث ہے **کہ بروزن** فِعَّالٌ **آمدہ است**، یہ فِعَّالٌ ہونا چاہیے فا کے نیچے کسرہ کہ جو مصدر فِعَّالٌ وزن پر آیا ہے **نحو قولہ** تعالٰی جیسے اللہ تعالٰی کا یہ قول ہے

كَذَّبُوْا	بِاٰيَاتِنَا	كِذَّابًا

یہ كِذَّابًا دیکھو فِعَّالٌ، تو یہ مصدر اس وزن پر آتا ہے تو یہ دِیْوَانٌ کا التباس کس کے ساتھ آتا؟ مصدر فِعَّالٌ وزن کے مصدر کے ساتھ۔

ودر أُسَیْوِدٌ **کہ تصغیر** أَسْوَدُ **است** وجُدَیْوِلٌ **کہ تصغیر** جَدْوَلٌ **است واو یا نگشت ازاں کہ**۔۔۔ اچھا أُسَیْوِدٌ **کہ تصغیر** أَسْوَدُ **است**، بھئی أَسْوَدُ، أُسَیْوِدٌ یہ أَسْوَدُ کی تصغیر ہے، وجُدَیْوِلٌ اور **کہ تصغیر** جَدْوَلٌ **است** کہ یہ جُدَیْوِلٌ کس کی تصغیر ہے؟ جَدْوَلٌ کی۔ تو اس میں بھی دیکھیے یا اور واو جمع ہیں أُسَیْوِدٌ اور جُدَیْوِلٌ میں، یہاں بھی کیا کرنا چاہیے تھا واو کو یا کر کے یا کا یا میں ادغام کرنا چاہیے تھا۔ کہتے ہیں **واو یا نگشت** ان میں واو یا نہیں ہوا۔ **ازاں کہ محمول است بر** أَسَاوِدُ و جَدَاوِلُ، اس وجہ سے کہ محمول ہے أَسَاوِدُ اور جَدَاوِلُ پر۔ أَسَاوِدُ اور جَدَاوِلُ یہ جمع مکسر ہیں أَسْوَدُ کی، ان کے اندر واو برقرار ہے تو لہٰذا أُسَیْوِدٌ اور جُدَیْوِلٌ میں بھی کیا کیا گیا واو کو برقرار رکھا گیا۔

خود بتلا رہے ہیں **کہ جمع تکسیر** أَسْوَدُ و جَدْوَلٌ **است** کہ یہ جو أَسَاوِدُ اور جَدَاوِلُ جو ہیں یہ أَسْوَدُ اور جَدْوَلٌ کی جمع تکسیر ہیں، **زیرا کہ تصغیر و تکسیر**۔۔۔ اچھا بھئی ان پر کیوں محمول ہے؟ أُسَیْوِدٌ اور جُدَیْوِلٌ تو تصغیر ہے اور أَسَاوِدُ اور جَدَاوِلُ تو جمع مکسر ہے تو تصغیر کو جمع مکسر پر کیوں محمول کیا گیا؟ اشکال سمجھ میں آیا؟ وجہ ذکر کر رہے ہیں: **زیرا کہ تصغیر و تکسیر از قبیل واحد اند**، اس لیے کہ تصغیر اور تکسیر جو ہیں ایک ہی قبیل سے ہیں، یعنی ایک ہی قبیل یعنی ایک ہی قسم سے ہیں، **یعنی چناں کہ مصغر فرع مکبر است** یعنی جیسے کہ مصغر وہ فرع ہے مکبر کی۔ تصغیر کیا ہے؟ فرع ہے کس کی؟ مکبر کی۔ یہ عام اسم جو استعمال ہوا یہ اسم مکبر اور آگے پھر اس کی کیا بنتی ہے؟ تصغیر بنتی ہے۔ تو اصل تو یہ ہے مکبر اور تصغیر اس کی فرع ہے۔ **جمع تکسیر نیز فرع جمع سلامت است**، کہتے ہیں جمع تکسیر بھی فرع ہے جمع سلامت کی۔ جمع تکسیر کس کی فرع ہے؟ جمع سلامت کی۔ اصل تو جمع کیا ہونی چاہیے؟ اس میں مفرد کا وزن سالم رہنا چاہیے لیکن تکسیر وزن توڑ دیا جاتا ہے تو اصل ہے جمع سالم اور جمع تکسیر اس کی فرع۔ اسی طرح اصل ہے مکبر اور تصغیر اس کی فرع۔ تو دونوں فرع ہونے میں متحد ہیں، تصغیر بھی فرع اور جمع تکسیر بھی فرع۔ اور جمع تکسیر کے اندر واو کو نہیں بدلا گیا تو مصغر کے اندر بھی واو کو نہیں بدلا گیا اسی پر محمول کرتے ہوئے۔

پس باعتبار ایں مناسبت تصغیر را حمل کردند بر جمع تکسیر، پس اس مناسبت کا اعتبار کرتے ہوئے تصغیر جو ہے اس کا **حمل کردند** اس کو محمول کیا گیا **بر جمع تکسیر** کس پر؟ جمع تکسیر پر۔ **وبعضے گفتہ اند** اور بعض علماء نے کہا ہے، بعض صرفیوں نے کہا ہے **ازاں کہ اجتماع لازم نیست**، اس وجہ سے کہ اجتماع لازم نہیں ہے۔ ایک تو

مصنف نے جواب ذکر کیا کہ جُدَیْوِلٌ اور أُسَیْوِدٌ میں کیوں نہیں اعلال کیا گیا؟ کس پر محمول کرتے ہوئے؟ جمع مکسر پر۔ بعض علماء نے اور جواب دیا، انہوں نے کہا کہ اس میں یہ جو یا اور واو اکٹھے ہوئے ہیں یہ اجتماع لازم نہیں ہے، یہ اس میں جُدَیْوِلٌ اور أُسَیْوِدٌ میں جو یا آئی ہے یہ تصغیر کی ہے بھئی۔ أَسْوَدُ مکبر کے اندر کوئی یا ہے؟ نہیں۔ أُسَیْوِدٌ تصغیر کی وجہ سے یا لائی گئی، اسی طرح جَدْوَلٌ اس کے اندر یا نہیں، جُدَیْوِلٌ تو تصغیر کی وجہ سے کیا آگئی؟ یا۔ تو یہ یا لازم نہیں تصغیر کی وجہ سے آئی ہے۔ تو جب لازم نہیں ہم نے تو کیا کہا تھا یا اور واو کا اجتماع کیسا ہونا چاہیے؟ لازم ہونا چاہیے تو شرط ہی نہیں پوری اس لیے اعلال نہیں کیا گیا۔ **وبعضے گفتہ اند** اور بعض علماء نے کہا ہے **ازاں کہ اجتماع لازم نیست** اس وجہ سے کہ اجتماع لازم نہیں ہے **زیرا کہ یا بعارض تصغیر آمدہ است** اس لیے کیونکہ یا جو ہے تصغیر کے عارض کی وجہ سے آئی ہے۔

سوال: **چوں اجتماع لازم شرط باشد پس در** عُرَیَّةٌ **تصغیر** عُرْوَةٌ **کہ در اصل** عُرَیْوَةٌ **بود چرا واو را یا کردند؟** جی۔ اب یہ اشکال کر رہے ہیں بعض علماء نے کیا جواب دیا کہ یہ یا لازم نہیں، کیوں نہیں لازم کس وجہ سے آئی ہے؟ تصغیر کی وجہ سے آئی ہے۔ اچھا معلوم ہوا جو یا تصغیر کی وجہ سے آئی ہے وہ عارضی ہے اور اس کا واو کے ساتھ اجتماع ہو بھی جائے تو یہ اعلال نہیں کریں گے۔ اس پر اشکال کر رہے ہیں بھئی عُرَیَّةٌ تصغیر ہے عُرْوَةٌ کی۔ عُرَیَّةٌ استعمال ہوتی ہے کس کی تصغیر؟ عُرْوَةٌ کی اور عُرَیَّةٌ اصل میں کیا تھا؟ عُرَیْوَةٌ۔ تو عُرْوَةٌ میں تو صرف واو ہے یا نہیں ہے لیکن تصغیر میں تصغیر والی یا بھی آگئی تو کیا بن گیا؟ عُرَیْوَةٌ۔ تو یہ یا تو تصغیر والی ہے عارضی یا ہے لازم نہیں ہے تو پھر یہاں پر کیوں یہ قانون لگایا گیا اور اس کو کیا بنا دیا گیا؟ عُرَیَّةٌ۔ اشکال سمجھ میں آیا بھئی؟

تو دیکھیے پہلے سوال: سوال **چوں اجتماع لازم شرط باشد** کہ جب اجتماع لازم شرط ہے **پس در** عُرَیَّةٌ **تصغیر** عُرْوَةٌ پس عُرَیَّةٌ جو کہ تصغیر ہے عُرْوَةٌ کی **کہ در اصل** عُرَیْوَةٌ **بود** کہ اصل یہ عُرَیَّةٌ اصل میں کیا تھا؟ یہ عُرَیْوَةٌ تھا **چرا واو را یا کردند** کیوں واو کو یا کیا؟ جواب: **اجتماع لازم جائے شرط است کہ حرف دوم در عین کلمہ باشد نہ در لام کلمہ**۔ کہتے ہیں **اجتماع لازم جائے شرط است** اس جگہ پر شرط ہے **کہ حرف دوم** کہ دوسرا حرف جو ہے **در عین کلمہ باشد** کہاں پر ہو؟ عین کلمے میں ہو **نہ در لام کلمہ** نہ کہ لام کلمہ۔ بھئی دیکھیے۔ کہتے ہیں ہم نے کہا اجتماع لازم ہونا چاہیے لیکن یہ اجتماع لازم کی شرط ہر جگہ نہیں ہے یہ صرف اس جگہ ہے جب یا اور واو میں سے جو دوسرا ہو، چاہے واو دوسرے نمبر پر آرہا ہے چاہے یا دوسرے نمبر پر آرہی ہے وہ عین کلمے کی جگہ ہونی چاہیے۔ کس کی جگہ ہونی چاہیے؟ عین کلمے کی جگہ۔

اور یہاں پر جو دوسرا ہے دیکھو عُرْوَةٌ فُعْلَةٌ وزن ہے، واو کس کی جگہ آیا؟ عُرْوَةٌ، لام کی جگہ، عُرَیْوَةٌ فُعَیْلَةٌ واو کس کی جگہ آیا؟ لام کی جگہ پر آیا۔ تو دیکھو دو چیزیں اکٹھی ہوئیں یا اور واو ان میں سے دوسرے نمبر پر کون؟ ان میں واو ہے اور وہ واو کس کے مقابلے میں آرہا ہے؟ لام کے مقابلے میں آرہا ہے۔ اگر یہ عین کے مقابلے میں ہوتا دوسرا والا تو پھر تو کیا شرط تھی؟ اجتماع لازم کی شرط تھی لیکن یہ تو کس کی جگہ آیا؟ لام کی جگہ، اور جب لام کی جگہ آیا تو پھر یہ اجتماع لازم کی شرط نہیں ہے۔ کیوں؟ کہتے ہیں اس لیے کہ لام کلمے کا آخر ہے یہ محل تغییر ہے جو بھی کلمے میں تبدیلی کی جاتی ہے عموماً کہاں پر کی جاتی ہے؟ لام کلمے میں کی جاتی ہے تو لام کلمے کے اندر اجتماع لازم کی بھی شرط نہیں ہے چاہے اجتماع لازم ہو یا نہ ہو جب لام کی جگہ آیا تو اس میں کیا کی جاتی ہے؟ تبدیلی کی جاتی ہے لام تو جگہ ہی تبدیلی کی ہے تو یہاں بھی تبدیلی کی جائے گی اور اعلال ہو گا اور چنانچہ پھر عُرَیْوَةٌ سے کیا بن گیا؟ عُرَیَّةٌ بن گیا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

کہتے ہیں **اجتماع لازم جائے شرط است** اجتماع لازم اس جگہ پر شرط ہے **کہ حرف دوم در عین کلمہ باشد** کہ دوسرا حرف جو ہے وہ عین کلمہ میں ہو **نہ در لام کلمہ** نہ کہ لام کلمہ۔ **و حرف دوم دریں جا در لام کلمہ است** اور دوسرا حرف یہاں پر لام کلمے میں ہے **و در لام کلمہ اجتماع لازم و غیر لازم مساوی است** اور لام کلمے کے اندر لازم اور غیر لازم کا اجتماع مساوی است کیا ہے؟ برابر ہے چاہے لازم ہو یا لازم نہ ہو دونوں میں۔ **ازاں کہ لام محل تعلیل و تغییر است** اس لیے کیونکہ لام کلمہ جو ہے وہ محل تعلیل اور محل تغییر ہے یہ تعلیل اور تغییر تبدیلی کا محل ہے تبدیلی کی جگہ ہے۔ **پس نفس اجتماع در وے موجب اعلال باشد** پس نفس اجتماع ہی جمع ہو جانا ہی اس جگہ پر **موجب اعلال باشد** یہ کیا ہے اعلال کا سبب ہے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ **بخلاف عین کلمہ** بخلاف کس کے؟ عین کلمہ کہ وہ محل تعلیل اور محل تغییر نہیں ہوتا بلکہ اصل تبدیلی کہاں زیادہ ہوتی ہے؟ لام میں بھئی۔

و تصحیح حَیْوَةٌ و زَیْوَنٌ۔ اس پر اس اشکال کا جواب بھئی حَیْوَةٌ اس میں یا اور واو جمع ہیں اور پہلا ساکن ہے تو اس میں اعلال ہونا چاہیے تھا اور زَیْوَنٌ میں بھی یا اور واو جمع ہیں پہلا ساکن ہے اس میں کیا ہونا چاہیے تھا اعلال ہونا چاہیے تھا لیکن یہ اسی طرح پڑھتے ہیں عرب حَیْوَةٌ اور زَیْوَنٌ۔ کہتے ہیں **و تصحیح** حَیْوَةٌ و زَیْوَنٌ **باوجود علت اعلال شاذ است** کہتے ہیں حَیْوَةٌ اور زَیْوَنٌ کو صحیح رکھنا باوجود اعلال کی علت کے **شاذ است** یہ شاذ ہے یعنی خلاف قانون ہے قانون کے مطابق تو اس میں اعلال ہونا چاہیے تھا تمام شرائط پوری ہیں لیکن پھر بھی اس میں قانون کے مطابق تبدیلی نہیں کی گئی تو یہ خلاف قانون ہے بھئی۔ **وبعضے گفتہ اند** اور بعض علماء نے کہا ہے **کہ تصحیح** حَیْوَةٌ **موافق قیاس است** بعض علماء کہتے ہیں کہ حَیْوَةٌ کو جو صحیح رکھا گیا یہ قیاس کے مطابق ہے، قیاس کے مطابق ہے یعنی

قانون کے مطابق ہے۔ زیرا کہ ادغام او موجب، جی وجہ یہ ذکر کریں گے کہتے ہیں حَیْوَۃٌ میں اگر ہم اعلال کرتے تو واو یا ہو کر یا کے اندر یا کا ادغام ہو تا حَیَّۃٌ بن جاتا۔ یہ تھا حَیْوَۃٌ اور اب کیا بن گیا؟ حَیَّۃٌ حالانکہ حَیَّۃٌ کا لفظ تو عربی میں پہلے ہی موجود ہے سانپ کو کہتے ہیں، حَیَّۃٌ کسے کہتے ہیں؟ سانپ کو۔ تو حَیَّۃٌ کہنے سے کسی کو پتہ ہی نہ چلتا یہ سانپ مراد ہے یا وہ حَیْوَۃٌ والا لفظ بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ کہتے ہیں **زیرا کہ ادغام او موجب التباس است** اس وجہ سے کہ اس کا ادغام جو ہے وہ التباس کا باعث ہے بحَیَّۃٌ حَیَّۃٌ کے ساتھ **کہ معنی او مار است** کہ اس کا معنی جو ہے سانپ ہے مار سانپ کو کہتے ہیں۔

اما تَسْمِیَۃٌ **کہ در اصل** تَسْمِیْوٌ **بود قیاس مقتضی**، جی تَسْمِیَۃٌ بھئی۔

سَمّٰی	یُسَمِّیْ	تَسْمِیَۃً

باب تفعیل کا مصدر ہے بھئی۔ کہتے ہیں تَسْمِیَۃٌ اصل میں تھا تَفْعِیْلٌ تَسْمِیْوٌ، دیکھا تَفْعِیْلٌ وزن پر تَسْمِیْوٌ کیا تھا؟ تَسْمِیْوٌ۔ پھر دیکھو یا اور واو جمع ہوئے تو واو کو یا کیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کیا کیا بن گیا؟ تَسْمِیٌّ۔ کیا بنا؟ تَسْمِیٌّ۔ پھر ایک یا کو حذف کیا گیا، یہ جو یائے مشدد تھی اس میں سے ایک یا کو حذف کیا گیا اور اس کے عوض تا لے آئے کیا بن گیا؟ تَسْمِیَۃٌ بن گیا۔ تا سے ماقبل فتحہ ہوتا ہے ہمیشہ اس لیے فتحہ لے آئے تو تَسْمِیَۃٌ بن گیا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

کہتے ہیں **اما** تَسْمِیَۃٌ **کہ در اصل** تَسْمِیْوٌ **بود** تَسْمِیَۃٌ جو ہے اصل کے اندر تَسْمِیْوٌ تھا **قیاس مقتضی آں بود** کہ قیاس اس بات کا تقاضا کرنے والا تھا کہ **اعلال** عَلِیٌّ **می کردند** کہ اس کے اندر بھی کون سا اعلال کرتے؟ عَلِیٌّ والا یعنی جیسے عَلِیٌّ اصل میں کیا تھا؟ عَلِیْوٌ، یا اور واو اکٹھے ہوئے واو کو یا کر کے یا کا یا میں ادغام کیا تو عَلِیٌّ ہوا۔ تو یہاں بھی قیاس یہی تقاضا کر رہا تھا کہ اس میں بھی کون سا اعلال کیا جائے؟ عَلِیٌّ، تَسْمِیٌّ ہونا چاہیے بھئی۔ **ولیکن واو را بقانون مذکور یا کردند** لیکن واو کو مذکورہ قانون کے مطابق کیا کر دیا؟ تَسْمِیٌّ **شد** تو کیا ہوا؟ تَسْمِیٌّ، وہ عَلِیٌّ والا اعلال کیا لیکن پھر اس سے آگے بھی ایک قدم اور بڑھے اور یا کو حذف کر کے اس کے عوض کیا لے آئے؟ تا لے آئے حالانکہ صرف عَلِیٌّ والا اعلال ہونا چاہیے تھا تَسْمِیٌّ وہی پڑھنا چاہیے تھا۔ تو کہتے ہیں **یا کردند** تَسْمِیٌّ **شد** تَسْمِیٌّ ہوا بعدہٗ **یک یا را حذف کردند** اس کے بعد ایک یا کو حذف کر دیا **و تا در آخر عوض دادند** بھئی اور تا اس کے آخر میں عوض کے طور پر دے دی تَسْمِیَۃٌ **شد** بھئی۔ کیا ہوا؟ تَسْمِیَۃٌ ہو گیا۔ چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

بابِ تفعیل کے مصدرِ ناقص (تَوْصِیَۃٌ) اور اجتماعِ یائین کے احکام

سبق نمبر ۱۳۴—تاریخِ درس: ۹ جون ۲۰۰۹ء

قانون۔ ہر مصدر کہ ناقص از باب تفعیل بود دو در او دو یا جمع شوند یکے را حذف کنند و تا در آخر عوض دہند، چوں

تَسْمِیَۃٌ	تَقْوِیَۃٌ	تَنْقِیَۃٌ

کہ در اصل تَسْمِیٌ و تقوی وتَنْقِیٌ بودہ است۔

یہاں سے الگ قانون ذکر کر رہے ہیں بھائی۔ قانون یہ کہ **ہر مصدر کہ ناقص**، ہر وہ مصدر جو ناقص ہو، **از باب تفعیل بود**، اور باب تفعیل سے ہو، **و در او دو یا جمع شوند**، اور اس کے اندر دو یا جمع ہو جائیں، **یکے را حذف کنند**، ایک کو حذف کرتے ہیں، **و تا در آخر عوض دہند**، اور تا اس کے آخر میں عوض دیتے ہیں، عوض کے طور پر بھائی۔

مصدر ہو اور کس سے ہو؟ ناقص سے، اور آخر میں کیا جمع ہو جائیں؟ دو یا جمع ہو جائیں، تو ایک یا کو حذف کر کے اس کے عوض میں کیا لے آتے ہیں؟ تا لے آتے ہیں۔ جیسے تَسْمِیَۃٌ، تَقْوِیَۃٌ اور تَنْقِیَۃٌ کہ یہ اصل کے اندر تَسْمِیٌ، تقوی اور تَنْقِیٌ تھے۔ تَسْمِیَۃٌ اصل میں کیا تھا؟ تَسْمِیٌ۔ تو مصدر ہے اور ناقص ہے اور آخر میں دو یا جمع ہوئیں۔ یہ یائے مشدد دراصل کتنی یا ہیں؟ دو یا۔ تو ایک یا کو حذف کیا اور اس کے عوض آخر میں کیا لے آئے؟ تا لے آئے، تو تَسْمِیَۃٌ ہوا بھائی۔

سمجھ میں آیا؟ اور یہ تائے تانیث، تا جو آخر میں ملتی ہے اس تا کا ماقبل ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے پورے کلام عرب کے اندر بھائی، اسی لیے تَسْمِیَۃٌ، یہ تا سے ماقبل یا کو کیا دے دیا؟ فتحہ دے دیا بھائی۔ اسی طرح تَقْوِیَۃٌ اصل میں کیا تھا؟ تقوی تھا بھائی۔ ایک یا کو حذف کر کے تا لے آئے تو تَقْوِیَۃٌ ہوا۔ تَنْقِیَۃٌ اصل میں کیا تھا؟ تَنْقِیٌ تھا بھائی۔ ایک یا کو حذف کر کے آخر میں تا لے آئے تو تَنْقِیَۃٌ ہوا۔

و ترک تعویض ایں جا باتفاق روانیست۔ اور عوض میں لانے کو ترک کرنا **ایں جا** یہاں پر **باتفاق روانیست** بالاتفاق جو ہے یہ جائز نہیں یعنی تمام صرفیوں کے نزدیک یہ جائز نہیں۔ کہ کیا کیا جائے کہ یا کو تو حذف کیا جائے اور اس کے عوض میں تا نہ لائی جائے ایسا نہیں بلکہ کیا کرنا پڑے گا ہمیشہ؟ تا لانا پڑے گی۔ **اگرچہ اضافت کنند**، اگرچہ اس کی اضافت کر دیں۔ سمجھ میں آیا؟ چاہے اس کی اضافت کر دیں اس کو مضاف بنا دیں، تو اضافت کے باوجود عوض میں تا کا لانا ضروری، لفظ کے اندر تا کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

بخلاف مصدر اجوف باب افعال و استفعال۔ بخلاف باب افعال اور استفعال اجوف کے مصدر جو ہیں، اجوف ہو باب افعال اور استفعال ہو اس کا جو مصدر ہے، **چوں** اِعَانَۃٌ و اِسْتِعَانَۃٌ بھائی۔ یہ اجوف ہے مولانا، عون مادہ عین واو نون ہے بھائی۔ اب اس کے اندر یہاں پر تا موجود ہے لیکن اضافت کے وقت کیا کر دیتے ہیں؟ اس تا کو گرا دیتے ہیں۔ جیسے

اَقَامَ	یُقِیْمُ	اِقَامَۃٌ

ہے لیکن اضافت کے وقت تا گر گئی۔ جیسے قرآن میں آتا ہے

اِقَامَ	الصَّلٰوۃِ	اِقَامَ	الصَّلٰوۃِ

دیگر۔ دوسرا قانون یہ، **ہر جا کہ واو و یا در اسم فاعل در لام کلمہ افتد و ما قبل او مکسور باشد در حالت رفعی و جری واجب است**۔ یہاں سے قَاضٍ والا اعلال بتلا رہے ہیں بھائی۔ قَاضٍ والا اعلال۔ وہ یہ، **ہر جا کہ واو و یا**، ہر وہ جگہ کہ جہاں پر واو اور یا **در اسم فاعل**، کس لفظ کے اندر؟ اسم فاعل کے اندر واو اور یا ہو، **در لام کلمہ افتد**، اور کس جگہ پر واقع ہو؟ لام کلمے کی جگہ ہو بھائی یعنی ناقص۔ **و ما قبل او مکسور باشد**، اور اس لام سے ماقبل یعنی اس واو اور یا سے ماقبل کیا ہو؟ مکسور ہو یعنی کسرہ ہو۔ **در حالت رفعی و جری**، حالت رفعی میں اور حالت جری میں **واجب است**، واجب ہے **کہ یا را ساکن کنند**، کہ یا کو کیا کر دیں؟ ساکن کریں۔ **و بعد اسکان**، اور ساکن کرنے کے بعد **اگر منون باشد**، اگر وہ منون ہو یعنی اس پر تنوین ہو، **تو یا را از جہت اجتماع ساکنین حذف کنند**، تو یا کو اس اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ **چوں** قَاضٍ و رَامٍ، جیسے کہ قَاضٍ اور رَامٍ **کہ در اصل قاضی و رامی بود**، کہ اصل میں یہ قاضی اور رامی تھے۔

کیا قانون بیان ہوا؟ ناقص کے اندر واو اور یا آئیں کس میں؟ اسم فاعل میں اور ماقبل ان کے کسرہ ہو، تو اس واو اور اس واو کو کیا کریں گے حالت رفعی اور جری میں؟ کیا کر دیں گے؟ ساکن کر دیں گے۔ کیا کریں گے؟ ساکن۔ جی، یا کی بات کر رہے ہیں پہلے۔ یا کو کیا کر دیں گے؟ ساکن کر دیں گے۔ جیسے قاضی دیکھو کیا وزن ہے؟ فاعل، تو دیکھو اسم فاعل کا وزن آیا۔ رامی فاعل، دیکھو کون سا وزن آیا؟ اسم فاعل کا وزن آیا۔ اور یا آئی کہاں پر آئی؟ لام کلمے کی جگہ۔ اور یا سے پہلے کیا ہے؟ کسرہ ہے، قاضی، یا سے پہلے ضاد پر کسرہ ہے۔ رامی، یا سے ماقبل میم پر کسرہ ہے۔ تو اس یا کو حالت رفعی اور جری میں کیا کریں گے؟ ساکن کر دیں گے۔ کیونکہ ضمہ یا پر ثقیل، اسی طرح کسرہ بھی یا پر ثقیل ہے۔ تو قاضی ہو یا قاضی ہو، رامی ہو یا رامی ہو، کسرہ کو یہ یا سے حرکت گر جائے گی کیونکہ کسرہ اور رفع کیا ہے؟ کسرہ اور ضمہ یا پر ثقیل ہے۔

پھر بھائی تنوین ہوا گر، تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا بھی گر جائے گی۔ قاضی تھا، یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا کیا ہوا؟ تنوین والا نون ابھی بھی باقی ہے، قَاضِیْن۔ اجتماع ساکنین آیا، یا بھی ساکن نون بھی ساکن۔ تو پھر یا گر گئی، کیا ہوا؟ قَاضٍ۔ لکھیں گے اور یا کو لکھیں گے بھی نہیں، ضاد کے نیچے تنوین ڈال دیں گے بس قَاضٍ، یا گر گئی بھائی۔ اسی طرح رامی تھا، یا کو ساکن کیا رَامِیْن ہوا، پھر یا اور نون، نون تنوین کے اندر اجتماع ساکنین آیا یا گر گئی، تو کیا پڑھیں گے؟ رَامٍ۔ اور لفظوں کتابت کے اندر بھی یا نہیں لکھیں گے، میم کے نیچے تنوین لکھ دیں گے رَامٍ۔

سمجھ میں آیا بھائی؟ یہ کون سی حالت میں ہے؟ قَاضٍ حالت رفعی میں ہے، قاضی سے قَاضٍ بنا ہے، رامی سے رَامٍ بنا ہے، حالت رفعی میں ہے ضمہ اس پر۔ حالت جری میں بھی اسی طرح ہے بھائی۔ قاضی یا پر کسرہ ثقیل تھا گرا دیا، کیا ہوا؟ قَاضِیْن۔ پھر یا گر گئی تو قَاضٍ رہ گیا۔ تو حالت رفعی میں بھی قَاضٍ پڑھیں گے، حالت جری میں بھی قَاضٍ۔ اسی طرح حالت رفعی میں بھی رَامٍ پڑھیں گے، حالت جری میں بھی رَامٍ پڑھیں گے۔ یہ تو وہ صورت تھی جب یا ہو۔

و اگر واو باشد، اور اگر کیا ہو لام کی جگہ؟ واو ہو۔ **از جہت کسرہ ما قبل یا گردد**، وہ ماقبل کسرے کی وجہ سے **یا گردد** یا ہو جائے گا، وہ واو کس سے بدل جائے گا؟ یا سے۔ **و آں یا را ساکن کنند**، باقی پھر اسی طرح مولانا۔ اس یا کو پھر کیا کریں گے؟ ساکن کریں گے۔ **بعدہ از جہت اجتماع ساکنین آں یا را حذف کنند**، اس کے بعد **از جہت اجتماع ساکنین**، اجتماع ساکنین کی وجہ سے **آں یا را حذف کنند** اس یا کو حذف کریں گے۔ **چوں** دَاعٍ و عَادٍ، جیسے دَاعٍ اور عَادٍ، **کہ در اصل** دَاعِوٌ و عَادِوٌ **بود** کہ اصل میں یہ دَاعِوٌ اور عَادِوٌ تھے۔

دیکھو دَاعٍ اصل میں کیا تھا؟ دَاعِوٌ۔ وہی وزن اسم فاعل والا، دَاعِوٌ فاعل۔ جی تو لام کلمے کی جگہ کیا آیا؟ واو اور ماقبل ہے کسرہ، یہ واو کس سے بدل جائے گا؟ یا سے۔ کیا بن گیا؟ داعی۔ پھر یا اسی طرح باقی عمل، یا پر ضمہ ثقیل ہے گرا دیا کیا ہوا؟ دَاعِیْن، تنوین کا نون بھی موجود ہے۔ پھر یا گر گئی کیا رہ گیا؟ دَاعٍ۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ اسی طرح عَادِوٌ سے عَادٍ بن جائے گا۔ اور یہ دونوں حالتوں میں، حالت رفعی میں بھی دَاعٍ اور عَادٍ پڑھیں گے اور حالت جری میں بھی کیا پڑھیں گے؟ دَاعٍ اور عَادٍ پڑھیں گے۔

تو کہتے ہیں **کہ در اصل** دَاعِوٌ و عَادِوٌ **بود** کہ اصل میں یہ دَاعٍ اور عَادٍ جو تھے دَاعِوٌ اور عَادِوٌ تھے۔ **حکم واو و یا بالا یاد کردہ شدہ است**، واو اور یا کا حکم کیا ہے اوپر یاد کر لیا گیا ہے یعنی ذکر کر دیا گیا ہے۔

و اگر معرف بلام باشد۔ اور اگر کیا ہو؟ معرف باللام ہو یعنی اس لفظ پر الف لام ہو۔ جب الف لام ہو گا تو یہ آخر سے جو یا گرتی تھی کس وجہ سے گرتی تھی؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ اور اجتماع ساکنین کس میں آتا تھا؟ یا اور نون تنوین۔ لیکن جب الف لام ہو آپ جانتے ہیں تنوین پھر نہیں آتی۔ جب تنوین نہیں ہے تو اب یا پر سے کسرہ اور ضمہ تو گر جائیں گے لیکن یا گرے گی نہیں کیونکہ یا تو گرتی کس وجہ سے تھی؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ اب تو تنوین ہے ہی نہیں، تنوین

والا نون ہی نہیں تو اجتماع ساکنین بھی نہیں۔ لہذا اَلْقَاضِيْ تھا، کیا تھا؟ اَلْقَاضِيُ۔ تنوین نہیں ہے، یا پر ضمہ ثقیل ہوا اس کو گرا دیا، کیا پڑھیں گے؟ اَلْقَاضِيْ۔ اَلْقَاضِيْ سکون کے ساتھ پڑھیں گے۔ اسی طرح اَلرَّامِيُ ہو، تو یا پر ضمہ ثقیل ہے اس کو گرا دیں گے کیا رہ جائے گا؟ اَلرَّامِيْ۔ تو الف لام کی صورت میں یا نہیں گرے گی فرق اتنا ہے۔ تنوین کی صورت میں کیا ہو گی؟ یا گر جائے گی۔ الف لام کی صورت میں یا حالت رفعی اور جری میں ساکن رہے گی۔

اور حالت نصبی؟ حالت نصبی میں نصب پڑھا جائے گا بھائی۔ قَاضِيًا، قَاضِيًا بغیر کس کے؟ الف لام کے بغیر قَاضِيًا پڑھیں گے۔ حالت رفعی میں کیا پڑھیں گے؟ قَاضٍ۔ حالت نصبی میں قَاضِيًا اور حالت جری میں بھی قَاضٍ پڑھیں گے۔ تو حالت نصبی میں قَاضِيًا پڑھیں گے۔ یہاں یا پر سے فتحہ نہیں گرائیں گے، کیوں؟ کیونکہ یا اور واو پر فتحہ ثقیل نہیں ہے ہاں صرف ضمہ اور کسرہ ثقیل ہے۔ اور اگر الف لام ہو پھر؟ پھر بھی نصب پڑھیں گے، اَلْقَاضِيَ۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ حالت رفعی میں کیسے پڑھیں گے الف لام کے ساتھ؟ حالت رفعی میں اَلْقَاضِيْ، حالت نصبی میں اَلْقَاضِيَ اور حالت جری میں اَلْقَاضِيْ۔ تو حالت رفعی اور جری میں سکون ہو گا اور حالت نصبی میں فتحہ پڑھیں گے بھائی۔

تو کہتے ہیں **واگر معرف بلام باشد** اور اگر وہ لفظ جو ہے وہ معرف باللام ہو یعنی اس پر الف لام ہو **اسکان واجب است** تو ساکن کرنا واجب ہے، **چوں** اَلْقَاضِيْ و اَلرَّامِيْ جیسے اَلْقَاضِيْ اور اَلرَّامِيْ **در حالت رفعی و جری** حالت رفعی اور جری کے اندر **ضمہ و کسرہ بر یا دشوار داشتند** تو ضمہ اور کسرہ جو ہے یا پر دشوار سمجھتے ہیں **ساکن کردند** تو کیا کیا؟ ساکن کیا۔ اَلْقَاضِيْ و اَلرَّامِيْ **شد** تو اَلْقَاضِيُ سے اَلْقَاضِيْ ہوا، اَلرَّامِيُ سے اَلرَّامِيْ ہوا بھائی۔ یہ حالت رفعی ہے۔ حالت جری میں بھی اسی طرح اَلْقَاضِيِ یا پر کسرہ ثقیل ہے گر جائے گا کیا پڑھیں گے؟ اَلْقَاضِيْ۔ اَلرَّامِيِ حالت جری میں، یا پر کسرہ ثقیل ہے گر جائے گا کیا پڑھیں گے؟ اَلرَّامِيْ۔

واگر واو باشد از جہت کسرہ ما قبل یا کنند۔ اور اگر آخر میں کیا ہو؟ واو، معرف باللام ہے اور واو ہے۔ تو از جہت وہ **از جہت کسرہ ما قبل**، وہ ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے **یا کنند** اسے کیا کر دیں گے؟ یا کر دیں گے۔ **و آں یا را ساکن کنند** اور پھر اس یا کو ساکن کر دیں گے۔ **چوں** اَلدَّاعِيْ و اَلْعَادِيْ۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ اَلدَّاعِوُ تھا، واو تھا آخر میں۔ تنوین تو نہیں ہے لیکن بہر حال واو سے ما قبل کسرہ ہے تو یہ واو کس سے بدل گیا؟ یا سے اَلدَّاعِيُ ہوا۔ پھر یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا کیا رہ گیا؟ اَلدَّاعِيْ۔ اسی طرح اَلْعَادِيْ بھی ہے۔

واز جہت رعایت فواصل و قوافی حذف یا نیز جائز است۔ کہتے ہیں فواصل اور قوافی کی رعایت کی وجہ سے، **از جہت رعایت فواصل و قوافی**، فواصل اور قوافی کی رعایت کی وجہ سے **حذف یا نیز جائز است** یا کا حذف بھی جائز ہے۔ یعنی ان کی وجہ سے بھی یا کا حذف جائز ہے۔ بھائی ایک ہے قوافی جمع ہے قافیہ کی، فواصل جمع ہے فاصلہ کی۔ اشعار بھائی آپ سنتے ہیں اشعار۔ اشعار میں ایک نظم ہے تو اس کے ہر شعر کے آخر کا وزن ایک جیسا ہوتا ہے۔ ہر شعر کے آخری لفظ کیا ہوتے ہیں ان کا وزن ایک جیسا ہوا کرتا ہے۔

نظم ہے دو تین چار پانچ شعر آپ پڑھتے جائیں ہر شعر کا اختتام ایک جیسے لفظوں پر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا آپ دیکھتے ہیں بھائی۔ تو یہ جو ایک جیسے وزن آخر جو وزن ہوتا ہے جس پر پھر اختتام ہوتا ہے اس کو قافیہ کہتے ہیں۔ تو نظم کے ہر شعر میں اس قافیے کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ کیا کیا جاتا ہے؟ قافیے کی۔ مطلب پہلے شعر میں جو وزن آیا دوسرے میں بھی وہی لاتے ہیں، تیسرے میں بھی وہی لاتے ہیں، چوتھے میں بھی وہی۔ لفظ الگ الگ ہوتے ہیں لیکن وزن کیا ہوتا ہے سب کا؟ ایک ہی وزن ہوا کرتا ہے، اس کو کہتے ہیں رعایت قافیہ۔ قافیے کی رعایت رکھی۔ سمجھ میں آیا کہ نہیں بھائی؟

اور قرآن کے اندر آپ دیکھتے ہیں آیات ایک جیسے لفظوں پر اور وزن پر ختم ہوتی ہیں۔ اس کو کہتے ہیں قرآن میں جب ہو تو یہ رعایت فاصلہ کہلاتا ہے۔ وہی چیز اشعار میں ہے تو کیا کہلاتی ہے؟ قافیہ۔ اور وہی چیز قرآن میں ہے تو کیا کہلاتی ہے؟ فاصلہ۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ قافیہ۔ تو قرآن میں رعایت ادب کے طور پر فاصلہ کا لفظ لاتے ہیں، فاصلہ کا لفظ بھائی۔ اس لیے کیونکہ قافیہ جو ہے کبوتر وغیرہ کی آواز کو کہتے ہیں تو اس وجہ سے مناسب نہیں سمجھا کہ قرآن جو کلام اللہ ہے اس کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جائے، تو اس کے لیے علماء، محدثین، مفسرین کیا لفظ استعمال کرتے ہیں؟ فاصلہ کا لفظ بھائی۔ ایک جیسے وزن پر ایک جیسے لفظوں پر آیات ختم ہوں تو کہتے ہیں رعایت یہ کیا ہے؟ رعایت فاصلہ ہے۔ بات سمجھ میں آگئی؟ تو اسی فاصلہ کی جمع فواصل اور اسی قافیہ کی جمع قوافی۔

تو بتلا رہے ہیں بھائی کہ رعایت فواصل اور رعایت قوافی کی وجہ سے بھی یا کا حذف کیا ہے؟ جائز ہے۔ جیسے اَلْقَاضِيْ کسی شعر کے آخر میں اَلْقَاضِيْ آرہا ہے لیکن یا کو رکھیں تو شعر کا وزن صحیح نہیں رہتا، رعایت قافیہ نہیں ہوتی، تو شاعر کے لیے جائز ہے وہ کیا کر سکتا ہے؟ یا کو آخر سے گرا سکتا ہے۔ اب یہاں کوئی تنوین نہیں ہے لیکن صرف کس لیے یا کو گرانا جائز؟ رعایت قافیہ کے لیے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟

کمافی قولہ تعالٰی، بھائی جیسے کہ الله تعالیٰ کے اس قول کے اندر ہے

يَوْمَ	يَدْعُ	الدَّاعِ

، ہونا اصل لفظ تو کیا ہے؟ اَلدَّاعِيْ یا کے ساتھ ہے لیکن یا کو کس لیے گرایا گیا؟ رعایت فاصلہ کے لیے۔ وَالْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ، اصل میں تو ہے اَلْمُتَعَالِيْ، یا کو کس لیے گرایا گیا؟ رعایت فاصلہ۔ **فاما مطرد نیست**۔ باقی کہتے ہیں یہ عام نہیں ہے۔ یہ بغیر تنوین کے کیا کر دینا؟ یا کو آخر سے حذف کر دینا یہ عام نہیں ہے۔ ہاں رعایت قافیہ اور رعایت فاصلہ میں ایسا ہے بھائی۔

ہم چنیں در فعل، اور اسی طرح فعل کے اندر **نیز حذف یا در لام کلمہ جائز است**، اس میں بھی یا کلمے کا حذف جو ہے لام کلمے میں جائز ہے، لام کلمے کی جگہ کیا آئے؟ یا آئے، کس کے اندر؟ فعل کے اندر، تو وہاں بھی ایسا رعایت فاصلہ اور رعایت قافیہ کے۔ کمافی قولہ تعالٰی جیسے الله تعالیٰ کے اس قول کے اندر ہے وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ، **دراصل** يَسْرِيْ **بود**۔ يَسْرِ اصل میں کیا تھا؟ يَسْرِيْ تھا۔ تو یہ فعل ہے آخر میں یا ہے لام کی جگہ اور یہاں پر بھی یا کو حذف کر دیا گیا۔

دیگر۔ **ہر اسم متمکن کہ در آخر او حرف علت باشد**۔ کہتے ہیں ہر وہ اسم متمکن **کہ در آخر او** کہ اس کے آخر میں **حرف علت باشد** کیا ہو؟ حرف علت۔ کس میں ہو؟ اسم متمکن، کسے کہتے ہیں اسم متمکن بھائی؟ معرب کو۔ کس کو؟ معرب۔ آپ جانتے ہیں اسم دو قسم پر ہے ایک معرب ہے ایک مبنی ہے۔ معرب وہ جس کا آخر عوامل کے آنے سے بدلتا ہے اور مبنی وہ جس کا آخر عوامل کے آنے سے نہیں بدلتا۔ تو معرب جو ہے اس کے آخر میں کیا آجائے؟ حرف علت ہو **وما قبل او مضموم** اور اس حرف علت کا ماقبل کیا ہو؟ مضموم۔ **واجب و مطرد است** تو کہتے ہیں یہ واجب عام ہے اور عام ہے، **کہ ضمہ را بکسرہ بدل کنند** کہ اس ضمہ کو کس سے بدلتے ہیں؟ کسرہ سے۔ **زیرا کہ در سخن عرب**، اس لیے کہ کلام عرب کے اندر، **ہیچ اسم متمکن نہ یابی**، کوئی بھی اسم متمکن آپ نہیں پائیں گے **کہ در آخر او حرف علت باشد** کہ اس کے آخر میں کیا ہو حرف علت ہو **و پیش از وے ضمہ** اور اس سے پہلے ضمہ۔ کلام عرب میں آپ کو کوئی بھی ایسا اسم متمکن نہیں ملے گا جس کے آخر میں کیا آجائے حرف علت اور اس حرف علت سے پہلے کیا ہو؟ ضمہ ہو۔ لہذا اگر کہیں ایسا آجائے گردان وغیرہ کے صیغوں میں تو وہاں کیا کیا جائے گا؟ ضمہ کو کسرہ سے بدلیں گے۔

تو کہتے ہیں اب **اگر در تصریف کلمہ چند چنیں اتفاق افتد**، **اگر در تصریف** اگر گردان میں **کلمہ** چند چند کلمے جو ہیں **چنیں** اس طرح کے **اتفاق افتد** واقع ہوں۔ اس طرح کے چند کلمے آجائیں جس میں آخر میں کیا ہو حرف علت اور ماقبل اس کے کیا ہو؟ مضموم ہو۔ **تو ضمہ را بکسرہ بدل کنند** ضمہ کو کسرہ سے بدلتے ہیں۔ **واگر حرف علت واو باشد یا کنند** اور اگر وہ حرف علت کیا ہو؟ واو ہو تو اس کو کیا کر دیتے ہیں؟ یا کر دیتے ہیں۔ **از جہت بودن واو در طرف** بوجہ ہونے واو کے طرف میں **و کسرہ ما قبل** اور ماقبل کے کسرہ۔ بھائی آخر میں واو آیا اور ماقبل مضموم تھا، تو آخر میں دیکھو حرف علت ماقبل ضمہ اس کو کس سے بدل دیا ضمہ کو؟ کسرہ سے۔ جب ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو واو طرف میں تھا اور ماقبل کسرہ تھا، تو اس واو کو کس سے بدلا جاتا ہے؟ یا سے، تو لہذا پھر یا سے بدل دیتے ہیں۔ **بعدہ اعلال** قَاضٍ **کنند** اس کے بعد کون سا اعلال کرتے ہیں؟ قَاضٍ والا اعلال کریں گے بھائی، کرتے ہیں۔

چوں

تَلَقٍّ	تَلَاقٍ	تَرَقٍّ
تَرَاقٍ	قَلَنْسٍ	اَدْلٍ

کہ در اصل

تَلَقُّوْ	تَلَاقُوْ	تَرَقُّوْ
تَرَاقُوْ	قَلَنْسُوْ	اَدْلُوْ

بود بھائی۔ جیسے کہ

تَلَقٍّ	تَلَاقٍ	تَرَقٍّ
تَرَاقٍ	قَلَنْسٍ	

اور اَدْلٍ کہ یہ اصل کے اندر

تَلَقُّوٌ	تَلَاقُوٌ	تَرَقُّوٌ
تَرَاقُوٌ	قَلَنْسُوٌ	

اور اَدْلُوٌ تھے۔ جی، تَلَقٍّ اصل میں کیا تھا؟ تَلَقُّوٌ۔ دیکھو اسم متمکن آیا اور آخر میں کیا ہے؟ واو حرف علت ہے اور اس کا ما قبل کیا ہے؟ مضموم، تو اس ما قبل کے ضمہ کو کس سے بدلا؟ کسرہ سے بدلا، تَلَقٍّ ہوا۔ پھر واو طرف میں ہوا اور ما قبل کسرہ ہوا، اس واو کو کس سے بدلا؟ یا سے تو کیا ہوا؟ تَلَقِّيٌ۔ پھر تَلَقِّيٌ قاضی کی طرح ہوا بھائی۔ تو یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا تو کیا ہوا؟ تَلَقِّيْن، کیونکہ تنوین والا نون بھی موجود ہے تَلَقِّيْن۔ پھر یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی بھائی کیا رہ گیا؟ تَلَقٍّ۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ باقی سب میں بھی اسی طرح ہے، تو تَلَاقٍ کی اصل کیا تھی؟ تَلَاقُوٌ۔ تَرَقٍّ کی اصل کیا تھی؟ تَرَقُّوٌ۔ تَرَاقٍ کی اصل تَرَاقُوٌ۔ قَلَنْسٍ کی اصل قَلَنْسُوٌ اور اَدْلٍ کی اصل اَدْلُوٌ، تو دیکھو سب میں یہی اعلال ہوا ہے۔

واگر در جمع میان حرف علت وضمہ واو مدہ فاصل افتد ہم چنیں حکم دارد۔ بھائی یہ تو وہ صورت تھی کہ حرف علت ہو اور ما قبل ضمہ ہو۔ اگر حرف علت سے پہلے واو مدہ آجائے، کیا آجائے؟ واو مدہ۔ واو مدہ کسے کہتے ہیں؟ وہ واو جس سے ما قبل ضمہ ہو۔ یائے مدہ کسے کہتے ہیں؟ وہ یا جس سے ما قبل کسرہ ہے۔ تو آخر میں آیا حرف علت اور اس سے پہلے کیا آرہا ہے؟ واو مدہ۔ اور تو واو مدہ خود تو ساکن ہے لیکن اس سے ما قبل کیا ہے؟ ضمہ۔ تو دیکھو ضمہ اور وہ آخر والے حرف علت کے بیچ واو مدہ آگیا۔ ضمہ اور آخر والے حرف علت کے درمیان کیا آگیا؟ واو مدہ۔ کہتے ہیں بھائی اس واو مدہ کے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اب بھی وہی حکم ہو گا۔ اب بھی وہی حکم، بات سمجھ میں آگئی بھائی؟

اگر در جمع، جمع سے مراد جمع کا صیغہ ہے بھائی۔ کیا مراد ہے؟ جمع کا صیغہ۔ کہتے ہیں **واگر در جمع**، جمع کے صیغے میں **میان حرف علت وضمہ**، حرف علت اور ضمہ کے بیچ میں **واو مدہ فاصل افتد**، کیا آجائے؟ واو مدہ فاصل آجائے، **ہم چنیں حکم دارد**، تو بھی یہ اسی قسم کا صیغہ کون سا ہو؟ جمع کا۔ تو تب بھی اور درمیان میں کیا آیا؟ واو مدہ فاصل آیا بھائی، تو جمع کا صیغہ تھا حرف علت اور ضمہ کے بیچ واو مدہ فاصل آگیا پھر بھی یہی حکم ہے، **ومدہ فاصل را ہیچ اثرے نیست** اور مدہ فاصل کا کوئی اثر نہیں، **چوں** دُلِيٌّ و زُبِيٌّ **کہ در اصل** دُلُوٌّ و زُبُوْيٌ **بود** اصل میں یہ دُلُوٌّ اور زُبُوْيٌ تھے۔

بھائی دُلِيٌّ اصل میں کیا تھا؟ دُلْوٌ۔ اب دیکھیے ذرا دُلْوٌ کو، آخر میں کیا آرہا ہے؟ حرف علت، اور اس سے ما قبل واو مدہ ہے اور اس سے ما قبل ضمہ ہے۔ تو حرف علت اور ضمہ کے بیچ کیا آگیا؟ واو مدہ۔ لیکن یہ فاصل آ بھی جائے اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا اس ضمہ کو کس سے بدلیں گے؟ کسرہ سے۔ تو اس ضمہ کو کسرہ سے بدلا کیا بن گیا؟ دُلِوٌّ۔ ابھی بھی دونوں واو ہیں، دُلِوٌّ۔ پھر ما قبل کسرے کی وجہ سے وہ واو مدہ کس سے بدلے گا؟ یا سے۔ کیا ہوا؟ دُلِيٌّ۔ سمجھ میں آیا دُلِيٌّ؟ اچھا یا اور واو جمع ہو گئے اور اول ان میں سے کیا ہے؟ ساکن ہے۔ تو کیا کریں گے؟ واو کو یا کریں گے اور یا کا یا میں ادغام تو کیا ہوا؟ دُلِيٌّ۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ اسی طرح زُبُوْيٌ، با کے ضمہ کو کس سے بدلا؟ کسرہ سے، کیا بن گیا؟ زُبِوْيٌ، زُبِوْيٌ۔ پھر واو کو یا سے بدلا اور یا کا یا میں ادغام کیا تو زُبِيٌّ ہوا بھائی۔

بخلاف مَدْعُوٌّ و مَقْرُوٌّ **کہ جمع نیست**، بخلاف مَدْعُوٌّ اور مَقْرُوٌّ کہ یہ جمع ہی نہیں ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ تو یہ جمع ہی نہیں ہے۔ اصل مَدْعُوٌّ، مَدْعُوْوٌ تھا مَدْعُوْوٌ۔ اب آخر میں حرف علت تو ہے لیکن ما قبل ضمہ نہیں ہے بلکہ ما قبل میں واو مدہ ہے۔ جمع میں ہوتا تو اس کا کوئی اثر نہیں پڑنا تھا لیکن مفرد میں ہے اثر پڑا اب یہ قانون جاری نہیں ہو گا۔ بس واو کا واو میں کیا کر دیا؟ ادغام کر دیا مَدْعُوٌّ ہوا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

واعلال مَرْضِيٌّ و مَعْدِيٌّ **کہ در اصل** مَرْضُوْوٌ و مَعْدُوْوٌ **بود شاذ است**۔ باقی جو کہتے بھائی اس پر اشکال ہوتا ہے کہ مَرْضِيٌّ کو مَرْضُوٌّ ہونا چاہیے تھا اور مَعْدِيٌّ کو مَعْدُوٌّ ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ اصل میں مَرْضِيٌّ اصل میں کیا تھا؟ مَرْضُوْوٌ تھا۔ تو یہ تو مفرد ہے، آخر میں حرف علت ہے واو

لیکن اس سے ماقبل ضمہ نہیں بلکہ کیا ہے؟ واو مدہ ہے۔ تو لہذا وہی مَدْعُوٌّ کی طرح اس کو مَرْضُوٌّ ہونا چاہیے تھا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ اور مَعْدِيٌّ بھی مَعْدُوْوٌ تھا تو اس کو کیا ہونا چاہیے؟ مَعْدُوٌّ ہونا چاہیے۔ تو کہتے ہیں لیکن ان میں یہ والا اعلال کیا گیا اور مَرْضُوٌّ کے بجائے کیا پڑھتے ہیں؟ مَرْضِيٌّ اور مَعْدُوٌّ کے بجائے کیا پڑھتے ہیں؟ مَعْدِيٌّ۔ کہتے ہیں **شاذ است**، یہ شاذ ہے۔

تو کہتے ہیں یہ شاذ ہے خلاف قانون ہے **زیرا کہ قیاس مقتضی آں بود** اس لیے کہ قیاس تو اس بات کا تقاضا کر رہا تھا **کہ** مَرْضُوٌّ و مَعْدُوٌّ **آید** کہ اس سے یہ کیا آئے مَرْضُوٌّ اور مَعْدُوٌّ آئے، **ہم چوں** مَدْعُوٌّ جیسے کہ مَدْعُوٌّ ہے۔ **لیکن واو آخر را بر خلاف قیاس یا کردند** لیکن آخر کے واو کو خلاف قیاس جو ہے **یا کردند** اس کو یا کر دیا، **بعدہ اعلال** مَرْمِيٌّ **کردند** اس کے بعد مَرْمِيٌّ والا اعلال کیا، تو مَرْضِيٌّ و مَعْدِيٌّ **شد** کیا ہوا؟ مَرْضِيٌّ اور مَعْدِيٌّ ہوا۔ کیسے بھائی مَرْمِيٌّ والا اعلال کیا؟ بھائی مَرْضُوْوٌ تھا، کیا تھا؟ مَرْضُوْوٌ تھا۔ لیکن قیاس تو کیا تقاضا کر رہا تھا مَرْضُوٌّ ہونا چاہیے تھا لیکن آخر کے واو کو کیا کر دیا خلاف قیاس یا کر دیا۔ پھر مَرْمُوْيٌ والا اعلال کیا، یا اور واو کیا ہو گئے تھے؟ جمع ہو گئے، اول ساکن تھا تو واو کو یا کر کے یا کے اندر اس کا ادغام کیا، تو مَرْضِيٌّ اور مَعْدِيٌّ ہوا بھائی۔

و در قَلَنْسُوَۃٌ **واو سلامت بماند**، اور قَلَنْسُوَۃٌ کے اندر واو سلامت رہا۔ بھائی قَلَنْسُوَۃٌ کے اندر بھی تو دیکھو آخر میں واو آ رہا ہے اور واو سے ماقبل ضمہ ہے، یہاں پر کیوں ضمہ کو کسرہ سے نہیں بدلا؟ تو کہتے ہیں بھائی یہاں **واو سلامت بماند** واو سلامت رہا **از آں کہ در آخر نیست** اس وجہ سے کہ یہ آخر میں نہیں ہے بھائی آخر میں تو تا آ رہی ہے بھائی۔ گول تا آخر میں ہے، یہ تو یہ واو آخر میں نہیں اس لیے یہ والا اعلال بھی نہیں۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هوالْمَرَامُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

ضمیرِ «ہُوَ» و «یَدْعُوْ» میں سلامتِ واو اور ناقص کے دیگر قوانین

سبق نمبر ۱۳۵—تاریخِ درس: ۱۰ جون ۲۰۰۹ء

وَ درہوَ یَدْعُو **سلامت ماند از آنکہ اسم متمکن نیست**۔ بھئی گزشتہ سبق میں آپ نے قانون پڑھا تھا کہ کلام عرب میں کوئی ایسا اسم متمکن نہیں جس کے آخر میں حرفِ عِلّت ہو اور اس سے ما قبل ضمہ ہو۔ لہٰذا اگر گردانوں کے اندر کوئی ایسے صیغے آجائیں کہ آخر میں حرفِ عِلّت ہو اور ما قبل ضمہ ہو تو اس ضمے کو کسرہ سے بدل دیں گے، اور پھر کسرے کی وجہ سے اگر آخری حرفِ عِلّت جو ہے وہ واو تھا تو وہ یا سے بدل جائے گا بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

اب بتلا رہے ہیں وَ درہوَ یَدْعُو **سلامت ماند**۔ اشکال یہ ہوتا ہے کہ ہو کے اندر آخر میں حرفِ عِلّت ہے اور ما قبل ضمہ ہے، اسی طرح یَدْعُو کے اندر آخر میں حرفِ عِلّت ہے اور اب ما قبل میں ضمہ ہے، تو چاہیے تھا کہ اس ضمے کو بھی کسی سے بدلیں؟ کسرہ سے، اور پھر کسرہ کی وجہ سے واو کو کس سے بدل دیں؟ یا سے۔ کہتے ہیں بھئی ہم نے کہا، ہم نے اسم متمکن کی شرط لگائی تھی، اور ہو اور یَدْعُو اسم متمکن نہیں ہیں۔ ہو مبنی ہے بھئی، ضمیر ہے، اور یَدْعُو تو اسم ہی نہیں ہے، یہ تو فعل ہے، ہم نے کہا تھا اسم ہو اور اسم بھی کون سا ہو؟ اسم متمکن ہو۔ تو کہتے ہیں وَ درہوَ یَدْعُو **سلامت ماند**، ہو اور یَدْعُو کے اندر جو ہے یہ واو سلامت رہا، **از آنکہ اسم متمکن نیست**، اس وجہ سے کہ یہ اسم متمکن نہیں ہے۔

وَ درکُفُوًا أَحَدٌ **سلامت بماند**۔ جی، کُفُوًا أَحَدٌ بھئی، دیکھو کُفُوًا کے اندر آخر میں حرفِ عِلّت ہے اور اس سے ما قبل ضمہ ہے، تو اس ضمے کو کس سے بدلنا چاہیے؟ کسرہ سے، اور پھر ما قبل کسرہ کی وجہ سے واو کو کس سے بدلنا چاہیے؟ یا سے۔ کہتے ہیں یہ یہاں پر واو **سلامت بماند**، سلامت رہا، **از آنکہ واو لازم کلمہ نیست**، اس لیے کیونکہ واو جو ہے لازم کلمہ نہیں ہے، **بلکہ بدل از ہمزہ است**، بلکہ یہ ہمزہ سے بدل ہے، یہ واو کیا تھا اصل میں؟ ہمزہ تھا بھئی، کُفُؤًا تھا بھئی، ہمزہ پھر واو بدل گیا۔

وَ درذُو **سلامت بماند**۔ اچھا بھئی ذُو کے اندر کیوں یہ واو سلامت رہا؟ کہتے ہیں وَ درذُو **سلامت بماند**، ذُو کے اندر واو سلامت باقی رہا، **از آنکہ واو در** مَعْرِضِ **تغییر است**، اس لیے کیونکہ واو جو ہے تبدیلی کے مقام میں ہے، تبدیلی کے محل میں ہے، **در حالت** رَفْعِي۔ جی، بھئی ذُو آپ جانتے ہیں، اس کے ذریعے کسی اسم جنس کو صفت بنایا جاتا ہے نکرہ کے لیے:

جَاءَنِي	رَجُلٌ	ذُو	مَالٍ
رَأَيْتُ	رَجُلًا	ذَا	مَالٍ
مَرَرْتُ	بِرَجُلٍ	ذِي	مَالٍ

۔ تو دیکھو یہ جو ہے اس میں حالت رَفْعِي میں واو ہے، حالت نَصْبِي میں وہ واو الف سے بدل جاتا ہے ذَا مَالٍ، اور حالت جَرِّي میں یا سے بدلتا ہے ذِي مَالٍ۔ تو یہی بات بتلا رہے ہیں کہ یہ جو واو ہے **در** مَعْرِضِ **تغییر است**، یہ تبدیلی کی جگہ میں ہے یعنی اس میں تبدیلی آتی ہے، **در حالت** رَفْعِي **واو بماند**، حالت رَفْعِي میں واو باقی رہتا ہے، وَ **در حالت** نَصْبِي **الف می گردد**، اور حالت نَصْبِي میں الف ہو جاتا ہے، وَ **در حالت** جَرِّي **یَا می گردد**، اور حالت جَرِّي میں یا ہو جاتا ہے، **پس ثقیل نباشد**، پس یہ ثقیل نہیں ہے۔

یَا **آنکہ چوں ایں واو** عَلَامَتِ **ضمہ است در** حُكْمِ **ضمہ است**، یا یہ کہ یہ واو چونکہ ضمہ کی علامت ہے تو یہ ضمہ کے حکم میں ہے۔ یہ واو کس کی علامت ہے؟ ضمہ کی، جیسے نصب کی علامت کیا ہے؟ الف بھئی، اور جر کی علامت کیا ہے؟ یا۔ تو یہ چونکہ ضمہ کی علامت ہے اس لیے ضمہ کے حکم میں ہے، کس کے حکم میں ہے؟ ضمہ کے، اور ہم نے تو کہا تھا آخر میں حرفِ عِلّت آئے، یہ تو یوں سمجھو حرفِ عِلّت ہے ہی نہیں، گویا کیا ہے؟ ضمہ ہے، صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

وَ **اسم متمکن آنست کہ در آخر او سہ حرکت در آید**، اور اسم متمکن وہ ہے کہ اس کے آخر میں تین حرکتیں آئیں، **با تنوین**، تنوین کے ساتھ، **چوں** زَيْدٌ، جیسے زَيْدٌ، جَاءَنِي زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔ تو تینوں حرکتیں زید پر آرہی ہیں اور تنوین کے ساتھ بھئی۔ جی، تو اسم متمکن معرب کو کہتے ہیں، معلوم ہوا مصنف جو ہیں اسم متمکن سے ان کی مراد صرف وہ جو سولہ قسمیں آپ نے نحو میں پڑھی ہیں ان میں سے پہلی دو قسمیں بھئی: مفرد مُنْصَرِف صحیح، اور جَارِي مَجْرَاي صحیح، اور مفرد مُقَصَّر مُنْصَرِف بھئی تین قسمیں بھئی، سمجھ میں آیا بھئی؟ تین قسمیں، وہ صرف مراد ہیں۔

وَ **در فَعْلٰی اسم بہ فَتْحِ فَا وَ سکون عین**، فَعْلٰی اسم جو ہے فا کے فتحہ کے ساتھ اور عین کے سکون کے ساتھ، **چوں لام کلمہ یَا بود**، جب اس میں لام کلمہ کیا ہو؟ یا ہو، **واو شود**، تو واو ہو جائے گا۔ فَعْلٰی وزن بھئی، فا پر فتحہ، عین ساکن، اور اسم ہو، اسم محض ہو، صفت نہ ہو مولانا، اور لام کلمہ کیا آئے یہاں پر؟ یا، کیا آئے؟ یا، **واو شود**، تو وہ کیا ہو جائے گی یا؟ واو ہو جائے گی، **چوں** بَقْوٰی وَ **تقوی**، **کہ در** اَصْلْ بَقْيَا وَ تَقْيَا **بود**، کہ اصل میں یہ بَقْيَا اور تَقْيَا تھے بھئی۔ بَقْوٰی اصل میں کیا تھا؟ بَقْيَا۔ تو دیکھو فَعْلٰی آیا بھئی اور لام کی جگہ کیا ہے؟ یا، اور اسم محض ہے صفت نہیں ہے، لہٰذا یہ یا کس سے بدل گئی؟ واو سے، تو بَقْوٰی ہوا۔ اسی طرح تَقْيَا تھا بھئی فَعْلٰی وزن اسم میں آیا اور لام کی جگہ یا تھی تو وہ یا کس سے بدل گئی؟ واو سے، تو تقوی ہوا۔

بَخِلَافِ فَعْلٰی **صفت**، بخلاف فَعْلٰی صفت کے۔ جی، آپ کی کتابوں میں عین پر ضمہ ہے بھئی، جی، عین ساکن ہونا چاہیے، وہی فَعْلٰی وزن بیان ہو رہا ہے، پہلے اسم کی بات کی اب فَعْلٰی صفت کی بات کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں بَخِلَافِ فَعْلٰی **صفت**، بخلاف فَعْلٰی صفت کے، **کہ در وے** یَا **سلامت بماند**، کہ اس، کہ در وے کہ اس میں یا سلامت بماند یا سلامت باقی رہے گی۔ فَعْلٰی اسم میں یا کس سے بدل گئی تھی لام کی جگہ؟ واو سے، اور فَعْلٰی صفت میں یا سلامت رہے گی یعنی باقی رہے گی۔ **چوں** صَدْيَا وَ رَيَّا، **مؤنث** صَدْيَان وَ رَيَّان بھئی، یہ صَدْيَان اور رَيَّان کی مؤنث ہیں بھئی۔ تو ان میں دیکھیے لام کی جگہ یا آئی صَدْيَا اور رَيَّا میں اور وہ یا سلامت ہے، اس کو واو سے نہیں بدلا گیا۔

وَ **چوں لام کلمہ واو بود**، اور جب لام کلمہ واو ہو، **در اسم** وَ **صفت سلامت ماند**، تو اسم اور صفت دونوں میں سلامت رہے گا۔ وہی فَعْلٰی وزن کی بات بھئی، پہلے کیا بات بیان کی؟ فَعْلٰی اسم میں لام کی جگہ یا آئے تو کس سے بدلے گی؟ واو سے، اور صفت میں یا آئے تو وہ سلامت رہے گی، اور اگر واو آئے تو پھر چاہے اسم میں ہو چاہے صفت میں ہو وہ سلامت رہے گا، **چوں دعوی** وَ شَهْوٰی، دیکھو اس میں واو سلامت ہے بھئی، واو آیا بھئی، صورت سمجھ میں آگئی؟ یہ تو فَعْلٰی وزن کی بات تھی۔

اب فُعْلٰی وزن کی بات کرنے لگے ہیں: وَ **در فُعْلٰی اسم**، فُعْلٰی ہو اور اسم، فُعْلٰی اسم جو ہے **بہ** ضَمِّ فَا وَ **سکون عین**، فا کے ضمہ اور عین کے سکون کے ساتھ، **چوں لام کلمہ واو باشد**، جب لام کلمہ کیا ہو؟ واو ہو۔ جی یہ باشد کے بعد ایک دو لفظ رہ گئے ہیں کتابت کی غلطی ہے وہ لکھ لیجیے، باشد کے بعد لکھیے بھئی: یَا **شود**، یَا **شود**۔ لکھ لیا بھئی؟ چوں سے پہلے اور باشد کے بعد یَا **شود**۔ تو کہتے ہیں فُعْلٰی اسم کہ جو فا کے ضمے اور عین کے سکون کے ساتھ ہے **چوں لام کلمہ واو باشد** جب لام کلمہ واو ہو یَا **شود** تو وہ کیا ہو جائے گا؟ یا ہو جائے گا، **چوں** دُنْيَا وَ عُلْيَا، جیسے دُنْيَا اور عُلْيَا، **کہ در** اَصْلْ دُنْوٰی وَ عُلْوٰی **بود**، کہ اصل میں یہ دُنْوٰی اور عُلْوٰی تھے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

وَ **تصحیح** قُصْوٰی شَاذ **است**، اور قُصْوٰی اسم ہے لیکن اس میں واو کو دیکھیے فُعْلٰی وزن ہے اور لام کی جگہ کیا آیا؟ واو، اور اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ یا سے، لیکن نہیں بدلا گیا بر قرار رکھا گیا، کہتے ہیں اس کو صحیح رکھنا، اسی طرح سلامت رکھنا شَاذ **است**، یہ کیا ہے؟ شاذ ہے۔

بَخِلَافِ فُعْلٰی **صفت**، بخلاف فُعْلٰی صفت کے، **کہ واو در وے سلامت بماند**، کہ واو اس کے اندر سلامت باقی رہے گا، **چوں** غُزْوٰی، جیسے غُزْوٰی۔

وَ **چوں** يَا **بود در اسم** وَ **صفت سلامت ماند**، اور جب یا ہو اسم اور صفت میں، بھئی اسی فُعْلٰی کی بات چل رہی ہے، فُعْلٰی میں لام کی جگہ کیا آئے؟ یا آئے، چاہے اسم میں ہو چاہے صفت میں ہو، **سلامت ماند** تو سلامت رہے گی، **چوں** فُثْيَا وَ خُصْيَا، جیسے فُثْيَا اور خُصْيَا، **مؤنث** أَفْثٰى وَ أَخْصٰى، جو أَفْثٰى اور أَخْصٰى کی مؤنث ہے بھئی۔

خلاصۂ بحث کیا ہوا؟ کہ فَعْلٰی اسم کے اندر اگر یا آئے تو وہ واو ہو جائے گی، اور فَعْلٰی صفت میں یا آئے تو وہ سلامت رہے گی، اور فَعْلٰی اسم ہو یا صفت واو آجائے تو وہ واو سلامت رہے گا۔ فُعْلٰی میں اس کا برعکس ہے، یعنی فُعْلٰی میں یا واو سے بدلتی تھی تو فُعْلٰی اسم میں واو کس سے بدل جائے گا؟ یا سے بدلے گا، اور صفت کے اندر واو سلامت رہے گا، اور فَعْلٰی میں واو سلامت رہتا تھا اور فُعْلٰی میں یا دونوں کے اندر سلامت رہے گی۔ بات سمجھ میں آئی بھئی؟

سوال، اعتراض کر رہے ہیں: کہ

دُنْيَا	عُلْيَا	قُصْوٰى

در تَرْكِيبْ **صفت واقع می شود**، بھئی آپ نے ہمیں کہا کہ یہ دُنْيَا، عُلْيَا اور قُصْوٰى وغیرہ کیا ہیں؟ اسم ہیں، لیکن یہ تو ترکیب میں **صفت واقع می شود** کیا واقع ہوتے ہیں؟ صفت واقع ہوتے ہیں، **چوں** اَلْحَيَاةُ الدُّنْيَا، اَلْحَيَاةُ موصوف، الدُّنْيَا اس کی صفت، تو دیکھو دنیا کا لفظ صفت آیا، وَ الْمَنْزِلَةُ الْعُلْيَا، اَلْمَنْزِلَةُ موصوف، الْعُلْيَا اس کی صفت، تو دیکھو عُلْيَا کا لفظ کیا آیا؟ صفت، وَ الْغَايَةُ الْقُصْوٰى، غَايَة موصوف، الْقُصْوٰى اس کی صفت، تو دیکھو یہ تو صفت واقع ہو رہے ہیں، **پس اسم چگونہ باشد**، پس یہ اسم کس طرح ہوں گے، یعنی اسم محض یہ کس طرح ہوئے؟ آپ نے تو کہا تھا اسم ہیں۔

جواب دے رہے ہیں، جواب: **ایں الفاظ در**

اِسْتِعْمَالْ	جَارِي	مَجْرَايِ

اسماء اند۔ ہاں، تسلیمی جواب ہے، ہاں آپ کا اعتراض تسلیم ہے، یعنی یہ صفت واقع ہوتے ہیں، ہیں یہ صفت، لیکن قائم مقام اسم کے ہیں۔ کس کے قائم مقام ہیں؟ یعنی ان کے ساتھ اسم والا معاملہ کیا جاتا ہے، تو جو اسم کا حکم تھا وہی ان کا بھی حکم ہے۔ تو جواب دے رہے ہیں **ایں الفاظ در**

اِسْتِعْمَالْ	جَارِي	مَجْرَايِ

اسماء اند، یہ الفاظ جو ہیں استعمال میں قائم مقام اسماء کے ہیں، **چوں لفظ** فَارِسٌ وَ **صاحب** وَ أَطْلَسُ وَ أَبْطَحُ، جیسے فَارِس کا لفظ بھئی، صاحب کا لفظ، أَطْلَس کا لفظ، أَبْطَح کا لفظ، **کہ در ایشاں** حُكْمِ **اسماء** جَارِي **شدہ است**، کہ ان کے اندر اسماء کا حکم جاری ہوا ہے **اگرچہ** فِي الْاَصْلْ **صفات اند**، اگرچہ اصل میں یہ صفات ہیں، جیسے یہ الفاظ کہ ان میں اسماء کا حکم جاری ہے اگرچہ یہ اصل میں کیا ہیں؟ صفات ہیں، اسی طرح دُنْيَا، عُلْيَا اور قُصْوٰى بھی اصل کے اعتبار سے اگرچہ صفات ہیں لیکن ان کے ساتھ کون سا معاملہ کیا گیا؟ اسم والا معاملہ کیا گیا۔ فَارِسٌ، صاحب پر تنوین آئی بھئی، أَطْلَسُ اور أَبْطَحُ پر تنوین نہیں کیونکہ غیر منصرف بھئی۔ یہ تو ایک جواب تھا، یہ جواب تسلیمی تھا، تسلیم، اعتراض کو تسلیم کیا کہ واقعی یہ ہیں صفت، لیکن ان کے ساتھ سلوک کس کا کیا جاتا ہے؟ اسم والا سلوک کیا جاتا ہے۔

دوسرا جواب مَنْعِي ہے، انکار کریں گے نہیں یہ صفت ہیں ہی نہیں، یہ صفت ہیں ہی نہیں۔ جواب دوم، دوسرا جواب یہ: **ایں الفاظ بغیر الف** وَ **لام صفت واقع نمی شوند**، یہ الفاظ بغیر الف لام کے صفت واقع نہیں ہوتے، **پس اگر صفات می بودند**، اگر یہ صفات ہوتے، **در معرفہ** وَ **نکرہ صفت واقع می شدند**، تو معرفہ اور نکرہ میں صفت واقع ہوتے۔ یہ صرف صفت کس وقت بنتے ہیں؟ جب ان پر الف لام آئے، الف لام نہ ہو تو یہ صفت نہیں بنتے، معلوم ہوا یہ صفات نہیں ہیں، اگر صفت کے صیغے ہوتے تو پھر چاہے الف لام ہو چاہے الف لام نہ ہو دونوں صورتوں میں یہ کیا واقع ہوتے؟ صفت واقع ہوتے، لیکن یہ تو صرف جب معرفہ ہوں یعنی الف لام کے ساتھ ہوں تب صفت بنتے ہیں، معلوم ہوا یہ صفت نہیں ہیں بھئی۔ جواب سمجھ میں آیا بھئی؟

آگے دیکھیے بھئی: **فصل پنجم در بیان قوانین ادغام**، پانچویں فصل ادغام کے قوانین کے بیان میں۔ **یکے آنکہ ہر جا کہ دو حرف از یک جنس باہم آیند**، ایک قانون یہ کہ ہر وہ جگہ کہ جہاں پر دو حرف ایک جنس سے **باہم آیند** اکٹھے آجائیں، **در یک کلمہ**، ایک ہی کلمے میں، یَا **در دو کلمہ**، یا کس میں آئیں؟ دو کلمہ میں آئیں، وَ **اول ایشاں ساکن باشد**، اور ان میں سے پہلا کیا ہو؟ ساکن ہو، وَ **دوم متحرک**، اور دوسرا متحرک ہو، **بہ حرکت لازم**، کس کے ساتھ؟ حرکت لازم، دوسرے کی حرکت حرکت لازمی ہو، وَاجِبْ **بود**، واجب ہے، **کہ اول را در دوم ادغام کنند**، کہ پہلے کا دوسرے کے اندر ادغام کریں، **چوں** ذَبٌّ وَ مَدٌّ، **مصدر** ذَبَّ وَ مَدَّ، ذَبٌّ اور مَدٌّ یہ کس کے مصدر ہیں؟ ذَبَّ اور مَدَّ کے، **کہ در** اَصْلْ ذَبْبٌ وَ مَدْدٌ بروَزْنِ **فعل بہ سکون عین بود**، کہ یہ اصل میں ذَبْبٌ اور مَدْدٌ بر فعل وزن پر تھے **بہ سکون عین**، کس کے ساتھ؟ سکون عین کے ساتھ۔ تو دیکھو ذَبْبٌ، دو با آئیں، دو حرف ایک جنس کے آئے، اول ساکن تھا اور ثانی متحرک تو اول کا ثانی میں کیا کر دیا؟ ادغام، اسی طرح مَدْدٌ میں بھی۔

وَ چوں اِذْهَبْ بِزَيْدٍ، بھئی دو کلموں میں بھی چاہے آجائیں پھر بھی کیا کریں گے؟ ادغام کریں گے، جیسے اِذْهَبْ اس کے آخر میں با آئی اور باساکن ہے، اور بِزَيْدٍ اگلے کلمے کے شروع میں کیا آئی؟ با آئی، تو دو حرف ایک جنس کے اکٹھے ہوئے، دو با اکٹھی ہوئیں، اول ساکن تھی، ثانی متحرک، تو اول کا ثانی میں کیا کر دیا؟ ادغام، تو اب کیسے پڑھیں گے؟ اِذْهَبْ بِزَيْدٍ۔ وَ اضْرِبْ بَعِيرًا، اس میں بھی اسی طرح ہے، اِضْرِبْ کی باساکن اور بَعِير کی با متحرک، تو دو حرف اکٹھے آئے، دو کلموں کے اندر ہیں لیکن ہیں تو اکٹھے بھئی، تو اول کا ثانی میں کیا کریں گے؟ ادغام، تو وَ اضْرِبْ بَعِيرًا پڑھیں گے۔ آگے ہے

اتَّقَوْا	آمَنُوا	اِتَّقَوْا

آیا بھئی، اِتَّقَوْا اس کے آخر میں کیا ہے؟ واو ساکن، اور وَ آمَنُوا آگے آرہا تھا، وہاں واو عاطفہ بھئی، تو واو متحرک آیا، تو دو واو اکٹھے ہوئے تو اول کا ثانی میں ادغام کیا تو کیا بن گیا؟ وَ اتَّقَوْا وَ آمَنُوا۔

مگر آنکہ ادغام وے مُوجِبِ **التباس باشد**، مگر وہ کہ اس کا، **ادغام وے** اس کا ادغام مُوجِبِ **التباس باشد** کس کا باعث ہو؟ التباس کا سبب ہو، **چوں** قُوْوِلَ، جی۔ تو کہتے ہیں یہ سب صورتوں میں ادغام کریں گے مگر وہ کہ جس کا ادغام التباس کا سبب ہو، جہاں ادغام کی وجہ سے التباس آتا ہو وہاں پھر ادغام نہیں کریں گے، **چوں** قُوْوِلَ، جیسے قُوْوِلَ۔ اب قُوْوِلَ کے اندر دیکھیے دو حرف ایک جنس کے آئے، دو واو آگئے، پہلا واو ساکن ہے اور دوسرا متحرک ہے، اور قانون کے مطابق اس واو اول کا واو ثانی میں کیا کرنا چاہیے؟ ادغام، لیکن کہتے ہیں اگر ہم ادغام کریں گے تو یہ بن جائے گا قول، کیا بن جائے گا؟ قول۔ اور قول کس باب سے ہے؟ باب تفعیل، ماضی مجہول بھئی، قول یُقَوِّلُ تَقْوِيلًا فَهُوَ مُقَوِّلٌ وَ قول تو دیکھو۔ اور قُوْوِلَ کس باب سے ہے؟ مفاعلہ سے، تو باب مفاعلہ کا التباس کس سے لازم آئے گا؟ باب تفعیل سے، اس لیے قُوْوِلَ کے اندر ادغام نہیں کریں گے بھئی۔ **چوں** قُوْوِلَ، **کہ ادغام وے** کہ اس کا ادغام جو ہے مُوجِبِ **التباس ماضی مجہول باب** مُفَاعَلَه، وہ التباس کا سبب ہے باب مفاعلہ کے ماضی مجہول کا **بہ ماضی مجہول باب** تَفْعِيلْ **است**، کس کے ساتھ؟ باب تفعیل کے ماضی مجہول کے ساتھ التباس کا سبب ہے۔

يَا **آنکہ اول** مُتَجَانِسَيْنْ **بدل از ہمزہ باشد**، یا یہ کہ دونوں جو دو حرف ایک جنس کے آئے ہیں، وہ جو دو متجانسین ہیں، ان میں سے جو پہلا ہے **بدل از ہمزہ باشد** وہ کس سے بدل ہو؟ ہمزہ سے بدل کر آیا ہو، پھر بھی ادغام نہیں کریں گے۔ پہلی وجہ کیا ذکر کی تھی؟ ادغام کب نہیں کریں گے؟ اگر التباس لازم آئے۔ دوسری وجہ کیا ذکر کی؟ اگر ان دو متجانسین میں سے پہلا کیا ہو؟ ہمزہ سے بدل کر آیا ہو، پھر بھی ادغام نہیں کریں گے۔ **چوں** تُوْوِي وَ رِيْيَا، **کہ در** اَصْلْ تُؤْوِي وَ رِئْيَا **بود** بھئی، کہ اصل میں تُوْوِي اصل میں کیا تھا؟ تُؤْوِي، اور رِيْيَا اصل میں کیا تھا؟ رِئْيَا **بود**۔ اچھا، تو لہٰذا اب ہمزہ ساکن ماقبل ضمہ تھا، آپ نے پڑھا ہے اس کو ماقبل کی، ہمزہ ساکن کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا جائز، تو تُؤْوِي میں کیا پڑھنا جائز؟ تُوْوِي، تُوْوِي، پھر اس کے ادغام نہیں کر سکتے بھئی کیونکہ یہ اول ساکن کس سے بدل کر آیا ہے؟ ہمزہ سے۔ اور رِئْيَا میں ہمزہ کو کس سے بدلا؟ یا سے بدلا، تو یہ ہمزہ سے بدل کر آیا ہے اول ساکن لہٰذا یہ ادغام نہیں کریں گے یہاں بھئی۔

يَا **مدہ باشد**، یا ان دو متجانسین میں سے پہلا کیا ہو؟ حرف مدہ ہو، **چوں** قَالُوا وَ مَا لَنَا، قَالُوا وَ مَا لَنَا، یہ دیکھو دو واو اکٹھے آئے بھئی، لیکن پہلا واو کیا ہے؟ واو مدہ، واو مدہ کسے کہتے ہیں؟ وہ واو ساکن جس سے پہلے کیا ہو؟ ضمہ ہو، یا اسی طرح وہ یا جس سے ماقبل، وہ یائے ساکن جس سے ماقبل کسرہ ہو، وہ یا بھی کیا کہلاتی ہے؟ یائے مدہ۔ تو یہاں پر پہلا ساکن جو ہے وہ پہلا متجانسین میں سے پہلا جو ہے وہ حرف مدہ ہے، اس لیے یہاں پر ادغام نہیں کریں گے۔

يَا **ہمزہ باشد**، یا وہ متجانسین میں سے پہلا جو ہے وہ کیا ہو؟ ہمزہ ہو، **چوں** اِمْلَأْ إِنَاءً، اِمْلَأْ إِنَاءً، اب اِمْلَأْ کے آخر میں کیا آئی؟ ہمزہ ساکن، آگے إِنَاءً کے شروع میں بھی کیا ہے؟ ہمزہ، تو دو ہمزہ دو حرف ایک جنس کے آئے لیکن ہم نے ضابطہ بیان کر دیا اگر دو متجانسین میں سے پہلا کیا ہو؟ ہمزہ ہو، تو یہاں اِمْلَأْ کے آخر میں جو پہلی ہمزہ آئی پہلا، وہ ہمزہ ہے، تو اب ادغام نہیں کریں گے۔ ان تمام صورتوں میں، کئی صورتیں ذکر کیں، کہ کیا؟ کہ اگر ادغام کس کا باعث ہو؟ التباس کا باعث ہو، یا متجانسین میں سے اول کیا ہو؟ ہمزہ سے بدل ہو، یا، یا مدہ ہو، حرف مدہ ہو، یا ہمزہ ہو، **آنگاہ ادغام** مُمْتَنِعْ **بود**، اس وقت جو ہے ادغام ممتنع ہو گا، جائز نہیں ہو گا۔ **مگر آنکہ آن ہمزہ در عین کلمہ باشد**، مگر یہ کہ وہ ہمزہ عین کلمے میں ہو، پھر کیا کریں گے؟ ادغام کریں گے، **چوں** سَأَّالٌ وَ رَأَّاسٌ بھئی! صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ عین کلمے میں ہمزہ ہو تو پھر ادغام کریں گے بھئی۔

دیگر ہر جا کہ دو حرف از یک جنس باشد، دوسرا قانون یہ: ہر جا **کہ دو حرف از یک جنس**، کہ دو حرف ایک ہی جنس کے **در یک کلمہ باہم آیند** ایک ہی کلمے کے اندر اکٹھے آجائیں، **بر سَبِيلِ لزوم**، کس طریقے پر؟ لزوم کے طریقے پر، **بر سَبِيلِ لزوم**، لزوم کے طریقے پر دو حرف ایک جنس کے اکٹھے آجائیں، یعنی

ان کا آنا لازمی ہو، وَ **ہر دو متحرک باشند**، اور دونوں کیا ہوں؟ متحرک ہوں، اور متحرک بھی ہوں **بہ حرکت لازم** کس کے ساتھ؟ حرکت لازم کے ساتھ، **ادغام نیز** وَاجِبْ **بود**، تو بھی ادغام کیا ہے؟ واجب ہے۔

وَ طَرِیقِ **ادغام دریں** صُورَتْ **آنست**، اور ادغام کا طریقہ اس صورت میں یہ ہے، **کہ اگر** مَا قَبْلِ مُتَجَانِسَیْنْ **متحرک** یَا **ساکن مدہ بود**، اگر ما قبل متجانسین، وہ جو دو متجانسین ہیں ان سے ما قبل میں متحرک یا ساکن مدہ بود، ان سے ما قبل میں کوئی حرف متحرک ہو یا ساکن مدہ ہو، تو **حرف اول را ساکن کنند بے نقل**، پہلے کو کیا کر دیں گے؟ ساکن کر دیں گے۔ بھئی صورت کیا آئی؟ دیکھیے آگے مثالوں میں پھر بات واضح آجائے گی۔ حَبَّ کو دیکھیے ذرا حَبَّ، اصل میں یہ تھا حَبَبَ، تو دو حرف، دو با آئیں بھئی اور دونوں کیا ہیں؟ متحرک ہیں حرکت لازمی کے ساتھ، اور ان سے ما قبل کیا ہے؟ حا، حا کیا ہے؟ متحرک۔ تو اب پہلی با کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کر دیں گے۔ با کو ساکن کیا پہلی با کو، اس کی حرکت کو نقل نہیں کرنا بھئی، کیونکہ ما قبل میں پہلے سے کیا موجود ہے؟ متحرک موجود ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ یا جیسے حُوْبَّ، حُوْبَّ اصل میں کیا تھا؟ حُوبِبَ، حُوبِبَ، تو دو با آئیں بھئی دو حرف ایک جنس کے آئے اور دونوں متحرک ہیں، دونوں با کیا ہیں؟ متحرک، لیکن ان سے ما قبل کیا ہے؟ حرف مدہ ہے، واو مدہ ہے ان سے ما قبل، تو پہلی با کو ساکن کر کے ثانی با میں ادغام، اور با کی حرکت نقل نہیں کرنی بھئی، با کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو نہیں دینی بلکہ اسی با کو کیا کر دینا ہے؟ ساکن کر دینا ہے۔ آگے بتائیں گے، اگلی صورت آگے ذکر ہو گی اس میں حرکت کو نقل کریں گے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ ان دو میں نہیں۔ تو کہتے ہیں اگر ما قبل متجانسین، ان دو متجانسین سے قبل جو ہے **متحرک** یَا **ساکن مدہ بود**، متحرک یا ساکن مدہ ہو، **حرف اول را ساکن کنند بے نقل**، تو پہلے حرف کو ساکن کر دیں گے بغیر نقل کیے، وَ **در دوم ادغام کنند**، اور دوسرے کے اندر ادغام کر دیں گے، **چوں**

حَبَّ	حَابَّ	حُوْبَّ

، جیسے حَبَّ، حَابَّ اور حُوْبَّ، **کہ در** اَصْلْ، کہ یہ اصل کے اندر

حَبَبَ	حَابَبَ	حُوبِبَ

بودہ است، اصل میں یہ حَبَبَ، حَابَبَ اور حُوبِبَ تھے۔

وَ **اگر ساکن غیر مدہ باشد**، اور اگر وہ ان سے ما قبل کا ساکن جو ہے، اگر ان سے ما قبل کیا ہو؟ ساکن غیر مدہ ہو، کیا ہو؟ ساکن کوئی حرف ساکن ہو اور وہ غیر مدہ ہو، تو **حرکت حرف اول را نقل کنند**، تو ان دو متجانسین میں سے پہلے حرف کی حرکت کو نقل کریں گے، **بہ** مَا قَبْلْ **دہند**، کس کو دے دیں گے؟ ما قبل کو دے دیں گے، بَعْدَہٗ **ادغام کنند**، اس کے بعد ادغام کریں گے، **چوں** أَحَبَّ۔ أَحَبَّ اصل میں کیا تھا؟ أَحْبَبَ، متجانسین تو دونوں متحرک ہیں، لیکن ان سے ما قبل کیا ہے؟ ساکن، اور ساکن کون سا ہے؟ مدہ ہے یا غیر مدہ؟ غیر مدہ ہے، تو اب با کو ساکن نہیں کرنا بلکہ حرکت کو اس کی نقل کر کے اس کو، ویسے ساکن نہیں کرنا بلکہ با کو ویسے نہیں ساکن کریں گے بلکہ اس کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دے دیں گے، تو پھر با کا با میں ادغام کریں گے تو أَحَبَّ ہوا بھئی۔ تو **چوں** أَحَبَّ وَ اِسْتَرَدَّ، جیسے أَحَبَّ اور اِسْتَرَدَّ، **کہ در** اَصْلْ، کہ یہ اصل میں أَحْبَبَ وَ اِسْتَرْدَدَ **بود**، اصل میں یہ أَحْبَبَ اور اِسْتَرْدَدَ تھے بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی سب کو بھئی؟

مگر آنکہ در مِثْلِ حَیِیَ وَ عَیِیَ **ادغام** جَائِزْ **است نہ** وَاجِبْ، مگر وہ کہ حَیِیَ اور عَیِیَ جیسے جو لفظ ہیں ان میں ادغام جائز ہے نہ واجب، واجب نہیں ہے، **تا در مضارع ایشاں ضمہ بریَا لازم نہ آید**، تا کہ ان کے مضارع کے اندر یا پر ضمہ لازم نہ آئے۔ بھئی دیکھیے حَیِیَ، یَحْیَا۔ اب دیکھیے بھئی: یَحْیَا اصل میں کیا تھا؟ جی؟ یَحْیَیُ۔ اچھا تو یَحْیَیُ، پھر دیکھیے وہی صورت بن رہی ہے: یَحْیَیُ، دونوں متجانسین کیا ہیں؟ متحرک ہیں، اور ان سے ما قبل ساکن مدہ ہے غیر مدہ؟ غیر مدہ، تو اس پھر کیا کرتے ہیں؟ حرکت نقل کر کے ما قبل کو دیتے ہیں، جب حرکت نقل کر کے ما قبل کو دیں گے تو پھر یا کا یا میں کیا کریں گے؟ ادغام، تو کیا بن جائے گا؟ یَحَیُّ، سمجھ میں آیا؟ تو کہتے ہیں حَیِیَ اور عَیِیَ کے اندر ادغام جائز ہے نہ واجب، واجب نہیں ہے، **تا در مضارع ایشاں** تا کہ ان کے مضارع کے اندر **ضمہ بریَا لازم نہ آید**، یا پر ضمہ لازم نہ آئے۔ کیونکہ اگر ان کے اندر ادغام واجب ہو گا تو ان کے مضارع میں بھی ادغام واجب ہو گا، اور

مضارع میں جب ادغام کروگے تو یَحَيُّ بنے گا دیکھو یا پر ضمہ آجائے گا، کیا آجائے گا؟ ضمہ آجائے گا، اور ادغام نہیں کیا تو کیا پڑھتے ہو مضارع میں؟ یَحْیَا، تو دیکھو یا پر ضمہ نہیں ہے، صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

مگر آنکہ ادغام مُوجِبِ التباس باشد، مگر وہ کہ ادغام جو ہے وہ التباس کا باعث سبب ہو، **آنگاہ ادغام مُمْتَنِعْ بود**، اس وقت ادغام ممتنع ہو گا، جائز نہیں ہو گا، **چوں سبب**

كَلَلٌ	جُدَدٌ	سُرُرٌ

۔ دیکھو سبب دو حرف ایک جنس کے آئے اور دونوں متحرک ہیں، كَلَلٌ دو لام اکٹھے ہوئے دونوں متحرک ہیں، جُدَدٌ دو دال اکٹھے ہوئے دونوں متحرک ہیں، سُرُرٌ دو را اکٹھی ہوئیں دونوں متحرک، لیکن ان سب میں ادغام نہیں کریں گے کیوں؟ کیونکہ ادغام کی صورت میں التباس لازم آتا ہے۔ سبب میں ادغام کریں تو یہ بن جائے گا سب، اور سب تو ایک اور لفظ پہلے سے ہی موجود ہے، صورت سمجھ میں آگئی؟ تو سب کا اور معنی، سبب کا اور معنی، تو اگر اس میں بھی ادغام کریں یہ بھی سب بن جائے گا وہ بھی سب ہے تو کیا لازم آیا؟ التباس بھئی۔ اسی طرح كَلَلٌ میں ادغام کریں تو كَلٌّ بن جائے گا، كَلٌّ تو لفظ پہلے سے ہی موجود ہے تو التباس لازم آرہا تھا اس لیے ادغام نہیں۔ جُدَدٌ یہاں دال میں ادغام کریں تو جُدٌّ بن جائے گا وہ پہلے ہی لفظ موجود ہے۔ سُرُرٌ کے اندر بھئی را میں ادغام کریں تو سُرٌّ بن جائے گا، وہ لفظ سُرٌّ تو پہلے سے ہی موجود، تو یہ بھی اسی کی طرح ہو جائیں گے اور کیا لازم آئے گا؟ التباس، اس لیے یہاں ادغام جائز نہیں بھئی۔ چلیے بس مولانا، هٰذَا هو الْمَرَامُ، وَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ السَّلَامِ۔

خَاتِمَةُ الْكِتَابِ: فِي قَوَانِينِ الْإِدْغَامِ وَاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ

مضاعف کے ادغام، التباس، اجتماعِ ساکنین اور بابِ افتعال کے متفرق قواعد (اسباق ۱۳۶ تا ۱۳۹)

مضاعف میں ادغام کے شرائط اور التباسِ صیغہ (مُحَابٌّ وغیرہ) کے مسائل

سبق نمبر ۱۳۶—تاریخِ درس: ۱۴ جون ۲۰۰۹ء

سوال۔ ادغام در مُحَابٌّ موجب التباس است از آن کہ این لفظ مشترک است میان اسم فاعل و اسم مفعول۔[1]

اچھا بھائی، ادغام سے متعلقہ قوانین اور بحث چل رہی ہے۔ گزشتہ سبق میں انہوں نے بتلایا تھا کہ بعض جگہ جہاں پر ادغام جو ہے التباس کا سبب بنے تو وہاں ادغام جائز نہیں ہے۔ جہاں بھی ادغام کس چیز کا سبب بنے؟ التباس کا سبب بنے تو ادغام جائز نہیں ہے۔ اب اس پر اعتراض کر رہے ہیں کہ مُحَابٌّ کے اندر ادغام جو ہے موجب التباس ہے کیونکہ یہی لفظ صیغہ جو ہے اسم فاعل کے لیے بھی ہے اور اسم مفعول کے لیے بھی۔ تو دیکھو ادغام کس چیز کا سبب بن گیا؟ التباس کا۔ کیسے ہے؟ گردان کیسے ہو گی؟

حَابَّ	يُحَابُّ	مُحَابَّةً
فَهُوَ	مُحَابٌّ	

۔ یہ اسم فاعل ہے، یہ اصل میں کیا تھا؟ مُحَابِبٌ، مُقَاتِلٌ بھائی۔ سمجھ میں آیا؟

وَحُوبَّ	يُحَابُّ	مُحَابَّةً
فَذَاكَ	مُحَابٌّ	

۔ یہ اسم مفعول بھی مُحَابٌّ آیا۔ یہ اصل میں کیا تھا؟ مُحَابَبٌ، مُقَاتَلٌ۔ تو اسم فاعل اصل میں تھا مُحَابِبٌ اور اسم مفعول اصل میں تھا مُحَابَبٌ۔ اگر ادغام نہ کریں تو پتہ چل جاتا ہے، مُحَابِبٌ پڑھیں پتہ لگ جائے گا یہ اسم فاعل ہے، مُحَابَبٌ پڑھیں گے تو پتہ لگ جائے گا یہ اسم مفعول ہے۔ لیکن ادغام کیا گیا تو اسم فاعل بھی مُحَابٌّ ہوا، اسم مفعول بھی مُحَابٌّ ہوا۔ تو دیکھو ان میں التباس اب لازم آ رہا ہے ادغام کی وجہ سے، حالانکہ آپ نے کہا تھا جہاں ادغام التباس کا باعث ہو وہاں ادغام جائز نہیں ہے، تو یہاں ادغام کیوں کیا گیا؟

---

[1] جدولِ قوانینِ ادغام در مضاعف (وجوب، جواز اور امتناع)

حکمِ ادغام	شرط / موقع	مثال	نوٹ
ادغام واجب	دو ہم جنس حروف متحرک ہوں یا اول ساکن و دوم متحرک	مَدَّ (اصل: مَدَدَ)	حرکتِ اول نقل کر کے ادغام کرتے ہیں
ادغام جائز (فک بھی جائز)	دوسرا حرف سکونِ عارضی (جزم یا وقف) سے ساکن ہو	لَمْ يَمُدَّ / لَمْ يَمْدُدْ	مجزوم اور امر حاضر میں دونوں صورتیں جائز ہیں
ادغام ممتنع	دوسرا حرف سکونِ لازم (ضمیرِ مرفوع متحرک) سے ساکن ہو یا التباس ہو	مَدَدْتُ / مُحَابٌّ	اسم فاعل و مفعول میں التباس سے بچنے کا حکم

دیکھیے، سوال: **ادغام در مُحَابٌ موجب التباس است**، کہتے ہیں مُحَابٌ کے اندر ادغام جو ہے وہ التباس کا سبب ہے، **از آن کہ این لفظ مشترک است میان اسم فاعل و اسم مفعول**، اس لیے کیونکہ یہ لفظ مشترک ہے اسم فاعل اور اسم مفعول کے درمیان۔

جواب۔ جواب: **این التباس میان** مُشْتَقَّیْن **است**، کہتے ہیں یہ التباس دو مشتقین کے درمیان ہے، دو مشتق ہیں بھائی، اسم فاعل بھی مشتق کا صیغہ، اسم مفعول بھی مشتق ہے۔ آپ جانتے ہیں مصدر سے کئی چیزوں کا اشتقاق ہوتا ہے بھائی۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ صرف بہائی میں پڑھ چکے ہیں آپ، اسم فاعل، اسم مفعول، فعل، فعل ماضی، فعل مضارع وغیرہ، یہ فعل امر یہ سارے کس سے بنتے ہیں؟ مصدر سے۔ تو مصدر ہوا مشتق مِنْهُ۔ جس سے اشتقاق ہو اسے کیا کہتے ہیں؟ مشتق مِنْهُ۔ تو یہ مصدر ہوا مشتق مِنْهُ اور یہ جن کا اشتقاق ہوا وہ ہیں مشتق بھائی۔ تو کہتے ہیں یہاں جو التباس آرہا ہے وہ دو مشتقین کے درمیان ہے۔ اسم فاعل بھی مشتق، اسم مفعول بھی مشتق، اور دو مشتقوں کے درمیان یہ التباس یہ کلام عرب میں قابل تحمل ہے، قابل برداشت ہے بھائی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ اس لیے یہ جائز ہے۔

جواب: **این التباس میان** مُشْتَقَّیْن **است**، یہ التباس دو مشتقین کے درمیان ہے، **و مثل این التباس در کلمہ عرب متحمل است**، اور اس قسم کا التباس جو ہے کلمہ عرب کے اندر قابل برداشت ہے۔ **لیکن در** قُوْوِلَ **مشکل می شود**۔ جی، لیکن کہتے ہیں قُوْوِلَ کے اندر مشکل ہو گی بھائی۔ قُوْوِلَ:

قَاوَلَ	يُقَاوِلُ	مُقَاوَلَةً
فَهُوَ	مُقَاوِلٌ	وَقُوْوِلَ

۔ تو یہ یہاں پر باب مفاعلہ کا یہ ماضی مجہول ہے بھائی، اور یہاں پر دو واو ہیں اور یہاں ادغام نہیں کیا گیا بھائی۔ کیوں نہیں کیا گیا؟ تو جواب دیتے ہیں بھائی کہ کیونکہ اگر اس میں ادغام کر دیتے تو یہ قول ہو جاتا تو باب تفعیل کی ماضی مجہول سے اس کا التباس لازم آتا بھائی۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ حالانکہ آپ نے ابھی بتایا دو مشتقین کے درمیان التباس یہ کلام عرب میں قابل برداشت ہے، قابل تحمل ہے، تو لہذا ادغام کیا جانا چاہیے تھا۔

لیکن در قُوْوِلَ **مشکل می شود**، لیکن قُوْوِلَ کے اندر مشکل ہو گی، **از آن کہ ادغام نہ کردند تا التباس بہ قول نہ آید**، اس لیے کیونکہ ادغام نہیں کیا گیا تاکہ التباس جو ہے قول کے ساتھ نہ آئے جو باب تفعیل کی ماضی مجہول ہے، **آن کہ التباس میان** مُشْتَقَّیْن **است**، اور یہ کہ یہ التباس جو ہے یہ دو مشتقین کے درمیان ہے اور یہ تو قابل برداشت ہے لہذا کرنا چاہیے تھا بھائی۔

وہم چنین در حَبٌّ و طَبٌّ۔ حَبًّا نہیں بھائی حَبٌّ ہونا چاہیے بھائی۔ تو کہتے ہیں حَبًّا نہیں بھائی حَبٌّ اور طَبًّا نہیں طَبٌّ بھائی تنوین ہونی چاہیے۔ لیکن وہ کہتے ہیں **وہم چنین در** حَبٌّ و طَبٌّ **مشکل می شود**، اور اسی طرح جو ہے حَبٌّ اور طَبٌّ کے اندر مشکل ہو گی، **از آن کہ**، اس وجہ سے کہ **ادغام در ایشان موجب التباس است**، اس لیے کہ ان کے اندر ادغام جو ہے وہ موجب التباس ہے، **زیرا کہ این ہر دو لفظ مشترک اند**، اس لیے کیونکہ یہ دونوں لفظ جو ہیں مشترک ہیں، **میان مصدر و صفت**، مصدر میں اور صفت میں۔ یہی بھائی حَبٌّ جو ہے مصدر بھی آتا ہے اور حَبٌّ جو ہے صفت، حَبٌّ محبوب ہونا، یہ ہے مصدر دیکھو، حَبٌّ کا کیا معنی؟ یا حُبٌّ پڑھ لیں، حُبٌّ۔ تو یہ مصدر بھی ہے، اور اسی طرح حَبٌّ یہ حبیب اور محبوب کے معنی میں بھی آتا ہے تو یہ صفت کا صیغہ ہوا بھائی۔ اور اسی طرح طَبٌّ، طَبٌّ کا معنی ماہر ہونا، دیکھو مصدری معنی ہے، ماہر ہونا۔ اور اس کا معنی ماہر کے بھی آتے ہیں۔ تو یہ مصدر کے بھی اس کا مصدری معنی بھی ہے اور صفت بھی ہے، تو یہ مصدر کے طور پر بھی استعمال ہے۔ تو کہتے ہیں ان کے اندر مشکل ہو گی، **زیرا کہ این ہر دو لفظ مشترک اند میان مصدر و صفت**، اس لیے کیونکہ یہ دونوں لفظ جو ہیں مشترک ہیں مصدر اور صفت کے اندر۔

وہم چنین در أَنَّ **کہ فعل ماضی است و** إِنَّ **کہ امر است**، اسی طرح أَنَّ جو کہ فعل ماضی ہے اور إِنَّ جو کہ امر ہے **نیز مشکل می شود**، ان میں بھی مشکل ہو گی، **از آن کہ ادغام ایشان موجب التباس است بہ** أَنَّ و إِنَّ **کہ حرف اند**، اس وجہ سے کہ ان کا ادغام جو ہے وہ التباس کا باعث ہے أَنَّ اور إِنَّ کے ساتھ کہ حرف اند کہ جو حرف ہیں۔

بھائی دیکھیے، أَنَّ یاد رکھیے ایک تو وہ أَنَّ اور إِنَّ حروف مشبہ بالفعل میں سے آپ نے پڑھے ہیں۔ اسی طرح أَنَّ ماضی بھی آتی ہے: أَنَّ يَئِنُّ أَنِيْنًا۔ أَنَّ يَئِنُّ أَنِيْنًا۔ اس کے معنی ہیں آہ و فریاد کرنا بھائی۔ تو دیکھیے أَنَّ ماضی آ گئی، اور یہی أَنَّ حرف بھی ہے۔ اسی سے پھر إِنَّ امر آتا ہے بھائی۔ جیسے آپ نے فَرَّ يَفِرُّ پڑھا تھا، امر کیا آیا تھا؟ فِرَّ۔

فِرَّ	فِرِّي	اِفْرِرْ

۔توفِرَّ امر آیا یا نہیں؟اسی طرح إِنَّ یہ بھی مضاعف ہے تو اس سے بھی امر کیا آئے گا؟إِنَّ بھی امر آئے گا بھائی فِرَّ کی طرح۔ سمجھ میں آگئی بحث بھائی؟ تو وہ أَنَّ جو ماضی ہے اس کا التباس أَنَّ حرف کے ساتھ آئے گا اور إِنَّ جو امر ہے اس کا التباس إِنَّ حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ اس کا بھی التباس آئے گا۔

مگر آن کہ گویند، مگر یہ کہ کہتے ہیں کہ **التباس میان مشتق و مشتق مِنْهُ**، کہ التباس درمیان مشتق اور مشتق مِنْهُ کے، مشتق اور مشتق مِنْهُ کے درمیان التباس، جو کس میں آیا تھا؟ حَبٌّ اور طَبٌّ میں۔ مصدر کیا تھا؟ مشتق مِنْهُ، مصدر۔ اور صفت کیا تھی؟ مشتق۔ تو التباس کس میں آیا؟ مشتق اور مشتق مِنْهُ میں۔ تو کہتے ہیں مشتق اور مشتق مِنْهُ کے درمیان التباس **و میان فعل و حرف**، اور اسی طرح وہ التباس جو کس کے درمیان ہو؟ فعل اور حرف کے درمیان۔ أَنَّ فعل ماضی تھا اور أَنَّ حرف مشبہ بالفعل بھی ہے، تو فعل اور حرف میں التباس آرہا ہے۔ اسی طرح إِنَّ امر یہ بھی فعل ہے اور إِنَّ حرف مشبہ بالفعل، تو یہاں بھی فعل کا کس کے ساتھ التباس آرہا ہے؟ حرف کے ساتھ۔ تو کہتے ہیں التباس جو ہے مشتق اور مشتق مِنْهُ میں اور اسی طرح فعل اور حرف میں **در کلام عرب متحمل است**، یہ کلام عرب میں قابل برداشت ہے بھائی۔

دیگر، جی آگے نیا قانون نئی بات ذکر کر رہے ہیں۔ **دیگر اگر تکرار حرف برائے الحاق باشد آن گاہ ادغام ممتنع بود**۔ دوسرا یہ کہ اگر حرف کا تکرار جو ہے **برائے الحاق باشد** کس کے لیے ہو؟ الحاق کے لیے ہو بھائی، **آن گاہ ادغام ممتنع بود**، اس وقت بھی ادغام ممتنع ہو گا یعنی جائز نہیں ہو گا۔ بھائی میں نے آپ کو بتلایا تھا پہلے بھی کہ بعض اوقات ایک حرف تین حرف اصلی ہوتے ہیں ان میں ایک حرف کا اضافہ کر کے اس کو کسی دوسرے اسم یا فعل کے وزن پر لے جاتے ہیں، خاص معانی کے حصول کے لیے یا اور بعض لفظی فوائد کے لیے بھائی۔ آگے ذکر کریں گے مصنف خود بھی ذکر کریں گے۔

چون شَمْلَلَ **کہ ملحق است بہ** دَحْرَجَ، جیسے شَمْلَلَ کہ ملحق ہے دَحْرَجَ کے ساتھ۔ تو دیکھیے شَمْلَلَ اس کا مادہ ش م ل ہے، ایک لام۔ اور یہ دوسرا... جی؟ شَمْيَلَ لکھا ہوا ہے؟ نہیں شَمْلَلَ ہونا چاہیے بھائی، دو لام ہونے چاہئیں، یا نہیں ہے، لام ہے بھائی، شَمْلَلَ۔ اچھا دیکھیے شَمْلَلَ اس کا مادہ ہے شین میم اور ایک لام۔ یہ ایک لام کا اضافہ کیا گیا تا کہ اس کو کس کے ساتھ ملحق کر دیا جائے؟ دَحْرَجَ کے ساتھ۔ دَحْرَجَ کے ساتھ بھائی۔

جی، وَتَجَلْبَبَ **کہ ملحق بہ** تَدَحْرَجَ، اور اسی طرح تَجَلْبَبَ کہ یہ ملحق ہے تَدَحْرَجَ کے ساتھ۔ دیکھیے تَجَلْبَبَ، اس کا مادہ جیم لام با، ایک با ہے بھائی، جیم لام اور با۔ پھر اس کے ساتھ ایک اور با ملائی اور اسے پھر کس باب پر لے گئے؟ تَدَحْرَجَ کے باب میں۔ تو تَدَحْرَجَ کے ساتھ ملحق ہوا، اس کے ساتھ ملایا گیا بھائی۔

وَقَرْدَدٌ **کہ ملحق است بہ** جَعْفَرٌ، اور جیسے قَرْدَدٌ کہ یہ ملحق ہے جَعْفَرٌ کے ساتھ۔ بھائی قَرْدَدٌ اس کا مادہ قاف را اور ایک دال ہے۔ یہ جو دوسرا دال بڑھایا گیا یہ جَعْفَرٌ وزن پر لے جانے کے لیے اس کے ساتھ الحاق کرنے کے لیے۔

اسی طرح وَقُعْدُدٌ **کہ ملحق است بہ** بُرْثُنٌ۔ قُعْدُدٌ اس کا مادہ قاف عین اور ایک دال ہے۔ یہ دوسرا دال اس لیے بڑھایا گیا تا کہ اس کو بُرْثُنٌ وزن پر کیا کیا جائے؟ لے جایا جائے، اس کے ساتھ ملا دیا جائے۔

اب خود بیان کر رہے ہیں: والحاق در لغت... اچھا دیکھیے بھائی، ان سب کے اندر دیکھیے شَمْلَلَ میں دو لام آئے لیکن ان میں ادغام نہیں کیا۔ تَجَلْبَبَ کے آخر میں دو با آئیں لیکن اس میں بھی ادغام نہیں کیا۔ قَرْدَدٌ میں دو دال آخر میں آئے لیکن اس میں بھی ادغام نہیں کیا۔ اور قُعْدُدٌ کے اندر بھی دو دال آئے لیکن اس کے اندر بھی ادغام نہیں کیا گیا۔ کیوں؟ کیونکہ یہ تکرار حرف کس لیے ہے؟ الحاق کے لیے ہے۔ کس لیے ہے؟ الحاق کے لیے۔ ایک حرف کو جو بڑھایا گیا یہ الحاق کے لیے ہے اور اس وقت انہوں نے بتایا ادغام جائز نہیں ہے۔

تو کہتے ہیں: **والحاق در لغت در رسیدن و در رسانیدن است**، اور الحاق لغت کے اندر میں پہنچنا یعنی ملنا، **و در رسانیدن**، اور ملانا۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔ تو اس کا معنی لغت کے اندر ملنا بھی ہے اور ملانا بھی ہے، یعنی یہ فعل لازم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور فعل متعدی کے طور پر بھی۔ ملنا یہ فعل لازم ہوا اور ملانا یہ متعدی۔

جی، **و در اصطلاح آن است**، اور اصطلاح کے اندر الحاق وہ ہے **کہ ثلاثی را** کہ ثلاثی کو **بزیادت حرفے** ایک حرف کی زیادتی کے ساتھ **بروزن رباعی کنند** کس وزن پر کر دیں؟ رباعی کے وزن پر۔ ثلاثی تھا ایک حرف بڑھا کر اس کو رباعی کر دیا۔ **یا رباعی را بزیادت حرفے بروزن خماسی کنند**، یا رباعی کو جو ہے ایک حرف کی

زیادتی کے ساتھ خماسی کے وزن پر کر دیں، **از برائے آن کہ** اس لیے کیونکہ، کیوں کیا جاتا ہے یہ الحاق؟ **از برائے آن کہ** اس لیے کہ **بالحق معاملہ ملحق بِہِ بکنند**، تاکہ ملحق کے ساتھ ملحق بِہِ، جس کے ساتھ ملایا گیا ہے اس جیسا ہی معاملہ کیا جائے، **در تکسیر و تصغیر**، تکسیر اور تصغیر میں، یعنی اسی کی طرح اس کی جمع تکسیر بنائی جائے، پھر اسی کی طرح اس کی تصغیر بھی اسی کی طرح بنائی جائے گی، وغیرہ اور ان کے علاوہ بھی، اور معانی وغیرہ بعض ابواب سے خاص ہوتے ہیں ان معانی کے حاصل کرنے کے لیے بھی کیا کیا جاتا ہے؟ الحاق کیا جاتا ہے، ایک صیغے کو دوسرے باب کے وزن پر لے جاتے ہیں۔

و در تَتَنَزَّلُ و تَتَبَاعَدُ **ادغام نہ شد**، کہتے ہیں تَتَنَزَّلُ اور تَتَبَاعَدُ کے اندر ادغام نہیں ہوا، **از آن کہ اجتماع دو حرف بر سبیل لزوم نیست**، اس لیے کیونکہ دو حرف کا اجتماع جو ہے لزوم کے طریقے پر نہیں ہے۔ بھائی دیکھیے

تَنَزَّلَ	يَتَنَزَّلُ	تَنَزُّلاً

، تو یہ باب تَفَعُّل ہے بھائی۔ اور باب تَفَعُّل اور اسی طرح تَتَبَاعَدُ بھائی، تَبَاعَدَ يَتَبَاعَدُ، تو اسی میں آگے ایک صیغہ آئے گا تَتَبَاعَدُ بھائی مضارع کے اندر بھائی۔ اسی طرح يَتَنَزَّلُ مضارع ہے اس میں ایک صیغہ آگے چل کر کیا آئے گا؟ تَتَنَزَّلُ صیغہ آجائے گا تو یہ مضارع کے دونوں صیغے ہیں۔ بھائی یہاں پر بھی شروع میں دو تا اکٹھی ہوئی ہیں ان میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟ کہتے ہیں اس لیے کیونکہ یہ دونوں حروف کا اجتماع یہ لزوم کے، لازم نہیں ہے۔ آپ نے ضابطہ پڑھا تھا بھائی، ابواب جب پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ باب تَفَعُّل اور باب تَفَاعُل کے اندر دو تا مفتوح اکٹھی ہو جائیں تو ایک تا کا حذف جائز ہے۔ تو تَتَنَزَّلُ کو تَنَزَّلُ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ دونوں تا مفتوح ہیں۔ تَتَبَاعَدُ کے اندر ایک تا کو گرانا اور صرف تَبَاعَدُ پڑھنا بھی جائز ہے، یہ آپ پڑھ چکے ہیں بھائی۔ تو کہتے ہیں **اجتماع دو حرف بر سبیل لزوم نیست**، تو یہ دیکھو دو حرفوں کا اجتماع لازم ہے یا حذف بھی جائز ہے اس کے اندر؟ حذف بھی جائز ہے تو ان کا اجتماع لازم نہیں ہوا۔

و در أَزْبُبِ الْكَلْبَ **ادغام شد** ہے؟ **ادغام نہ شد** بھائی، **ادغام نہ شد**۔ وہ کہتے ہیں أَزْبُبِ، دیکھیے دو باہیں بھائی اور با کا با کے اندر ادغام نہیں ہوا بھائی۔ تو کہتے ہیں أَزْبُبِ الْكَلْبَ **ادغام نہ شد**، اس کے اندر ادغام نہیں ہوا، **از آن کہ حرکت بائے دوم لازم نیست**، اس وجہ سے کہ دوسری با کی حرکت جو ہے لازم نیست، **بلکہ عارض است بسبب التقائے ساکنین**، بلکہ عارضی ہے التقائے ساکنین کی وجہ سے۔ بھائی اصل میں تو امر تھا، امر تو آخر سے ساکن ہوتا ہے، أَزْبُبْ ہوتا ہے، کیا ہوتا ہے؟ أَزْبُبْ۔ تو اصل میں امر ہے بھائی، أَزْبُبْ تو امر ہے امر کی دوسری با تو ساکن تھی بھائی لیکن چونکہ آگے الْكَلْبَ میں ہمزہ وصلی گر گیا اور لام بھی ساکن تو ما قبل کی با بھی ساکن اور لام بھی ساکن تو پھر اجتماع ساکنین ہوا تو با کو حرکت دے دی گئی، تو یہ دوسری با کی حرکت لازم نہیں حالانکہ ادغام کے اندر ضروری ہے کہ حرف ثانی کی حرکت کیا ہو؟ لازم ہو۔ تو کہتے ہیں اس کے اندر ادغام نہ ہوا **از آن کہ حرف بائے دوم لازم نیست** اس لیے کیونکہ بائے دوم کی حرکت جو ہے لازم نہیں ہے، **بلکہ عارض است** بلکہ عارضی ہے **بسبب التقائے ساکنین** بوجہ التقائے ساکنین کے۔

آگے کیا ہے؟ سوم؟ جی۔ سوم نہیں بھائی سوال، سوال۔ سوال۔ یہ پھر اعتراض کر رہے ہیں بھائی۔ سوال: **در** مَنْ يُشَاقِقِ اللهَ **حرکت قاف دوم نیز عارض است**۔ بھائی اشکال یہ کہ مَنْ يُشَاقِقِ اللهَ، یہاں پر دیکھیے مَنْ کی وجہ سے کیا آگیا؟ يُشَاقِقْ فعل مضارع مجزوم ہوتا ہے، تو اصل میں ہے يُشَاقِقْ۔ پھر آگے لام بھی لفظ اللہ کا جو لام ہے وہ ساکن تھا تو قاف کو کسرے کی حرکت دے دی گئی۔ قاف بھی ساکن تھا لام بھی ساکن تھا تو پہلے ساکن کو کون سی حرکت دے دی گئی؟ کسرہ۔ تو دیکھو یہ حرکت لازمی ہوئی یا عارضی ہوئی؟ عارضی۔ اور ابھی بتایا تھا عارضی حرکت کا کوئی اعتبار نہیں تو لہذا یہاں بھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے تھا اور ادغام جائز نہیں ہونا چاہیے تھا، لیکن یہاں پر ادغام بھی جائز ہے۔ ادغام کے ساتھ بھی آیا ہے وَمَنْ يُشَاقِّ اللهَ۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ تو کہتے ہیں یہاں **در** مَنْ يُشَاقِقِ اللهَ **حرکت قاف دوم نیز عارض است**، یہ اس کے اندر بھی دوسرے قاف کی حرکت جو ہے وہ عارضی ہے **لازم نیست** لازم نہیں ہے، **از جہت التقائے ساکنین** کس وجہ سے ہے؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے، **پس بایستے کہ ادغام جائز نہ بودے** پس چاہیے تھا کہ ادغام جائز نہ ہوتا۔

جواب دے رہے ہیں **کہ اصل مضارع مرفوع بود**، کہ اصل میں مضارع کیا تھا؟ مرفوع تھا۔ **سکون او بہ عارض** مَنْ **شرطیہ است**، بھائی اس کا سکون جو ہے مَنْ شرطیہ کی وجہ سے ہے، مَنْ شرطیہ کے عارض کی وجہ سے ہے۔ دیکھیے اصل میں تو تھا يُشَاقِقُ لیکن مَنْ نے کیا کیا؟ جزم دیا۔ تو اس کا سکون کس کی وجہ سے ہے؟ مَنْ شرطیہ کی وجہ سے ہے، تو اس کی اصل اس کے اندر کیا تھی؟ يُشَاقِقُ میں حرکت تھی۔ مضارع کیا ہوتا ہے اس میں؟ مرفوع، مرفوع تو حرکت تھی۔ تو کہتے ہیں **اصل مضارع مرفوع بود**، اصل میں مضارع جو تھا مرفوع تھا، **سکون او بہ عارض** مَنْ **شرطیہ است** اس کا سکون جو ہے مَنْ شرطیہ کے عارض

کی وجہ سے ہے، **بر خلاف امر**، جبکہ اوپر جو اُزْبُبْ میں تھا وہ امر تھا اور امر کے اندر اصل کیا ہے؟ سکون ہے، وہ تو تھا ہی ساکن بھائی، **بر خلاف امر کہ در اصل او سکون بود** کہ اصل میں اس کے اندر سکون تھا، **حرکت بہ عارض اجتماع ساکنین است** اور حرکت جو ہے اجتماع ساکنین کے عارض کی وجہ سے ہے۔

سوال: **در** قَوِيَ و اِرْعَوٰی **کہ در اصل** قَوِوَ و اِرْعَوَوَ **بودہ است**۔ قَوِيَ اور اِرْعَوٰی کہ اصل میں یہ قَوِوَ تھا بھائی اور اِرْعَوَوَ تھا، اِرْعَوَوَ۔ اچھا **قانون دوم موجود است**، دوسرا قانون موجود ہے بھائی ادغام والا۔ ادغام والے بھائی پہلے قانون تو کیا تھا جس میں اول ساکن ہوتا تھا اور ثانی متحرک، دوسرے قانون میں دونوں کیا ہوتے تھے متجانسین؟ متحرک ہوتے تھے۔ اور یہاں پر بھی قَوِوَ کے اندر بھی دو واو دونوں متجانسین دونوں متحرک ہیں۔ اِرْعَوَوَ اس کے اندر بھی دو واو ہیں اور دونوں متجانسین کیا ہیں؟ متحرک ہیں۔ تو یہاں **قانون دوم موجود است** دوسرا قانون موجود ہے۔

وہم چنین در دِيْوَانٌ و دِيْنَارٌ، اور اسی طرح دِيْوَانٌ اور دِيْنَارٌ کے اندر، **کہ در اصل** کہ یہ اصل کے اندر دِوْوَانٌ۔ دِيْوَانٌ اصل میں کیا تھا؟ دِوْوَانٌ یہ یا کی جگہ واو تھا، اور دِيْنَارٌ اصل میں **دِنْنَارٌ بودہ است** اصل میں دِنْنَارٌ تھا، یا کی جگہ کیا تھا؟ یا کی جگہ بھی نون تھا دینار میں۔ **قانون اول موجود است**، یہاں پر پہلا قانون موجود ہے، پہلا قانون ادغام والی اس کی کیا صورت تھی؟ دو متجانسین میں سے پہلا کیا ہو؟ ساکن ہو۔ دِوْوَانٌ دیکھیے پہلا واو ساکن، دِنْنَارٌ دیکھیے پہلا نون ساکن۔ تو یہاں **قانون اول موجود است** یہاں پہلا قانون موجود ہے، **چرا ادغام نہ کردند؟** کیوں ادغام نہیں کیا؟

جواب دے رہے ہیں **کہ این جا اعلال و ادغام معارض شدند**، یہاں پر اعلال اور ادغام دونوں ایک دوسرے کے معارض ہوئے ہیں، ایک دوسرے کے مقابل آئے، ایک چیز تقاضا کر رہی تھی کہ اعلال کیا جائے اور دوسری چیز تقاضا کر رہی تھی ادغام کیا جائے۔ ایک چیز تقاضا کر رہی تھی اعلال کیا جائے دوسری چیز تقاضا کر رہی تھی ادغام کیا جائے، تو دونوں میں تعارض آیا۔ **وہر جا کہ اعلال و ادغام معارض شوند**، اور جہاں پر اعلال اور ادغام ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں، **اعلال را مقدم کنند بر ادغام**، تو اعلال کو مقدم کرتے ہیں ادغام پر، **از آن کہ خفت در اعلال بیشتر است از ادغام**، اس لیے کیونکہ خفت جو ہے اعلال کے اندر وہ زیادہ ہے ادغام سے۔

سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔ ان سب میں اعلال ہوا، قَوِوَ دیکھیے آخری واو کو کس سے بدل دیا؟ یا سے، یہ اعلال ہوا، ادغام نہیں کیا اعلال کیا۔ اِرْعَوٰی میں دیکھو آخر میں واو کو الف سے یا سے بدل کر پھر الف کر دیا ہے، تو یہاں اعلال ہوا ادغام نہیں کیا۔ اسی طرح دِيْوَانٌ کے اندر اعلال کیا یا سے بدل دیا ادغام نہیں کیا، دِيْنَارٌ کے اندر اعلال کیا نون کو یا سے بدلا لیکن ادغام نہیں کیا۔ تو کہتے ہیں خفت جو ہے اعلال کے اندر زیادہ ہے ادغام سے۔

سمجھ میں آیا بھائی؟ **از آن کہ اصل در تخفیف اعلال است**، اس لیے کیونکہ تخفیف کے اندر اصل اعلال ہے، **و ادغام ملحق بہ اعلال است** اور جو ادغام ہے وہ اعلال کے ساتھ ملحق ہے بھائی۔ اصل تخفیف کس کے اندر ہے؟ اعلال کے اندر۔ اور ادغام اعلال کے ساتھ ملحق ہے، اس کے ساتھ ملایا گیا ہے کہ اس سے بھی تخفیف آتی ہے۔ تو اصل ہوا اعلال اور ادغام ہوئی اس کی فرع۔ **اور مادام کہ عمل بہ اصل ممکن باشد**، فرع کہیں یا اس کے ساتھ ملحق کہہ لیں ایک ہی بات، **مادام کہ عمل بہ اصل ممکن باشد** اور جب تک کہ عمل اصل پر ممکن ہو، **صیرورت بسوئے ملحق روا نیست**، تو رجوع کرنا ملحق کی جانب یہ جائز نہیں ہے، جب تک عمل اصل پر ممکن ہو، اور یہاں اصل پر عمل ہو سکتا تھا تو اعلال کر دیا گیا ملحق کی طرف یعنی ادغام کی طرف جانے کی ضرورت نہیں، وہ جائز نہیں۔

سوال: **در** اِجْلِوَّاذٌ **چرا اعلال را بر ادغام مقدم نہ کردند؟** سوال بھائی، اِجْلِوَّاذٌ یہاں پر دیکھیے یہ واو مشدد ہے ادغام کیا گیا ہے۔ اصل میں کیا تھا؟ اِجْلِوْوَاذٌ۔ اِجْلِوْوَاذٌ۔ اچھا تو دو واو اکٹھے آئے، پہلا واو ساکن تھا اور اگلا واو متحرک تھا۔ سمجھ میں آیا؟ جی۔ تو پہلا قانون لگ رہا تھا، پہلا متجانس ساکن ہے، تو یہ تقاضا کر رہا تھا کہ دونوں واو میں کیا کیا جائے؟ ادغام۔ لیکن اس واو سے ماقبل لام پر کسرہ تھا، یہ کسرہ تقاضا کر رہا تھا اس واو کو کس سے بدلا جائے؟ یا سے۔ تو یہ چیز تقاضا کر رہی ہے اعلال کا، اور دو واو کا آنا یہ تقاضا کر رہا ہے ادغام کا۔ ماقبل کا کسرہ اعلال کا تقاضا کر رہا ہے اور دو واو کا اکٹھا ہونا ادغام کا تقاضا کر رہا ہے لیکن کس پر عمل کیا گیا؟ ادغام کیا گیا، اعلال نہیں کیا گیا۔

تو سوال: **در** اِجْلِوَّاذٌ **چرا اعلال را بر ادغام مقدم نہ کردند**، کہتے ہیں اِجْلِوَّاذٌ کے اندر کیوں اعلال کو ادغام پر مقدم نہیں کیا؟

جواب اول: پہلا جواب یہ **کہ اعلال جائے مقدم بر ادغام است**، اعلال اس جگہ مقدم بر ادغام ہے **کہ ہر دو متجانس اصلی باشد**، جہاں پر دونوں متجانس کیا ہوں؟ حرف اصلی ہوں، **و در** اِجْلِوَّاذٌ **ہر دو زائد اند**، اور اِجْلِوَّاذٌ میں دونوں واو کیا ہیں؟ زائد ہیں۔ تو جہاں اعلال اور ادغام میں تعارض آئے تو اعلال کو مقدم کرتے ہیں بشرطیکہ وہ دونوں متجانسین کیا ہوں؟ حرف اصلی ہوں، لیکن یہاں تو دونوں زائد ہیں۔ یہ پہلا جواب تھا۔

جواب دوم: دوسرا جواب اِجْلِوَّاذٌ **محمول بر فعل خود است یعنی** اِجْلَوَّذَ، کہتے ہیں اِجْلِوَّاذٌ یہ مصدر ہے نا

اِجْلَوَّذَ	يَجْلَوِّذُ	اِجْلِوَّاذًا	اِجْلِوَّاذٌ

مصدر جو ہے **محمول بر فعل خود است** یہ اپنے فعل پر محمول ہے یعنی اِجْلَوَّذَ پر۔ چونکہ اس کے فعل، بھائی اعلال کے اندر اصل فعل ہے، اشتقاق میں تو اصل مصدر تھا لیکن اعلال میں اصل فعل۔ تو فعل کے اندر چونکہ کیا کیا گیا تھا؟ ادغام ہوا تھا اس لیے مصدر میں بھی ادغام۔ تو کہتے ہیں اِجْلِوَّاذٌ محمول ہے اپنے فعل پر یعنی اِجْلَوَّذَ پر کہ اس میں ادغام کیا گیا تو مصدر بھی اس کے تابع ہے اس میں بھی ادغام کیا گیا۔ یہ دوسرا جواب تھا۔

جواب سوم: تیسرا جواب **ادغام در او وضعی است**، کہ ادغام اس کے اندر جو ہے یعنی اِجْلِوَّاذٌ کے اندر وضعی ہے یعنی باعتبار وضع کے ہے، واضع نے یہ لفظ بنایا ہی اس طرح تھا ادغام کے ساتھ۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔ وضعی کا کیا معنی؟ بنایا ہی اسی طرح گیا تھا۔ **نہ آن کہ اصل وی اظہار بودہ بعدہ ادغام کردند**، نہ یہ کہ اس کی اصل جو ہے اس میں اظہار تھا اس کے بعد کیا کیا گیا؟ ادغام۔ کہتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ یہ دونوں واو الگ الگ تھے پھر ان میں کیا کر دیا گیا؟ ادغام۔ اصل میں الگ الگ تھے پھر ادغام، بلکہ ان کو بنایا ہی کس کے ساتھ گیا؟ ادغام۔ تو اس کے اندر جو ادغام ہے وہ وضع کے اعتبار سے ہے **نہ کہ آن کہ**، نہ یہ کہ **اصل وی اظہار بودہ** اصل کے اندر اس کے اندر اظہار تھا **بعدہ ادغام کردند** اس کے بعد ادغام کیا گیا، ایسا نہیں ہے۔ **ولیکن این جواب ضعیف است**، لیکن یہ جواب کہتے ہیں کیا ہے؟ ضعیف ہے۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ وجہ کہتے ہیں بھائی اس لیے کیونکہ یہ جو قانون انہوں نے ذکر کیا کہ اعلال مقدم ہے ادغام پر، کہتے ہیں یہ عام قانون ہے اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وضع کے اعتبار سے ہو یا وضع کے اعتبار سے نہ ہو یہ بات نہیں ہے بھائی۔

دیگر، دوسرا یہ **ہر جا کہ دو حرف از یک جنس باہم آیند**، جہاں پر بھی دو حرف جو ہیں ایک جنس کے **باہم آیند** اکٹھے آ جائیں، **و ہر دو متحرک باشند**، اور دونوں حرف جو متجانسین کیا ہوں؟ متحرک ہوں **در دو کلمہ** کس کے اندر؟ دو کلموں میں، یعنی ایک آیا ایک پہلے کلمے کے آخر میں ایک دوسرے کے شروع میں ویسا ہی، تو دو کلموں میں **ادغام جائز بود** تو ادغام جائز ہے، **بشرط آن کہ ماقبل ہر دو متحرک صحیح**، اس شرط کے ساتھ کہ ماقبل ہر دو متحرک صحیح، کہ ان دونوں سے پہلے، ان دو متجانسین سے پہلے کیا آنا چاہیے؟ حرف صحیح متحرک۔ کیا آنا چاہیے؟ حرف صحیح متحرک ہو، **یا مدہ** یا کیا ہو حرف مدہ، **یا حرف لین باشد** یا حرف لین ہو۔ بھائی دو حرف دو کلمے اکٹھے آئے، فرض کرو ایک کے آخر میں با آ رہی ہے دوسرے کے شروع میں با آ رہی ہے، دونوں متحرک ہیں دونوں، اور دو کلموں میں ہیں یہ دو حروف بھائی متجانسین، ان دونوں میں ادغام جائز ہے لیکن شرط یہ ہے، ہاں **ماقبل ہر دو متحرک صحیح** بھائی، یہ متحرک صحیح کی صفت ہے بھائی۔ جی۔ متحرک صحیح۔ ان دونوں سے پہلے، ان دو متجانسین سے پہلے کیا آنا چاہیے؟ حرف صحیح متحرک۔ یا حرف مدہ ہو، کیا معنی حرف مدہ؟ ایسا واو جس سے ماقبل ضمہ یا ایسی یا جس سے ماقبل کسرہ، یا الف جس سے ماقبل فتحہ، یا حرف لین باشد یا کیا ہو حرف لین۔ حرف لین جانتے ہو یا نہیں بھائی؟ پہلے بھی میں بیان کر چکا ہوں، واو سے ماقبل فتحہ آ جائے تو یہ حرف لین کہلاتا ہے، یا سے ماقبل فتحہ آ جائے تو یہ یا کیا کہلاتی ہے؟ حرف لین۔ تو ان سے پہلے متحرک صحیح حرف ہو یا مدہ ہو یا حرف لین ہو۔

چون فَعَلَّبِيْدٌ، فَعَلَّبِيْدٌ، اصل میں تھا فعل لَبِيْدٌ، فعل لَبِيْدٌ۔ تو فعل کے آخر میں لام اور یہ لام متحرک ہے، لَبِيْدٌ کے شروع میں لام اور یہ لام کیا ہے؟ متحرک ہے۔ تو انہوں نے بتایا اس طرح کے دو جب دو متجانسین آ جائیں دو کلموں میں دونوں متحرک ہوں تو ان دونوں میں ادغام جائز ہے بشرطیکہ اس سے پہلے کیا آئے؟ حرف متحرک صحیح آ جائے۔ اور یہ لام اول سے پہلے کیا ہے؟ عین۔ عین، اور عین حرف علت ہے حرف صحیح ہے؟ حرف صحیح، اور متحرک ہے یا ساکن؟ متحرک۔ تو حرف صحیح متحرک پہلے آیا تو اب ان میں ادغام جائز، آپ چاہیں تو فعل لَبِيْدٌ پڑھیں یہ بھی جائز، آپ چاہیں تو ادغام کر دیں فَعَلَّبِيْدٌ پڑھیں یہ بھی جائز ہے، تو یہ جائز ہے واجب نہیں۔

اسی طرح آگے دیکھیے: وَضَرَبَّشِيْرٌ، اصل میں کیا تھا؟ ضَرَبَ بَشِيْرٌ۔ تو اس کو بغیر ادغام کے پڑھنا ضَرَبَ بَشِيْرٌ یہ بھی جائز، اور ادغام کر کے ضَرَبَّشِيْرٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ دیکھیے بھائی ضَرَبَ کی با بھی متحرک اور بَشِيْرٌ کے شروع میں با بھی متحرک، تو دو متجانسین متحرکین آئے دو کلموں میں اور شرط پوری، شرط کیا تھی؟ ان سے ماقبل کیا ہو؟ حرف صحیح متحرک ہو اور با سے پہلے کیا ہے؟ را، را حرف صحیح متحرک ہے۔

وَقَامُحَمَّدٌ	قَامَ	مُحَمَّدٌ

یوں پڑھنا بھی جائز اور ادغام کے ساتھ قَامُّحَمَّدٌ پڑھنا بھی جائز۔ کیوں بھائی؟ قَامَ مُحَمَّدٌ دونوں میم متحرک ہیں، دو کلموں کے اندر ہیں، ان میں

ادغام جائز ہے۔ پہلی شرط کیا تھی یا تو کیا ہو اس سے پہلے حرف صحیح متحرک، یہاں تو اس سے پہلے الف ہے۔ دوسری شرط کیا، دوسرا یا کیا ہو؟ حرف مدہ ہو، دیکھیے یہ الف بھائی حرف مدہ ہے، الف سے ماقبل فتحہ ہے، صورت سمجھ میں آگئی؟ تو یہاں بھی ادغام جائز۔

وَيَعُوْدَّاوُدُ	يَعُوْدُ	دَاوُدُ

۔اب دیکھیے یوں بھی پڑھ سکتے ہیں ادغام کے ساتھ: يَعُوْدَّاوُدُ، يَعُوْدَّاوُدُ۔ دو دال اکٹھے آئے اور ان سے پہلے کیا ہے؟ واو ہے جس سے ماقبل ضمہ ہے تو یہ حرف مدہ آیا بھائی۔

وَقِيْلِّزَيْدٍ، قِيْلِّزَيْدٍ، یہ قِيْلَ لِزَيْدٍ تھا۔ آپ قِيْلَ لِزَيْدٍ بھی پڑھ سکتے ہیں اور قِيْلِّزَيْدٍ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں پر بھی ادغام جائز ہے کیوں؟ کیونکہ یہ دو متجانسین سے ماقبل کیا آیا؟ حرف مدہ یا آگئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟

وَثَوْبَّكْرٍ، یہ بغیر ادغام کے بھی جائز اور ادغام کے ساتھ ثَوْبَّكْرٍ یہ بھی جائز۔ دیکھیے دو متجانسین آئے دو کلموں کے اندر آئے اور ان میں ادغام جائز ہے کیونکہ شرط پوری کہ ان سے ماقبل کیا آرہا ہے؟ حرف لین، واو اور واو سے ماقبل فتحہ ہے ثاپر بھائی۔

وَعَيْنَّصْرٍ	عَيْنُ	نَصْرٍ

بغیر ادغام کے ساتھ یہ بھی جائز اور عَيْنَّصْرٍ ادغام کے ساتھ بھی جائز، کیونکہ دونون آئے متجانسین ہیں دو کلموں کے اندر اور ان سے ماقبل حرف لین ہے، یا سے ماقبل عین پر فتحہ ہے، تو یہ جائز ہے۔

واگر ماقبل ہر دو متجانس حرف ساکن صحیح باشد، اور اگر دونوں متجانسین سے پہلے کیا ہو؟ حرف صحیح ساکن ہو، حرف صحیح ساکن ہو، **چون** جیسے کہ، بھائی اوپر تو تھا حرف صحیح متحرک بھائی، حرف صحیح ساکن آجائے، چون کیا مثال ہے؟ قَوْمُ مَالِكٍ؟ نہیں بھائی یہ قوم نہیں صحیح یہاں۔ بھائی دو متجانسین میم بھائی آئے دو کلموں کے اندر آئے اور ان سے ماقبل کیا ہے؟ یہ تو حرف لین آرہا ہے۔ جی، اس واو کو را سے بدل دو، قَرْمُ مَالِكٍ کر دو، اب حرف صحیح ساکن را ہے بھائی۔

قَرْمُ	مَالِكٍ	قَرْمُ	مَالِكٍ

۔کر لیا بھائی؟ جی۔ تو اب دیکھیے دو میم آئے دو متجانسین آئے، اور ایک کلمے میں ہیں کہ دو کلموں میں؟ دو کلموں میں، اور ان سے ماقبل کیا ہے؟ حرف صحیح ساکن ہے، تو اب ادغام جائز نہیں ہے مولانا، ادغام جائز نہیں۔ صرف اس کو قَرْمُ مَالِكٍ ہی پڑھیں گے بھائی۔

وعَدْوُ، آگے کیا ہے بھائی؟

عَدْوُ	وَلِيْدٍ	عَدُوٌّ

نہیں عَدْوُ وَلِيْدٍ۔ دال کو ساکن کرو اور واو پر ضمہ۔ بھائی دیکھیے ولید کے شروع میں واو اور عَدْوُ کے آخر میں واو، تو دو حرف متجانسین اکٹھے ہوئے دو کلموں میں اور ان سے ماقبل کیا ہے؟ حرف صحیح ساکن، یہ دال کیا ہے؟ حرف صحیح ہے اور ساکن بھی ہے، اس پر سکون ہے بھائی۔ تو اب ادغام جائز نہیں، اس لیے عَدْوُ وَلِيْدٍ الگ الگ ہی پڑھیں گے۔

ویا ہر دو حرف متجانس ہمزہ باشد، یا دونوں حرف متجانس کیا ہوں؟ ہمزہ ہوں، **چون** قَرَأَ أَبُوْكَ، قَرَأَ أَبُوْكَ، تو دو ہمزہ آئے بھائی اکٹھے ہوئے، **تو ادغام ممتنع بود**، ادغام کیا ہو گا؟ ممتنع ہو گا یعنی جائز نہیں ہو گا ان تمام صورتوں میں۔

دیگر، دوسرا یہ **ہر جا کہ دو حرف از یک جنس باہم آیند**، ہر وہ جگہ کہ جہاں پر دو حرف ایک جنس کے اکٹھے آ جائیں، **در یک کلمہ** ایک ہی کلمے میں **یا در دو کلمہ** یا دو کلموں میں، **و اول ایشان متحرک بود**، اور ان کا اول کیا ہو؟ پہلا کیا ہو؟ متحرک ہو۔ دو حرف ایک جنس کے آئے لیکن چاہے ایک کلمے میں ہو چاہے دو کلموں میں، لیکن ان میں سے پہلا کیا تھا؟ متحرک تھا، **دوم ساکن** بھائی اور دوسرا ساکن، پہلا متحرک ہو دوسرا ساکن ہو، **ادغام ممتنع بود** تو ادغام جائز نہیں ہے، **از آن کہ تحرک حرف دوم شرط ادغام است**، اس لیے کیونکہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا یہ ادغام کی شرط ہے، **چون** ظَلِلْتُ **و رسول** الْجِنِّ۔ تو ظَلِلْتُ دو لام اکٹھے ہوئے ایک ہی کلمے میں ہیں مولانا اور پہلا لام متحرک دوسرا لام ساکن تو اب ادغام جائز نہیں کیونکہ ادغام کے لیے کیا شرط ہے کہ دوسرے حرف کو کیا ہونا چاہیے؟ متحرک ہونا چاہیے۔ ورسول الْجِنِّ دیکھیے بھائی دو لام اکٹھے ہوئے دو کلموں کے اندر ہیں بھائی، سمجھ میں آیا؟ اور پہلا لام متحرک ہے دوسرا لام ساکن تو ادغام جائز نہیں بھائی۔

بات سمجھ میں آ گئی بھائی؟ جی۔ چلیے بس کریں مولانا۔ هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَاللهُ أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

حالتِ وقف میں ادغام (مُدَّ) اور بقاءِ ادغام کے قواعد

سبق نمبر ۱۳۷—تاریخِ درس: ۱۵ جون ۲۰۰۹ء

سوال: **درمُدَّ درحالت وقف حرف دوم ساکن می شود وادغام ممتنع نیست**۔ جواب اول: **سکون وقف را حکم حرکت است**۔

اچھا بھائی، ادغام کی بحث چل رہی ہے۔ گزشتہ سبق میں آپ نے پڑھا تھا کہ ادغام کے اندر ضروری ہے کہ دوسرا حرف متحرک ہو بھائی۔ دوسرا حرف کیا ہونا چاہیے؟ متحرک ہونا چاہیے بھائی۔ اگر دوسرا حرف ساکن ہو تو ادغام جائز نہیں بھائی۔ یہ پڑھا تھا، یاد ہے بھائی؟ جی۔

اب اس پر آج اشکال کر رہے ہیں، سوال۔ بھائی مُدَّ۔ **درمُدَّ درحالت وقف**۔ مُدَّ کے اندر، حالت وقف کے اندر، **حرف دوم ساکن می شود**، دوسرا حرف ساکن ہو جاتا ہے، **وادغام ممتنع نیست**، اس کے باوجود ادغام ممتنع نہیں ہے بھائی۔ دوسرا حرف کیا ہو جاتا ہے؟ ساکن ہو جاتا ہے حالت وقف میں۔ بھائی آپ جانتے ہیں، جملے کے آخر میں جب لفظ، جو لفظ ہو اس پر وقف کیا جاتا ہے بھائی۔ کیا طریقہ ہے کلام عرب میں؟ آخری لفظ پر وقف کیا جاتا ہے بھائی۔ سمجھ میں آیا؟ مثلاً اصل میں ہے جَاءَنِي زَيْدٌ، لیکن جب آپ وقف کرتے ہیں تو یوں پڑھیں گے: جَاءَنِي زَيْدْ۔

تو یہاں پر بھی مُدَّ، کہتے ہیں حالت وقف کے اندر جب اس پر وقف کیا جائے تو دوسرا حرف کیا ہوتا ہے حالت وقف میں تو؟ ساکن ہوتا ہے، اس کے باوجود ادغام اس میں ممتنع نہیں ہے بلکہ ادغام جائز ہے۔ تو جواب دے رہے ہیں، جواب اول بھائی۔ کہتے ہیں: **سکون وقف را حکم حرکت است**۔ کہ یہ جو وقف کا سکون ہے، اس کا حرکت والا حکم ہے۔ وقف کا جو سکون ہے اس کا حکم کس کی طرح ہے؟ حرکت کی طرح ہے بھائی، تو یہ گویا کہ متحرک ہی ہے بھائی۔

جواب دوم، دوسرا جواب دے رہے ہیں۔ جواب دوم: **آنکہ تحرک حرف دوم شرط ادغام است ابتداءنہ بقاء**۔ وہ جو دوسرے حرف کا متحرک ہونا یہ ادغام کی شرط ہے ابتداء ہے بقاء نہیں بھائی۔ ابتداء دوسرے حرف کو کیا ہونا چاہیے؟ متحرک ہونا چاہیے۔ بقا کے اعتبار سے چاہے متحرک نہ بھی ہو۔ تو مُدَّ کے اندر بھائی ابتداء دوسرا حرف کیا تھا؟ متحرک تھا۔ ہاں حالت وقف میں اب آ کر کیا ہو گیا؟ ساکن ہو گیا، تو یہ بقاء ہوا بھائی۔ صورت سمجھ میں آئی بھائی؟ باقی رہنے کے اعتبار سے۔ تو ابتداء، شروع میں متحرک ہونا چاہیے، بعد میں متحرک ہی باقی رہے یہ ضروری نہیں ہے بھائی۔

تو کہتے ہیں جواب دوم، دوسرا جواب: **آنکہ تحرک حرف دوم شرط ادغام است ابتداءنہ بقاء**۔ وہ جو دوسرے حرف کا متحرک ہونا، یہ ادغام کی شرط ہے یہ ابتداء ہے نہ بقاء، نہ کہ بقاء۔ **واینجا ابتداء حرف دوم متحرک بود**، اور یہاں پر ابتداء یعنی شروع کے اعتبار سے دوسرا حرف متحرک تھا، **بقاء ساکن شدہ است**، اور بقا کے اعتبار سے ساکن ہو گیا ہے بھائی۔

بدان کہ۔ جی، اب یہاں ایک اور بات آپ کو ادغام سے متعلق ذکر کر رہے ہیں۔ **بدان کہ وجوب ادغام وجواز وامتناع آن باعتبار حرکت دوم است**۔ بھائی بعض جگہ ادغام واجب ہوتا ہے، بعض جگہ ادغام جائز ہوتا ہے، اور بعض جگہ ادغام جائز نہیں ہوتا بھائی۔ تین صورتیں ہیں: بعض جگہ ادغام واجب، بعض جگہ جائز، اور بعض جگہ جائز نہیں۔ تو یہ کس جگہ پر ہو گا؟ کہتے ہیں بھائی اس کا دارومدار دوسرے حرف کی حرکت پر ہے۔ جہاں پر ان متجانسین میں سے دوسرے حرف کی حرکت واجب ہو تو ادغام بھی واجب۔ دوسرے حرف کی حرکت جائز ہے تو وہاں ادغام بھی جائز۔ اور جہاں دوسرے حرف کو حرکت دینا جائز نہیں وہاں ادغام بھی جائز نہیں۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ دارومدار کس پر ہے؟ دوسرے حرف کی حرکت پر ہے بھائی۔

تو کہتے ہیں **بدان کہ**، جان لے تو کہ، **وجوب ادغام**، ادغام کا واجب ہونا، **وجواز**، اور جائز ہونا، **وامتناع**، اور ممتنع ہونا، **آن باعتبار حرکت دوم است**، یہ دوسرے کی حرکت کے اعتبار سے ہے۔ **یعنی ہر کجا کہ حرکت حرف دوم لازم است**، یعنی ہر وہ جگہ کہ جہاں پر دوسرے حرف کی حرکت لازم ہو، **ادغام واجب است**، وہاں ادغام واجب ہے، **چوں**

مَدَّ	يَمُدُّ	مَدًّا

۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ مَدَّ ماضی ہے بھائی، تو اس میں آخر حرف پر حرکت واجب ہوتی ہے تو ادغام بھی واجب۔ یَمُدُّ مضارع ہے مولانا، تو یہاں پر بھی دوسرے حرف کی حرکت کیا ہے؟ واجب ہے، تو ادغام بھی واجب۔ اور مَدًّا مصدر آیا بھائی، تو اس کے اندر بھی دوسرے حرف کی حرکت واجب ہے، تو ادغام بھی واجب۔

وہر جا کہ عارض است ادغام جائز است، اور جہاں پر عارض ہو یعنی دوسرے حرف کی حرکت عارضی ہو، **ادغام جائز است**، وہاں ادغام جائز ہے، **چوں**

لَمْ يَمُدُّ	مُدُّ	لَا تَمُدُّ

۔ بھائی لَمْ يَمُدُّ، اس میں آپ نے پڑھا ہے، کس طرح ہے گردانوں میں؟

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ	لَمْ يَمْدُدْ

۔ تو دیکھو، آخری حرف پر اس کو ساکن بھی پڑھ سکتے ہیں اور ادغام کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ معلوم ہوا یہ جو دوسرے حرف، لَمْ يَمْدُدْ پڑھا، دوسرا حرف کیا ہے؟ ساکن۔ اور لَمْ يَمُدَّ پڑھا تو دوسرا حرف متحرک۔ تو دوسرے حرف کی حرکت لازم ہے یا عارض ہے؟ عارض ہے۔ جب عارض ہے تو ادغام بھی جائز ہے۔

اسی طرح مُدَّ، امر بھائی۔

مُدَّ	مُدُّ	مُدِّ

۔ اب یہاں آپ نے گردانوں میں کیا پڑھا تھا؟ امر کس طرح ہے؟

مُدَّ	مُدِّ	مُدُّ	اُمْدُدْ

۔ تو دیکھو اُمْدُدْ کے اندر کیا ہوا دوسرا حرف؟ ساکن۔ اور مُدَّ وغیرہ کے اندر دوسرا حرف متحرک۔ تو یہ دوسرے کی حرکت واجب ہے یا عارضی ہے بھائی؟ عارضی، واجب نہیں ہے۔ جب واجب نہیں ہے تو ادغام بھی واجب نہیں۔ آپ چاہیں تو ادغام کے ساتھ پڑھیں

مُدَّ	مُدِّ	مُدُّ

۔ آپ چاہیں تو بغیر ادغام کے پڑھیں اُمْدُدْ۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔

اسی طرح لَا تَمُدَّ، یہ نہی ہے بھائی۔ اس میں آپ نے کیا پڑھا تھا؟

لَا تَمُدَّ	لَا تَمُدِّ	لَا تَمُدُّ	لَا تَمْدُدْ

۔ تو دیکھو لَا تَمْدُدْ، اس کے اندر دوسرا حرف ساکن ہے، اور

لَا تَمُدَّ	لَا تَمُدِّ	لَا تَمُدُّ

اس میں دوسرا حرف متحرک ہے۔ تو معلوم ہوا اس کے اندر جو حرکت آئی وہ واجب نہیں ہے۔ ساکن لَا تَمْدُدْ میں دیکھو ساکن ہے، تو معلوم ہوا حرکت پڑھنا واجب نہیں۔ جب حرکت واجب نہیں تو ادغام بھی واجب نہیں، ہاں جائز ہے۔ آپ چاہیں تو ادغام کے ساتھ پڑھیں

لَا تَمُدَّ	لَا تَمُدِّ	لَا تَمُدُّ

، آپ چاہیں تو بغیر ادغام کے پڑھیں لَا تَمْدُدْ۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔

وہر جا کہ حرف دوم ساکن است ادغام ممتنع است، اور ہر وہ جگہ کہ جہاں پر دوسرا حرف ساکن ہو، **ادغام ممتنع است**، وہاں ادغام ممتنع ہے، جائز نہیں ہے، **چوں** مَدَدْنَ، جیسے مَدَدْنَ ماضی کے اندر بھائی۔ تو یہاں یہ دوسرے دال پر سکون ہی پڑھتے ہیں، تو لہٰذا اب ادغام بھی جائز نہیں اس کے اندر بھائی۔

دیگر۔ دوسرا ایک اور چند قیمتی باتیں اب آپ کے سامنے ذکر کریں گے۔ **دیگر در بعض کلمات مضاعف قلب آمدہ است**، کہتے ہیں مضاعف کے بعض کلمات کے اندر قلب آیا ہے، **برائے تخفیف**، کس لیے؟ تخفیف کے لیے۔ قلب کہتے ہیں پلٹ دینا، بدل دینا، تو ایک حرف کو دوسرے حرف سے کیا کیا جاتا ہے؟ بدل دیا جاتا ہے، اس کو کیا کہتے ہیں؟ قلب کہتے ہیں۔

وایں بر دو نوع است، اور یہ دو قسم پر ہے: ایک سماعی ہے اور ایک قیاسی۔ سماعی یہ کہ بعض جگہوں پر ہم نے عربوں سے سنا ہے، وہ اس طرح کرتے ہیں، کوئی قانون نہیں کوئی ضابطہ نہیں، لیکن وہ اس طرح پڑھتے ہیں، تو یہ سماع یعنی سننے پر موقوف ہے، آپ اس طرح نہیں کر سکتے۔ اور بعض قیاسی ہیں یعنی قانون کے مطابق بدلتے ہیں، تو عرب وہاں اس طرح کرتے ہیں، تو جب قانون موجود ہے تو ایسی جگہ کہیں بھی آئے آپ بھی کیا کر سکتے ہیں؟ قلب کر سکتے ہیں۔ سمجھ میں آیا؟ تو بعض جگہیں سماعی، وہاں پھر آپ ان پر کسی اور کو قیاس نہیں کر سکتے۔ اور بعض جگہیں قیاسی ہیں کہ ان پر قیاس کرتے ہوئے ان جیسی جو بھی جگہ آئے آپ بھی کیا کر سکتے ہیں قلب کر سکتے ہیں۔

تو کہتے ہیں **وایں بر دو نوع است**، یہ جو قلب ہے یہ دو قسم پر ہے: سماعی، ایک سماعی ہے، **چوں** تَقَضَّي الْبَازِيُ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا وَ لَمْ يَتَسَنَّهْ، **کہ در اصل**، کہ یہ اصل کے اندر

تَقَضَّضَ	دَسَّسَهَا	لَمْ يَتَسَنَّنْ

بود، اصل میں یہ تھے مولانا۔

تَقَضَّي	الْبَازِيُ	تَقَضَّي

ہے تَقَضَّي۔ یہ اصل میں کیا تھا؟ تَقَضَّضَ۔ تو دیکھو، تیسرے ضاد کو کس سے بدل دیا؟ جی؟ یا سے بدلا اور پھر الف سے بدل دیا۔ صورت سمجھ میں آئی بھائی؟ تو تیسرے ضاد کا قلب ہوا ہے بھائی۔ تو اصل میں تھا تَقَضَّضَ اور پڑھتے کیا ہیں؟ تَقَضَّي۔ اچھا۔

اسی طرح وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا، یہ دَسَّاهَا اصل میں کیا تھا؟ دَسَّسَهَا۔ تو مشدد سین جو ہے یہ دو سین ہوئے اور آگے تیسرا سین۔ تیسرا سین جو ہے اس کو کس سے بدل دیا گیا؟ الف سے، یہ قلب ہوا۔ لیکن اس کا کوئی قانون اور ضابطہ نہیں جیسے تَقَضَّضَ کے اندر ضاد کو بدلا تھا، اس میں کوئی قاعدہ ضابطہ نہیں۔

اسی طرح لَمْ يَتَسَنَّهْ بھائی۔ یہاں پر کیا کیا گیا؟ تیسرے نون کو، یہ اصل لَمْ يَتَسَنَّهْ اصل میں کیا تھا؟ لَمْ يَتَسَنَّنْ۔ تیسرے نون کو کس سے بدل دیا گیا؟ ہا سے بدل دیا گیا بھائی۔ کوئی قانون نہیں کوئی ضابطہ نہیں بھائی، بس عربوں سے ہم نے اس طرح سنا ہے، تو یہ کیا ہے؟ سماعی ہے۔ تو لَمْ يَتَسَنَّهْ پڑھتے ہیں اور اصل میں لَمْ يَتَسَنَّنْ تھا۔

ہمچنیں، اسی طرح

أَمْلَيْتُ	قَضَّيْتُ	تَسَرَّيْتُ	تَظَنَّيْتُ

، **کہ دراصل**، کہ یہ الفاظ اصل کے اندر

أَمْلَلْتُ	قَضَّضْتُ	تَسَرَّرْتُ	تَظَنَّنْتُ

بود، اصل میں یہ أَمْلَلْتُ، قَضَّضْتُ اور تَسَرَّرْتُ اور تَظَنَّنْتُ تھے بھائی۔ جی۔ أَمْلَيْتُ اصل میں کیا تھا؟ أَمْلَلْتُ۔ تو دیکھیے دوسرے لام کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے بدل دیا گیا، یہ قلب ہوا۔ قَضَّيْتُ اصل میں کیا تھا؟ قَضَّضْتُ۔ تو یہ تیسرے ضاد کو کس سے بدل دیا گیا؟ یا سے بدل دیا گیا، یہ قلب ہوا۔ اور تَسَرَّيْتُ اصل میں کیا تھا؟ تَسَرَّرْتُ۔ تو تیسری راکو کس سے بدلا گیا؟ یا سے بدلا، یہ قلب ہوا بھائی۔ وتَظَنَّنْتُ، اس کو کیا پڑھتے ہیں؟ تَظَنَّيْتُ۔ اصل میں کیا تھا؟ تَظَنَّنْتُ۔ تو تیسرے نون کو کس سے بدلا گیا؟ یا سے بدلا گیا، یہ قلب ہوا بھائی۔ اور یہ سماعی ہے، کوئی قانون نہیں کوئی ضابطہ نہیں، لہذا آپ کسی جگہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ قانون ہی کوئی نہیں۔

وقیاسی، اور دوسری قلب کی قسم ہے قیاسی، **چوں**

دِيوَانٌ	دِينَارٌ	قِيرَاطٌ
شِيرَازٌ	دِيمَاسٌ	

، **کہ دراصل**، کہ یہ اصل کے اندر

دِوْوَانٌ	دِنْنَارٌ	قِرْرَاطٌ
شِرْرَازٌ	دِمْمَاسٌ	

بود، یہ اصل میں یہ الفاظ تھے بھائی۔ تو دِيوَانٌ اصل میں کیا تھا؟ دِوْوَانٌ۔ واو کو کس سے بدلا؟ واو اول کو یا سے بدلا تو دِيوَانٌ ہوا۔ اسی طرح دِينَارٌ اصل میں کیا تھا؟ دِنْنَارٌ۔ تو نون اول کو کس سے بدلا؟ یا سے بدلا تو دِينَارٌ ہوا، یہ قلب بھائی۔

اچھا، اور قِيرَاطٌ اصل میں کیا تھا؟ قِرْرَاطٌ تھا۔ پہلی راکو ما قبل کی حرکت کے موافق یا سے بدل دیا گیا، تو قِيرَاطٌ ہوا بھائی۔ اور اسی طرح شِيرَازٌ، اصل میں کیا تھا؟ شِرْرَازٌ بھائی۔ تو پہلی راکو ما قبل کی حرکت کے موافق حرف علت یعنی یا سے بدل دیا گیا، شِيرَازٌ، تو یہ قلب ہوا۔ اسی طرح، جی، دِيمَاسٌ بھائی، دِيمَاسٌ۔ دِيمَاسٌ اصل میں کیا تھا؟ دِمْمَاسٌ۔ تو میم اول کو ما قبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا گیا تو دِيمَاسٌ ہوا۔

در بعض کلمات حذف عین آمدہ است، اور بعض کلمات کے اندر کیا آیا ہے؟ عین کا حذف آیا ہے۔ **وایں نیز بر دو نوع است**، اور یہ حذف، حذف عین کی بات اب نہیں کر رہے، یہ صرف ایک بات آپ کو بتادی، بعض کلمات میں کیا آیا ہے؟ عین کو حذف کیا گیا ہے۔ **وایں بر دو نوع است**، اور یہ دو قسم پر ہے، یہ حذف عین نہیں بھائی، حذف دو قسم پر ہے، کیونکہ آگے اگر حذف عین کی طرف اشارہ مان لیں تو پھر اس صورت کے اندر آگے خرابی لازم آئے گی۔ بھائی، سمجھ میں آیا؟ تو ایں سے صرف کیا مراد لے لو؟ صرف حذف۔ تو یہ حذف جو ہے دو قسم پر ہے: **سماعی و قیاسی**۔ ایک سماعی ہے جو سماع پر موقوف ہے، کوئی ضابطہ اور قانون نہیں۔ **وقیاسی**، اور دوسری قسم کیا ہے؟ قیاسی ہے یعنی آپ بھی اس میں حذف کر سکتے ہیں ایسے مقام پر۔

سماعی: **چوں** ظَلْتُ وَ **مست بفتح فا**۔ فا کے فتحہ کے ساتھ بھائی، یعنی حرف اول کے فتحہ کے ساتھ۔ **کہ دراصل** ظَلِلْتُ وَ **مست بکسر عین بود**، اصل میں یہ ظَلِلْتُ اور مست عین کے کسرے کے ساتھ تھے۔ ظَلْتُ اصل میں کیا تھا؟ ظَلِلْتُ۔ تو لہذا ایک لام کو حذف کیا ظَلْتُ ہوا۔ مست اصل میں کیا تھا؟ مسست تھا۔ تو لہذا ایک سین کو حذف کیا مست رہ گیا۔ اور کوئی قانون نہیں کوئی ضابطہ نہیں۔

یہ تو ایک صورت تھی۔ کہتے ہیں **و بعضے حرکت عین بفامی دہند**، بعض کیا کرتے ہیں؟ عین کی حرکت کس کو دے دیتے ہیں بعض عرب؟ فا کو دے دیتے ہیں، بعدہ عین، بھائی بعض تو حرکت سمیت حذف کر دیتے تھے۔ ظَلِلْتُ، پہلے لام کو کسرہ سمیت حذف کر دیا، کیا رہ گیا؟ ظَلْتُ۔ دیکھو مسست، پہلے سین کو کسرہ سمیت کیا کر دیا؟ حذف کر دیا تو مست ہوا۔ اور بعض کیا کرتے ہیں؟ **حرکت عین بفامی دہند**، عین کی حرکت کس کو دے دیتے ہیں؟ فا کو، **بعدہ عین حذف می کنند**، اس کے بعد وہ عین کو حذف کرتے ہیں۔ ایشاں، وہ جو ہیں، ظِلْتُ وَ **مست بکسر فامی گویند**، ظِلْتُ اور مست کسرۂ فا کے ساتھ کہتے ہیں۔ دیکھو ظَلِلْتُ تھا، لام کی حرکت کس کو دے دی؟ ظا کو، سمجھ میں آیا بھائی؟ اور پھر لام کو حذف کیا تو ظِلْتُ ہوا۔ مسست تھا، سین کی حرکت میم کو دی اور سین کو کیا کیا؟ حذف کیا تو مست ہوا۔

وحذف در ظَلْتُ افصح است لکثرت الاستعمال، کہ۔ اچھا، کہتے ہیں ظَلْتُ کے اندر حذف جو ہے افصح ہے کثرت استعمال کی وجہ سے۔ افصح، فصیح لغت کیا ہے؟ اعلیٰ ترین لغت اس میں کیا ہے؟ کیا پڑھا جائے؟ ظَلْتُ پڑھا جائے حذف لام کے ساتھ۔ بوجہ کثرت استعمال کے۔ کقولہ، زیادہ کثرت استعمال خفت کا تقاضا کرتی ہے۔ ایک لفظ جب کثیر الاستعمال ہو تو یہ کیا تقاضا کرتا ہے؟ اس کو کیا ہونا چاہیے؟ خفیف، ہلکا، زبان پر آسانی سے ادا ہونے والا ہونا چاہیے اس کو۔ تو چنانچہ وہ یہ حذف کرتے ہیں۔ کقولہ تعالیٰ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ۔ تو دیکھو قرآن میں ظَلْتُمْ آیا دیکھو ایک لام کے حذف کے ساتھ۔ تو اس میں معلوم ہوا حذف افصح ہے۔ **بخلاف مست**، بخلاف کس کے؟ مست کے۔ معلوم ہوا اس کے اندر حذف افصح نہیں ہے بھائی۔

و قیاسی، اور حذف کی دوسری قسم کیا ہے؟ قیاسی۔ اور وہ کیا؟ کہتے ہیں: **در مضارع باب** تَفَعُّل و تَفَاعُل **چوں دو تا در اول**۔ بھائی یہ ضابطہ پہلے کئی دفعہ گزر چکا ہے۔ باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کے اندر بھائی اگر شروع میں کتنی تا اکٹھی ہو جائیں؟ دو تا، دو تائے مفتوح اکٹھی ہو جائیں تو ایک کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے قرآن میں بھی آتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ، حالانکہ ہے کیا؟ تَتَنَزَّلُ، تو ایک تا کو کیا کر دیا گیا؟ حذف کر دیا۔

تو باب، قیاسی یہ ہے کہ مضارع، **در مضارع**، مضارع میں، **باب** تَفَعُّل و تَفَاعُل، باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کے مضارع میں، **چوں دو تا در اول کلمہ جمع شوند**، جب دو تا جو ہیں کلمے کے شروع میں جمع ہو جائیں، **چوں** تَتَنَزَّلُ وَ تَبَاعَدُ، **کہ در اصل** تَتَنَزَّلُ وَ تَتَبَاعَدُ **بود**، کہ اصل کے اندر یہ تَتَنَزَّلُ اور تَتَبَاعَدُ تھے بھائی۔ تَنَزَّلُ اصل میں کیا تھا؟ تَتَنَزَّلُ۔ ایک تا کو کیا کر دیا گیا؟ حذف کر دیا گیا۔ اور تَبَاعَدُ اصل میں کیا تھا؟ تَتَبَاعَدُ۔ تو ایک تا کو حذف کر دیا گیا۔

تو کہتے ہیں: **حذف تا اینجا جائز است و مطرد**۔ یہاں تا کا حذف جائز ہے و مطرد اور عام ہے۔ **و بعضے می گویند**، پھر اس میں بعض کہتے ہیں، **تائے اول را حذف کنند**، کس کو حذف کرتے ہیں؟ پہلی تا کو حذف کرتے ہیں۔ **و بعضے گویند تائے آخر را حذف کنند**، کہ آخری تا کو کیا کرتے ہیں؟ حذف کرتے ہیں بھائی۔ تو یہ دیکھو قیاسی ہے، جہاں بھی باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل میں دو تا مفتوح اکٹھی ہو جائیں تو آپ کے لیے جائز ہے آپ کیا کر دیں؟ ان میں سے ایک تا کو حذف کر دیں۔ بات سمجھ میں آگئی؟ یہ قیاسی حذف ہے۔

اور اوپر میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ حذف دو قسم پر ہے، حذف عین نہیں۔ ورنہ یہاں یہ تَتَبَاعَدُ میں حذف عین ہوا ہے؟ نہیں، یہاں تو تا حذف ہوئی ہے، یہ تو حرف زائد ہے بھائی۔ سمجھ میں آئی بات؟ اس لیے یہ حذف کی دو قسمیں ہوئیں، نہ کہ حذف عین کی بھائی۔

دیگر۔ دوسرا یہ، در، در ہے آپ کی کتابوں میں؟ جی۔ جی، در نہیں، دو ہونا چاہیے، دو، دو۔ **دو حرف متقارب در مخرج حکم دو حرف متجانس دارند** بھائی۔ اچھا، کہتے ہیں دو حرف متقارب در مخرج، مخرج کے اندر قریبی جو دو حروف ہیں، جن کا مخرج کیا ہو؟ قریب قریب۔ جیسے دیکھیے دال اور تا۔ آپ ادا کریں گے دال، تا، دیکھیں دونوں میں زبان سامنے والے اوپر کے دانتوں کے ساتھ لگتی ہے۔ تو دیکھو قریب قریب مخرج ہے، معمولی سا فرق ہے دونوں میں۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ تو یہ جو دو حرف متقارب در مخرج ہیں یعنی مخرج میں کیا ہیں؟ قریب ہیں۔ کہتے ہیں: **حکم دو حرف متجانس دارند**، یہ دو متجانس حرفوں کا حکم رکھتے ہیں۔ دال اور تا اکٹھے ہو جائیں تو یہ اسی طرح ہے جیسے دو دال اکٹھے ہو جائیں یا دو تا اکٹھی ہو جائیں، تو یہ دو متجانس حرفوں کی طرح ہی ہیں۔ سمجھ میں آیا؟ اکٹھے تو دال اور تا ہوئے ہیں، دال الگ حرف ہے، تا الگ حرف ہے، یہ متقارب فی المخرج تو ہیں لیکن متجانس، ایک جنس نہیں ہے دونوں کی، ایک دال ہے ایک تا ہے، لیکن یہ اسی طرح ہے جیسے کیا اکٹھے ہو جائیں؟ دو حرف متجانس یعنی دو دال یا دو تا بھائی۔

اچھا، تو کہتے ہیں دو حرف متقارب فی المخرج جو ہیں وہ دو حرف متجانس کا حکم رکھتے ہیں **در ادغام**، کس چیز کے اندر؟ ادغام کے اندر۔ **چوں خواہند کہ میان متقاربین ادغام کنند**، جب چاہتے ہیں کہ دو متقاربین، دو قریب المخرج جو حروف ہیں ان میں ادغام کنند، ادغام کریں، **تو حرف اول را بدل کنند**، تو حرف اول کو کیا کرتے ہیں؟ بدلتے ہیں، **از جنس دوم سازند**، دوسرے کی جنس سے بنا لیتے ہیں۔ بھائی فرض کرو دال اور تا اکٹھی ہوئیں، پہلے دال ہے پھر تا ہے۔ تو دوسرا حرف کیا ہے؟ تا۔ تو پہلے کو بھی اسی کی جنس میں بدل دو، دال کو بھی کیا کر دو؟ تا، اور پھر تا کا تا میں ادغام کر دو۔

تو کہتے ہیں کہ **حرف اول را بدل کنند از جنس دوم سازند**، حرف اول کو بدلتے ہیں اور دوسرے کی جنس سے بنا لیتے ہیں، **بعدہ ادغام کنند**، اس کے بعد کیا کرتے ہیں؟ ادغام کرتے ہیں، **چوں** عَبَدْتُّ وَ لَبِثْتُّ۔ عَبَدْتُّ دیکھو بھائی، دال اور تا آخر میں اکٹھے ہوئے، تو پہلے جو دال تھا اس کو بھی تا کر کے تا میں ادغام کیا، اب یہاں دال نہیں پڑھیں گے، عَبَدْتُّ پڑھیں گے، تا پڑھیں گے بھائی۔ اسی طرح لَبِثْتُّ، دال اور تا اکٹھے ہوئے تو دال اول جو تھا اس کو بھی تا کر کے تا میں ادغام کیا تو لَبِثْتُّ پڑھیں گے، یہاں دال نہیں پڑھیں گے۔

وادغام تنوین ونون ساکن در یکی از حروف یَرْمَلُوْنَ **ہم ازیں قبیل است**۔ جی، یَرْمَلُوْنَ کا قاعدہ آپ پڑھ چکے ہیں، یَرْمَلُوْنَ پڑھ لیں یا یَرْمِلُوْنَ پڑھ لیں بھائی، سمجھ میں آیا؟ ان حروف کو جمع کیا گیا ہے جن میں نون ساکن اور تنوین کا ادغام ہوتا ہے۔ آپ کو میں نے ضابطہ بتلایا تھا بھائی، یَرْمَلُوْنَ سے پہلے اگر کیا آجائے؟ نون ساکن آجائے، تو اس کو کیا کرتے ہیں؟ انہی حروف کی جنس سے بدل کر ان میں ادغام کرتے ہیں، چاہے وہ نون ساکن تنوین والا ہو یا اس کے علاوہ ہو۔ یہی بات کر رہے ہیں **وادغام تنوین ونون ساکن**، تنوین اور نون ساکن کا ادغام، **در یکی از حروف** یَرْمَلُوْنَ، یَرْمَلُوْنَ کے حروف میں سے کسی ایک کے اندر، **ہم ازیں قبیل است** بھائی۔ قبیل ہے بھائی قبل ہے؟ قبیل ہونا چاہیے۔ **ہم ازیں قبیل است**، وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

چوں مِنْ یَوْمٍ۔ دیکھو مِنْ یَوْمٍ آیا، مِنْ یَوْمٍ۔ تو نون ساکن ہے مِنْ میں آخر میں، اور آگے کیا آرہی ہے؟ یَرْمَلُوْنَ میں دیکھو یا ہے یا نہیں بھائی؟ یا۔ تو یا سے پہلے نون ساکن آیا، تو اس نون کو بھی یا کر کے یا میں اس کا ادغام کیا، تو مِیَّوْمٍ ہوا۔ وَ مِنْ رَاشِدِیْنَ۔ اچھا، دیکھیے بھائی نون ساکن کے بعد کیا آرہا ہے؟ را، اور یَرْمَلُوْنَ میں دیکھو را بھی موجود ہے، تو نون کو بھی را کر کے را میں ادغام کیا، مِرَّاشِدِیْنَ۔ وَ مِنْ مَاءٍ۔ دیکھو یہاں پر یَرْمَلُوْنَ، مِنْ، مِنْ کے بعد کیا آیا؟ مَاءٍ، میم آیا، اور یَرْمَلُوْنَ میں میم بھی ہے، تو اس نون کو بھی میم کر کے میم میں ادغام کیا تو مِمَّاءٍ پڑھیں گے۔ وَ مِنْ لَیْلٍ۔ تو دیکھیے یہاں پر نون ساکن کے بعد کیا آیا؟ لام، اور یَرْمَلُوْنَ میں کیا ہے؟ لام بھی ہے، تو نون کو لام کر کے لام میں ادغام کیا تو مِلَّیْلٍ ہوا۔ جی، وَ مِنْ وَالٍ۔ یہ تھا اصل میں مِنْ وَالٍ، تو نون ساکن کے بعد کیا آیا؟ واو، اور یَرْمَلُوْنَ، اس میں واو ہے، تو نون کو واو کر کے واو میں ادغام کیا تو مِوَّالٍ ہوا۔ وَ مِنْ نُوْرٍ۔ تو یہاں تو کیا آیا آگے؟ نون ساکن کے بعد نون آیا، یَرْمَلُوْنَ میں ایک نون بھی ہے، تو اس نون کو نون میں کیا کر دیا گیا؟ ادغام کر دیا گیا، مِنُّوْرٍ ہوا۔

اچھا، **وادغام تنوین ونون ساکن در حروف** یَرْمَلُوْنَ **دو گونہ است**، کہ تنوین جو ہے اور نون ساکن کا ادغام حروف یَرْمَلُوْنَ کے اندر **دو گونہ است**، دو قسم پر ہے: ادغام باغنہ، ایک تو ادغام کس کے ساتھ ہو گا؟ غنہ کے ساتھ ہو گا۔ غنہ کہتے ہیں بھائی، غنہ کے ساتھ حرف کو ادا کیا جائے گا یعنی ناک میں آواز لے جائیں گے، سمجھ میں آیا بھائی؟ غنے کے ساتھ بھائی۔ **و آں در حروف** یَنْمُوْ **است**، **در حروف** یَنْمُوْ۔ یَرْمَلُوْنَ میں سے جو یَنْمُوْ ہے، یعنی یا، نون، میم، واو۔ ان کے اندر جب ادغام کریں گے تو کس کے ساتھ ہو گا؟ غنہ کے ساتھ، غنہ کریں گے بھائی، یعنی ادائیگی کرتے وقت ناک میں آواز لے جاتے ہیں۔ وادغام بغیر غنہ، اور دوسرا کیا ہے ادغام بغیر غنہ کے، **و آں در دو حرف باقی است**، اور وہ باقی دو حرف میں ہے، یعنی را و لام، را اور لام میں۔

فائدہ: **در ادغام متجانسین در یک کلمہ حرف مد غم را در کتابت ابراز نہ کنند**۔ جی، اب بتا رہے ہیں جب ادغام کر دیں، تو آپ جانتے ہیں ادغام کے وقت بعض جگہ آپ نے دیکھا کہ ایک ہی حرف لکھ کر اوپر شد ڈال دیتے ہیں، جیسے مَدَّ، ایک ہی دال لکھا اور اوپر شد۔ اور بعض جگہ دو حرف ہی لکھے جاتے ہیں، جیسے عَبَدْتُّ۔ یہاں دال بھی لکھا تھا اور تا بھی، ہاں دال لکھا ہے پڑھنا نہیں، پڑھنا کیا ہے؟ تا۔ تو کہاں پر یہ ان کو الگ الگ لکھیں گے اور کہاں پر اکٹھا ایک ہی حرف لکھیں گے؟ حرف مد غم کو کہاں لکھنا ہے اور کہاں۔ پہلا جو حرف ہے وہ کہلاتا ہے مد غم، دوسرا کیا کہلاتا ہے؟ مد غم فیہ۔ تو کہاں حرف مد غم کو لکھیں گے اور کہاں نہیں لکھیں گے، وہ مقامات بتا رہے ہیں۔

کہتے ہیں: **در ادغام متجانسین در یک کلمہ**، متجانسین کے ادغام میں، **در یک کلمہ** جب کہ کہاں ہوں؟ ایک ہی کلمہ میں ہوں، **حرف مد غم را در کتابت ابراز نہ کنند**، حرف مد غم کو کتابت میں ظاہر نہیں کریں گے، اس کا اظہار نہیں کریں گے۔ یعنی **چوں** مَدَّ، جیسے مَدَّ۔ تو یہ دیکھو ادغام ہوا ہے اور کس میں ہوا؟ متجانسین، دو دال، دونوں دال تھے، اور ایک ہی کلمہ ہے یہ۔ تو لہٰذا اب پہلے مد غم کا ابراز نہیں کریں گے، ایک ہی دال لکھا اور اسی پر شد۔

و در ادغام متقاربین ابراز کنند، اور متقاربین کے ادغام میں ابراز کریں گے یعنی ظاہر کریں گے۔ جب ایک جنس کے تو نہیں تھے، قریب المخرج تھے، لیکن ادغام، ادغام تو کر دیں گے پڑھنے میں، تلفظ تو ہو گا ادغام کے ساتھ، لیکن کتابت میں ابراز ہو گا، پہلے حرف کو اسی طرح لکھیں گے، **چوں** لَبِثْتُّ، لَبِثْتُّ بھائی۔ سمجھ میں آیا؟ کہ ثا اور تا کا مخرج قریب تھا تو ثا کو بھی تا کر کے تا میں ادغام کیا تو لَبِثْتُّ ہوا، لیکن یہ تلفظ میں ہے، کتابت میں دیکھ رہے ہیں ثا کو لکھا گیا ہے بھائی۔ یہ ایک ہی حرف میں تھا۔ لَبِثْتُّ ایک ہی حرف میں ہے بھائی۔

ودر دو کلمہ ہمہ جا ابرازمی کنند، اور اگر دو کلموں میں ہوں تو ہر جگہ ابراز کریں گے۔ چاہے وہ دونوں جن میں ادغام ہوا ہے وہ دونوں حرف متجانسین ہوں یا متقاربین۔ جب دو کلموں میں آرہے ہیں تو پھر ابراز کریں گے۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔ **چوں** قَدْ دَخَلُوا۔ قَدْ دَخَلُوا تھا، دال کا دال میں ادغام کیا، لیکن دو حرف ہیں، قَدْ الگ ہے دَخَلُوا الگ، لہذا دال الگ لکھیں گے بھائی، قَدْ دَخَلُوا۔ وَ قَدْ جَاءَ، قَدْ جَاءَ دیکھو، تو یہاں بھی کیا کیا؟ دال کو لکھا گیا ہے، سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔

دیگر۔ **حرف مد غم فیہ چوں بجزم یا بوقف ساکن شود**۔ حرف مد غم فیہ یعنی وہ جو جن میں ادغام کیا گیا ان میں سے جو دوسرا حرف ہے، **چوں بجزم یا بوقف ساکن شود**، جب وہ جزم یا وقف کی وجہ سے ساکن ہو جائے، **واجب است کہ اورا حرکت دہند**، تو واجب ہے کہ اس کو حرکت دیں، **از جہت اجتماع ساکنین**، کس وجہ سے؟ اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ دو حرف تھے، ان میں ادغام ہو چکا ہے، لیکن جزم کی وجہ سے یا وقف کی وجہ سے دوسرا حرف کیا ہو رہا ہے؟ ساکن ہو رہا ہے، تو اب اس کو حرکت دینا واجب ہے کس وجہ سے؟ ورنہ کیا خرابی لازم آئے گی؟ اجتماع ساکنین کی خرابی لازم آئے گی۔

تو حرف مد غم فیہ کو جو حرکت دیں گے بھائی بوجہ اجتماع ساکنین کے۔ **زیرا کہ حرف مد غم ساکن می شود از جہت ادغام**، اس لیے کیونکہ حرف مد غم یعنی جو پہلا حرف تھا وہ تو ساکن ہوا ہے **از جہت ادغام**، کس وجہ سے؟ ادغام کی وجہ سے، **و حرف مد غم فیہ از جہت جزم یا وقف**، اور دوسرا حرف یعنی مد غم فیہ جو ہے وہ جزم یا وقف کی وجہ سے ساکن ہوا ہے، **پس بضرورت حرف آخر را حرکت دہند**، پس ضرورت کی وجہ سے آخری حرف کو حرکت دیں گے۔

رواباشد کہ فتحہ دہند، جائز ہے کہ فتحہ دیں، جائز ہے کہ کون سی حرکت دے دیں دوسرے کو؟ فتحہ دے دیں، **از جہت خفت**، کس وجہ سے؟ خفت، کیونکہ فتحہ خفیف ہے بھائی، فتحہ کیا ہے؟ خفیف، آسانی سے زبان سے ادا ہو جاتا ہے۔ جیسے آپ نے پڑھا بھائی، امر میں کیا پڑھا تھا؟

مُدَّ	مُدِّ	مُدُّ	أُمْدُدْ

۔مُدَّ، دیکھو یہاں پر کیا کیا؟ فتحہ پڑھ رہے ہیں، کس وجہ سے فتحہ پڑھ رہے ہیں؟ کیونکہ فتحہ خفیف ہے بھائی۔ تو پہلا حرف کس وجہ سے ساکن؟ اجتماع، ادغام، جی چلیے۔

اچھا، فتحہ پڑھا خفت کی وجہ سے، **یا کسرہ دہند از جہت آنکہ اصل در تحرک ساکن کسرہ است**، یا کسرہ دیں گے اس وجہ سے کہ اصل ساکن کو حرکت دینے میں وہ کسرہ ہے۔ السَّاكِنُ إِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ بھائی۔ تو کسرہ ہے، تو لہذا کیا پڑھ سکتے ہیں؟ مُدِّ، کسرہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ **یا ضمہ دہند**، یا کیا دیں گے جی؟ ضمہ دیں گے، **از جہت اتباع حرکت ماقبل**، ماقبل کی حرکت کا اتباع کرتے ہوئے، **اگر مضموم باشد**، اگر وہ کیا ہو؟ مضموم ہو۔ تو مُدُّ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ ضمہ کیوں پڑھا؟ ماقبل میم کے اتباع کرتے ہوئے، میم پر ضمہ تھا تو اس کو بھی کون سی حرکت دینا جائز ہے؟ ضمے والی۔ جہاں ماقبل میں ضمہ نہیں وہاں ضمہ آپ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ لہذا اسی لیے فِرَّ، فِرِّ تو پڑھ سکتے ہیں لیکن فِرُّ نہیں پڑھ سکتے کیونکہ ماقبل میں کسرہ ہے، ضمہ نہیں ہے بھائی۔

تو ماقبل کی حرکت کے اتباع کی وجہ سے **اگر مضموم باشد**، اگر وہ مضموم ہو۔ **ورواباشد کہ ترک ادغام کنند**، اور یہ بھی جائز ہے کہ ادغام ترک کر دیں، **از جہت آنکہ حرکت حرف دوم لازم نیست**، اس وجہ سے کہ دوسرے حرف کی حرکت جو ہے وہ لازم نہیں ہے۔ کیا پڑھ سکتے ہیں؟

مُدَّ	مُدِّ	مُدُّ

، یہ تو ادغام کے ساتھ تھا، اور چاہیں تو ادغام نہ کریں، کیا پڑھیں؟ أُمْدُدْ پڑھیں، اس لیے کیونکہ دوسرے حرف کی حرکت لازمی نہیں ہے بھائی۔ اسی لیے گردانوں میں آپ نے چاروں صیغے پڑھے تھے بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی۔

خود ذکر کر رہے ہیں: **چوں**

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ	لَمْ يَمْدُدْ

۔ وہمچنیں در امر حاضر، اور اسی طرح امر حاضر کے اندر ہے، چوں

مُدَّ	مُدِّ	مُدُّ	أُمْدُدْ

۔ وایں مذہب بنی تمیم است، اور یہ کس کا مذہب ہے؟ بنو تمیم کا مذہب ہے، یہ عرب کا ایک قبیلہ ہے بھائی۔ اما اہل حجاز ادغام کنند، باقی اہل حجاز جو ہیں وہ ادغام کرتے ہیں بھائی، یہ مکہ مدینہ وغیرہ حجاز عرب کا ایک علاقہ ہے وہ حجاز کہلاتا ہے، اسی میں مکہ مدینہ وغیرہ آتے ہیں بھائی۔ تو اہل حجاز والے جو ہیں ادغام کرتے ہیں۔

مگر آنکہ ضمیر ساکن لاحق شود، مگر وہ کہ ضمیر ساکن ساتھ مل جائے۔ کیا ہو جائے؟ ضمیر ساکن۔ وہ کہتے ہیں ضمیر ساکن جب ساتھ مل جائے تو ادغام واجب ہے، وہ اس طرح پڑھتے ہیں، ادغام کے ساتھ پڑھتے ہیں، جب کیا مل جائے؟ کون سی ضمیر ہو ساتھ؟ ضمیر ساکن، ساکن ضمیر ہو۔ چوں لَمْ يَمُدَّا۔ لَمْ يَمُدَّا، دیکھو الف ساتھ مل گیا، تثنیہ کی ضمیر ہے، اور متحرک ہے یا ساکن ہے؟ ساکن ہے، اس لیے ادغام واجب ہے۔ وَ لَمْ يَمُدُّوا، واو ضمیر ساتھ مل گئی، اور واو ساکن ہے متحرک ہے؟ ساکن ہے، تو ادغام واجب ہے، لَمْ يَمُدُّوا پڑھیں گے۔ وَ لَمْ تَمُدِّي، دیکھو یا ضمیر ساتھ مل گئی، اور کون سی ضمیر ہے؟ متحرک ہے کہ ساکن ہے؟ ساکن ہے، تو ادغام واجب ہے۔

مگر تو دیکھیے پیچھے کیا کہا تھا؟ مگر آنکہ ضمیر ساکن لاحق شود، مگر اس وقت کہ ضمیر ساکن جو ہے وہ لاحق ہو جائے، کہ ادغام دریں مواضع واجب است، کہ ادغام ان جگہوں میں واجب ہے، از جہت لزوم فتحہ بالف ضمیر، بوجہ فتحہ کے لازم ہونے الف ضمیر کے ساتھ۔ بھائی الف ضمیر اپنے، الف اپنے سے ماقبل ہمیشہ کیا چاہتا ہے؟ فتحہ چاہتا ہے۔ تو سمجھ میں آیا؟ جی۔ جب الف ہمیشہ اپنے سے ماقبل فتحہ چاہتا ہے تو حرف ثانی الف سے پہلے آ رہا تھا۔ جن میں ادغام ہوا ہے وہ الف سے پہلے آیا اور تو اس ثانی پر اب فتحہ کا پڑھنا ضروری، واجب ہوا، اور جب حرف ثانی پر حرکت واجب ہو گی تو ادغام بھی واجب ہو گا۔ پڑھا یا نہیں آپ نے بھائی؟ تو چونکہ یہاں پر دوسرے پر فتحہ واجب ہوا۔

ولزوم ضمہ بواو ضمیر، اور ضمہ کا لازم ہونا واو ضمیر کے ساتھ، کس کے ساتھ؟ واو ضمیر کے۔ تو اس صورت میں واو کے ساتھ، سے ماقبل ضمہ لازم ہوا، تو دوسرے پر ضمے کی حرکت واجب ہوئی۔ جب دوسرے پر ضمے کی حرکت واجب ہوئی تو ادغام بھی واجب ہوا۔ ولزوم کسرہ بیائے ضمیر، اور کسرے کا لازم ہونا یائے ضمیر کے ساتھ۔ یا اپنے سے ماقبل کیا چاہتی ہے؟ کسرہ، تو دوسرے پر کون سی حرکت واجب ہوئی؟ کسرہ۔ تو جب دوسرے حرف متجانس پر حرکت واجب ہوئی تو ادغام بھی واجب ہوا۔

وجواز حرکات ثلاثہ نزد تمیم وقتی است، اور تین حرکتوں کا جائز ہونا بنو تمیم کے نزدیک وقتی است، اس وقت ہے کہ ہائے ضمیر مذکر غائب ومؤنث یا ساکن دیگر بدو متصل نشدہ باشد، کہ ہا ضمیر جو ہے مذکر غائب اور مؤنث کی، مذکر کی ضمیر یا مؤنث کی، یا ساکن دیگر، یا کوئی دوسرا ساکن، بدو متصل نشدہ باشد، اس کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جب اس کے ساتھ کیا نہ ملا ہو؟ مذکر کی ہا ضمیر، یا مؤنث کی ہا ضمیر، یا کوئی دوسرا ساکن نہ ملا ہو۔

اما با تصال ہو ضمیر مذکر ضمہ لازم است، باقی اتصال ہو ضمیر جو مذکر کی ہے اس کے ساتھ ضمہ لازم ہے، چوں لَمْ يَمُدَّهُ، لَمْ يَمُدُّهُ۔ تو وہ کہتے ہیں یہاں پر لَمْ يَمُدُّهُ ہی پڑھ سکتے ہیں، لَمْ يَمُدَّهُ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ آپ نے تو پڑھا تھا

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ	لَمْ يَمْدُدْ

، لیکن یہاں ہا ضمیر جب ساتھ مل گئی مذکر کی وہ کیا کہتے ہیں؟ کیا پڑھنا واجب؟ ضمہ پڑھنا واجب، تو لَمْ يَمُدُّهُ پڑھیں گے۔ اسی طرح امر میں آپ نے پڑھا تھا

مُدَّ	مُدِّ	مُدُّ

اور اُمْدُدْ، لیکن وہ کہتے ہیں جب ہا ضمیر ساتھ مل گئی اب کیا پڑھنا واجب؟ ضمہ، تو مُدُّهُ پڑھیں گے۔

وباتصال ہائے ضمیر مؤنث غائب فتحہ لازم است، اور مؤنث غائب کی ہا ضمیر کے ملنے کی وجہ سے وہ کہتے ہیں فتحہ لازم ہے، کیا لازم ہے؟ فتحہ لازم ہے، **چوں** لَمْ يَمُدَّهَا۔ آپ نے تو پڑھا تھا

لَمْ يَمُدَّ	لَمْ يَمُدِّ	لَمْ يَمُدُّ

، لیکن جب ہا ضمیر ساتھ مل جائے اب کیا پڑھنا پڑے گا؟ فتحہ ہی پڑھیں گے، لَمْ يَمُدَّهَا۔ اور اسی طرح آگے کیا ہے؟ مُدِّهَا، نہیں بھائی، مُدَّهَا بھائی فتحہ بتلا رہے ہیں، فتحہ لازم ہے، یہ کتابت کی غلطی ہے، دال پر فتحہ لگائیں بھائی، کسرہ کاٹ دیں۔ وَ مُدَّهَا۔

وباتصال ساکن دیگر کسرہ لازم است، اور کوئی دوسرا ساکن ساتھ ملے تو پھر کسرہ لازم ہے، **بلغت فصیح**، لغت فصیح کے اندر، **چوں** لَمْ يَمُدِّ الرَّجُلَ۔ اب دیکھیے آگے آرہا ہے الرَّجُلَ، ہمزۂ وصلی تو الرَّجُلَ کا ہمزۂ وصلی گر گیا، اچھا وہ لام را ہوا اور را کے اندر را کا ادغام ہوا، تو پہلی را ساکن، اور تو لَمْ يَمُدَّ کے آگے کیا آیا؟ کوئی دوسرا حرف ساکن۔ مذکر کی ہا ضمیر بھی نہیں، مؤنث کی ہا ضمیر بھی نہیں، کوئی دوسرا ساکن ہے، تو اس صورت میں وہ کیا کہتے ہیں؟ کیا پڑھنا واجب؟ کسرہ، تو لَمْ يَمُدِّ الرَّجُلَ۔ اسی طرح مُدِّ الْغُلَامَ۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی۔

دوسری بات اب ذکر کر رہے ہیں۔ **دیگر: ہر جا کہ دو ساکن جمع شوند**، دوسرا یہ کہ ہر وہ جگہ کہ جہاں پر دو ساکن جمع ہو جائیں، **اگر ساکن اول حرف مد ولین باشد**، اگر، دو ساکن اکٹھے ہوئے اور پہلا ساکن کیا ہے؟ حرف مدہ ہے یعنی واو ما قبل ضمہ، یا الف ما قبل فتحہ، یا یا ما قبل کسرہ۔ **ولین باشد**، یا کیا ہو حرف لین۔ کون لین ہو حرف؟ اول ساکن، اول ساکن کیا ہو حرف لین، یعنی واو ما قبل فتحہ یا یا ما قبل فتحہ ہو۔ **وساکن دوم مد غم باشد**، اور دوسرا ساکن کیا ہو؟ مد غم ہو، **در یک کلمہ**، اور کس میں ہو؟ ایک کلمے میں، **حذف نہ کنند**، تو پھر حذف نہیں کریں گے، **چوں** دَابَّةٌ۔ دیکھیے الف بھی ساکن اور با، دو جو با مشدد ہے اس میں پہلی با بھی ساکن، تو دو ساکن اکٹھے ہوئے ایک ہی کلمے کے اندر، اور پہلا حرف مدہ ہے الف، اور دوسری با کیا ہے؟ مد غم ہے، کیا ہے؟ مد غم۔ تو اس صورت میں حذف نہیں کریں گے اور پڑھیں گے دَابَّةٌ۔

اسی طرح خُوَيْصَّةٌ۔ اب دیکھیے بھائی یا بھی ساکن اور آگے پہلا صاد بھی ساکن۔ تو ایک ہی کلمہ ہے یا دو کلمے ہیں بھائی؟ ایک ہی کلمہ۔ اور پہلا ساکن یعنی یا وہ کیا ہے؟ حرف لین ہے، اس سے پہلے فتحہ ہے۔ اور اب دوسرا ساکن جو ہے وہ مد غم ہے، تو اس کو پڑھیں گے، حذف نہیں کریں گے، خُوَيْصَّةٌ۔ وَ تَمُودَّ۔ یہاں دیکھیے بھائی واو بھی ساکن اور پہلا دال بھی ساکن، لیکن شرائط پوری ہیں اس لیے واو کو حذف نہیں کریں گے۔ ایک ہی کلمہ ہے، پہلا حرف کیا ہے واو حرف مدہ، اور دوسرا ساکن کیا ہے؟ مد غم ہے، تو حذف نہیں کریں گے، وَ تَمُودَّ پڑھیں گے۔

وایں چنیں اجتماع ساکنین در کلام عرب جائز است، اور اس قسم کا اجتماع ساکنین جو ہے کلام عرب کے اندر جائز ہے، **باعتبار امکان تکلم و حصول تخفیف**، بوجہ تکلم کے ممکن ہونے کے اور تخفیف کے حاصل ہونے کے۔ اس پر تکلم کرنا بھی، تکلم بھی ہو سکتا ہے اور اس میں کیا ہے؟ تخفیف بھی ہے، اس لیے یہ جائز ہے۔ **وایں را اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ می گویند**، اور اس کو جو ہے اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ کہتے ہیں۔ **وہمچنیں در حالت وقف اجتماع ساکنین نیز جائز است**، اور اسی طرح حالت وقف کے اندر بھی اجتماع ساکنین جائز ہے، **چوں** زَيْدٌ وَ عَمْ۔ زَيْدٌ وَ عَمْ۔ بھائی میں نے عَمْرٌو نہیں پڑھا، میں نے کیا پڑھا؟ زَيْدٌ وَ عَمْ، وقف کیا بھائی۔ میم تو تھا ہی ساکن، را بھی کیا ہو گئی؟ ساکن، تو دیکھو اجتماع ساکنین آیا، لیکن یہ وقف کی حالت میں ہے اور اس وقت یہ اجتماع ساکنین وقف میں کیا ہوتا ہے؟ جائز۔ جیسے آپ پڑھتے ہیں الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينْ۔ یا بھی ساکن، نون بھی ساکن وقف کی وجہ سے، لیکن وقف کی صورت میں اجتماع ساکنین کیا ہے؟ جائز ہے۔

واگر ساکن دوم مد غم نباشد، اور اگر دوسرا ساکن کیا ہو؟ مد غم نہ ہو، **مدہ حذف کردہ شود**، تو حرف مدہ کو کیا کر لیا جائے گا؟ حذف کر لیا جائے گا، **چوں** يَغْزُ الْجَيْشُ۔ يَغْزُو الْجَيْشُ تھا، ہمزۂ وصلی تو الْجَيْشُ کا گر گیا، اب واو بھی ساکن، آگے لام بھی ساکن، اجتماع ساکنین آیا اور وہ شرائط کوئی پوری ہیں؟ کیا تھا؟ پہلا حرف مدہ ہونا چاہیے، ٹھیک ہے پہلا حرف واو تو کیا ہے حرف مدہ، لیکن ثانی لام کیا مد غم ہے؟ نہیں۔ جب مد غم نہیں تو لہٰذا اب حرف مدہ کو کیا کریں گے؟ گرا دیں گے، تو يَغْزُ الْجَيْشُ پڑھیں گے۔ وَ قُولِي الْحَقَّ۔ اب اصل میں تھا قُولِي الْحَقَّ۔ الْحَقَّ ہمزۂ وصلی تو گر جائے گا۔ اب یا بھی ساکن

اور اگلا لام بھی ساکن، اور ثانی ساکن لام جو ہے وہ مد غم نہیں، لہذا حرف مدہ یعنی یا کو کیا کریں گے؟ گرا دیں گے، کیسے پڑھیں گے؟ ہاں ہو، واو تو پڑھنا ہے، قول الْحَقَّ، قول الْحَقَّ۔

اچھا، یہ تو حذف کب کریں گے؟ جب پہلا ساکن کیا ہو؟ حرف مدہ ہو تو اس کو حذف کر لیں گے۔ **و غیر مدہ را حرکت دادہ شود**، اور اگر وہ غیر مدہ ہو تو اس کو حرکت دی جائے گی۔ تو کہتے ہیں **غیر مدہ را حرکت دادہ شود**، غیر مدہ کو حرکت دی جائے گی، **چوں** اخْشَوُا اللهَ۔ اخْشَوُا اللهَ۔ اب دیکھیے بھائی، اخْشَوْ اللهَ۔ اب ہمزۂ وصلی تو گر گیا، لام ساکن اور پیچھے واو بھی ساکن تھا، لیکن کیا یہ واو حرف مدہ ہے؟ نہیں، اس سے ما قبل تو فتحہ ہے، تو اب اس کو حرکت دے دیں گے، اخْشَوُا اللهَ۔ اسی طرح اخْشَيِ اللهَ، یا کو کیا دے دی گئی؟ حرکت بھائی۔

و اگر ہر دو حرف صحیح باشد، اور اگر دونوں حرف کیا ہوں؟ صحیح ہوں، **در دو کلمہ**، اور کس میں ہوں؟ دو کلموں میں، **اول را حرکت دہند**، تو پہلے کو حرکت دیں گے، **چوں** قُلِ ادْعُوا اللهَ۔

قُلِ	ادْعُوا	قُلْ

،لام بھی ساکن اور ادْعُوا میں ہمزہ گر گیا، دال بھی ساکن، تو لام کو کیا دے دی گئی؟ حرکت، قُلِ ادْعُوا اللهَ۔

آگے کیا ہے؟ وَ اذْهَبِ اذْهَبْ۔ اصل میں تھا وَ اذْهَبْ اذْهَبْ۔ ہمزۂ وصلی اذْهَبْ سے گر گیا دونوں سے۔ وَ اذْهَبْ، اب با بھی ساکن اور دوسرے اذْهَبْ کا ذال بھی ساکن، تو با کو حرکت دے دی گئی، وَ اذْهَبِ اذْهَبْ۔

و در یک کلمہ دوم را حرکت دہند، اور ایک ہی کلمہ ہو تو پھر کس کو حرکت دیں گے؟ دوسرے کو۔ اگر دو کلمے تھے تو پہلے کو حرکت دیں گے، ایک ہی ہو تو دوسرے کو حرکت دیں گے۔

چلیے بس مولانا، هٰذَا هُوَ الْمَرَامُ وَ اللهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ۔

اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہٖ (اِضْرِبْنَّ) اور مَعَایِشُ و مَقَاوِمُ کے مباحث

سبق نمبر ۱۳۸—تاریخِ درس: ۱۶ جون ۲۰۰۹ء

سوال: واودر اِضْرِبْنَّ ویادر اِضْرِبِنَّ چرا حذف کردند با آنکہ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ است؟

اچھا بھئی! اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ اور اجتماع ساکنین عَلٰی غیر حَدِّہٖ کے بارے میں آپ نے پڑھ لیا۔ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ کسے کہتے تھے؟ کہ ساکن اول جو ہے حرف مدہ یا حرف لین ہو اور ساکن ثَانِي جو ہے حرف مدغم ہو، تو یہ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ ہے اور یہ جائز ہے اور یہاں پر پھر حرف مدہ کو یا حرف لین کو حذف نہیں کریں گے بھئی۔ جیسے دَابَّةٌ، خُوَيْصَّةٌ اور تَمُودَّ میں یہ مثالیں پڑھیں آپ نے۔

اب آج یہ اعتراض کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں بھئی یہ نون ثَقِيْلَه، بھئی اس کی گردانیں آپ نے نہیں پڑھیں، علم الصیغہ کے اندر آجائیں گی۔ یاد رکھیے یہ نون ثَقِيْلَه اور خَفِيْفَه بھئی، ثَقِيْلَه کی بات کرتے ہیں اب ہم۔ نون ثَقِيْلَه مضارع کے صیغوں کے آخر میں ملتا ہے، اسی طرح امر کے آخر میں ملتا ہے۔ تو امر کی گردان مثلاً آپ نے کیا پڑھی تھی امر حاضر کی؟

اِضْرِبْ	اِضْرِبَا	اِضْرِبُوْا
اِضْرِبِيْ	اِضْرِبَا	اِضْرِبْنَ

۔ اب اسی کے ساتھ نون ثَقِيْلَه ملے گا تو مفرد کے صیغے میں یعنی پہلے صیغے میں نون ثَقِيْلَه سے ماقبل فتحہ آجائے گا: اِضْرِبَنَّ۔ اِضْرِبْ سے کیا ہوا؟ اِضْرِبَنَّ۔ جی، پھر اس کے بعد آگے کیا تھا؟ اِضْرِبَا، اس کے ساتھ نون ثَقِيْلَه ملے گا تو اِضْرِبَانِّ۔ اس کے بعد جمع کا صیغہ ہے تو وہاں پڑھیں گے اِضْرِبُنَّ، اِضْرِبُوْا کے ساتھ نون ثَقِيْلَه ملا تو کیا بن گیا؟ اِضْرِبُنَّ۔ اچھا، آگے مؤنث کا صیغہ ہے اِضْرِبِيْ، اس کے ساتھ نون ثَقِيْلَه ملے گا تو اِضْرِبِنَّ پڑھیں گے بھئی۔ صورت سمجھ میں آئی بھئی؟ جی۔ آگے پھر تثنیہ اسی طرح اِضْرِبَانِّ، اور جمع مؤنث حاضر اِضْرِبْنَانِّ۔ گردان سمجھ میں آئی بھئی؟

اِضْرِبَنَّ	اِضْرِبَانِّ	اِضْرِبُنَّ
اِضْرِبِنَّ	اِضْرِبَانِّ	اِضْرِبْنَانِّ

۔

اب اشکال کر رہے ہیں بھئی۔ بھئی دیکھیے جمع میں کیا پڑھا؟ اِضْرِبُنَّ۔

اِضْرِبَنَّ	اِضْرِبَانِّ	اِضْرِبُنَّ

۔ یہاں سے واو گر گیا بھئی۔ اصل میں تھا اِضْرِبُوْا، پھر نون ثَقِيْلَه ملا اِضْرِبُوْنَّ ہوا۔ اِضْرِبُوْنَّ۔ تو پھر واو گر گیا تو اِضْرِبُنَّ رہ گیا۔ اس پر اشکال ہوتا ہے کہ بھئی یہ تو اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ تھا بھئی، اِضْرِبُوْنَّ۔ ساکن اول کیا ہے واو؟ حرف مدہ ہے، اور ساکن ثَانِي نون کیا ہے؟ نون مدغم ہے بھئی۔ تو یہاں پر جب یہ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ تھا، اس میں تو آپ نے بتایا تھا حذف نہیں کرتے، پھر یہاں واو کو کیوں حذف کیا گیا، کیوں گرایا گیا بھئی؟ اشکال سمجھ میں آیا؟ اسی طرح مؤنث کا جو صیغہ ہے اِضْرِبِيْ، اس کے ساتھ نون ثَقِيْلَه ملا تو بن گیا اِضْرِبِيْنَّ، یَا ہے ابھی، اِضْرِبِيْنَّ۔ پھر یَا کو گرا دیا تو اِضْرِبِنَّ رہ

گیا۔ تو یہ بھی اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ تھا، کیوں یَا کو گرایا؟ اِضْرِبِیْنَّ، دیکھو اول ساکن یعنی یَا حرف مدہ ہے، اور آگے نون جو ساکن ثَانِي ہے وہ مدغم ہے۔

تو سوال کرتے ہیں: **واودر اِضْرِبْنَّ ویادر اِضْرِبِنَّ چرا حذف کردند**، اِضْرِبْنَّ میں واو کو اور اِضْرِبِنَّ میں یَا کو کیوں حذف کر دیا، **باآنکہ اجتماع ساکنین** عَلٰی حَدِّہٖ **است**، باوجود اس کے کہ یہ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ ہے؟

جواب: جواب پہلے سمجھ لیں۔ جواب یہ ہے بھئی یاد رکھیے کہ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ یہ اس وقت جائز ہے جب کہ دونوں ساکن ایک ہی کلمہ کے اندر ہوں بھئی۔ دونوں ساکن کس میں ہوں؟ ایک ہی کلمہ میں ہوں، اور جب کہ یہ نون ثَقِیْلَہ الگ کلمہ ہے بھئی۔ تو اِضْرِبُوْا الگ کلمہ تھا، نون ثَقِیْلَہ الگ کلمہ اس کے ساتھ آکر ملا، اور اس وجہ سے یہاں پر یہ جائز نہیں، واو کو گرا دیا۔ اسی طرح اِضْرِبِيْ الگ کلمہ تھا، نون ثَقِیْلَہ الگ کلمہ تھا، اس لیے یہاں پر دو ساکنین کا اجتماع جائز نہیں۔ ورنہ اگر یہ ایک ہی کلمہ ہوتا تو جائز ہوتا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

جواب دے رہے ہیں: جواب۔ **شرط اجتماع ساکنین** عَلٰی حَدِّہٖ **آنست**، اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ کی شرط وہ ہے **کہ ہر دو ساکن در یک کلمہ باشند**، کہ دونوں ساکن جو ہیں ایک ہی کلمہ میں ہوں، **وحرف مدغم در اِضْرِبْنَّ و اِضْرِبِنَّ در کلمہ دیگر است**، اور حرف مدغم کون سا ہے حرف مدغم؟ نون، پہلا نون بھئی۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ یہ نون ثَقِیْلَہ دراصل دونوں ہیں نا، تو جو پہلا نون ہے وہ حرف مدغم جو ہے اِضْرِبْنَّ اور اِضْرِبِنَّ کے اندر **در کلمہ دیگر است** وہ دوسرے کلمہ میں ہے۔

اس پر پھر اشکال کر رہے ہیں: اچھا بھئی، آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے ایک کلمہ میں اجتماع ساکنین جائز، دو کلموں میں اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ جائز نہیں، وہاں بھی جائز نہیں۔ تو پھر اشکال کرتے ہیں: آپ نے گردان کیسے پڑھی؟ اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَانِّ۔ دیکھو اب تثنیہ کے اندر تو آپ دیکھیے اِضْرِبَانِّ، الف بھی ساکن اور آگے نون مدغم بھی ساکن، تو اجتماع ساکنین آیا اور آپ کہہ رہے تھے یہ دو کلمے ہیں اور یہ لہٰذا یہاں جائز نہیں، تو یہاں تو اِضْرِبَانِّ پڑھتے ہیں بھئی، یہاں الف کو کیوں نہیں گراتے؟ اور نیز آگے آخری صیغہ جو جمع کا آیا اِضْرِبْنَانِّ، یہاں پر بھی کیا ہو رہا ہے؟ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ پڑھا جا رہا ہے حالانکہ آپ نے بتایا تھا دو کلموں میں یہ جائز نہیں، یہاں بھی الف کو نہیں ہونا چاہیے بھئی۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ الف کو گرا دینا چاہیے۔

سوال: **پس بایستی**، پس چاہیے **کہ الف در اِضْرِبَانِّ و اِضْرِبْنَانِّ نیز حذف می کردند**، کہ اِضْرِبَانِّ اور اِضْرِبْنَانِّ کے اندر بھی الف کو بھی حذف کر دیتے، ان میں بھی الف کو حذف کر دیتے، **زیرا کہ شرط اجتماع ساکنین** عَلٰی حَدِّہٖ **فوت است**، اس لیے کہ اجتماع ساکنین عَلٰی حَدِّہٖ کی شرط فوت ہے یعنی وہ پائی نہیں جا رہی، **از جہت آنکہ حرف مدغم در کلمہ دیگر است**، اس وجہ سے کہ حرف مدغم دوسرے کلمہ میں ہے، **پس الف را چرا سلامت داشتند**، پس الف کو کیوں سلامت رکھا، کیوں نہیں گرا دیا اِضْرِبُنَّ کے واو کی طرح اور اِضْرِبِنَّ کی یَا کی طرح اس الف کو کیوں نہیں گرایا گیا؟

جواب بھئی! جواب پہلے سمجھ لیجیے کہ بھئی اِضْرِبَانِّ، گردان کس طرح پڑھی؟ اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَانِّ۔ یہاں ذرا الف کو گرا دو کیا بن جائے گا؟ اِضْرِبَنَّ۔ تو مفرد بھی ہوتا اِضْرِبَنَّ، تثنیہ بھی ہوتا اِضْرِبَنَّ، تو تثنیہ کا التباس کس کے ساتھ لازم آتا؟ مفرد کے ساتھ۔ بھئی پتہ ہی نہ چلتا یہ مفرد والا صیغہ ہے یا تثنیہ والا ہے۔ اس وجہ سے یہاں پر اجتماع ساکنین یہ مُعَاف ہے بھئی، ورنہ مُعَاف نہ ہوتا، حذف کرتے۔ اور اِضْرِبْنَانِّ کے اندر یہ الف کیوں ہے؟ کہتے ہیں یہ الف لے کر آئے اس لیے کیونکہ اصل میں کیسے تھی گردان؟

اِضْرِبْ	اِضْرِبَا	اِضْرِبُوْا
اِضْرِبِيْ	اِضْرِبَا	اِضْرِبْنَ

۔ اِضْرِبْنَ، پھر نون ثَقِیْلَہ ساتھ مل گیا کیا بن گیا؟ اِضْرِبْنَنَّ۔ اِضْرِبْنَنَّ۔ تو اب تین نون جمع ہو گئے۔ ایک وہ نون ضمیر والا، اور آگے دو نون ثَقِیْلَہ والے۔ تو تین نون جمع ہو رہے تھے اور تین نون کا جمع ہونا پسندیدہ نہیں ہے، اس لیے درمیان میں کیا بڑھا دیا؟ الف بڑھا دیا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟

جواب: **کہ اگر الف در اِضْرِبَانِّ حذف می کردند**، اگر الف کو اِضْرِبَانِّ کے اندر حذف کر دیتے، **التباس مُثَنّٰی بِمُفْرَد آمدے**، تو تثنیہ کا التباس جو ہے مفرد کے ساتھ آتا۔ **واگر در اِضْرِبْنَانِّ الف حذف می کردند**، اور اگر اِضْرِبْنَانِّ کے اندر الف کو حذف کر دیتے، **سہ نون جمع شدے**، تو تین نون جمع ہو جاتے۔ **پس اجتماع ساکنین**

اِینْجَا	بَضَرْوَرَتْ	مَعْفُوّ

است، پس اجتماع ساکنین یہاں پر ضرورت کی بنا پر مُعَاف ہے، مَعْفُوٌّ بھئی یہ واو مشدد ہے۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تو اجتماع ساکنین یہاں ضرورت کی بنا پر مُعَاف ہے بھئی۔

بخلاف حذف واو در اِضْرِبْنَّ **و حذف یا در** اِضْرِبِنَّ، بخلاف جو اِضْرِبْنَّ کے اندر واو کا حذف ہے **اور و حذف یا در** اِضْرِبِنَّ، اِضْرِبَنَّ ہے؟ نہیں اِضْرِبَنَّ نہیں اِضْرِبِنَّ ہونا چاہیے بھئی، با کے نیچے کسرہ لگاؤ بھئی، زِیر لگاؤ۔ تو کہتے ہیں اِضْرِبْنَّ کے اندر جو واو کا حذف ہے اور جو یَا کا حذف ہے اِضْرِبِنَّ کے اندر، **کہ مُوجِبِ التباس نیست**، کہ یہ التباس کا سبب نہیں ہے بھئی۔ ان میں واو اور یَا کو حذف کیا لیکن پھر بھی کسی اور کلمہ سے ان کا التباس نہیں آتا۔ **پس حذف در ایشاں واجب شد**، پس ان کے اندر حذف جو ہے واجب ہوا۔

این ہمہ کہ گفتم، یہ سارا جو کہ میں نے کہا، **بیان قوانین تعلیل معتل و مضاعف و مہموز بود**، یہ سارا جو میں نے کہا یہ معتل کی تعلیل اور مضاعف اور مہموز کے قوانین کا بیان تھا۔ فَاَمَّا **قوانین تعلیلات اجناس باقی**، اور باقی اجناس کی تعلیلات کے جو قوانین ہیں، باقی اجناس کی تعلیلات کے، ہاں کہتے ہیں یہ جو سارا میں نے بیان کیا یہ معتل، مضاعف اور مہموز کے قوانین کا بیان تھا، باقی اجناس کی تعلیلات کے جو قوانین ہیں: **از لفیف مفروق**، باقی اجناس کون سی ہیں؟ لفیف مفروق میں سے، **و مقرون** اور لفیف مقرون میں سے، **و مثال** اور مثال میں سے، **و مضاعف** اور مضاعف میں سے، **و جز آں** اور ان کے علاوہ جو ہیں، بھئی ان کے علاوہ کون سی؟ کہتے ہیں **از اجناس** مُرَکَّب جو مُرَکَّب کی اجناس میں سے ہے۔ بھئی بعض اوقات بھئی، بھئی آپ نے پڑھا ہے سات قِسْم پر ہیں بھئی، سات قسمیں ہیں بھئی، سمجھ میں آیا بھئی؟ صحیح است و مثال است و مضاعف لفیف و ناقص و مہموز و اجوف۔ ان کے علاوہ پھر کون سی ہے؟ کہتے ہیں از اجناس مُرَکَّب، بعض اوقات ایک ہی اسم دو میں داخل ہو رہی ہوتی ہے، مُرَکَّب ہوتی ہے، جیسے گزشتہ سبق میں آپ نے پڑھا تھا، گزشتہ سے پیوستہ سبق میں: اَنَّ، اَنَّ فعل ہے۔ اب یہ مہموز الْفَاء بھی ہے، شروع میں ہمزہ ہے، اور دونوں ہیں مضاعف بھی ہے۔ تو یہ مُرَکَّب ہوا۔ یہ اس قسم کی اقسام بھئی، سمجھ میں آیا؟ تو بعض صیغے ایسے ہوتے ہیں جو مثلاً مہموز بھی ہوں گے ناقص بھی ہوں گے، مہموز بھی ہوں گے اجوف بھی ہوں گے وغیرہ بھئی، ان کے قوانین بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ وہ یہ اجناس مُرَکَّب ہوتی ہیں۔

تو ان کے جو قوانین ہیں، **ہم بر ایں قوانین کہ یاد کردیم مبنی است**، **ہم بر ایں قوانین**، وہ بھی انہی قوانین پر **کہ یاد کردیم** کہ جو ہم نے ذکر کر دیے **مبنی است**، ان پر مبنی ہیں۔ باقی اجناس جو لفیف مفروق، لفیف مَقْرُوْق، مثال، مضاعف اور مُرَکَّبَات جو ہیں ان کے قوانین بھی کن پر مبنی ہیں؟ انہی پر، قوانین جو ہم نے بیان کر دیے وہی ہیں۔ لیکن اب کیا ہو گا؟ اگر مہموز ہے اور مضاعف بھی ہے، مہموز بھی ہے اور مضاعف بھی ہے، تو مہموز کے بھی قوانین لگیں گے وہ مہموز میں سے دیکھ لینا، اور مضاعف کے قوانین بھی لگیں گے وہ کس میں سے دیکھ لینا؟ مضاعف میں سے۔ سمجھ میں آیا بھئی؟ تو اسی طرح ہر ایک کے قوانین آپ دیکھ سکتے ہیں۔ تو انہی قوانین پر، **ہم بر ایں قوانین** انہی قوانین پر **کہ یاد کردیم** کہ جو ہم نے ذکر کر دیے **مبنی است** انہی پر مبنی ہیں، **چوں تَأَمُّل کردہ شود**، جب غور کیا جائے بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ آپ غور کر لیں گے ہر ایک کا حکم آپ کو خود بخود انہی قوانین سے پتہ چل جائے گا۔

و حکم مضاعف رباعی ہمچو حکم صحیح است، اور کہتے ہیں مضاعف رباعی کا حکم جو ہے وہ **ہمچو حکم صحیح است**، وہ حکم صحیح کی طرح ہی ہے بھئی۔ صحیح کے حکم کی طرح ہے۔ **دروے تعلیل و تغییر نہ شود**، اس کے اندر کوئی تعلیل اور تغیر نہیں ہوتی۔ یہ مضاعف رباعی **چوں** ذَبْذَبَ، دیکھو مضاعف رباعی، مضاعف رباعی کس کو کہتے تھے؟ کہ فاء اور لام اول ایک جنس ہوں اور عین اور لام ثَانِي ایک جنس ہوں۔ تو یہاں فاء ہے ذال اول، اور لام اول ہے ذال ثَانِي، دونوں ایک جنس ہیں دونوں ذال ہیں۔ اور عین کیا ہے؟ بَاء، بائے اول، اور لام ثَانِي کیا ہے؟ بائے دوم بھئی، تو یہ دونوں دیکھو ایک ہی جنس کے ہیں۔ تو یہ ذَبْذَبَ بروزن فَعْلَلَ ہے فَعْلَلَ۔ اسی طرح مَضْمَضَ۔ تو ان کا حکم بتلایا صحیح کی طرح ہے، ان میں کسی قسم کا اعلال یا تبدیلی نہیں ہوتی۔

بدان کہ، اب اور نئی بات ذکر کر رہے ہیں۔ **بدان کہ** جان لے تو **کہ کلمات چند را**، کہ چند کلمات جو ہیں ان کو **از معتل و مضاعف**، کس میں سے؟ معتل اور مضاعف میں سے چند کلمات جو ہیں ان کو **بر اصل داشتہ اند**، ان کو ان کی اصل پر رکھا ہے، یعنی اس میں قوانین جاری نہیں کیے کوئی تعلیل اور تغییر نہیں کی، **باوجود مُوْجِبَاتِ اعلال و ادغام**، باوجود ان میں اعلال و ادغام کے اسباب کے پائے جانے کے۔ بھئی کیوں ان کو ان کی اصل پر باقی رکھا؟ کہتے ہیں **تا بر اصل کلمات دیگر دلیل باشند**، تاکہ یہ دوسرے کلمات کی اصل پر دلیل ہوں بھئی۔ ساروں میں اعلال ہو جاتا پھر تو اصل کسی کی بھی اصل کا پتہ نہیں چلتا، چند کلمات کو ان کی اصل پر باقی چھوڑ دیا گیا تاکہ ان کے ذریعے باقی کلمات کی اصل کا پتہ چل جائے بھئی۔

جیسے قَوَدٌ، جی دیکھیے قَوَدٌ بھئی، واو متحرک ماقبل فتحہ ہے، اس واو کو الف سے بدلنا چاہیے، لیکن اس کے باوجود اس کو نہیں بدلا۔ غَیَبٌ، یَا متحرک ماقبل فتحہ، اس کو الف سے بدلنا چاہیے، لیکن نہیں بدلا، اصل پر باقی رکھا۔ عین، یَا متحرک ماقبل فتحہ، اس کو الف سے بدلنا چاہیے، لیکن نہیں بدلا گیا۔ اچھا، عین ہو گا۔ وصَیِدَ، اور اسی طرح کیا ہے؟ صَیِدَ، یَا متحرک ماقبل فتحہ اس کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن نہیں بدلا گیا، اصل پر باقی رکھا۔ سب میں اسی طرح ہے سمجھ میں آیا بھئی؟ و

خَوَنَةٌ	حَوَكَةٌ	شَوَكَةٌ	اِسْتَرْوَحَ

، واو کی حرکت ماقبل کو نقل کر کے واو کو الف سے بدلنا چاہیے بھئی، لیکن نہیں بدلا گیا۔ اِسْتَلْوَحَ، واو کی حرکت ماقبل کو نقل کر کے واو کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن نہیں بدلا، اصل پر باقی رکھا گیا۔ اسی طرح اگلے بھی ہیں اِسْتَصْوَبَ و اِسْتَحْوَذَ۔ و لَجَجَتْ عَیْنُهٗ بھئی، اب دیکھیے دو جیم اکٹھے ہوئے دو مُتَجَانِسَیْن ہیں ان میں ادغام ہونا چاہیے تھا لیکن ان کو ان کی اصل پر باقی رکھا گیا۔ وضَبَبَ الْبَلَدُ، دوبَاء آئیں بھئی ان میں ادغام ہونا چاہیے لیکن ان کو ان کی اصل پر بغیر ادغام کے اس اصل پر رکھا گیا۔ وقَطَطَ الشَّعَرُ، دو طاء اکٹھی ہوئیں ادغام ہونا چاہیے لیکن ان کو ان کی اصل پر باقی رکھا گیا۔ وعَلِلَ السِّقَاءُ، دو لام اکٹھے ہوئے ان میں ادغام ہونا چاہیے لیکن ان کو ان کی اصل پر باقی رکھا گیا۔ **ومانند آں** اور ان جیسے کلمات بھئی۔

اب آگے نئی بات کر رہے ہیں: **اما چند قوانین متفرق دیگر است**، کہتے ہیں باقی چند قوانین متفرق قسم کے اور ہیں بھئی **کہ بدان حاجت باشد**، کہ ان کی بھی ضرورت پیش آتی ہے، **نیز یاد کنیم**، ان کو بھی ہم ذکر کرتے ہیں۔ چند اور قوانین جن کی ضرورت پیش آتی ہے ان کو بھی ہم ذکر کرتے ہیں۔

یکے آنکہ، ایک یہ کہ **ہر الف کہ ماقبل وے ضمہ بود**، ہر وہ الف کہ جس سے ماقبل ضمہ ہو، **واو شود**، وہ الف کیا بن جائے گا؟ واو۔ الف ہو اور الف سے ماقبل کیا آئے؟ ضمہ، وہ الف واو ہو جائے گا، **بشرط آنکہ زائدہ باشد**، بایں شرط کہ وہ الف کیا ہونا چاہیے؟ زائدہ ہو اصل نہ ہو، **چوں** ضُوْرِبَ **ماضی مجہول** ضَارَبَ، جیسے ضُوْرِبَ ماضی مجہول ہے ضَارَبَ کی۔ تو اسی ضَارَبَ سے کیا بنا ماضی مجہول؟ اس کا کیا طریقہ تھا؟ اول کو کیا دے دیتے ہیں؟ ضمہ، تو ضاد کو ضمہ دیا تو دیکھو درمیان میں یہ الف زائدہ تھا اور الف زائدہ سے ماقبل ضمہ آیا تو اس کو کس سے بدل دیا گیا؟ واو سے، اور بَاء سے ماقبل یعنی آخر سے ماقبل جو رَاء ہے اس کو کسرہ دیا گیا تو ضُوْرِبَ ہوا۔ ضُوَيْرِبُ **تصغیر** ضَارِبٌ، اسی طرح ضُوَيْرِبُ تصغیر ہے کس کی؟ ضَارِبٌ کی۔ تو دیکھو یہاں پر بھی تصغیر بنائی تو شروع کو ضمہ دیا ضاد کو، اس کے بعد کیا تھا؟ الف، یہ الف کیا تھا الف زائدہ تھا، تو یہ کس سے بدل گیا؟ واو سے، ضُوَيْرِبُ، دیکھو یہ واو وہ الف سے بدل کر آیا ہے۔

و در نُيَيْبٌ **تصغیر** نَابٌ، اس پر اشکال ہوتا ہے کہ یہ نَابٌ کی تصغیر نُيَيْبٌ آتی ہے۔ اب نَابٌ میں نون کے بعد الف ہے، اور نُيَيْبٌ میں ضمہ کی وجہ سے الف کو واو سے بدلنا چاہیے نُوَيْبٌ ہونا چاہیے، لیکن یہاں اس کو کس سے بدلا گیا؟ یَا سے۔ تو اب جواب دے رہے ہیں: کہتے ہیں **و در** نُيَيْبٌ **تصغیر** نَابٌ **الف واو نگشت**، نُيَيْبٌ جو نَابٌ کی تصغیر ہے اس میں الف واو نہیں ہوا، **با آنکہ ماقبل او مضموم است**، باوجود اس کے کہ اس کا ماقبل کیا ہے؟ مضموم ہے، **زیرا کہ الف اصلی است** بھئی، اس لیے کیونکہ یہ الف اصلی ہے **زائدہ نیست** زائدہ نہیں، اور ہم نے تو کیا شرط لگائی تھی؟ وہ واو سے تب بدلے گا جب وہ الف زائدہ ہو۔ تو یہ الف زائدہ نہیں ہے، **بدل است از یا**، یہ کس سے بدل ہے؟ یَا سے بدل کر آیا تھا، نَابٌ اصل میں نَيَبٌ تھا بھئی۔ سمجھ میں آیا؟ نیز بتلا رہے ہیں **و کلمہ را در تصغیر بسوئے اصل رد کنند**، اور کلمے کو تصغیر کے اندر اصل کی طرف لوٹاتے ہیں۔ بھئی میں نے بتلایا تھا کسی بھی کلمے کی اصل معلوم کرنی ہو تو کس کے ذریعے معلوم کرتے ہیں؟ تصغیر کے ذریعے اور جمع مُكَسَّر کے ذریعے۔ تو تصغیر میں اصل کی طرف لوٹاتے ہیں تو یہ الف کس سے بدل کر آیا تھا؟ یَا سے، تو پھر اس کو کس میں بدل دیں گے؟ یَا ہی سے بدل دیں گے بھئی اصل کی طرف۔

بھئی یہاں تک بات ختم ہوئی۔ کیا ذکر کیا؟ اوپر قانون کیا آیا تھا: **ہر الف کہ ماقبل وے ضمہ بود**، ہر وہ الف جس سے ماقبل ضمہ ہو تو وہ واو ہو گا۔ اب بتا رہے ہیں: **و اگر مکسور باشد**، اور ہر وہ الف کہ اس سے ماقبل کیا ہو؟ مکسور ہو، **یا شود**، وہ الف کیا ہو جائے گا؟ یَا ہو جائے گا، **چوں** مِحْرَابٌ و مَحَارِيْبُ۔ مَحَارِيْبُ غیر مُنْصَرِف ہے اس لیے اس پر تنوین نہیں آئے گی بھئی۔ تو دیکھیے مِحْرَابٌ، رَاء کے بعد کیا ہے؟ الف۔ اور مَحَارِيْبُ میں رَاء کے بعد کیا ہے؟ یَا، کیونکہ یہ الف تھا اس سے ماقبل رَاء پہ کسرہ آیا اور یہ الف زائدہ تھا تو اس کو کس سے بدل دیا؟ یَا سے۔ و مِفْتَاحٌ و مَفَاتِيْحُ، مِفْتَاحٌ میں تاء کے بعد کیا ہے؟ الف اور یہ الف زائد ہے، اور مَفَاتِيْحُ میں اس الف زائد سے پہلے تاء پر کسرہ آیا تو اس کو کس سے بدل دیا؟ یَا سے۔

و ہمچنیں واو ساکن، اور اسی طرح واو ساکن **کہ ما قبل وے مکسور گردد**، کہ اس کا ما قبل مکسور ہو جائے، وہ واو ساکن کہ جس کا ما قبل کیا ہو جائے؟ مکسور ہو جائے، **یا شود** وہ یَا ہو جائے گا، **چوں** عُصْفُوْرٌ و عَصَافِیْرُ۔ عُصْفُوْرٌ دیکھو فاء کے بعد کیا ہے؟ واو۔ اور عَصَافِیْرُ میں فاء کے بعد کیا ہے؟ یَا۔ یہ واو تھا لیکن واو سے ما قبل فاء پر کیا آ گیا؟ کسرہ، تو اس واو کو کس سے بدلا؟ یَا سے۔

دیگر ہر مدہ کہ در واحد سوم جا باشد، دوسرا ہر وہ مدہ کہ **در واحد** جو مفرد کے اندر **سوم جا باشد** تیسری جگہ پر ہو۔ کون سا حرف ہو حرف مدہ؟ اور مفرد کے صیغے میں وہ کس جگہ پر آ رہا تھا؟ تیسری جگہ تھا۔ **وزائدہ بود**، اور زائدہ تھا یعنی حرف اصلی نہیں تھا۔ **و در جمع بعد الف** فَعَائِلُ **افتد**، اور جمع میں فَعَائِلُ کے الف کے بعد واقع ہوا۔ کیا بات بیان ہوئی؟ مفرد کے صیغے میں آیا کون؟ حرف مدہ، حرف مدہ آیا کس میں؟ مفرد کے صیغے میں اور کس جگہ پر تھا؟ تیسری جگہ تھا، اور کیا تھا؟ زائدہ تھا، پھر جمع کے اندر یہ کس کے بعد آ گیا؟ فَعَائِلُ کے الف کے بعد وہ مدہ آیا، **ہمزہ گردد**، تو وہ کیا ہو جائے گا؟ وہ حرف مدہ ہمزہ ہو جائے گا۔ **چوں** صَحِیْفَۃٌ و صَحَائِفُ، دیکھیے صَحِیْفَۃٌ، یہ یَا کیا ہے؟ یہ یَا حرف مدہ ہے۔ اور صَحِیْفَۃٌ صیغہ کون سا ہے؟ مفرد کا۔ اور یہ یَا کتنے جگہ پر آئی؟ تیسری، تو یہ حرف مدہ ہے اور مفرد میں تیسری جگہ آئی، اور یہ یَا زائدہ ہے، اور جب اس کی جمع بنائی تو صَحَایِفُ، ادھر کیا ہے حَاء کے بعد صَحِیْفَۃٌ میں یَا ہے تو صَحَایِفُ الف کے بعد کیا آئی؟ یَا۔ تو دیکھو فَعَائِلُ کے الف کے بعد اب یہ یَا آئی وہ جو حرف مدہ تھا، اب اس کو کس سے بدل دیں گے؟ ہمزہ سے تو صَحَائِفُ ہوا بھئی۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ اسی طرح

عَجُوْزَۃٌ	عَجَائِزُ	عَجُوْزَۃٌ

میں دیکھیے حرف مدہ واو ہے اور یہ مفرد کے صیغے میں آ رہا ہے اور یہ تیسری جگہ پر ہے اور یہ واو زائدہ ہے، جب اس کی جمع بنائی عَجَاوِزُ، الف کے بعد فَعَائِلُ، واو کہاں آیا؟ الف کے بعد عَجَاوِزُ، تو اس کو کس سے بدل دیا؟ ہمزہ سے تو عَجَائِزُ ہوا۔ و رِسَالَۃٌ، رِسَالَۃٌ میں دیکھو الف ہے حرف مدہ اور یہ مفرد کے صیغے میں تیسری جگہ آ رہا ہے اور زائدہ ہے، تو رَسَائِلُ میں یہ الف کس سے بدل گیا؟ یہ حرف مدہ، یہ ہمزہ سے بدل گیا۔

و در مَعَایِشُ و مَقَاوِمُ، اشکال ہوتا ہے مَعَایِشُ یہ جمع ہے مَعِیْشَۃٌ کی، اور مَعِیْشَۃٌ میں یہ یَا کیا ہے؟ حرف مدہ ہے اور مفرد کے صیغے میں آئی ہے، تو مَعَایِشُ میں اس کو کس سے بدلنا چاہیے؟ ہمزہ سے، کیوں نہیں بدلی؟ اسی طرح مَقَاوِمُ یہ جمع ہے مقام کی، تو یہاں پر بھی یہ الف آیا اور اس کو کس سے بدلنا چاہیے تھا؟ ہمزہ سے لیکن اس کو کس سے بدلا گیا؟ واو سے بدلا گیا۔ اشکال سمجھ میں آیا؟ یہ کیوں ہوا؟ جواب دے رہے ہیں: کہتے ہیں **و در** مَعَایِشُ و مَقَاوِمُ **ہمزہ نگشت**، مَعَایِشُ اور مَقَاوِمُ کے اندر یہ حرف مدہ ہمزہ نہیں ہوا، **از آنکہ یا در** مَعِیْشَۃٌ، اس لیے کیونکہ یَا جو ہے مَعِیْشَۃٌ کے اندر **و الف در مقام**، اور الف جو ہے مقام کے اندر، **زائدہ نیست بلکہ اصلی است**، زائدہ نہیں ہے بلکہ اصلی ہے، اور ہم نے تو کیا شرط لگائی تھی؟ وہ حرف مدہ کیا ہونا چاہیے؟ زائدہ ہونا چاہیے۔

و ابدال یا بہمزہ در مَصَائِبُ، اس پر پھر اشکال ہوتا ہے کہ مَصَائِبُ جمع ہے مُصِیْبَۃٌ کی، اور مُصِیْبَۃٌ کے اندر یَا کیا ہے؟ اصلی ہے۔ جب یَا اصلی ہے تو مَصَایِبُ ہونا چاہیے تھا، اس کو کیوں ہمزہ سے بدلا گیا؟ آپ نے تو کہا تھا زائد ہو تب کس سے بدلیں گے؟ ہمزہ سے، اور یہ اصلی ہے پھر بھی کس سے بدلا گیا اس کو؟ ہمزہ سے۔ تو جواب دے رہے ہیں کہ یہ شَاذ ہے بھئی، کیا ہے؟ شَاذ ہے۔ قانون کے مطابق اس کو ہمزہ سے نہیں بدلنا چاہیے تھا لیکن خلاف قانون بدلا گیا تو یہ شَاذ ہے۔ تو کہتے ہیں **و ابدال یا بہمزہ**، اور یَا کو ہمزہ کے ساتھ بدلنا **در** مَصَائِبُ مَصَائِبُ کے اندر، **باوجود آنکہ** باوجود اس کے کہ **یا در** مُصِیْبَۃٌ **اصلی است** کہ مُصِیْبَۃٌ کے اندر یَا جو ہے وہ اصلی ہے، شَاذ **است** یہ کیا ہے؟ شَاذ ہے۔

دیگر ہر جا کہ الف فَعَائِلُ **میان دو واو یا میان دو یا افتد**، دوسرا یہ قانون ذکر کر رہے ہیں: ہر جا ہر وہ جگہ کہ الف فَعَائِلُ، کس کا الف بھئی؟ فَعَائِلُ یہ فَعَائِلُ میں جو الف آ رہا ہے یہ، **میان دو واو**، دو واو کے درمیان کس میں آ جائے یہ الف؟ اس الف سے پہلے بھی واو آ جائے اس الف کے بعد بھی کیا آ جائے؟ واو آ جائے، **یا میان دو یا افتد**، یا دو یَا کے درمیان واقع ہو جائے، یعنی اس فَعَائِلُ کے الف سے پہلے بھی یَا ہو اور اس کے بعد بھی یَا ہو، **نیز بعد آں الف دو حرف باشد**، اس الف کے بعد کتنے حرف ہوں؟ دو، دیکھو فَعَائِلُ الف کے بعد کتنے حرف ہیں؟ ہمزہ اور لام دو ہیں بھئی۔ تو یہ الف دو واو کے بیچ آ جائے یا دو یَا کے بیچ آ جائے اور اس الف کے بعد دو حرف ہوں، **واو و یائے اخیر را بہمزہ بدل کنند**، تو واو اور یائے اخیر کو یعنی آخری واو اور آخری یَا کو ہمزہ سے بدلتے ہیں۔ ایک تو الف سے پہلے واو آیا ایک الف کے بعد، یہ بعد والے کو ہمزہ سے بدلیں گے۔ اسی طرح ایک الف سے پہلے یَا آئی ایک الف کے بعد یَا آئی، تو اس دوسری یَا کو کس سے بدلیں گے؟ ہمزہ سے بدل دیں گے۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟ **چوں اول** وَاَوَائِلُ۔ تو اَوَائِلُ اصل میں کیا تھا؟ اَوَاوِلُ، الف کے بعد بھی واو تھا، تو

دیکھو الف فَعَائِلُ دوواو کے درمیان آیا تو دوسرے واو، اور الف کے بعد کتنے حروف ہیں؟ اَوَاوِلُ، واو اور لام دو ہیں، تو اس واو ثَانِي کو کس سے بدلا؟ ہمزہ سے اَوَائِلُ ہوا۔ **وخیر** وخَيَائِرُ، یہ اصل میں کیا تھا خَيَايِرُ؟ خَيَايِرُ بھئی، تو یائے ثَانِي کو ہمزہ سے بدلا خَيَائِرُ ہوا، **کہ در اصل** اَوَاوِلُ و خَيَايِرُ **بود**، کہ اصل میں یہ اَوَاوِلُ اور خَيَايِرُ تھے۔

تَكْمِلَه۔ **دیگر ہر جا کہ دو ہمزہ متحرک باہم آیند**، دوسرا یہ قانون کہ ہر وہ جگہ کہ جہاں دو ہمزہ متحرک **باہم آیند** اکٹھے آ جائیں، **وے یکے از ایشاں مکسور باشد**، اور ایک ان میں سے جو ہے وہ مکسور ہو، دو ہمزہ آئیں اور دونوں کیا ہونے چاہئیں؟ متحرک، دونوں ہمزہ کیا ہونے چاہئیں؟ متحرک ہوں، اور ان میں سے کوئی ایک مکسور ہو چاہے پہلا مکسور ہو چاہے دوسرا۔ **تو دوم را** بِاَیَا **بدل کنند**، دوسرے ہمزہ کو کس سے بدلیں گے؟ یَا سے۔ مکسور والے کی بات نہیں ہو رہی کہ مکسور جو ہو گا اس کو یَا سے بدلیں گے، مکسور چاہے پہلا ہو ہمزہ چاہے دوسرا، تو بدلیں گے کس کو؟ دوسرے ہمزہ کو یَا سے بدلیں گے۔

چوں جَاءٍ **بر قول** سِيْبَوَيْه، جیسے کہ جَاءٍ ہے امام سِيْبَوَيْه کے قول پر۔ بھئی تفصیل گزر چکی ہے زرادی کے اندر بھئی۔ جَاءٍ اسم فاعل ہے، باب کیسے ہے؟

جَاءَ	يَجِيْءُ	مَجِيْئًا

فھو جَاءٍ بھئی۔ یہ جَاءٍ کیسے بنا؟ جَاءَ مادہ کیا ہے؟

جَ	يَ	ءَ

، جیم، یَا، ہمزہ یہ مادہ ہے بھئی۔ تو یَا پہلے ہے یا ہمزہ پہلے ہے؟ یَا پہلے ہے

جَ	يَ	ءَ

۔ سمجھ میں آئی صورت بھئی؟ یَا پہلے ہے ہمزہ بعد میں ہے۔ اب اسی مادے سے ذرا بناؤ فاعل، جَايِئٌ، یَا پہلے رکھنا اور ہمزہ بعد میں۔ تو پھر یہ اصل میں تھا جَايِيٌ بھئی، کیا تھا؟ جَايِيٌ، جا پہلے یَا پھر ہمزہ جَايِئٌ۔ اور آپ نے پڑھا ہے کہ الف فاعل کے بعد یَا یا واو آئے تو اس کو ہمزہ سے بدلتے ہیں۔ تو فاعل کے الف کے بعد کیا آیا؟ یَا آئی، تو اس کو کس سے بدلیں گے؟ ہمزہ سے بدل دیا، تو کیا ہوا؟ جَائِئٌ، جَائِئٌ۔ دو ہمزہ اکٹھے ہو گئے اور دونوں متحرک ہیں بھئی، اور ایک ان میں سے کیا ہے؟ مکسور۔ تو اب قانون لگے گا دوسرے ہمزہ کو کس سے بدلیں گے؟ یَا سے، تو کیا بن گیا؟ جَائِيٌ، پہلے تھا جَايِئٌ اب بن گیا جَائِيٌ، اب ہمزہ مُقَدَّم اور یَا مُؤَخَّر۔ اس کے بعد بھئی کیا کیا گیا؟ یَا پر ضمہ ثقیل تھا، تو ضمہ کو گرا دیا۔ کیا ہوا؟ جَائِيْنْ، وہ نون تنوین بھی تو موجود ہے، جَائِيْنْ، یَا ساکن ہے بھئی ضمہ صرف ہم نے گرایا ہے یَا کو نہیں گرایا، جَائِيْنْ ہوا۔ پھر اجتماع ساکنین عَلٰی غیر حَدِّہٖ آیا، یَا بھی ساکن آگے نون تنوین بھی ساکن، تو یَا حرف مدہ تھا اس کو گرا دیا بھئی، تو کیا رہ گیا؟ جَاءٍ، قَاضٍ کی طرح بھئی، جیسے قاضی تھا پھر یَا سے ضمہ گرایا قَاضِيْنْ ہوا پھر یَا گر گئی قَاضٍ رہ گیا۔ صورت سمجھ میں آ گئی؟

چوں جَاءٍ **بر قول** سِيْبَوَيْه، جیسے کہ جَاءٍ ہے امام سِيْبَوَيْه کے قول پر **کہ در اصل** جَايِئٌ **بود**، اصل میں یہ کیا تھا؟ جَايِئٌ تھا۔ آپ کی کتاب میں کیا ہے ہمزہ پہلے ہے یا یَا پہلے ہے؟ ہمزہ پہلے ہے، یہ غلط ہے بھئی کتابت کی غلطی ہے، ہمزہ آگے ہو تنوین کے نیچے ہمزہ لکھ لیں اور اس کو یَا کر دیں بھئی اول۔ یَا پہلے ہے ہمزہ بعد میں ہے: جَايِئٌ۔ کہ در اصل یہ جَايِئٌ تھا، **یا را بَهَمْزَه بدل کردند**، تو یَا کو کس سے بدل دیا؟ ہمزہ سے بدل دیا، **چنانچہ در** بَائِعٌ **کردہ است**، جیسے کہ بَائِعٌ میں کیا ہے، بَائِعٌ میں الف زائدہ کے بعد یَا آئی تھی اس کو کس سے بدل دیا تھا؟ ہمزہ سے، تو یہاں بھی الف زائدہ کے بعد یَا آئی اس کو ہمزہ سے بدل دیا۔ تو دو **ہمزہ متحرک جمع شدند**، تو دو ہمزہ متحرک جمع ہو گئے، **وے یکے از ایشاں مکسور است**، اور ان میں سے ایک کیا ہے؟ مکسور ہے، **دوم را** بِاَیَا **بدل کردند**، تو دوسرے کو یَا کے ساتھ بدل دیا۔ بَعْدَهٗ **اعلال** قَاضٍ **و** رَامٍ **کردند**، اس کے بعد قَاضٍ اور رَامٍ والا اعلال کیا، قاضی تھا رامی تھا یَا پر ضمہ ثقیل تھا گرایا اور پھر یَا بھی اجتماع ساکنین سے گر گئی تو قَاضٍ اور رَامٍ ہوئے بھئی۔

صورت سمجھ میں آگئی؟ جی، تو امام سِیْبَوَیْہ کے نزدیک جَاءٍ اصل میں کیا تھا؟ جَایِیٌ، پھر کیا ہوا؟ پھر جَائِیٌ ہوا دو ہمزہ آئے، پھر؟ پھر جَائِیٌ ہوا، اور پھر جَاءٍ ہوا۔ کتنی صورتیں بھئی؟ چار۔ پہلی: اصل میں کیا تھا؟ جَایِیٌ، پھر کیا ہوا؟ جَائِیٌ، پھر کیا ہوا؟ جَائِیٌ، کیا ہوا؟ جَائِیٌ۔

امام

خَلِیْل	اِبْنِ	اَحْمَد

فرماتے ہیں کہ اصل میں ٹھیک ہے جَایِیٌ تھا، لیکن پھر جَائِیٌ نہیں ہوا، بلکہ قلب کر دیا گیا، کیا کر دیا گیا؟ قلب۔ جَایِیٌ یا پہلے تھی اور ہمزہ بعد میں، قلب کیا یا کو ہمزہ کی جگہ لے گئے اور ہمزہ کو یا کی جگہ لے آئے، اور قلب بھی کلام عرب میں ہوتا رہتا ہے بھئی۔ صورت سمجھ میں آئی بھئی؟ تو امام خَلِیْل اور امام سِیْبَوَیْہ کے قول میں یہ فرق ہے کہ امام سِیْبَوَیْہ فرماتے ہیں درمیان میں جَائِیٌ ہوا دو ہمزہ ہوئے، اور امام خَلِیْل فرماتے ہیں دو ہمزہ نہیں ہوئے براہ راست قلب کیا گیا، باقی تعلیل اسی طرح ہے۔

امابر قول خَلِیْل، باقی امام خَلِیْل کے قول پر **از جہت** کَرَاھَتِ **دو ہمزہ قلب کردند**، دو ہمزہ کے مکروہ ہونے کی وجہ سے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے قلب کر دیا بھئی۔ ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے کیا کر دیا؟ قلب۔ بھئی امام

خَلِیْل	اِبْنِ	اَحْمَد

یہ استاد ہیں امام سِیْبَوَیْہ کے، یہ فرماتے ہیں کہ جَایِیٌ ہے، آپ نے اس پہلی یا کو بھی کس سے بدل دیا؟ ہمزہ سے، تو جَائِیٌ ہوا حالانکہ دو ہمزہ کا اجتماع پسندیدہ نہیں ہے، اس لیے اس کو ہمزہ سے بدلیں گے ہی نہیں بلکہ فوراً کیا کر دیں گے اس میں؟ اس میں قلب ہوا فوراً۔ تو دو ہمزہ کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے **از جہت** کَرَاھَتِ **اجتماع دو ہمزہ** یوں ہونا چاہیے بھئی، دو ہمزہ کا اجتماع ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے۔ سمجھ میں آئی بات بھئی؟ تو **قلب کردند** قلب کر دیا، **یعنی عین کلمہ را بجائے لام کلمہ**، یعنی عین کلمے کی جگہ پر، **ولام را بجائے عین کلمہ بردند**، اور لام کلمے کو عین کلمے کی جگہ پر لے گئے۔ بَعْدَہٗ **اعلال** قَاضٍ **کردند**، اس کے بعد قَاضٍ والا اعلال کیا تو جَاءٍ **شد** جَاءٍ ہوا۔

و ہمچنیں است خَطَایَا و دَرَایَا، اور اسی طرح ہے خَطَایَا اور دَرَایَا **کہ در اصل** خَطَایِیٌ و دَرَایِیٌ **بود**۔ یہاں پر بھی یا مُقَدَّم ہمزہ مُؤَخَّر کریں بھئی، الف کے بعد یا ہے پھر ہمزہ ہے۔ تو کہتے ہیں **و ہمچنیں است** خَطَایَا و دَرَایَا، اور اسی طرح ہے خَطَایَا اور دَرَایَا **کہ در اصل** خَطَایِیٌ و دَرَایِیٌ **بود**، کہ اصل میں یہ خَطَایِیٌ اور دَرَایِیٌ تھے۔ **یا را بَھَمْزَہ بدل کردند**، یا کو کس سے بدلا؟ ہمزہ سے بدل دیا۔ وہی نا خَطَایِیٌ میں بھی الف کے بعد کس سے بدلا؟ جیسے ابھی بھئی ابھی بتلایا تھا پیچھے آپ نے قانون پڑھا یا نہیں؟ خَطَایَا جمع ہے خَطِیْئَۃٌ کی، سمجھ میں آیا خَطِیْئَۃٌ کی۔ تو جیسے صَحِیْفَۃٌ کی جمع انہوں نے بتائی صَحَائِفُ آئی، اس حرف مدہ کو کس سے بدلا تھا؟ ہمزہ سے صَحَائِفُ، ابھی پڑھا آپ نے کس سے بدلتے ہیں اس کو؟ ہمزہ سے۔ تو خَطِیْئَۃٌ کے اندر بھی جب اس کی جمع بنائی کیا آئی؟ خَطَایِیٌ، تو اس یا کو کس سے بدلا؟ ہمزہ سے بدل دیا۔ تو یا را بَھَمْزَہ بدل کر دندیا کو ہمزہ کے ساتھ بدل دیا، **چنانچہ در** صَحَائِفُ **نمودند**، جیسے کہ صَحَائِفُ میں دکھایا یعنی اس کے اندر ہوا تھا۔ **پس دو ہمزہ متحرک جمع شدند**، پس دو ہمزہ متحرک جمع ہو گئے، **و یکے از ایشاں مکسور است**، اور ان میں سے ایک کیا ہے؟ مکسور، خَطَائِیٌ ہوا دَرَائِیٌ ہوا، دو ہمزہ اکٹھے اور ان میں سے اول کیا ہے؟ مکسور۔ تو **دو ہمزہ جمع شدند** دو ہمزہ جمع ہوئے، **یکے از ایشاں مکسور است** اور ان میں سے ایک مکسور ہے، ثَانِي را بَیَا **بدل کردند**، تو دوسرے کو کس سے بدل دیا؟ یا سے۔ **و ہمزہ اول را بیائے** مَفْتُوْحَہ **بدل کردند**، اور ہمزہ اول کو یائے مَفْتُوْحَہ کے ساتھ بدل دیا۔ اچھا، پہلے دونوں کیا ہوئے؟ دو ہمزہ آگئے، خَطَایِیٌ تھا پھر یا کو بھی ہمزہ سے بدلا کیا ہوا؟ خَطَائِیٌ، دو ہمزہ ہوئے۔ اچھا، پھر دو ہمزہ اکٹھے ہوئے تو ثَانِي کو کس سے بدلا؟ یا سے، خَطَائِيْ ہوا، خَطَائِيْ۔ پھر اس کے بعد ایک قانون ہے زرادی میں بھی آپ نے پڑھا تھا کہ جب خَطَا... کیا پڑھا لفظ کیا ہے ذہن میں لفظ رکھنا: خَطَائِيْ، آخر میں الف آرہا ہے پھر ہمزہ ہے پھر یا ہے: الف، خَطَائِيْ، الف، ہمزہ اور یا۔ اور فَعَائِلُ وزن کے اندر جب اس طرح ہمزہ دو حروف عِلَّت کے بیچ آجائے، یا اور الف کے بیچ آجائے۔ کیا آئے؟ ہمزہ کس کے درمیان آئے؟ دو حرف عِلَّت یعنی الف اور یا کے بیچ آئے، تو یہاں بھی اسی طرح ہوا یا نہیں؟ خَطَائِيْ، ہمزہ کس کے اندر آیا؟ اس سے پہلے ہے الف اور بعد میں ہے یا، تو اس ہمزہ مکسور کو یائے مفتوح سے بدلتے ہیں۔ اس ہمزہ مکسور کو کس سے بدلتے ہیں؟ یائے مفتوح سے۔ تو خَطَائِيْ اب یائے

مفتوح لے آؤ: خَطَايَيْ، خَطَايَيْ۔ اب وہ قانون: آخری یَا متحرک ماقبل فتحہ اس کو کس سے بدلو؟ الف سے۔ تو کیا بن گیا؟ خَطَايَا، آخری یَا کس سے بدل گئی؟ یَا متحرک تھی ماقبل فتحہ تھا اس کو کس سے بدلا؟ الف سے تو خَطَايَا ہوا۔ تعلیل سمجھ میں آگئی بھئی؟ کہ نہیں سمجھ میں آئی؟ جی۔

تو **ہمزہ اول را بیائے** مَفْتُوْحَه **بدل کردند**، اور پہلے ہمزہ کو جو ہے وہ یائے مَفْتُوْحَه کے ساتھ بدل دیا، **چنانچہ قیاس است**، جیسے کہ قیاس ہے یعنی اسی طرح قیاس بھی اسی طرح ہے کیونکہ قانون میں نے ذکر کر دیا، جیسے کہ قیاس ہے **درمانند** مَطَايَا، کس کے اندر؟ مَطَايَا جیسے لفظوں میں۔ جی مَطَايَا کے اندر بھئی یہ مَطَايَا اصل میں تھا... یہ جمع ہے مَطِيَّةٌ کی، کس کی؟ مَطِيَّةٌ، اور مَطِيَّةٌ اصل میں تھا مَطِيْوَةٌ، کیا تھا؟ مَطِيْوَةٌ۔ وہی صَحَائِفُ والا قانون لگے گا۔ مَطِيْوَةٌ، صَحِيْفَةٌ۔ صَحِيْفَةٌ کی جمع کیا آئی تھی؟ صَحَائِفُ، اس کی بھی جمع کیا آئے گی؟ مَطَايِوُ، مَطَايِوُ۔ سمجھ میں آئی بات بھئی؟ مَطَايِوُ۔ اچھا، تو مَطَايِوُ میں دیکھو الف کے بعد یَا ہے اور پھر واو ہے۔ مَطِيْوَةٌ کی جمع ہے نا، حروف اَصْلِيَّه رکھو ہر جگہ پہ۔ تو فاعل کے الف کے بعد کیا آیا؟ یَا آئی، اس کے بعد کیا آیا؟ واو۔ تو یہ واو طرف میں واقع ہوا اور ماقبل کسرہ تھا تو اس کو یَا سے بدل دیا، جیسے رَضِيَ اصل میں کیا تھا؟ رَضِوَ، واو طرف میں تھا اور ماقبل ضاد پہ کسرہ تھا تو اس واو کو کس سے بدلا؟ یَا سے۔ تو یہاں پر بھی مَطَايِوُ واو طرف میں ہے اور ماقبل یَا پر کسرہ تو اس واو کو کس سے بدلا؟ یَا سے تو کیا ہوا؟ مَطَايِيْ۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ پھر صَحَائِفُ میں وہ یَا کس سے بدل گئی تھی؟ ہمزہ سے، یہاں بھی ہمزہ سے بدلو کیا ہوا؟ مَطَائِيْ، مَطَائِيْ۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ پھر ہمزہ مکسور کس کے بیچ آیا؟ دو حرف عِلَّت، اس سے پہلے ہے الف اس ہمزہ سے پہلے اور اس ہمزہ کے بعد ہے یَا، تو اس کو کس سے بدلا؟ یائے مَفْتُوْحَه سے، کیا بنا؟ مَطَايَيْ، مَطَايَيْ۔ پھر آخری یَا متحرک ہے ماقبل والی یَا مفتوح ہے تو یائے متحرک ماقبل فتحہ تھا اس آخری یَا کو کس سے بدل دیا؟ الف سے تو مَطَايَا ہوا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ جی۔

تو جیسے کہ قیاس ہے **درمانند** مَطَايَا، مَطَايَا جیسے لفظوں کے اندر، بَعْدَهٗ **یائے** ثَانِي **را از جہت** تَحَرُّك، اس کے بعد یائے ثَانِي کو از جہت تَحَرُّك متحرک ہونے کی وجہ سے، وَاِنْفِتَاحِ **ماقبل** اور ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے، بَاَلِف **بدل کردند**، کس کے ساتھ بدل دیا؟ الف سے بدل دیا، خَطَايَا **شد** تو خَطَايَا ہوا۔ **واین نزد** سِيْبَوَيْه **است**، اور یہ امام سِيْبَوَيْه کے نزدیک ہے یعنی ان کے نزدیک اس طرح ہے، دو ہمزہ اکٹھے ہوئے تھے اور پھر یَا وغیرہ۔ صورت ساری تفصیل آپ نے پڑھ لی۔ **ونزد** خَلِيْل **قلب کردند**، اور امام

خَلِيْل	اِبْنِ	اَحْمَد

رحمہ اللہ کے نزدیک قلب کیا، یعنی **ہمزہ را بجائے یا کردند و یا را بجائے ہمزہ آوردند**، ہمزہ کو یَا کی جگہ لے گئے اور یَا کو ہمزہ کی جگہ لے آئے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھئی؟ جی۔ وہی جس طرح جَاءٍ میں ہوا تھا یہاں بھی ہے۔

چلیے بس کریں مولانا، بس بھئی۔ هٰذَا هوالْمَرَامُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْكَلَامِ۔

بابِ افتعال میں حروفِ مطبقہ، دال، ذال، زا، سین، جیم کے قلب و ادغام اور اختتامِ کتاب

سبق نمبر ۱۳۹—تاریخِ درس: ۱۷ جون ۲۰۰۹ء

دیگر بدان کہ اگر حروف مطبقہ یعنی طا یا ظا یا صاد یا ضاد بجائے فَا **کلمہ در باب** اِفْتِعَالْ **افتد، تا را بہ طا بدل کنند و طا را در طا بر سبیل وجوب ادغام کنند برائے اجتماع** مِثْلَیْن **چوں** اِطَّلَبَ **کہ در اصل** اِطْتَلَبَ **بود۔**

اچھا بھائی! اب مصنف رحمہ اللہ جو ہیں باب اِفْتِعَالْ سے متعلقہ کچھ خاص قوانین ذکر کر رہے ہیں جو اسی باب سے متعلق ہیں بھائی۔ تو کہتے ہیں **دیگر**، دوسرا قانون یہ۔ **بدان کہ** جان لے تو یہ، **کہ اگر حروف مطبقہ**، کہ اگر حروف مطبقہ یعنی اس حروف مطبقہ سے کیا مراد ہے؟ کون سے حروف؟ خود بتلا رہے ہیں: **یعنی طا یا ظا یا صاد یا ضاد بجائے** فَا **کلمہ**، کس چیز کی جگہ پر؟ فَا کلمہ۔ یہ طا، ظا، صاد، ضاد جو ہیں فَا کلمے کی جگہ پر آئیں **در باب** اِفْتِعَالْ، کس میں؟ باب اِفْتِعَالْ۔ باب اِفْتِعَالْ میں **افتد**، واقع ہوں، تو **تا را بہ طا بدل کنند**، تو یہ باب اِفْتِعَالْ کی جو تا ہے فَا کے بعد جو تا آ رہی ہے، اس کو طا سے بدل دیں گے۔ فَا کی جگہ تو کیا آیا؟ طا یا ظا یا صاد یا ضاد۔ تو یہ جو تا ہے آگے والی، اس تا کو طا سے بدل دیں گے۔ **و طا را در طا بر سبیل وجوب ادغام کنند۔**

اچھا بھائی! یہ تا کو تو طا سے بدل دیا۔ اب فَا کی جگہ یا طا ہو گی یا ظا ہو گی یا صاد ہو گا یا ضاد۔ وہ اب ان سب کی تفصیل باری باری بتلائیں گے۔ سب سے پہلے وہ صورت ذکر کر رہے ہیں جب کہ فَا کی جگہ کیا ہو؟ طا ہو۔ تو اگلی تا کو بھی طا سے بدل دیا اور پیچھے فَا بھی طا تھی، **تو طا را در طا بر سبیل وجوب ادغام کنند**، تو طا کا طا میں وجوب کے طریقے پر ادغام کریں گے **برائے اجتماع** مِثْلَیْن، مِثْلَیْن کے اجتماع کی وجہ سے بھائی، کیونکہ مِثْلَیْن جمع ہو گئے، دونوں جگہ دو طا آ گئیں۔ **چوں** اِطَّلَبَ جیسے اِطَّلَبَ، **کہ در اصل** اِطْتَلَبَ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ اِطْتَلَبَ تھا بھائی۔ تو اگلی تا کو طا کیا اور پھر طا کا طا میں ادغام کیا تو اِطَّلَبَ ہوا۔

و اگر ظا باشد، اور اگر فَا کی جگہ کیا ہو؟ ظا ہو۔ **جائز است**، اچھا فَا کی جگہ تو ظا آئی اور اگلی تا کو کس سے ہم نے بدل دیا ہے؟ طا سے۔ تو اب کہہ رہے ہیں **جائز است کہ ظا را طا و طا را ظا ساختہ ادغام یکے در دیگرے کنند۔** اب یاد رکھیے، فَا کی جگہ کیا آئی؟ ظا۔ اور اگلی تا کو کس سے بدل چکے ہم؟ طا سے۔ تو اب یہاں تین صورتیں جائز ہیں۔ ظا کو بھی طا کر دیں اور طا کا طا میں ادغام کر دیں۔ ایک صورت۔ دوسری صورت، ظا کو طا نہیں کرنا بلکہ طا کو کیا کر دیں گے؟ ظا کر دیں گے۔ سمجھ میں آیا؟ وہ جو تا جس کو ہم نے کس سے بدلا تھا؟ طا سے۔ اس کو پھر کس سے بدل دیں گے؟ ظا سے۔ تو ایک ظا پہلے ہے، ایک یہ ظا آ گئی، ظا کا ظا میں ادغام کریں گے بھائی۔ تیسری صورت یہ کہ ادغام نہیں کرتے بھائی، بلکہ ان دونوں کو اپنے حال پر باقی رکھتے ہیں۔ کیا کرتے ہیں؟ ان دونوں کو کیا کرتے ہیں؟ اپنے حال پر باقی رکھتے ہیں، ان دونوں میں ادغام نہیں کرتے۔ صورتیں سمجھ میں آ گئیں تینوں بھائی؟ یہی ذکر کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں **و اگر ظا باشد**، اور اگر ظا ہو یعنی فَا

ویکٹر نقشہ: بابِ اِفْتِعَالْ میں تاءِ افتعال کا قلب و ادغام



کلمے کی جگہ اگر ظا ہو، **جائز است** تو جائز ہے **کہ ظا را طا**، کہ ظا کو طا، **و طا را ظا**، اور طا کو ظا یعنی ظا کو طا بھی کر سکتے ہیں اور طا کو ظا بھی کر سکتے ہیں، **ساختہ** بنا کر **ادغام یکے در دیگرے کنند**، ایک کا ادغام دوسرے کے اندر کر دیں۔ جی۔ **و** اِظہار **احسن است**، اور اِظہار بہتر ہے، سمجھ میں آیا بھائی؟ کہ دونوں کو اپنی حالت پر برقرار رکھیں۔ تو تین صورتیں بن جائیں گی، **چوں**

اِطَّلَمَ	اِظَّلَمَ	اِظْطَلَمَ

۔ اِطَّلَمَ میں دیکھو بھائی طا کا طا میں ادغام ہوا۔ اِظَّلَمَ، یہاں کیا کیا؟ طا کو ظا کر کے ظا میں ادغام۔ اور اِظْطَلَمَ، ان دونوں کو اپنی حالت پر باقی رکھا اور آپ نے پڑھا یہ احسن صورت ہے۔ یہ تین صورتیں ہیں **کہ در اصل** اِظْتَلَمَ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ اِظْتَلَمَ تھا بھائی، سمجھ میں آیا؟ ظا، لام، میم یہ مادہ ہے بھائی، اِفْتَعَلَ۔

و اگر صاد باشد۔ بھائی طا اور ظا کی بات گزر گئی، اب آگے صاد اور ضاد ہوں اگر فا کی جگہ۔ تو کہتے ہیں **و اگر صاد باشد** اگر فا کی جگہ صاد ہو، **روا است** جائز ہے **کہ تا را طا**، کہ تا کو کیا کر دیں؟ طا، تا کو طا کریں، **و طا را صاد ساختہ**، اور پھر طا کو صاد بنا کر **در صاد ادغام کنند**، کس کے اندر ادغام کر دیں؟ صاد کا پھر صاد میں ادغام کر دیں۔ **چوں** اِصَّبَرَ، **کہ در اصل** اِصْتَبَرَ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ اِصْتَبَرَ تھا بھائی۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ اِصْتَبَرَ تھا، پھر تا کو طا کیا، پھر طا کو صاد کیا اور پھر صاد کا صاد میں ادغام کیا تو اِصَّبَرَ ہوا۔

ضاد کی بات رہ گئی۔ کہتے ہیں **و ضاد حکم صاد دارد**، اور ضاد بھی صاد کا حکم رکھتا ہے۔ **چوں** اِضَّرَبَ، جیسے اِضَّرَبَ **کہ در اصل** اِضْتَرَبَ **بود** کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ اِضْتَرَبَ تھا۔ اِضْتَرَبَ۔ جی، **و** اِضْطَرَبَ بِدُونِ **ادغام احسن و اکثر است**، اور اِضْطَرَبَ بغیر ادغام کے بہتر اور اکثر ہے، اکثر اس طرح استعمال ہوتا ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔

و عکس ادغام مذکور روا نیست، اور اس ادغام کا عکس، مذکورہ ادغام کا عکس جائز نہیں۔ عکس کیا بھائی؟ بھائی دیکھیے آیا تھا صاد یا ضاد فا کی جگہ۔ آگے تا کو پھر کس سے بدلنا ضروری تھا؟ طا سے۔ اور پھر طا کو صاد کر کے صاد میں ادغام یا طا کو ضاد کر کے ضاد میں ادغام بتلایا یہ جائز ہے۔ لیکن اس کا عکس کریں کہ صاد کو طا کر کے طا میں ادغام کریں یا ضاد کو طا کر کے طا میں ادغام کریں، کہتے ہیں یہ جائز نہیں ہے بھائی۔ **پس** اِطَّبَرَ **و** اِطَّرَبَ **درست نباشد**، پس اِطَّبَرَ اور اِطَّرَبَ درست نہ ہوگا۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ وہی، اِصَّبَرَ تو جائز ہے کہ طا کو صاد کر دیا، لیکن اِطَّبَرَ کہ صاد کو طا کر دیں اور پھر طا میں ادغام کریں، یہ جائز نہیں۔ اسی طرح اِضَّرَبَ تو جائز تھا کہ طا کو ضاد کر کے ضاد میں ادغام، لیکن اِطَّرَبَ اس میں جائز نہیں ہے کہ ضاد کو طا کر کے طا میں ادغام کر دیں۔ صورتیں سمجھ میں آرہی ہیں اچھی طرح؟ جی استاد جی۔

و سِیبَوَیْہِ **در** اِضْطَجَعَ، اِطَّجَعَ **عکس ایں قلب حکایت کردہ**۔ اور امام سِیبَوَیْہِ نے اِضْطَجَعَ صیغے کے اندر اِطَّجَعَ جو اس قلب کا عکس جو ہے **حکایت کردہ**، انہوں نے حکایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اِضْطَجَعَ کے اندر اِطَّجَعَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ ہم نے تو کہا تھا طا کو ضاد کر کے ضاد میں ادغام کر سکتے ہیں لیکن ضاد کو طا کر کے طا میں ادغام نہیں۔ لیکن اِطَّجَعَ میں دیکھیے ضاد کو طا کر کے طا میں کیا کر دیا گیا ہے؟ ادغام۔ تو امام سِیبَوَیْہِ فرماتے ہیں یہ بھی جائز ہے، یہ روایت انہوں نے کی ہے بھائی۔

و اگر بجائے فا **کلمہ در باب مذکور**، اور اگر فا کلمے کی جگہ پر اس مذکورہ باب میں **دال یا ذال یا زا باشد**، دال یا ذال یا زا ہو، **واجب است** واجب ہے **کہ تا را دال کردہ** کہ تا کو کیا کر دیں؟ دال کر دیں، **در دال ادغام نمایند**۔ اچھا بھائی! فا کی جگہ کیا آجائے؟ دال، ذال یا زا۔ تو اگلی تا کو دال سے بدلنا واجب ہے۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ اب تا کو تو دال سے بدل دیا۔ اب پیچھے فا کی جگہ دال بھی ہو سکتا ہے، وہاں ذال بھی ہو سکتا ہے، وہاں زا، کیونکہ تینوں کی صورت میں بدلنا تھا، تو اب تینوں کا الگ الگ بتائیں گے۔ اگر فا کی جگہ بھی دال ہو تو پھر آگے بھی دال آیا تو دال کا دال میں ادغام واجب ہے۔ یہی بات کر رہے ہیں، کہ تا کو دال کریں گے **و در دال ادغام نمایند** اور دال میں ادغام کریں گے۔ **چوں** اِدَّعٰی، جیسے اِدَّعٰی **کہ در اصل** اِدْتَعٰی **بود**، کہ اصل میں یہ اِدْتَعٰی تھا۔

و اگر ذال باشد، اور اگر فا کی جگہ کیا ہو؟ ذال ہو، **روا است** جائز ہے **کہ دال مُبْدَلَۂ تا را ذال سازند**، کہ وہ دال جو بدلا گیا ہے تا سے، تا سے بدلا ہوا دال، یعنی تا تھی اس کو کس سے بدل دیا تھا؟ دال سے بدل دیا تھا۔ اس دال کو **ذال سازند**، کیا بنالیں؟ ذال بنالیں۔ یہ بھی جائز۔ **یا ذال را دال**، یا اس کا عکس کر دیں، پہلے والے ذال کو کس سے بدل دیں؟ دال سے بدل دیں، **و یکے را در دیگرے ادغام نمایند** اور ایک کا دوسرے کے اندر ادغام کریں، **و ترک ادغام نیز درست است** اور ادغام کو ترک کر دینا یہ بھی درست ہے۔ **چوں**

اِدَّکَرَ	اِذَّکَرَ	اِذْدَکَرَ

کہ دراصل اِذْتَکَرَ **بود**۔ کہ یہ اصل میں کیا تھے؟ اِذْتَکَرَ تھے۔ تو دیکھیے اِذْتَکَرَ، فَا کی جگہ کیا آیا؟ ذال۔ تو اگلی تا کو کس سے بدلیں گے؟ دال سے۔ تو پھر یہ دال آیا اور پچھلا ذال، اس کو بھی دال کر دیں گے اور دال کا دال میں ادغام، تو اِدَّکَرَ ہوا۔ یا اس دال کو پھر ذال میں بدل دیں گے اور ذال کا ذال میں ادغام کریں گے تو اِذَّکَرَ ہوا۔ یا ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے بغیر ادغام کے اور اِذْدَکَرَ پڑھیں گے، یہ بھی جائز ہے۔

یہ تو دال اور ذال کی بات تھی۔ **واگر زا باشد**، اگر کیا ہو فَا کی جگہ؟ زا ہو، **دال را زا ساختہ** تو دال کو پھر کیا کر دیں گے؟ زا کر دیں گے۔ **وزا را در زا ادغام سازند** اور زا کا زا کے اندر ادغام کریں گے، **وعکس نکنند** اور اس کا عکس نہیں کریں گے۔ دال کو زا کر کے پھر زا میں ادغام، لیکن زا کو دال کر کے دال میں ادغام کر دیں یہ جائز نہیں ہے بھائی۔ **وعدم ادغام نیز رواست**، اور ادغام نہ کرنا یہ بھی جائز ہے۔ **چوں** اِزَّانَ، تو دیکھو دال کو زا کر کے زا میں ادغام کیا، اِزَّانَ ہوا، واِزْدَانَ یہاں ترک ادغام ہے، **کہ دراصل** اِزْتَانَ **بود**، کہ اصل میں یہ کیا تھا؟ اِزْتَانَ تھا۔

واگر بجائے عین کلمہ تا باشد، آپ کی کتابوں میں کیا ہے بھائی؟ تا؟ ہاں تا۔ تا ہی ہونی چاہیے ثَا کی بات آگے آ رہی ہے۔ **واگر بجائے عین کلمہ تا باشد**، اور اگر عین کلمے کی جگہ تا ہو، اِفْتَعَلَ۔ اب فَا کی بات نہیں کر رہے، کس کی بات کر رہے ہیں؟ عین کی۔ عین کی۔ تو اگر عین کلمے کی جگہ **تا باشد** تا ہو، **ادغام وعدم ادغام ہر دو جائز**، تو ادغام اور عدم ادغام دونوں جائز ہیں، **چوں** اِقْتَتَلَ بغیر ادغام کے، وقَتَّلَ۔ قَتَّلَ کیسے بنا؟ اِقْتَتَلَ تھا، پہلی تا کی حرکت نقل کر کے قاف کو دے دی اور تا کا تا میں ادغام کیا۔ اِقَتَّلَ ہوا۔ کیا ہوا؟ اِقَتَّلَ۔ تو شروع کے ہمزۂ وصل کو پھر گرا دیا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ اس کو کس لیے لائے تھے؟ کیونکہ قاف ساکن تھا، اب اس کی ضرورت نہیں، تو قَتَّلَ ہوا۔

واگر ثَا باشد، اور اگر کیا ہو عین کلمے کی جگہ؟ ثَا ہو، **لازم است کہ ہر یکے را جنس دیگرے ساختہ ادغام نمایند**، کہ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کی جنس بنا کر ادغام کر دیں، **وعدم ادغام روانیست**، اور عدم ادغام جائز نہیں۔ اگر عین کی جگہ ثَا آ جائے، تو پھر تا کو بھی ثَا کر کے ثَا میں ادغام کر دیں، یا ثَا کو تا کر کے تا میں ادغام کر دیں، دونوں صورتیں جائز ہیں اور عدم ادغام جائز نہیں۔ **چوں** اِثَّارَ و اِثَّارَ **کہ دراصل** اِثْتَارَ **بود**، یہ اصل میں کیا تھا؟ اِثْتَارَ تھا۔ تو دیکھو اِثَّارَ، ثَا کو بھی تا کر کے تا میں کیا کر دیا گیا؟ ادغام۔ اور اِثَّارَ، کہ تا کو ثَا کر کے کیا کر دیا گیا؟ ثَا میں ادغام تو اِثَّارَ ہوا۔

واگر سین یا جیم باشد، اور اگر کیا ہو؟ سین یا جیم ہو بھائی۔ یہ پھر فَا کلمے کی بات آئی مولانا۔ **اگر سین یا جیم باشد**، یعنی فَا کلمے کی جگہ سین یا جیم ہو، **رواست** جائز ہے **کہ تا را سین یا جیم ساختہ**، باب اِفْتِعَالْ ہے اور فَا کی جگہ کیا آئی؟ سین یا جیم۔ وہاں پر سین آ گیا یا جیم۔ تو اب اس تا کو بھی سین کر کے یا جیم کر کے ان کے اندر کیا کر دیں گے؟ ادغام کر دیں گے۔ سین کے لیے سین کر دیں گے اسے اور جیم کے لیے جیم۔ **تو رواست کہ تا را سین یا جیم ساختہ**، کہ تو جائز ہے کہ تا کو سین یا جیم کرتے ہوئے **در سین یا جیم ادغام نمایند**، یہاں یا جیم بھی ہونا چاہیے بھائی، سمجھ میں آیا بھائی؟ **در سین یا جیم ادغام نمایند**، سین یا جیم کے اندر ادغام کر دیں، **چوں** اِسَّمَعَ و اِجَّمَعَ، **کہ دراصل** اِسْتَمَعَ و اِجْتَمَعَ **بود**، کہ اصل میں یہ اِسْتَمَعَ اور اِجْتَمَعَ تھا۔ تو یہ جائز ہے، واجب نہیں ہے، سمجھ میں آیا بھائی؟ دیکھتے جائیں جگہ، بعض چیزیں واجب ہیں، بعض جائز ہیں بھائی۔ تو اِسْتَمَعَ تھا، فَا کی جگہ کیا آیا؟ سین۔ تو اگلی تا کو بھی سین کر کے سین میں ادغام کیا تو کیا بن گیا؟ اِسَّمَعَ۔ اور اِجْتَمَعَ، فَا کی جگہ جیم آیا، تو تا کو بھی جیم کر کے جیم میں ادغام کیا تو اِجَّمَعَ ہوا۔ **واتَّمَعَ گفتہ نہ می شود**، اور اِتَّمَعَ نہیں کہا جائے گا۔ یعنی اس سین یا جیم کو تا کر کے تا میں ادغام نہیں کر سکتے۔ **وعدم ادغام افصح است**، اور ادغام نہ کرنا یہ افصح ہے، یہ فصیح، اعلیٰ لغت یہ ہے بھائی کہ اسی طرح اِسْتَمَعَ پڑھا جائے، اسی طرح اِجْتَمَعَ پڑھا جائے، ادغام نہ کیا جائے اور تبدیل نہ کیا جائے بھائی۔

ودر فَا کلمہ نزد ادغام فتحہ وکسرہ رواست، اور فَا کلمے کے اندر، فَا کلمے میں نزد ادغام، ادغام کے نزدیک یعنی ادغام کے وقت فتحہ اور کسرہ **رواست**، فتحہ اور کسرہ جائز ہے۔ کس میں؟ فَا کلمے میں۔ اچھا۔ ادغام کے وقت بھائی فتحہ بھی جائز اور کسرہ بھی جائز ہے۔ آگے مثالیں آ رہی ہیں۔ **وہمچنیں در عین ماضی معلوم**، اور اسی طرح ماضی معلوم کے عین کلمے میں بھی **نیز فتحہ وکسرہ رواست**، ان میں بھی فتحہ اور کسرہ **رواست** جائز ہے۔ **واین بر چہار صورت خواہد بود**، اور یہ کتنی صورت پر ہو گا؟ چار صورت پر ہو گا۔ بھائی دیکھو فَا میں بھی فتحہ اور کسرہ، عین میں بھی فتحہ اور کسرہ، تو چار صورتیں بنیں گی۔ کیسے؟ **فتح فَا و عین**، فَا اور عین دونوں پر کیا ہو؟ فتحہ، دونوں کا فتحہ۔ **وکسرۂ فَا و عین**، فَا اور عین دونوں کا کسرہ۔ **وفتح فَا وکسر عین**، اور فَا کا فتحہ اور عین کا کسرہ۔ **وبالعکس**، اور اس کا عکس کہ فَا کا کسرہ اور عین کا فتحہ۔ **چوں**

قَتَّلُوْا	قِتَّلُوْا	قِتِّلُوْا	قَتِّلُوْا

، یہ سب جائز ہیں۔ دیکھو قَتَّلُوْا، فَا پر بھی فتحہ اور عین پر بھی فتحہ۔ قِتِّلُوْا، فَا اور عین دونوں پر کسرہ۔ وقِتَّلُوْا، فَا پر کسرہ اور عین پر فتحہ۔ وقَتِّلُوْا، فَا پر فتحہ اور عین پر کسرہ۔ **کہ دراصل اِقْتَتَلُوْا بود**، کہ اصل میں کیا تھا؟ اِقْتَتَلُوْا تھا۔

بدان کہ جان لے تو کہ **قوانین ہر جنس از اجناس مذکورہ بسیار است**، کہ ہر جنس جو ہے، ان مذکورہ اجناس میں سے ہر جنس کے قوانین **بسیار است**، بہت ہیں۔ **امادریں کتاب مختصر زیادہ نہ تواں نوشت**، باقی اس مختصر کتاب کے اندر زیادہ نہیں لکھے **تا کہ عبارت کتاب دراز نگردد**، تا کہ کتاب کی عبارت لمبی نہ ہو جائے، فقط بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ قوانین کہتے ہیں اور بھی ان کے بہت سے ہیں جو ہم نے بیان کر دیے معتل کے، مہموز کے، مضاعف کے، صرف یہی قوانین نہیں ہیں، اور بھی بہت سے قوانین ہیں لیکن ان کو ذکر نہیں کیا تا کہ کہیں کتاب لمبی نہ ہو جائے بھائی۔

تبصرہ۔ اب یہ کچھ اور باتیں ذکر کریں گے تبصرہ کے عنوان سے بھائی، یعنی یہ چیزیں بھی بصیرت کا باعث ہیں، طالب علم کے لیے ان کو بھی جاننا چاہیے۔ کہتے ہیں **واگر حروف مذکورہ عین کلمۂ باب** اِفْتِعَالْ **افتد**، اور اگر مذکورہ حروف جو ہیں باب اِفْتِعَالْ کے عین کلمہ واقع ہوں۔ کون سے حروف مذکورہ؟ یہ جتنے گزرے: طا، ظا، صاد، ضاد، دال، ذال، زا، تا، ثا، جیم، سین، سمجھ میں آیا بھائی؟ یہ سارے۔ اگر یہ کہاں پر آئیں؟ باب اِفْتِعَالْ کے عین کلمے کی جگہ۔ **روا**، جائز ہے **کہ** تَایش **جنس مابعد شود**، کہ ان کی، اس کی تا جو ہے مابعد کی جنس ہو جائے۔ اِفْتَعَلَ، تا عین سے پہلے ہے یا بعد میں ہے؟ پہلے۔ تا کیا ہے؟ عین سے پہلے۔ اور عین کی جگہ کیا آیا؟ وہ چھ سات آٹھ جو حروف ابھی ذکر ہوئے، ان میں سے کوئی آیا۔ تو اس تا کو بھی اگلے مابعد کی جنس، مابعد کون ہے تا کے؟ عین۔ وہی عین ہے جس کی ابھی بات کی ہے، اسی کی جنس سے بدل کر کیا کر دیں؟ اس میں ادغام کر دیں۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔ کہ **تو روا**، جائز ہے **کہ** تَایش **جنس ما بعد شود** کہ اس کی تا جو ہے مابعد کی جنس ہو جائے **وادغام لازم گردد** اور ادغام لازم ہو جائے۔ **چوں** هَدٰی جیسے هَدٰی **کہ اصلش** اِهْتَدٰی **بود**، کہ اصل اس کی کیا تھی؟ اِهْتَدٰی تھی، کیا تھی؟ اِهْتَدٰی تھی۔ **تارادال**، دیکھو تا کے بعد دال آیا، عین کی جگہ کیا آیا؟ دال آیا۔ **تو تارادال کردند** تو تا کو بھی دال کر دیا، **ودر دال ادغام نمودند** اور دال کے اندر ادغام کر دیا، **وہمزہ رااز جہت استغنا حذف ساختند**، اور یہ جو شروع میں ہمزۂ وصلی تھا اِهْتَدٰی، ہا سے پہلے جو ہمزۂ وصلی ہے، اس کو **از جہت استغنا** مستغنی ہونے کی وجہ سے **حذف ساختند**، کیا کر دیا؟ حذف کر دیا۔ تو کیا بن گیا؟ هَدٰی بن گیا هَدٰی، دیکھو ہمزہ شروع سے گر گیا۔

ودرآں نیز چہار صورت است، اور اس کے اندر بھی چار صورتیں ہیں: هَدٰی **بفتح ہا ودال**۔ هَدٰی دیکھو ہا پر بھی فتحہ ہے اور دال پر بھی فتحہ۔ تو **بفتح ہا ودال** ہا اور دال کے فتحہ کے ساتھ۔ وهِدٰی **بکسر ہا وفتح دال**، ہا کے کسرے اور دال کے فتحہ کے ساتھ۔ وهَدِّيَ **بکسر دال وفتح ہا ویا**، هَدِّيَ **بکسر دال** دال کے کسرہ کے ساتھ **وفتح ہا ویا**، اور ہا اور یا کے فتحہ کے ساتھ۔ وهِدِّيَ، هِدِّيَ **بکسر ہا ودال**، ہا اور دال کے کسرے کے ساتھ، **وفتح یا**، اور یا کے فتحے کے ساتھ۔ جی۔ یہ تو تھی ماضی۔

ومضارع معلوم، مضارع معلوم جو ہے یَهَدِّيْ، وہ کیا آئے گا؟ یَهَدِّيْ آئے گا۔ **اصلش** یَهْتَدِيْ، اس کی اصل یَهْتَدِيْ ہے بھائی، تو تا کو دال کر کے دال میں ادغام کیا۔ تو خود بتلا رہے ہیں **تا دال شدہ**، تا دال ہو گئی، **ودر دال ادغام گردید**، اور دال کے اندر ادغام ہو گیا، **وحرکت تا بہ** فَا **آمد**، اور تا کی حرکت کس پر آ گئی؟ فَا پر آ گئی، سمجھ میں آیا؟ یَهَدِّيْ ہوا نا، یَهْتَدِيْ میں تو ہا ساکن ہے، یَهَدِّيْ میں ہا پر کیا آ گیا؟ فتحہ۔ یہ کس کا فتحہ ہے؟ وہ تا کا فتحہ ادھر نقل ہو کر آ گیا۔ **وبکسر** فَا **نیز برائے موافقت ماضی**، اور فَا کے کسرے کے ساتھ۔ یَهَدِّيْ تھا، فَا کیا ہے؟ فَا یعنی ہا ہے، ہا۔ اس پر کسرہ بھی جائز ہے، کیسے پڑھیں گے؟ یَهِدِّيْ۔ خود بتلا رہے ہیں **وبکسر** فَا اور فَا کے کسرے کے ساتھ **نیز برائے موافقت ماضی**، کس کی موافقت کے لیے؟ ماضی کی موافقت کے لیے۔ بھائی ماضی میں آپ نے اوپر پڑھایا نہیں: هَدٰی بھی جائز اور هِدٰی بھی، فَا کے کسرہ اس میں بھی جائز تھا، تو لہٰذا مضارع میں بھی فَا کا کسرہ جائز ہے۔ **وبکسر علامت مضارع بمطابعت** فَا **در کسرہ**، اور علامت مضارع جو ہے اس کے کسرے کے ساتھ بھی **بمطابعت** فَا، کس کی مطابعت میں؟ فَا کے مطابعت میں، **در کسرہ** کسرہ میں۔ بھائی مضارع میں بھی فَا پر کیا پڑھ سکتے ہیں؟ ابھی بتایا، فَا پر کسرہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کیوں؟ کس کی مطابعت میں؟ ماضی کی مطابعت میں۔ تو کیا بن گیا؟ یَهِدِّيْ، یَهِدِّيْ۔ پھر یہ جو علامت مضارع ہے یَا، اس پر بھی کسرہ پڑھ سکتے ہیں۔ کس لیے؟ یہاں کسرہ کس لیے پڑھیں گے؟ کہتے ہیں فَا کی، آگے جو فَا مکسور ہے تو اس علامت مضارع پر بھی کیا پڑھنا جائز؟ کسرہ پڑھنا جائز۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ تو یِهِدِّيْ ہو جائے گا یِهِدِّيْ۔ تو یہ معنی ہے **وبکسر علامت مضارع** اور علامت مضارع کے کسرہ کے ساتھ **بمطابعت** فَا **در کسرہ**، فَا کی مطابعت کے ساتھ کسرہ میں۔

واز قبیل تِعْلَمُ **نیست**، اور یہ تِعْلَمُ کی قبیل سے نہیں، زیرا کہ یَا درآنجا مکسور نہ می شود، اس لیے کیونکہ یَا وہاں پر مکسور نہیں ہوتی۔ تِعْلَمُ، یاد رکھیے یہ ایک الگ بات جو اس کتاب میں ذکر نہیں کی، دیگر صرف کی بعض کتابوں میں مذکور ہے بھائی۔ کہ یہ حروف مضارعہ، اگر حروف مضارعہ پر کسرہ بھی جائز ہے، یہ جو علامت مضارع ہیں اَتَيْنَ، یہ جو شروع میں آتے ہیں ان پر کسرہ پڑھنا بھی جائز۔ کب؟ جب اس کی ماضی مکسور العین ہو۔ ماضی کیا ہو؟ مکسور العین۔ جیسے علم

یَعْلَمُ۔ تو علم دیکھو کیا ہے؟ مکسور العین۔ تو علم یَعْلَمُ تھا، تو اب ماضی مکسور العین ہے، تو علامت مضارع پر کسرہ بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی یَعْلَمُ کو کیا پڑھ سکتے ہیں؟ یِعْلَمُ، آگے اسی طرح تِعْلَمُ، آگے اسی طرح اِعْلَمُ، اور اسی طرح نِعْلَمُ۔ یہ کس لیے؟ تاکہ کس چیز پر دلالت ہو جائے؟ اس کی کہ اس کی ماضی مکسور العین ہے اس پر دلالت ہو جائے۔ اور اسی طرح اگر ماضی کے شروع میں ہمزۂ مکسور آرہا ہو، تب بھی علامت مضارع پر کسرہ جائز ہے۔ اگر ماضی میں کیا آئے؟ ہمزۂ مکسور، شروع میں ہمزۂ مکسور آئے۔ جیسے اِسْتَخْرَجَ۔ اِسْتَخْرَجَ، آگے مضارع، تو دیکھو شروع میں کیا آیا؟ ہمزۂ مکسور۔ تو اس کا مضارع کیا تھا؟ یَسْتَخْرِجُ۔ اب اس ماضی میں ہمزۂ مکسور تھا اس کی مطابعت کرتے ہوئے علامت مضارع پر کسرہ بھی جائز، یعنی کیسے پڑھیں گے یَسْتَخْرِجُ کو؟ یِسْتَخْرِجُ، یَا پر کسرہ پڑھیں گے، یِسْتَخْرِجُ، اور اسی طرح تِسْتَخْرِجُ، اور اِسْتَخْرِجُ، اور نِسْتَخْرِجُ۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی۔ یہ لغت ہے مولانا، بعض لغات میں اس طرح بھی آیا ہے کہ علامت مضارع پر کسرہ پڑھتے ہیں، اور کیوں پڑھتے ہیں میں نے بتلایا: جب ماضی کیا ہو؟ مکسور العین ہو، اور اسی طرح جب ماضی کے شروع میں کیا آجائے؟ ہمزۂ وصل، ہمزۂ مکسور آجائے، تو ان کی مطابعت میں علامت مضارع پر کسرہ پڑھتے ہیں بعض لغتوں میں۔ اور بعض لغتوں میں کسرہ تو پڑھتے ہیں علامت مضارع پر، لیکن اگر وہ علامت مضارع یَا ہو پھر کسرہ نہیں پڑھتے۔ یعنی یِعْلَمُ نہیں پڑھیں گے بلکہ کیا پڑھتے ہیں وہ؟ یَعْلَمُ ہی پڑھیں گے۔ ہاں،

تِعْلَمُ	اِعْلَمُ	نِعْلَمُ

ان میں کسرہ پڑھیں گے، یَا کی صورت میں کسرہ نہیں۔ یہ بھی بعض لغتوں میں آیا ہے۔ بھائی یہ یَا پر کسرہ کیوں نہیں پڑھتے؟ کہتے ہیں اس لیے کیونکہ یَا پر کسرہ ثقیل ہے۔ یَا پر کیا ہے؟ کسرہ۔ تو یَا پر وہ کسرہ نہیں پڑھتے باقی تا، ہمزہ اور نون پر کیا پڑھ لیتے ہیں؟ جب وہ علامت مضارع ہوں ان پر پھر کسرہ پڑھتے ہیں۔ صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔

تو اب یہاں پر انہوں نے بتلایا بھائی کہ علامت مضارع کے اندر بمطابعت فَا در کسرہ علامت مضارع میں بھی کیا پڑھ سکتے ہیں یہاں پر؟ کسرہ پڑھ سکتے ہیں یعنی یَهِدِّيْ کو کیا پڑھ سکتے ہیں؟ یِهِدِّيْ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں **واز قبیل تِعْلَمُ نیست**، یہ تِعْلَمُ کی قبیل سے نہیں ہے، **زیرا کہ یَا درآنجا مکسور نہ می شود**، اس لیے کیونکہ یَا وہاں پر مکسور نہیں ہوتی۔ تِعْلَمُ کی قبیل سے نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ۔ اس کی قبیل سے کیوں نہیں ہے؟ بھائی اس لیے کہ تِعْلَمُ میں کسرہ ہم نے کیوں پڑھا تھا؟ ماضی مکسور العین تھی، یا اسی طرح آپ پڑھتے ہیں جب ماضی کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو پھر بھی کیا پڑھتے ہیں علامت مضارع پر کسرہ۔ لیکن یہاں جو علامت

مضارع پر کسرہ ہے، وہ کس وجہ سے ہے؟ یہ تو فَا کی مطابعت میں ہے، یَهِدِّيْ تھا۔ تو ہا مکسور تھی، ماضی کی بات نہیں۔ جی۔ تو کہتے ہیں تِعْلَمُ کی قبیل سے نہیں ہے، **زیرا کہ یَا درآنجا مکسور نہ می شود**، اس لیے کیونکہ یَا وہاں پر مکسور نہیں ہوتی، جیسے میں نے بتایا بعض لغتوں میں یَا مکسور نہیں ہوتی کیونکہ یَا پر کسرہ ثقیل ہے۔

و ہمچنیں است حال امر و مصدر، اور اسی طرح حال ہے امر اور مصدر کا بھی۔ یعنی امر کیا ہو گا بھائی؟ هَدِّ پڑھنا بھی جائز اور هِدِّ پڑھنا بھی جائز۔ اور اسی طرح، یہ تو آگے مصدر ہے، هَدَّاءٌ و هِدَّاءٌ بھائی۔ یہ بھی مصدر ہے بھائی۔ **بفتح فَا و کسر آں**، فَا کے فتحہ اور اس کے کسرہ کے ساتھ۔ **اصلش**، اس کی اصل جو ہے اِهْتَدِ، امر کی اصل کیا تھی؟ اِهْتَدِ۔ آپ کی کتابوں میں یَا ہے آگے؟ جی۔ یَا نہیں ہونی چاہیے بھائی، امر میں یَا گر گئی بھائی، یَا گر گئی بھائی، اِهْتَدِ تھا بھائی۔ سمجھ میں آیا بھائی؟ جی۔ تو یعنی کہ امر کیا اوپر آیا؟ هَدِّ پڑھنا بھی جائز اور هِدِّ پڑھنا بھی جائز۔ اسی طرح هَدَّاءٌ پڑھنا بھی جائز اور هِدَّاءٌ پڑھنا بھی جائز۔ جی۔ **بفتح فَا و کسر آں**، فَا کے فتحہ اور اس کے کسرہ کے ساتھ۔ **اصلش اِهْتَدِ**، تو اس کی اصل کیا تھی؟ اِهْتَدِ۔ کیا کیا پھر؟ تا کو دال کر کے دال میں ادغام کیا، اور تا کی اپنی حرکت کس کو دے دی؟ ہا کو دے دی اور ہمزہ کو گرا دیا تو کیا ہوا؟ هَدِّ، اور اسی طرح هِدِّ بھی بھائی۔ آگے کیا ہے؟ اِهْتِدَاءٌ۔ اِهْتِدَاءٌ۔ اچھا۔ تو اِهْتِدَايْ ہو یا اِهْتِدَاءٌ ہونا چاہیے۔ چلیے دونوں طرح ٹھیک ہے، اصل تو تھا اِهْتِدَايْ، پھر کیا ہو گیا؟ اِهْتِدَاءٌ، پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ هَدَّاءٌ ہوا، اور اسی میں هِدَّاءٌ پڑھنا بھی جائز ہے بھائی۔

و اسم فاعل و اسم مفعول، اور اسم فاعل اور اسم مفعول جو ہیں وہ کیا ہیں؟ مُهَدٌّ اور مُهِدٌّ، **بفتح فَا و کسر آں**، فَا کے فتحہ اور اس کے کسرہ کے ساتھ۔ **برائے تمیز، برائے تمیز از اسم فاعل باب تَفْعِيْلْ**، باب تَفْعِيْلْ کے اسم فاعل سے تمیز کے لیے، اس سے فرق کرنے کے لیے بھائی۔ باب تَفْعِيْلْ کا اسم فاعل کیا آئے گا؟ جی؟ مُكَرِّمٌ۔ آخر میں اگر یَا ہو وہ گر جاتی ہے، سمجھ میں آیا؟ تو وہاں بھی کیا بن جائے گا؟ مُسَوٍّ جیسے، کیا تھا؟ مُسَوٍّ۔ تو یہ مُهَدٌّ دیکھو مُسَوٍّ کی طرح ہوا،

کس کی طرح ہوا؟ لیکن اس میں کسرہ بھی جائز، کیا پڑھ سکتے ہیں؟ مُهِدٌّ۔ یہ کسرہ کیوں پڑھتے ہیں؟ باب تَفْعِيْلْ کے اسم فاعل سے تمیز کے لیے، اس سے جدا کرنے کے لیے، ممتاز کرنے کے لیے، اس سے فرق کرنے کے لیے۔ اور نیز آگے دیکھیے **وبمطابعت ضمِّ میم** ضمِّ فَا، اور میم کے ضمے کی مطابعت کے ساتھ فَا کا ضمہ، فَا پر ضمہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بھائی میم پر شروع میں کیا تھا؟ ضمہ۔ تو لہٰذا آگے فَا یعنی کہ جو ہا ہے اس پر ضمہ بھی پڑھ سکتے ہیں اس ما قبل کے ضمے کا اتباع کرتے ہوئے، تو مُهُدٌّ پر بھی پڑھ سکتے ہیں بھائی۔ کتنی صورتیں آگئیں؟ تین بھائی: مُهَدٌّ، مُهِدٌّ اور مُهُدٌّ۔ **وایں وجہ بنسبت سابق زائد است**، اور یہ وجہ جو ہے سابق کی بنسبت زائد ہے، ما قبل میں تو ضمے کا ذکر نہیں تھا بھائی، سمجھ میں آیا؟ مضارع اور ماضی کے اندر ضمے کا ذکر نہیں، تو یہاں جو ضمہ آیا ہے یہ زائد ہے ان کی بنسبت۔

دیگر، دوسرا یہ کہ اور الگ بات بتا رہے ہیں: **ہر گاہ**، ہر وقت، ہر اس وقت **کہ تائے** تَفَعُّلْ و تَفَاعُلْ، جی اب باب تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ کی بات کر رہے ہیں، کہ باب تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ کی جو تا ہے **پیش از حروف مذکورہ بہ آید**، وہ ان مذکورہ حروف سے پہلے آ جائے، یعنی تا کے بعد جو فَا ہے وہ کیا ہو؟ جو حروف مذکور ہوئے دال، ذال، زا وغیرہ بھائی جو پیچھے ذکر ہوئے۔ **تو در جواز ادغام**، تو ادغام کے جواز میں **در مابعد خود**، اپنے مابعد میں **مثل تائے** اِفْتِعَالْ **است**، یہ کس کی طرح ہے؟ تائے اِفْتِعَالْ کی طرح ہے، کس کی طرح ہے؟ تائے اِفْتِعَالْ کی طرح۔ جیسے تائے اِفْتِعَالْ میں فَا کی جگہ کیا آتا تھا؟ دال، ذال، طا، صاد، ضاد وغیرہ آتے تھے، تو جیسے وہاں ادغام وغیرہ اور بدلنا، بعض صورت بدلنا واجب ہوتا تھا اور ادغام جائز وغیرہ وہی صورتیں یہاں بھی، یہاں بھی اسی طرح ہوں گی۔ **و ہمزۂ وصل وقت حاجت در اول آوردہ شود**، اور ہمزۂ وصل ضرورت کے وقت شروع میں لایا جائے گا۔ بھائی شروع میں تا ہے، آگے فَا کی جگہ کوئی کلمہ آیا، تو تا کو بھی اس کی جنس سے بدل کر اس میں کیا کریں گے؟ ادغام۔ جب ادغام کریں گے تو اول حرف ساکن ہو جائے گا۔ شروع میں ہے نا تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ، شروع میں ہی ادغام آ رہا ہے، تو پہلا حرف کیا ہوا؟ ساکن، اور ساکن سے تو ابتدا نہیں ہو سکتی، لہٰذا ضرورت کی وجہ سے شروع میں پھر کیا لے آئیں گے؟ ہمزۂ وصل لائیں گے۔ یہ معنی ہے **و ہمزۂ وصل وقت حاجت در اول آوردہ شود**، اور ہمزۂ وصل جو ہے ضرورت کے وقت شروع میں لایا جائے گا، **یعنی در صیغہ ہائے کہ پیش** فَا **حرفے نباشد**، یعنی ان صیغوں کے اندر کہ فَا سے پہلے کوئی حرف نہ ہو، **چناں کہ در مصدر و ماضی و امر**، جیسے کہ مصدر میں، ماضی میں اور امر میں ہے، **چوں در ابتدائے در آیند**، جب وہ شروع میں آئیں بھائی۔ **مثل**

اِتَّرَسَ	اِتَّارَكَ	اِثَّرَدَ	اِثَّاقَلَ
اِجَّمَّعَ	اِجَّامَعَ	اِدَّثَّرَ	اِدَّارَكَ
اِذَّكَّرَ	اِذَّابَحَ	اِزَّيَّنَ	اِزَّاوَرَ
اِسَّمَّعَ	اِسَّاقَطَ	اِشَّجَّعَ	اِشَّاجَرَ
اِصَّبَّرَ	اِصَّابَرَ	اِضَّرَّعَ	اِضَّاغَنَ
اِطَّيَّرَ	اِطَّايَرَ	اِظَّلَّمَ	اِظَّالَمَ

، مصدر باشند یا ماضی یا امر، چاہے مصدر ہوں یا ماضی ہوں یا امر، جو بھی صیغہ ہو گا اسی طرح صورتیں ان میں جائز ہوں گی۔ **کہ در اصل**، اب ان سب کی اصل بتانے لگے ہیں: اوپر کیا آیا تھا؟ اِتَّرَسَ، اصل میں کیا تھا؟ تَتَرَّسَ۔ جی۔ تو تا کا تا میں کیا کر دیا؟ ادغام۔ جب تا کا تا میں ادغام کیا تو پہلی تا کیا ہوئی؟ ساکن۔ تو شروع میں کیا لے آئے؟ ہمزۂ وصل، تو اوپر کیا بن گیا پھر؟ اِتَّرَسَ۔ اچھا۔ اور اسی طرح وتَتَارَكَ، اِتَّارَكَ اصل میں کیا تھا؟ تَتَارَكَ، اسی طرح وہ اِتَّارَكَ ہوا۔ جی۔ آگے اِثَّرَدَ اصل میں کیا تھا؟ تَثَرَّدَ۔ تو تَثَرَّدَ میں تا کو ثا کر کے ثا میں کیا کر دیا؟ ادغام اور شروع میں ہمزۂ وصل آیا تو اِثَّرَّدَ ہوا۔ اِثَّاقَلَ یہ اصل میں کیا تھا؟ تَثَاقَلَ تھا بھائی۔ اسی طرح اِجَّمَّعَ اصل میں کیا تھا؟ تَجَمَّعَ تھا بھائی۔ تو تا کو جیم کر کے جیم میں ادغام کیا اور شروع میں ہمزۂ وصل لے آئے تو اِجَّمَّعَ ہوا بھائی۔ صورت سمجھ میں آگئی؟ جی۔ تو سب میں اسی طرح ہے وتَجَامَعَ، یہ ساروں کی اصل بیان کرتے چلے جا رہے ہیں و

تَجَامَعَ	تَدَثَّرَ	تَدَارَكَ	تَذَكَّرَ
تَذَابَحَ	تَزَيَّنَ	تَزَاوَرَ	تَسَمَّعَ
تَسَاقَطَ	تَشَجَّعَ	تَشَاجَرَ	تَصَبَّرَ
تَصَابَرَ	تَضَرَّعَ	تَضَاغَنَ	تَطَيَّرَ
تَطَايَرَ	تَظَلَّمَ	تَظَالَمَ	

بود بھائی، یہ اصل میں یہ تھے اوپر والے۔

دیگر لام تعریف در راو نون و در حروف مذکورہ بالا سوائے جیم وجو بامد غم می شود۔لام تعریف جو ہے یعنی الف لام جو شروع میں آتا ہے، یہ را اور نون کے اندر اور اوپر جو حروف مذکور ہوئے سوائے جیم کے، **وجو بامد غم می شود**، ان میں وجو بامد غم ہو جائے گا۔ **چوں** اَلرَّاءُ جیسے اَلرَّاءُ۔ بھائی را اور نون کا تو اوپر ذکر نہیں آیا تھا۔ ان کے علاوہ جن کا ذکر آیا وہ سارے اور ان کے ساتھ را اور نون۔ ان میں لام تعریف کا ادغام ہو گا۔ جیسے اَلرَّاءُ، اصل میں کیا تھا؟ اَلْرَاءُ۔ پھر لام کو را کر کے را میں ادغام کیا دیکھو اَلرَّاءُ ہوا۔ والنُّوْنُ، اصل میں کیا تھا؟ اَلْنُوْنُ، تو لام کو نون کر کے نون میں ادغام کیا اَلنُّوْنُ۔ و الثَّاءُ، اب یہ وہ حروف شروع ہو گئے جو اوپر گزر چکے ہیں۔ اصل میں کیا تھا؟ اَلْثَاءُ، تو لام کو ثا کر کے ثا میں ادغام کیا تو اَلثَّاءُ ہوا۔ سب میں اسی طرح ہے، صورت سمجھ میں آگئی بھائی؟ جی۔ سوائے جیم کے، اوپر جتنے حروف ذکر ہوئے ان سب میں بھی اور را میں بھی اور نون میں بھی سوائے جیم کے بھائی۔ والدَّالُ و الذَّالُ و الزَّايُ و السِّيْنُ و الشِّيْنُ و الصَّادُ و الضَّادُ و الطَّاءُ و الظَّاءُ و الثَّاءُ، و عَلَيْهِ التَّمَامُ اور اسی پر اختتام ہے کتاب کا۔ چلیے بس بھائی۔

چلیے بھائی آپ حضرات کو بھی مبارک ہو بھائی، الحمد للہ کتاب مکمل ہوئی بھائی۔

اچھا، آیئے بھائی اب دعا بھی کر لیں۔ دعا کا طریقہ ہمیشہ یاد رکھو، شروع میں الحمد للہ ہو اور پھر درود شریف ہو چند مرتبہ، اور پھر آخر میں بھی درود شریف اور آمین ہو تو اس سے دعا قبولیت کے قریب ہو جاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مولانامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ۔

اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والا بنا۔ اے اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پھیلانے والا بنا۔ اے اللہ ہم سب کو اے اللہ بدعات سے اے اللہ ہم سب کی حفاظت فرما۔ اے اللہ ہم سب کو بدعات کو مٹانے والا بنا۔ اے اللہ اے اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ اے اللہ ہمارے اے اللہ گھروں میں بھی دین کا بول بالا فرما۔ اے اللہ ہمارے اٹھنے اور بیٹھنے میں بھی دین کا بول بالا فرما۔ اے اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرما۔ اے اللہ قیامت تک ہماری آنے والی نسلوں کا خاتمہ بھی ایمان پر فرما۔ اے اللہ ہم سب کو وسیع حلال رزق نصیب فرما۔ اے اللہ حرام کے ذرے ذرے سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ قیامت تک ہماری آنے والی نسلوں کی بھی حرام سے حفاظت فرما۔ اے اللہ ہمیں وسیع حلال رزق نصیب فرما۔ اے اللہ قیامت تک ہماری آنے والی نسلوں کو بھی وسیع حلال رزق نصیب فرما۔

اے اللہ اے اللہ اے اللہ ہماری تمام حاجات پوری فرما۔ اے اللہ تمام مشکلات حل فرما۔ اے اللہ ہر شر اور فتنے سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ ہر شر اور فتنے سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ جہنم سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اے اللہ جہنم سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اے اللہ جہنم سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اے اللہ ہمیں جنت الفردوس نصیب فرما۔ اے اللہ ہمیں جنت الفردوس نصیب فرما۔ اے اللہ ہمیں جنت الفردوس نصیب فرما۔ اے اللہ ہمیں اپنے محبوب بندوں میں داخل فرما۔ اے اللہ ہمیں اپنے محبوب بندوں میں داخل فرما۔ اے اللہ ہمیں اپنے محبوب بندوں میں داخل فرما۔ اے اللہ جتنے حاضرین ہیں سب کی تمام حاجات پوری فرما۔ اے اللہ جس کے گھروں میں کوئی پریشانی یا تکلیف ہے اے اللہ ان تکالیف اور پریشانیوں کو دور فرما۔ اے اللہ جو بیمار ہے یا گھروں میں کوئی بیمار ہیں اے اللہ سب کو شفا نصیب فرما۔ اے اللہ مجاہدین کی خصوصی مدد و نصرت فرما۔ اے اللہ دشمنان اسلام پر ان کا رعب طاری فرما۔ اے اللہ مجاہدین کو ہمت اور قوت نصیب فرما۔ اے اللہ جو دشمنوں کی قید میں ہیں اے اللہ ان کی رہائی کے لیے غیب سے اسباب بنا دیجیے۔ اے اللہ ان کے گھر والوں کو اطمینان و

سکون نصیب فرما۔ اے اللہ ہر شر اور فتنے سے ہماری حفاظت فرما۔

اے اللہ جو شخص جس انداز میں بھی دینی کام میں لگا ہوا ہے اے اللہ سب کی مدد و نصرت فرما۔ اے اللہ یہ جو لوگ دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور جہاد میں لگے ہوئے ہیں اے اللہ ان سب کی برکت سے ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ تمام حاجات پوری فرما۔ اے اللہ ہماری تمام حاجات پوری فرما۔ بہت سے لوگوں نے بھی دعاؤں کا کہا ہے مختلف مسائل کے سلسلے میں اے اللہ ان سب کی بھی حاجات پوری فرما۔ اے اللہ ان سب کی مشکلات بھی حل فرما۔ اے اللہ میرے تمام تلامذہ کو دنیا میں بھی عزت نصیب فرما۔ اے اللہ آخرت میں بھی عزت نصیب فرما۔ اے اللہ دنیا میں بھی انہیں معزز و محترم فرما۔ اے اللہ آخرت میں بھی معزز و محترم فرما۔ اے اللہ ان سب سے دین کا عظیم کام لے۔ اے اللہ ان سب کو آگے ہزاروں لاکھوں دین کی شمعیں روشن کرنے والا بنا۔ اے اللہ ہماری تمام حاجات پوری فرما۔ اے اللہ ہماری تمام مشکلات حل فرما۔ اے اللہ ہر شر سے حفاظت فرما۔ اے اللہ ہر شر سے حفاظت فرما۔

اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہمارے جو عزیز و اقارب ہم سے رخصت ہو چکے ہیں اے اللہ ان کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ان کے درجات بلند فرما۔ اے اللہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے کروڑہا درجات بلند فرما۔ اے اللہ ان کے کروڑہا درجات بلند فرما۔ اے اللہ ان کے کروڑہا درجات بلند فرما۔ اے اللہ ہمارے جو اساتذہ بھی ہم سے رخصت ہو چکے ہیں ان کے بھی کروڑہا درجات بلند فرما۔ اے اللہ ان سب کی لغزشات سے درگزر فرما۔ اے اللہ ان سب کے درجات بلند فرما۔ اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہمارے جو اساتذہ زندہ ہیں اے اللہ ان کو بھی خوشیاں نصیب فرما۔ اے اللہ ان کی تکالیف اور پریشانیاں دور فرما۔ اے اللہ ان کو وسیع حلال رزق نصیب فرما۔ اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ جن طلبہ کے تعلیم کے سلسلے میں کوئی رکاوٹیں وغیرہ ہوں اے اللہ ان رکاوٹوں کو دور فرما۔ اے اللہ اسلام کو پھر اس زمانے کے اندر اے اللہ اسلام مسلمان سارے تکالیف میں ہیں اے اللہ سب کی مشکلات دور فرما۔ اے اللہ سب کی مشکلات دور فرما۔ اے اللہ ہمارے اس ملک کی بھی حفاظت فرما۔ اے اللہ تمام عالم کے مسلمانوں کی حفاظت فرما۔ اے اللہ ہماری تمام مشکلات حل فرما۔ اے اللہ ہم نے اس آپ کی اس مجلس میں ایک دین کی ایک کتاب ختم کی ہے۔ اے اللہ ہمارے اس پڑھنے اور پڑھانے کو قبول فرما۔ اے اللہ ہمارے اس پڑھنے اور پڑھانے کو قبول فرما۔ اے اللہ اس کو ہم سب کے لیے عظیم صدقۂ جاریہ بنادے۔ اے اللہ اس کو ہم سب کے لیے عظیم صدقۂ جاریہ بنادے۔

اے اللہ اے اللہ اس مجلس میں ہم نے آپ کے دین کی ایک کتاب ختم کی، اے اللہ اس کی برکت سے ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ تمام حاجات پوری فرما۔ اے اللہ تمام مشکلات حل فرما۔ اے اللہ ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما۔ اے اللہ ہمیں دین پر پورے طریقے سے چلنے والا بنا۔ اے اللہ سنتوں پر عمل کرنے والا بنا۔ اے اللہ ہماری تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہماری تمام حاجات پوری فرما۔ اے اللہ ہماری تمام حاجات پوری فرما۔

میرے ایک جاننے والے ہیں ان کا بھی کل پرسوں ہی دل کا آپریشن بھی ہوا ہے ان کے لیے بھی دعا فرمائیں بھائی، کہ اللہ انہیں بھی صحت نصیب فرمائے۔ اے اللہ انہیں بھی صحت نصیب فرما۔ میرے لیے بھی دعاؤں کی درخواست ہے آپ حضرات سے، اے اللہ مجھے بھی صحت و عافیت نصیب فرما۔ اے اللہ ہر شر اور فتنے سے حفاظت فرما۔ میری والدہ کے لیے اور ہمشیرہ بھی بیمار ہیں ان کے لیے بھی آپ حضرات سے دعاؤں کی درخواست ہے، اے اللہ انہیں بھی صحت و عافیت نصیب فرما۔ اے اللہ تمام تکالیف اور پریشانیاں دور فرما۔ اے اللہ اطمینان اور سکون نصیب فرما۔ اے اللہ ہم سب کی تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہم سب کی تمام دعائیں قبول فرما۔ اے اللہ ہم سب کی تمام دعائیں قبول فرما۔ صَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰی۔

تفصیلی فہرستِ مضامین و اسباق

(مکمل کتاب کے ۱۵ ابواب اور ۱۲۹ اسباق مع صفحات)

بَابُ الْأَوَّلِ: مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ وَقَوَانِينُ تَخْفِيفِ الْهَمْزَةِ (خطبۂ کتاب، اقسامِ ہفت گانہ، صورِ ہمزہ اور تخفیفِ ہمزہ کے قوانین (اسباق ۱۱۱ تا ۱۱۶)) ۱

۱۱۱ خطبۂ کتاب، غرضِ تالیف اور اقسامِ ہفت گانہ (صحیح، مہموز، معتل، مضاعف) ۲

۱۱۲ الف و ہمزہ کا فرق، صورِ ہمزہ اور حرکات کا بیان ۸

۱۱۳ صرفِ صحیح و غیر صحیح کا اجمالی حکم اور ابواب کا تقابل ۱۴

۱۱۴ ادغام کی دو اقسام (متجانس و متقارب) اور قوانینِ تخفیفِ ہمزہ کا آغاز ۲۱

۱۱۵ اجتماعِ ہمزتین در یک کلمہ اور ابدالِ ہمزہ کے قوانین ۲۶

۱۱۶ ہمزہ بعد از الفِ زائدہ، ہمزہ مابین مخرج و حرفِ حرکت اور دیگر قواعدِ ہمزہ ۳۳

اَلْفَصْلُ الثَّانِي: فِي قَوَانِينِ إِعْلَالِ الْمِثَالِ (مثالِ واوی و یائی کے حذف، ابدال اور بابِ افتعال کے قواعد (اسباق ۱۱۷ تا ۱۲۰)) ۴۰

۱۱۷ فصلِ دوم (مثال): واوِ مثال کے گرنے کے شرائط اور «يَطَأُ» و «يَسَعُ» کے مباحث ۴۱

۱۱۸ مصدرِ مثالِ واوی (عِدَةٌ، وِقَايَةٌ) اور حذفِ واو کے استثنائی مسائل ۴۸

۱۱۹ واوِ ساکن ما قبل مکسور (مِيزَانٌ) اور یائے ساکن ما قبل مضموم کے قوانین ۵۳

۱۲۰ بابِ افتعال میں واو و یا کو تاء سے بدلنے اور ادغام کے مباحث ۵۹

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِي قَوَانِينِ إِعْلَالِ الْأَجْوَفِ (اجوفِ واوی ویائی کے اعلال، موانعِ تعلیل اور ضمائرِ مرفوع متحرک کے احکام (اسباق ۱۲۱ تا ۱۳۰)) ۶۵

۱۲۱ فصلِ سوم (اجوف): قوانینِ اعلالِ اجوف کا آغاز (حرکتِ لازم وماقبل مفتوح) ۶۶

۱۲۲ طَوٰی، قَوِیَ اور تَحَشَّیْنَ میں عدمِ تعلیل کے اسباب وموانع ۷۴

۱۲۳ موانعِ تعلیلِ اجوف (اضطراب وحرکت) اور تعلیل بالاسکان والنقل ۸۰

۱۲۴ عین کلمہ کی حرکت ماقبل کو نقل کرنے اور اعلالِ لام کے موانع ۸۷

۱۲۵ أَفعِلْ تعجب میں عدمِ تعلیل اور مصدرِ افعال واستفعال کے قوانین ۹۲

۱۲۶ اجوفِ واوی کی جمع، اسمِ فاعل اور ہمزہ سے ابدال کے مسائل ۹۸

۱۲۷ واو ویا مکسور ماقبل مضموم اور ماضی اجوف متصل بضمیرِ مرفوع متحرک ۱۰۲

۱۲۸ قُلْتُ وبِعْتُ میں رعایتِ باب ورعایتِ اصل کے دلائل ۱۰۷

۱۲۹ خِفْتُ وطُلْتُ میں حرکتِ فاء اور التباسِ ابواب سے بچاؤ کے قواعد ۱۱۲

۱۳۰ لَسْتُ میں عدمِ نقل اور فعلِ اجوف کے متفرق صرفی سوالات ۱۱۷

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ: فِي قَوَانِينِ إِعْلَالِ النَّاقِصِ (ناقص کے طرف، جزم ووقف، بابِ تفعیل اور ضمیرِ غائب کے قوانین (اسباق ۱۳۱ تا ۱۳۵)) ۱۲۵

۱۳۱ فصلِ چہارم (ناقص): واو ویا در طرفِ کلمہ بعد از الفِ زائدہ ۱۲۶

۱۳۲ حالتِ جزم ووقف میں حرفِ علت کا سقوط اور واو کو یا سے بدلنے کے قوانین ۱۳۲

۱۳۳ طَیٌّ وبُوْلِغَ میں ادغام والتباس کے مسائل اور قلبِ واو بہ یا ۱۳۸

۱۳۴ بابِ تفعیل کے مصدرِ ناقص (تَوْصِیَۃٌ) اور اجتماعِ یائین کے احکام ۱۴۳

۱۳۵ ضمیرِ «ہُوَ» و «یَدْعُوْ» میں سلامتِ واو اور ناقص کے دیگر قوانین ۱۴۹

خَاتِمَۃُ الْکِتَابِ: فِي قَوَانِینِ الْإِدْغَامِ وَاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ (مضاعف کے ادغام، التباس، اجتماعِ ساکنین اور بابِ افتعال کے متفرق قواعد (اسباق ۱۳۶ تا ۱۳۹)) ۱۵۵

۱۳۶ مضاعف میں ادغام کے شرائط اور التباسِ صیغہ (مُحَابٌّ وغیرہ) کے مسائل ۱۵۶

۱۳۷ حالتِ وقف میں ادغام (مُدَّ) اور بقاءِ ادغام کے قواعد ۱۶۴

۱۳۸ اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہٖ (اِضْرِبُنَّ) اور مَعَایِشُ و مَقَاوِمُ کے مباحث ۱۷۴

۱۳۹ بابِ افتعال میں حروفِ مطبقہ، دال، ذال، زا، سین، جیم کے قلب و ادغام اور اختتامِ کتاب ۱۸۲

تفصیلی فہرستِ مضامین و اسباق ۱۹۰